CHECKED 1995

Checked
1987

تفسیر
۱۸۳ فتح

CHECKED

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

اسمائے الٰہی کی ذات اور صفات کا ثبوت اور ملائکہ عالم برزخ والہام وحقیقت دوزخ وجنت اور نبوت اور معجزات کا بیان اور علوم قرآن اور
بیہ ورسوم مذاہب عرب اور پیمبران کی اصلاح کی کیفیت کا خولگیشیکر بادریون اور آریون اور دہریون اور نیچریہ کے شکوک
کا جواب شافی وبادلائل تحریر کارد کافی کیا ہے اور دنیا کے مذاہب موجودہ پر بحث محققانہ کرکے یہ بات ثابت کردی گئی ہے کہ سوائے
اسلام کے اور کوئی مذہب دنیا میں منجانب اللہ نہیں

جلد اول تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

مقدمہ تفسیر حقانی

۱۳۱۵ھ

حقیقت میں اسکے مصنف علامہ مولانا مولوی

ابو محمد عبد الحق صاحب نے اس زمانہ کے مفاسد اور حال کے فلسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ میں علم کلام کی بنیاد ڈالی
ہے جو آیندہ مسلمانوں کے لیے عرصہ دراز تک کارآمد ہوگا۔ اس کتاب میں جس طرح بیشمار علوم کے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے
سو طرز اس کی صاف اور اردو کی نہایت فصیح عبارت رکھی ہے۔ اب سے مدت بعد زیادہ بعض حواشی وتتمہ تیار

طبع ہوئے

HYDERABAD STATE L...

۶۱۸۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] والصلوٰۃ [illegible] سید الانبیاء محمد الذی اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وآلہ واصحابہ الذین قطعوا عرق الشک والارتیاب۔

[illegible] ضروری باتیں [illegible] نہایت کار آمد ہیں بطور مقدمہ کے بیان کرتا ہوں۔ اس میں تین باب اور ایک خاتمہ ہے۔

باب اوّل

[illegible] ہے کہ یہ عالم کہ جس میں رنگ برنگ کی صنعتیں اور طرح بطرح کے انتظام و استحکام ہیں) از خود نہیں بلکہ [illegible] حکیم رحیم سمیع بصیر علیم علیم ہے کہ جسکا کوئی شریک نہ کوئی سہیم ہے سب عیوب سے پاک اور ہر کام میں دانا [illegible] ان امور کے ثبوت میں دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ کسی صاحب عقل سلیم کو انکار کی کوئی صورت نہیں [illegible] ہندو قحبہ یا کوئی تخت آتا ہے یا کوئی مکان کمرہ حویلی وغیرہ دکھائی دیتا ہے تو ہمکو (بغیر اس بات کے کہ ہم نے [illegible] کی صورت بھی ہو بنتے دیکھا تو درکنار) کسقدر یقین آتا ہے کہ ضرور اسکا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے کہ جو اس علم و ہنر میں طاق اور [illegible] ہمارا یہ یقین کسی طرح غلط نہیں ہوسکتا اب اس عالم حیرت افزا کو دیکھکر کہ جو صندوقچہ وغیرہ مصنوعات سے بدرجہا عجیب و [illegible] کے کاریگر کے [illegible] نہیں اور یوں سوفسطائیہ لاادریہ اور سوفسطائیہ عندیہ کے فضول شکوک اور بیہودہ وسواس کا تو [illegible] پر تمام کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جو صانع عالم اور صفات کمالیہ سے متصف ہے اسکے موجود ہونیکا یقین کرنا ہر شخص [illegible] میں [illegible] ہے قولہ تعالےٰ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ج پس جسطرح کہ اسکا یقین فطری ہے ویسے ہی اسکا حکیم ہونا [illegible] نظام لائق اور بندوبست فائق کر رکھا ہے چونکہ اشرف المخلوقات حضرت انسان کے سوا جسقدر مخلوقات [illegible] بھینس مرند پرند) بوجہ نہونے عقل کلی کے مبدء و معاد کی فکر سے آزاد ہیں یہ بارگران حضرت انسان [illegible] گھوڑا گدھا [illegible] کا نام ہے [illegible] کہ سبب عناد کے یوں کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز وہم و خیال کی اصل میں کچھ نہیں۔ دوسرے عنیدیہ کہتے ہیں [illegible] اور اصل کچھ نہیں ہے لاادریہ کہتے ہیں ہمکو کوئی چیز بھی طرح معلوم نہیں ہر بات میں ہمکو شک ہے

فصل اول وجود خدا اور اسکی ہستی کی ثبوت میں۔

اٹھایا اور یہ خطِ امانت اسکے حصے مین آیا کما قال تعالیٰ[1] اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ الایہ پس اُنکے لیے یہی رحمت ہے کہ آنکو اُنکے مناسب و بنیادی امور کے انتظام عطا فرما۔
وہ اپنا گھر بناتی اور اُس مین شکار پھنساتی ہے۔ پرندوں نے اونچے درختونکی شاخون اور بلند[illegible] ونکی چوٹیونپر
ہین حشرات الارض کو یہی تعلیم کیا کہ وہ زمین مین سوراخ بنائین اور گرمی و سردی سے امن پائین۔ [illegible] ونکو چنگل و دا
صورت نوعیہ کو آہام ہوا کہ پانی کے وسیلے سے نرم خاک کو جڑونکے ذریعہ سے چوسکر اُسکے رنگ [illegible] کیے پتے اور پھول اور پھل بنائے اور ہر عضو
خاص پر رہے تخالف نہونے پائے جو زمین پر پیل ہوکر پھیلتے ہین وہ بلند نہونے پائین بلند ہونے والے زمین پر پیل بنکر نہ پھیل جائین گا گول
وہ ہمیشہ گول رہے اور جسکا لمبا بتایا ہی وہ ہر جگھ ویسا ہی رہے علے ہذا القیاس اور صدہا انتظامات ہین کہ جنکا ذکر یہان ناممکن ہی۔ حضرت ا
سب مین افضل بنایا اور علوم اور ادراکات کا جامہ پہنایا جسطرح موالید ثلثہ مین جمادات سے نباتات اشرف ہین اور نباتات سے حیوانات افضل ہین بسیط
حیوانات مین انسان اعلیٰ ہی اس علو کے سبب اسکو سوا انتظامات معاش کے فکر مبدء و معاد بھی دیگئی اُسکے افعال مین اُسکو اختیار زیادہ دیا گیا جسکی وجہ
ثواب و عذاب آخرت کا مستحق ہوا۔ اُس رحیم کریم کو اپنے پیارے انسان کی دنیا و دین معاش و معاد دونون کے انتظام کرنے پڑے اور دونونکے حق انتظام

انتظام معاش اسطرح پر کیا کہ قوی[2] نباتیہ و قوی حیوانیہ و انسانیہ اسکو عطا کین کہ جنکے ذریعہ سے ہر انسان خواہ عالم خواہ جاہل خواہ جوان
اپنے کاروبار طبعی کھانا پینا ہضم کرنا پاخانہ پھرنا جماع کرنا سونا جاگنا مضر چیزونسے دور رہنا منافع کی طرف ملتفت ہونا وغیرہ وغیرہ کو پورا کرتا اور [illegible] اور
اسکے بعد دیگر اسباب معاش کے پیدا کرنیکے لیے ہر ایک کو علے حسب مراتب قوت بخشی اور اُسی نوع کے بعض بعض اشخاص کو متمازید خاص کر دیا کہ اُنکی
کے اختراع کی توفیق دی کہ اسکو بڑھئی کے کام مین ایسا الہام ہوا کہ اُسنے لکڑی کی ہزارون عمدہ عمدہ کارآمد چیزین بنائین کہ اسکو لوہار کے کام مین [illegible]
عجیب عجیب ایجاد کیے کسی نے تار برقی ریل گاڑی[3] دخانی جہاز[4] کپڑا بننے کی عجائب غرائب کلین[5] فونوگراف[6] ٹیلیفون[7] عجائب عجائب توپین[8] تار پیڈو[9] وغ
چیزین ایجاد کین پھر اُنکی وجہ سے تمام نوع انسان اُسکے فائدے کی مستحق ہوگئی اسیطرح تجارت و زراعت و حرفہ و صناعہ کرنے کے فنون کے
اور اُنکے وسائل ان چیزونکے الہام ہوئے پھر اُنکی وجہ سے عالم مین سب نے نفع حاصل کیا اسیطرح انسانکے جسمانی سامان [illegible] طریقہ پر
اور ڈاکٹرون نے طرح طرح کی فائدہ بخش چیزین طیار کین۔ **انتظام معاد** کا یہ طور پر کھا کہ انسان کو ایک قوت ملکیہ عطا کی جسسے ہر حصہ اپنے
خالق کی طرف رجوع کرتا اور نیک و بد باتون مین حتے المقدور تمیز کرتا ہی اور اس قوت کو **عقل** کہتے ہین ہر چند عقل سلیم نے امور آخرت تو سے الکان دریافت
کیا چنانچہ فن الہیات سے یہ بات ظاہر ہے لیکن ان چند وجوہ سے عقل تنگ آگئی اور الہام کی محتاج ہوئی **اوّل** یہ کہ قوت [illegible] اکثر جگہہ عقل سے بڑھا ہوا
پیش آتی ہی بس کبھی مغلوب کبھی غالب ہوجاتی ہے۔ دیکھو جب کسی تنہا مکان مین رات کو مردہ دکھائی دیوے تو فی الجملہ خوف معلوم ہوتا ہے حالانکہ عقل کا یہی تقو

---

[1] ہمنے آسمانون اور زمین اور پہاڑ کے آگے امانت پیش کی پس وہ نہ اٹھا سکے اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اسکو اٹھا لیا۔ ۱۲ منہ [2] انسان چونکہ جامع تمام نباتات حیوانات ہے
فائق ہی دیکھو اول بکمال جسم کے بیج نفس جمادی ہی پھر اُس سے زیادہ بڑھا تو اسکو نفس نباتی عطا ہوا اُس سے بھی زیادہ کمال کو پہونچا تو نفس حیوانی ملا اُس سے بھی زیادہ کامل ہوا
ملا جیسا کہ کسی عرق کو ایک آتشہ پھر دو آتشہ کرکے کامل بناتے جادین اسیطرح ایک مشت خاک کو کمال دیتے دیتے انسان بنا دیا اسلیے اُسکے نفس [illegible] اسیطرح
و قوی نباتیہ بڑھتا غذا حاصل کرنا و غیرہ ذالک و قوی حیوانیہ حس و حرکت کرنا جانا پھرنا دیا گیا اسیطرح قوی انسانیہ بھی عطا ہوئین جیسا کہ امور کلی کا دریافت کرنا و غیرہ ذالک [illegible]
بنانیکا آلہ۔ ۱۲ منہ [3] دور سے آواز سنائی دینے کا آلہ۔ ۱۲ منہ [4] سمندر مین جہازونکے اُڑا دینے اور ڈبو دینے کا آلہ۔ ۱۲ منہ [5] بعض جاہلون نے اس الہام کو الہام [illegible]
حاصل کرکے مصنف علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا ۱۲ منہ [6] یعنی علم حسن۔ اس سے یہ بات بین کہ جسکو انسان کہتے ہین وہ جمادیت و نباتیت و حیوانیت ہے اسکے مرتبہ مین [illegible]

کچھ ضرر متصور نہین اسیطرح جب دو بلند دیوارونکے درمیان ایک تختہ کہ جو بالشت برابر چوڑا ہو رکھدیا جاوے تو اُسپر چلنے وقت وہم بمقدر
دوم
غلط آتا ہو کہ گر پڑیگا اکثر آدمی گر پڑتا ہے حالانکہ بحکم عقل اُسی تختہ پر بشرطیکہ زمین پر دھرا ہو بخوبی چلسکتا ہے۔ دوم عقل اس بات کی عادی ہے کہ
ہر شے کو حواس کے ذریعہ سے دریافت کرتی ہے اور جو چیز حواس خمسہ سے باہر ہو وہان اسکے دریافت کرنے مین مقدمات ترتیب دیکر نتیجہ نکالنا پڑتا ہے پس وہان طرح طرح کی
غلطیان واقع ہوتی ہین کہ جنکے اہل منطق بھی شاہد ہین۔ الغرض جو چیزین کہ محسوس نہین اُنکے دریافت کرنے مین عقل کو بڑی دقت پیش آتی ہے عالم آخرت کے
سوم
حالات اور اُنکی صفات وغیرہا بھی محسوس نہین ہین اُنکے دریافت کرنے مین بھی عقل کا قافیہ تنگ ہے۔ سوم بدن کے حالات صحت و مرض بھوک اور
پیاس خوشی غمگینی وغیرہ کے متغیر ہونے سے انسان کی عقل ہر وقت یکسان نہین رہتی لڑکپن کی عقل اور جوانی کی اور بڑھاپے کی اور تندرستی کے وقت عقل کی اور حالت
ہوتی ہے بیمارہونے کے وقت اور خدا تعالی کا یہ قول اس بات پر شاہد عادل ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ انہین وجوہ
سے ہمارے کوئی کسی بات کو اچھا کوئی بُرا جانتا ہے الہیات مین ایک مسئلہ علم باری ہی دیکھیے اسمین کسقدر مختلف اقوال ہین کہ جنکی
دریافت مین عقل حیران ہوتی ہے کوئی حکیم کچھ کہتا ہے کوئی فلاسفر کچھ اور ہی کہتا ہے اُسکے بعد عالم کے حدوث و قدم مین کسقدر اختلاف ہی خیر الہیات مین
تو اختلاف ہونا کچھ بعید نہین آپ طبیعیات اور عنصریات ہی کے مسائل کو ملاحظہ فرمایئے کہ کسقدر مخالف اقوال ہین مدت تک قدماء کا یہی قول رہا
گیا کہ ہر مرکب کے یہ چار اصل الاصول عنصر بسیط ہین۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ خاک اُسکے بعد حکماء حال نے اور بہت سے بسائط اپنے دلائل سے ثابت کر دیے
کہ جنکی تعداد تیس ۳۰ سے بھی زیادہ ہے۔ حکماء کا ایک فریق ہفت افلاک عرش و کرسی کا قائل ہی اور فلک الافلاک کی گردش سے رات اور دن کا پیدا ہونا مانتا ہی
اور ایک گروہ اسکا منکر اور زمین کی حرکت کا قائل ہے علے ہذا القیاس اور صدہا چیزین ہین کہ جنمین سخت اختلاف ہے اُسکو بھی جانے دیجیے خود ایک عاقل کی رائے
مین اختلاف پڑجاتا ہی ویسا اوقات آدمی کسی بات کو صحیح کہتا ہی پھر آپ ہی دوسرے وقت اُسکو غلط بتلاتا ہی۔ آپکو اس بیان سے یہ تو خوب ہی معلوم ہوگیا
کہ انسان کی عقل (کہ جسکو آفتاب جہانتاب کہین تو بجا ہی اور جسکو غیب دانی کی دور بین کہین تو روا ہے) غلطی سے محفوظ نہین ۵۱ بالخصوص اُن چیزون
مین کہ جن جو حواس کی رسائی نہین جیسا کہ عالم آخرت کے حالات یا باری تعالی کی ذات و صفات یا خود نفس ناطقہ کے حالات و اسباب کمالات۔ یہان سے
آپکو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فرقہ آریہ ۵۲ سماج کی جس طرح سے کہ یہ رائے غلط محض ہی کہ مخلوقات کو اپنے خالق کیطرف کچھ حاجت باقی نہین رہی) اسیطرح
یہ رائے بھی محض لغو ہے کہ تنہا عقل کافی ہی اسکو وحی والہام کی کچھ ضرورت نہین۔ آپ فرمایئے کہ اگر عقل کافی ہوتی تو ضرور تھا کہ وہ غلطی سے محفوظ ہوتی اور جب اسکا
غلطی مین پڑنا ان مواضع مین یقیناً ثابت ہوگیا تو پھر کافی ہونا کہان؟ اور ان مواضع مین غلطی کرنا تو اظہر من الشمس ہی کیونکہ اگر غلطی نہوتی تو مسائل مذکورہ مین
سب لوگ اہل حق اور آستھی پر شمار کیے جاتے حالانکہ اُنکے اقوال باہم ایک دوسرے کے نقیض صریح ہین اور اجتماع النقیضین باطل ہی۔ جب آپکو خوب یقین ہوگیا

۵۱ جب آدمی چالیس برس کو پہنچتا ہو تو یہ دعا کرتا ہے کہ اے رب مجکو یہ توفیق دے کہ مین تیری اُن نعمتون کا کہ جو مجکو اور میرے ماں باپکو دین شکریہ ادا کرون اور ایسے اچھے کام کرون
کہ جو تجکو پسند آئے اور اولاد مین صلاحیت دے مینے تیری طرف رجوع کیا اور مین تیرے حکم بردارون مین سے ہون۔ ۱۲ آرجہ ۵۲ اور اسی لیے سائنس بدلتا رہتا ہی کبھی ایسا مسئلہ ثابت
نہین ہوتا کہ جسمین کہ کہدیا جاوے کہ یہ سائنس نہین ہے لیکن آج کی تحقیقات مین دس بیس برس بعد کوئی غلطی ثابت نہوگی حاشا و کلا پھر کس بھروسہ پر سائنس سے الہام انبیاء کا مقابلہ کیا جاوے۔ ۱۲ منہ
۵۳ آریہ سماج اس فرقہ کا ایک فریق جدید ہے کہ جو مخلوقات کو موجود ہونیکے بعد خالق کا محتاج نہین جانتا۔ تنہا عقل کو کافی سمجھتے ہین۔ رسولونکے منکرین اور ضرورت رسالت کے سخت مخالف
ہنود کی کتاب شاستر مہا تہرمن ویدرگ ویدو نجر ویدکے اکثر مضامین بت پرستی کے منکر یا دہریہ اور نیچر مسرستی ہے جو ایک شخص مشہور ہے۔ ۱۲ منہ

اسکا جنا کافی نہین تو رحمت الٰہی (کہ جسنے اس عالم مین ہر چیز کے ضروری اسباب مہیا کردیے چنانچہ اسکا ذکر آچکا ہے) انسان کو حالت تباہی مین
کیونکر دیکھ سکتی تھی۔ پس جسطرح اسنے معاش کی اصلاح کیواسطے سامان مہیا فرماے اور اُنکی تکمیل کے لیے چند لوگ مستثنےٰ کیے کہ جو بذریعہ الہام الٰہی طرح طرح
کے ایجادون پر قادر ہوکر اُستاد زمانہ کہلاے اور اُنکا امر معاش مین فیض عام جاری ہوا اُسیطرح انسان کی اصلاح حال وتہذیب نفس ونفع آخرت کے واسطے ایک جماعت
برگزیدہ لوگونکی قائم کی کہ جنکو **فہیم**[1] کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے۔ اُنکے دلون سے حجاب جسمانی اُٹھائے جاتے اور اُنکو عالم
ملکوت کے عجائب اسرار دکھاے جاتے ہین اُنکو اُس عالم کے علوم اور احوال عمدہ شوق وتجرید سے آراستہ اخلاق وصورت وسیرت سے پیراستہ بنایا جاتا ہے
اُنکی وجہ سے انسان کے نفس کی اصلاح اور دین کی فلاح ہوتی ہے جسطرح کہ تار برقی اور ریل وغیرہ امور کے موجد دنیاوی اُستاد ہین اسیطرح یہ لوگ ان
امور مین ہادی دین ہین اُنکے چند اقسام ہین۔ پس جو لوگ عبادت سے تہذیب نفس کرنیکے علوم رکھتے ہین اُنکو **کامل** کہتے ہین۔ اور جنکو اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل
وغیرہ کے علوم دیے جاتے ہین اُنکو **حکیم** کہتے ہین اور جنکو سیاست کلی اور عدل وانصاف کے علوم ملتے ہین تو اُنکو **خلیفہ** کہتے ہین۔ اور جنسے عالم بالا کے لوگ کلام
کرتے اور دکھائی دیتے ہین اُنکو **مؤید بروح القدس** کہتے ہین۔ اور جنکے دل اور زبان پر وہ نور اور فیض رکھا گیا کہ اُنکی صحبت سے لوگ مراتب کمالیہ پاتے ہین
اور اُنکو ہر دم تمنائی کا خیال رہتا ہو تو اُنکو **ہادی** کہتے ہین۔ اور جنکو ملت ومذہب کی اصلاح کے علوم اور اُنکے زندہ کرنیکے طریقے سکھاے جاتے ہین وہ
امام کہلاتے ہین۔ اور جنکا یہ حال ہو کہ وہ علائق جسمانی سے مجرد ہوکر عالم حشر وقبر کے احوال پر مطلع ہوجاتے یا کسی قوم کی آفات اور بلیات آیندہ پر واقف ہوکر
لوگونکو اُس سے متنبہ کرتے ہین اُنکو **منذر یا نذیر** کہتے ہین۔ اور جب حکمت الٰہی اور رحمت نامتناہی خلق کی اصلاح چاہتی ہو تو ان سب مین اعلیٰ شخص کو اُنکی
نافرمانی پر خدا کی ناراضی اور اطاعت پر خوشنودی ہوتی ہے اور جسکے موافق کو ملاء اعلیٰ مین محبوب اور مخالف کو ملعون سمجھتے ہین۔ خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے کہ وہ
خلق کو تاریکی سے نجات دیتا اور روشنی مین لاتا ہو اور اسکا نفس قدسی اس درجہ صفا پاتا ہے کہ جواہر وکنوز بڑی ریاضت سے جسکا کشف یا تجلی عالم جبروت
وملکوت ہوتی ہے تو اسکو ادنیٰ توجہ سے یہ بات حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا نفس قدسی آفتاب جہانتاب کی مانند ہوتا ہے کہ اُسکی روشنی سے لوگ منور ہوتے ہین
اور شخص عقل کو غلطیونکی سخت دلدل سے نجات دیتا ہے اور یہ شخص جب **حظیرۂ قدس** کی طرف متوجہ ہوکر ہمت کرتا ہے تو عالم اجسام بلکہ عالم ملکوت
مین اسکا تصرف ہوجاتا ہے جو باتین عادت کے خلاف ہین وہ اس سے سرزد ہوجاتی ہین۔ اسکے اشارہ سے درخت چلے آتے ہین پتھر اپنی جگہ سے لڑھکتے ہین
دریا زمین کا کام دیتا ہے آگ پانی کیطرح سرد ہوجاتی ہے ہزارون وہ چیزین کہ جو حس بصر سے خارج ہین اُسکو دکھائی دیتی اور اس سے کلام کرتی ہین یہ جماعت
لوگ اُسکی اطاعت کرتے ہین وغیرہ وغیرہ باتین کہ جنکو **معجزات** کہتے ہین پس ایسے شخص کو **نبی** کہتے ہین اگر اُسکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی بھی ملتی
ہے تو اُسکو **رسول** کہتے ہین اور اُسکے پیروؤن مین جسکو وہ نفس قدسی عطا ہوتا ہے کہ جسمین اسکے انوار اس طرح منعکس ہوتے ہین کہ جسطرح آفتاب کے
انوار آئینہ مین اور پھر کبھی اُس سے بھی خوارق عادات سرزد ہونے لگتے ہین کہ جنکو **کرامت** کہتے ہین تو اُس شخص کو **ولی** کہتے ہین پھر اولیاء کے
بہت سے اقسام ہین **غوث قطب** وغیرہ کہ جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین (یہان سے) آپکو یہ بھی خوب معلوم ہوگیا کہ نبی ایسے برگزیدہ کو
کہتے ہین کہ جسکو یہ کمالات حاصل ہون نہ یہ کہ نبوت کسی قوت کا نام ہے کہ جو انسان کے اعضاء دل ودماغ سے مانند اور قوی کے تعلق رکھتی ہے اور
نہ یہ کہ جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم وتربیت کا ملکہ بمقتضی اُسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے جیسا کہ سید احمد خانصاحب اپنی

---

[1] فہیم ایک اصطلاح خاص ہے جس سے حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام مراد ہین۔ ۱۲ منہ

تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں اور اسکو ایسا ملکہ بتلاتے ہیں کہ جیسا لوہار بڑھئی کو اپنے فن کا ملکہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ اپنے فن کا بیشمہ کیلاتا ہے۔ سید صاحب کا اس رائے میں بھی غلطی کرنیکا اُن تینوں سببوں میں سے غالباً اخیر سبب باعث ہوا۔ اول تو اس قول میں یہ غلطی ہے کہ نبوت کوئی ملکہ جسمانی نہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں **قولہ** اور جسطرح کہ قوی انسانی بمناسبت اسکے اعضاء کے قوی ہوتے جاتے ہیں اسیطرح یہ ملکہ بھی قوی ہوتا جاتا ہے الخ کیونکہ نبوت قوت روحانی ہے کہ جسکی وجہ سے ایسے بڑے بڑے بھاری کام اُس سے سرانجام پاتے ہیں قوت جسمانی یا ملکہ جسمانی (کہ جو جسم کے قوی وضعیف ہونیکی وجہ سے قوی وضعیف ہوتا ہو) کبھی اس بات کی صلاحیت نہیں رکھتا (دوم) یہ تعریف اُس شخص پر بھی صادق آتی ہے کہ جو بالاتفاق نبی نہیں دیکھیے زید عمر و بکر واعظ یا فارمر ہیں اُنمیں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضاے اُنکی فطرت کے خدا سے عنایت ہے لیکن وہ ہرگز ہرگز پیغمبر نہیں بلکہ اُنکی عقل منہور الہام اور فیض نبوت کی محتاج ہے بہت باتوں میں وہ غلطی کرتے ہیں **مان** اگر سید صاحب اس بات کے قائل ہو جاوین کہ ایسے واعظ بھی پیغمبر ہیں تو یہ اور بات ہے ہرگز جب نبوت ایسی ارزان ہو جاویگی کہ وہ نبی بھی اپنی راہی میں اغلاط کی دلدل سے نجات نہ پاوے تو پھر نبوت کس مرض کی دوا ہے؟ پھر تو آریہ سماج کی رائے ٹھیک ہے کہ نبی کی کچھ ضرورت نہیں (سوم) جب نبوت ایسی قوت ہوئی کہ اعضاء کے قوی ہونے سے قوی ہوتی جاتی ہے تو پھر سید صاحب کا یہ قول صفحہ ۲۸ نبی گو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں کیوں نہ نبی ہوتا ہے البتہ نبی ولوکان فی بطن امہ جب یہ پیدا ہوتا ہے تو نبی ہی پیدا ہوتا ہے الخ کسیطرح صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ جب نبوت بڑھئی لوہار کے ملکہ کی طرح ایک جسمانی قوت یا ملکہ ہے کہ جو جسم کے قوی ہونے پر موقوف ہے تو ماں کے پیٹ میں یا وقت ولادت جسطرح بڑھئی لوہار کے فن کا ملکہ حاصل نہیں ہوتا اسیطرح یہ ملکہ نبوت بھی حاصل نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اسوقت جسم کو یہ قوت کہاں؟ (چہارم) حضرت کا یہ قول صفحہ ۳۱ اور اسی لیے اشاعرہ و ماتریدیہ نے نبی اور امت کی مثال سلطان و رعیت کی سمجھی ہے مگر میری سمجھ میں یہ مثال ٹھیک نہیں نبی اور امت کی مثال راعی اور غنم کی سی ہے گو نبی و امت انسانیت میں شریک ہیں جیسا کہ راعی و غنم حیوانیت میں مگر نبی و امت میں فطرت نبوت کی ایسی ہی فصل ہے جیسی کہ راعی و غنم میں ناطقیت کی بالکل غلط ہوجائیگا کیونکہ نبوت جب ملکہ جسمانی ہے تو پھر نبی کو راعی کہنا (جیسا کہ یہود آنحضرت علیہ السلام کو کہتے تھے جسکی بابت حق سبحانہ نے مسلمانوں کو اس گستاخی کے کلمہ سے منع فرمایا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا کہ کلام کے وقت آنحضرت سے راعنا مت کہو کیونکہ یہ اشارہ راعی ہونیکی طرف ہے بلکہ انظرنا کہو) اور امت کو بھیڑ بکری قرار دینا صحیح نہیں کس لیئے کہ یہ دونوں اعنے راعی اور غنم بسبب اختلاف فصل کے مختلف الحقیقت ہیں جیسا کہ خانصاحب خود بھی فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی انسان بسبب کسی وصف فطری یا قوت جسمانی یا ملکہ جسمانی کے دوسرے انسانوں کی نسبت مختلف الحقیقت نہیں ہو سکتا کیا کوئی لوہار یا بڑھئی جو اپنے فن کا بڑا کامل (اور بقول سید صاحب پیغمبر) ہو اور لوگوں کی نسبت ایسا مختلف الحقیقت ہو سکتا ہے کہ جسطرح انسان اور غنم مختلف الحقیقت ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں اور اگر بفرض محال یوں ہی ہو تو پھر یہ قول سید صاحب کا قولہ ص ۳۱ اسی باریک دقیقہ کی طرف خدا نے اشارہ کرنیکو اپنے نبی کی زبان سے یہ کہلوایا کہ "اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" کسیطرح صادق نہیں آتا کیونکہ جب نبی بسبب اختلاف فصل کے اور انسانوں سے مختلف الحقیقت ہو گیا تو پھر انا بشر مثلکم کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں کسیطرح درست نہیں ہو سکتا۔ اب اگر غور فرمائیے تو یہ مثال سید صاحب کی بھی درست نہیں میں سخت حیران ہوں کہ کیوں سید صاحب متقدمین پر اعتراض جانکر اُنکی طرف کوئی بات خود منسوب کر دیتے ہیں پھر اُسکے برخلاف اپنی تحقیقات بیان فرماتے ہیں کہ جو بیشتر غلطی سے خالی نہیں ہوتی۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ نے یہ مثال رعیت اور بادشاہ کی کہاں دی ہے؟ اور نبوت کو وزارت یا بخشی گری کی مانند خدائی عہدہ کون کہتا ہے؟ بلکہ جمہور علماء اہل اسلام نے نبوت کے معنی یہی بیان فرمائے ہیں جو میں نے

(۱) اس مادہ نبی اور بمعنی نبوت کا کہاں سے کہ یہ جب پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ علیگڈھ قول خانصاحب یہاں۔ آریا مذہب ستی۔ باپو گوشب چندر بنگالی بھی نبی ہیں۔ ۱۲ منہ۔

عرض کیے حضرت شاہ ولی اللہ اور امام غزالی وغیرہما اکابر کے کلام کو ملاحظہ فرمایئے۔ اب ہم اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہین۔ الغرض جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہی کہ اس عالم حادث کا کوئی موجد (کہ جسمین سب صفات کمال پائے جاتے ہین) ضرور ہی تو وہ اس بات پر بھی ضرور ہی یقین رکھتا ہی کہ جس رحیم نے اپنی رحمت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر چیز کا انتظام لائق اور اصلاح فائق فرمائی ہی کَمَا قَالَ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی[۱] انسان[۲] کی اصلاح نفس کی بھی کوئی نہ کوئی تدبیر کی ہوا ور وہ مدبر انسان تنہا عقل ہو نہین سکتی جیسا کہ اسکا بیان گذرا پھر اسکی تدبیر یہی ہی کہ وہ فہیم لوگو نمین سے بعض وہ لوگ برگزیدہ بھیجے کہ جنکی روح آفتاب جہانتاب عالم آرا عقل کو تاریکی شکوک و اوہام سے نجات بخشے اور اسکا نفس قدسی ہر طرح کی رذالت اور جہالت سے معصوم ہو۔ اور وہ اپنے اقوال و افعال مین تمام لوگونکے لیے فطرت کا سچا نمونہ ہو کہ ہر شخص اپنے علوم اپنی عادات اپنے معاملات اپنے مکاشفات بلکہ جسقدر انسان کے لیے کمالات ممکن ہون ان سبکو اس پیمانہ فطرت کے ساتھ موافق اور اسکے مطابق کرے پس اسلیے یہ بھی ضرور ہوا کہ وہ تمام لوگون سے افضل ہو۔ ہم ایسے شخص کو نبی کہتے ہین خواہ مخالف اسکو کسی اور لفظ سے تعبیر کرے یا کچھ اور نام سے پکارے اس سے ہمکو کچھ بحث نہین اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس نبی کی ضرورت اور جسکی حکمت الٰہی اور رحمت خدائی متقضی ہی وہ ایسا نبی ہو کہ جسکا نشان ہمیشہ کے لیے باقی رہے اور وہ نبی کہ جسکے سید احمد خان صاحب قائل ہین ؛ (پھر انبیاء بھی درجہ مین کم زیادہ ہین) سب سے درجہ مین زیادہ وہ نبی ہی کہ جسکے نور نبوت نے زیادہ عالم کو منور کیا اور جسکے فیض و برکت سے زیادہ لوگون نے نفع اٹھایا جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی کی یہ شان ہی کہ وہ لوگو نکو ان باتون کی تعلیم فرمائے کہ جو اصل فطرت مین داخل ہین اور اپنے کلام مین وہ رعایت رکھے کہ جسکو خاص و عام سمجھین اور لوگون سے انکی عقل کے موافق کلام کرے دلائل فلسفیہ و براہین منطقیہ سے جو مخاطبونکی فہم مین نہ آسکین پرہیز کرے۔ جو جو خرابیان اسوقت لوگو نمین شیوع پاگئی ہون انکو مٹاوے۔ جو اصل فطرت کی باتین ہون انکو قائم رکھے کیونکہ جس قوم مین نبی مبعوث ہوتے ہین گو انکی بداعمالی اور خلاف فطرت ہی انکی رجعت کا سبب ہوتا ہی لیکن انکی کل باتین بری نہین ہوتین پس جو باتین اچھی ہین نبی انکو قائم رکھتا ہی۔ شرک و بدعت جور و ظلم وغیرہ وغیر قبائح مٹاتا ہی عدل و انصاف صلہ رحمی تواضع حلم راستبازی کو قائم کرتا ہی۔ خدا کے اوصاف حمیدہ خلق پر ظاہر کرتا اور اسکی نسبت شریک وغیرہ جو جو عیوب لوگون نے اپنی نافہمی سے لگا رکھے ہین انکو دور کرتا ہی۔ انسان کے اعمال کی جزا و سزا حسن و قبیح کو وہی ترازو بیان مین تولتا ہی عالم آخرت مین جو کچھ انسان پر بعد مفارقت جسم کے پیش آتا ہی وہی اسکا عقدہ کھولتا ہے۔ اس عالم کی ابتدا و انتہا کو وہی پورے طور پر بتلاتا ہے۔ اور نبی کی یہ شان نہین کہ وہ ریاضیات و طبیعیات کے مسائل تعلیم فرماوے اور نہ یہ کہ وہ ہوا بادل بجلی آسمان و زمین بارش زلزلہ وغیرہ امور کی ماہیت اور انکے اسباب[۳] بیان کرے۔ اور نہ یہ کہ وہ اگلے لوگونکی بے نتیجہ تاریخ بیان کیا کرے اور انکے قصے و کہانی سنایا کرے۔ ہان اسکا مضائقہ نہین کہ کچھ وعظ و پند کے طور پر اگلے لوگونکے حالات مجمل طرح سے بیان کرے کہ جس سے سنکر عبرت ہو نہ یہ کہ اول سے آخر تک بالترتیب کسیکی سرگذشت یا وقائع عمر یہ بیان کرے اور اسی وجہ سے ایک شخص کے قصے کو حسب وقت بلا ترتیب تقدیم و تاخیر کئی بار ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ قرآن مجید مین بھی اسی لئے موسےٰ[۴] و فرعون وغیرہما کے قصون کو

---

[۱] ہر چیز کو اسکے لائق طور پر پیدا کیا پھر اسکو صلاح کے اسباب کی طرف رہنمائی کی۔ ۱۲ منہ [۲] کیونکہ یہ انسان اسکی مخلوقات مین زیادہ شریف ہی کس لیے کہ جو باتین جمادات نباتات حیوانات مین پائی جاتی ہین وہ سب انسان مین پائی جاتی ہین اور انکے علاوہ اور بھی کمالات ہین جو انمین نہین اس لیے اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کہ ہمنے آدم کو معزز و مکرم بنایا۔ ۱۲ منہ [۳] چنانچہ قرآن مجید مین اسی لحاظ سے روح کی حقیقت بیان کرنے سے یا جاندار کے چھوٹا بڑا ہونیکی وجہ بیان کرنے سے اعراض کیا اور مخالطونکی استعداد کے لحاظ سے آنکے کسیقدر حالات سے مطلع کیا روح کے باب مین سن اسرا ہی پر پس بس کی اور ہلالون کی نسبت قل ہی مواقیت للناس و الحج ہی پر سکوت فرمایا۔ ۱۲ منہ [۴] بعض بادریونکے تمکو خود ان نے اپنی بائبل کو جو محض تاریخ بیان کرنے کے لیے مصنف علام پر معارضہ کیا ہے کہ اس سے سورہ یوسف کا غیر الہامی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسکا یہ معارضہ غلط ہے کیونکہ اول تو سورہ یوسف مین مورخانہ دقائق و لطائف کا بیان نہین بلکہ علی سبیل تسلیم و بیان اسکے بعد نتائج بھی بیان کردیے گئے ہین اخیر سورہ مذکورہ کو دیکھو پس سورہ مذکورہ اس سے بری ہے۔ ۱۲ حکیم غلام حسن۔

بلا لحاظ ترتیب چند جگہہ ذکر کیا ہے ہان یہ ہو سکتا ہے کہ مومنون کے آیندہ حالات یا اُنپر آنیوالے مصائب یا انعام بطور پیشینگوئی کے ذکر کردے تاکہ اُسوقت کے لوگونکو کار آمد ہون۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی غرض سے بہت سی چیزونکی خبر دی ہے۔ اس فصل مین یہ چند چیزین خوب طرح ثابت ہوگئین (۱) خدا تعالیٰ کا موجود ہونا (۲) اُسمین صفات کمالیہ کا پایا جانا (۳) عیوب سے پاک ہونا (۴) نبی کا مبعوث کرنا (۵) نبی وہ شخص ہے کہ جسمین وہ کمالات ہون کہ جنکا ہمنے ذکر کیا نہ وہ شخص کہ جسکے سید احمد خانصاحب قائل ہین (۶) نبی کا معصوم ہونا اور رذائل خصائل سے پاک وصاف ہونا (۷) اُسکا تہذیب نفس کے متعلق کلام کرنا (۸) اور غیر ذلک باتون سے سکوت فرمانا الا بقدر ضرورت۔

فصل دوم

شاید آپکو ہمارے بیان سابق سے کچھ تردد پیدا ہوگا کہ نبی کا کام تو ہدایت و رہنمائی ہے یہ عالم مین تصرفات اور معجزات کہ جو بظاہر قانون قدرت کے برخلاف ہین کیا چیز ہین؟ غالباً یہ مسلمانون کے پرانے خیالات ہین کہ جو ابتداء عمر سے سنتے سنتے دلونمین ایسے راسخ ہوگئے ہین کہ اُنکا منکر کافر شمار کیا جاتا ہے اور آجکل کے اہل یورپ (کہ جنکی تحقیقات کے آگے افلاطون وارسطوطو طفل مکتب ہین) ان بڑھیونکی پرانی کہانی پر قہقہہ مار کر ہنستے ہین اسلیے اب مجکو اس مقام پر چند باتونکی تحقیق ضروری ہوئی (۱) یہ کہ معجزہ کیا چیز ہے (۲) وہ ممکن بھی ہے کہ نہین (۳) وہ نبی سے کس حکمت کے لیے صادر ہوتا ہے آیا نبی کی نبوت کی تصدیق کرسکتا ہے یا نہین؟ پہلی بات کی تحقیق اس طرح پر ہے۔ جو چیز کہ خلاف عادت اور برخلاف قانون قدرت یعنی بغیر اس بات کے کہ وہ اپنے اسباب عادیہ پر مبنی ہو کسی شخص سے سرزد ہو تو اُسکو خارق **عادت** کہتے ہین مثلاً عادت یون جاری اور قانون فطرت اسطرح پر ہے کہ بھوک پیاس کھانے پینے سے دور ہوتی ہے۔ یا درخت اور پتھر اور حیوانات گائے بھینس وغیرہ انسان سے کلام نہین کرتے کوئی درخت یا پتھر کسی کے بلانے سے بحرکت ارادیہ نہین آسکتا۔ یا کوئی شخص دریا پر زمین خشک کی طرح نہین چلسکتا۔ یا ایک آدمی کا کھانا صدہا آدمیون کو شکم سیر نہین کرسکتا۔ نہ سیر آدھ سیر پانی کسی کے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کرسکتا ہو نہ کوئی شخص ایک مشت خاک سے صدہا آدمیونکو اندھا کرسکتا ہو وغیر ذلک۔ پس جو کوئی ایسا کردے تو یہ کام اُسکا خارق عادت ہے اب یہان سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جو کام بذریعہ آلات و اسباب ہون خواہ وہ اسباب مخفی ہون یا ظاہر جیسا دوا سے بیمار کو تندرست کرنا کشتی کے ذریعہ سے دریا عبور کرنا خارق عادت نہین پس جو باتین کہ سحر اور **طلسم** کے ذریعہ سے ہون یا بہ نیرنجات کے شعبدے ہون وہ بعض محققین کے نزدیک خارق عادت نہین کیونکہ اُنکے اسباب مخفی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتے **لیکن** مین نے جو تحقیق کیا تو یون معلوم ہوا کہ سحر کا ایک طور یہ بھی ہے کہ بذریعہ ارواح خبیثہ و شیاطین کام کیے جاتے ہین اُنکے لیے اسباب عادیہ مین سے کوئی سبب نہین ہوتا اس لحاظ سے اُسکو خارق عادت کہہ سکتا ہون۔ ہان اگر اُن شیاطین و ارواح خبیثہ کو سبب مخفی قرار دیا جاوے تو خارق عادت نہین۔ پھر یہ خارق عادت اگر مدعی نبوت سے ظاہر ہو تو اُسکو **معجزہ** کہتے ہین کہ مخالف کو اُسکے مثل کام کرنے سے عاجز کردیتا ہے۔ اب خواہ مدعی نبوت سے یہ معجزہ ایک معمولی طور پر صادر ہو یا اُسوقت نبوت کا دعوی بھی ہو۔ اگر یہ خارق نبی کے پیرو سے صادر ہو پس اگر وہ ولی ہے تو اُسکو **کرامت** کہتے ہین اور اگر غیر ولی ہو [illegible] ہو تو اُسکو **معونت** کہتے ہین اور اگر شخص سے صادر ہو تو اُسکو **استدراج** کہتے ہین (**دوسری بات کی تحقیق** اسطرح پر ہے) کہ کسی کام کا کرنا اُسکے فاعل کی قوت پر موقوف ہے جسقدر فاعل کی قوت ہوگی اُسیقدر اُس سے قوی فعل سرزد ہوگا یہ [illegible] ہی ہے اسپر دلیل کی حاجت نہین۔ اور اصل مسئلہ نبوت کا اجسام اور جواہر مخلوقہ مین

فصل دوم معجزات کے بیان مین ہے

۱ نبی کا کام ہدایت ہے

۲ معجزہ کیا چیز ہے

۳ معونت

۴ استدراج

۵ دوسری بات کی تحقیق

لطافت اور کثافت کے لحاظ سے قوی اور ضعیف ہوتا رہتا ہے یہی نکتہ ہے کہ خاک کی قوت سے پانی کی قوت اور پانی سے ہوا کی قوت زیادہ ہوتی ہے
اور آگ کی قوت اسکی لطافت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہوتی ہے اگرچہ ہوا بھی اسقدر لطیف ہے کہ حس بصر سے محسوس نہیں ہوتی نہ بغیر آمیزش غبار کے
دکھلائی دیتی ہے لیکن آگ اس سے بھی لطیف ہے ہمکو اس دعوی پر دلیل لانیکی کچھ ضرورت نہیں جسنے علم العناصر کی دو ایک کتابین بھی پڑہی ہونگی
وہ اس بات کی خوب تصدیق کریگا لیکن ناظرین کے سمجھانے کو دو چار مثالین دیتا ہون - دیکھیے ریلگاڑی جو ہزار ہا من بوجھ ایک دن مین کہانسے
کہانتک لیجاتی ہے یا دخانی جہاز کسقدر بوجھ کسقدر مسافت پر پہنچاتا ہے یا کلین کہ کیسا جلدی جلدی کام کرتی ہین یہ سب انجن کی بدولت ہے کہ جو بھاپ
کے زور سے چلتا ہے اور وہ بھاپ اجزاء مائیہ اور اجزاء ہوائیہ مین کہ جو آگ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین - اس سے بڑھکر ان انجرات کی قوت ہے کہ جو آگ اور
ہوا سے پیدا ہوتے اور پھر زمین مین کسی وجہ سے بند ہوجاتے ہین کہ جس سے وہ زلزلہ پیدا ہوتا ہے کہ جو تختہ زمین کو ہلا دیتا اور بڑے بڑے پہاڑون اور مکانون
کو گرا دیتا ہے - اسی کی وجہ سے سمندر ایسا الٹ پلٹ ہوتا ہے کہ صدہا کوس کی خشک زمین پانی مین ڈوب جاتی ہے اور بہت سا پوسمندر مین سے اوپر نکل
آتے ہین - بعد اسکے خالص آگ کی قوت برقیہ کو ملاحظہ فرمایئے کہ وہ تو اور بھی غضب ہے - بادلون مین سے نیچے گر کے جو کچھ آفت برپا کرتی ہے اسکو تو ہر ایک
جانتا ہے مگر اسکی کسیقدر قوت کو جب آلہ برقی مین جمع کر کے کسی تار کو حرکت دیجاتی ہے تو اسکی حرکت صدہا کوس آن کی آن مین پہنچتی ہے کہ وہان تک
اتنی دیر مین بھاپ کی کل کبھی نہین جا سکتی - پھر اس حرکت کے اشارون یا اسکی کھٹکھٹاہٹ کی آواز سے (کہ جس سے حروف مصطلح کر رکھے ہین) کیا
کیا فوائد حاصل ہوتے ہین پس اسی لیے جنکے قوام بدن مین جزو ہوائی غالب ہوتا ہے (جیسا کہ **غول** بیابانی وغیرہ مخلوقات کہ جو ہر وقت دکھلائی
نہین دیتے) کہ جنکو اہل ہند **پون** کہتے ہین انکے افعال خاکی چیزونسے بہت قوی ہوتے ہین - یا جنکے قوام مین جزو ناری غالب ہوتا ہے تو انکے افعال
اور سخت قوی ہوتے ہین جیسا کہ جن وغیرہ مخلوقات - اسیطرح ملائکہ یعنی **فرشتے** انکا مادہ اور بھی زیادہ لطیف ہوتا ہے انکے افعال انسے بھی
زیادہ قوی ہوتے ہین اور اسیطرح نفس ناطقہ کہ جسکو **روح** بھی کہتے ہین لطافت کی وجہ سے بشرطیکہ کثافت جسمانی اسپر غالب نہو بڑے قوی اور نہایت
عجیب و غریب کام کرتی ہے - روحانی قوت کے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علویات آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ سب دست بستہ حاضر کھڑے رہتے
ہین - اس روحانی قوت ہی کی وجہ سے چاند[۹۳] پھٹ گیا - درخت[۹۴] بلانے سے چلے آئے - دو چار قطرے[۹۵] یا سیر آدھ سیر پانی نے اسکے ہاتھ لگانے سے لشکر کو
سیراب کر دیا - حجر و شجر[۹۶] اس سے کلام کرتے اور اسکے شوق مین روتے ہین - ایک عالم کے قلوب اسکی طرف کھینچے آتے ہین عصا[۹۷] مارنے سے چشمہ
پانی بہاتا ہے - اسکی دعا[۹۸] سے مردہ زندہ ہوجاتا ہے - اندھے[۹۹] اور جذامی شفا پاتے ہین - اسکی ذرا سی نظر عمل مسمریزم ہی کو دیکھیے کہ قوت روحانی سے
کیا کیا عجائبات ظاہر ہوتے ہین - اور جو فقراء کے حلقۂ توجہ مین بیٹھکر فیضیاب ہوا وہ تو اس قوت روحانی کا مزہ اٹھائے اور اسپر ایمان لائے بیٹھا ہے
للہ در من قال ؎ ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی ؛ مگر اس قوت روحانی کے دو طور ہین ایک تو یہ عام طور کہ جسکو عادت کے موافق اور قانون قدرت
کے مطابق کہتے ہین جیسا کہ یہ پھرنا چلنا عمدہ عمدہ کلین بنانا طرح طرح کی صنعتین ایجاد کرنا الغرض یہ سب کاروبار جو عالم اسباب مین انسان سے
واقع ہوتے ہین - پس یہ طور تو کسی شرط تجرد وغیرہ پر موقوف نہین بلکہ اسکو جسمی کثافت کے ساتھ ہی خوب کر سکتا ہے بلکہ بعض کام تو عالم اسباب مین

---

۹۱ یعنی انجن ۹۲ فرجو بھی مین اسکی تصحیح ہے ۹۳ اشارہ بہ معجزہ شق القمر کیطرف ۱۲ ۹۴ آنحضرت علیہ السلام کے اس معجزہ کیطرف اشارہ ہے کہ جو درخت آپکے بلانے سے چلے آئے تھے ۱۲
۹۵ اس معجزہ آنجناب علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے کہ جو مرتبہ غزوہ تبوک سے ظاہر ہوا ۱۲ ۹۶ جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام سے واقع ہوا در ستون حنانہ آپکے مشوق ہین رویا ۱۲ ۹۷ حضرت
موسےٰ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ ۹۸ حضرت عیسےٰ کے معجزات کی طرف اشارہ ہے ۱۲ ۹۹ یہ بھی حضرت عیسےٰ ہی کے معجزات کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ -

جسمی کثافت ہی کی وجہ سے ظہور کرتے ہین کیونکہ جسم اُنکے لیے شرط ہوتا ہے اور اسی لیے اکثر طبعیات وغیرہا کے متعلق عجائب عجائب اختراع و ایجاد اُنمین لوگونسے ظہور مین آتے ہین جو سوا کھانے پینے اور کھڑے کھڑے پیشاب کرنے اور بوقت ہیجان نفس کسی عورت پر مسلط ہونیکے اور کچھ کمال انسانی نہین رکھتے یہ سب کام گو بظاہر جسم کیطرف اور اُسکے قوی کیطرف منسوب کیے جاتے ہین مگر درحقیقت یہ سب روح کے طفیل سے ہوتے ہین جب روح جسم سے تعلق اُٹھا لیتی ہے کہ جسکو عرف مین موت کہتے ہین تب کوئی کام نہین ہوتا۔ کام تو درکنار وہ جسم ہی اُسکی محافظت بغیر گل سڑ جاتا ہے۔ اور یہانسے یہ بھی خوب ثابت ہوگیا کہ ان اعمال کا مبدء روح ہے اور جسم ایک آلہ ہے کیونکہ جسم کو یہ قدرت کہان ورنہ لازم آتا کہ روح پر ان اعمال کی بُرائی بھلائی کا کوئی رنگ نہ چڑھے اور نہ اُسکو بعد مفارقت بدن کے کوئی عذاب و ثواب دیا جاوے۔ پھر تو نبی کی کچھ بھی ضرورت باقی نہ رہے کیونکہ جسم کے مضر و نافع اشیاء کے جاننے مین اپنا حاس یا کسیقدر طبیبون کی مدد کافی ہوسکتی ہے علاوہ اسکے جب آدمی مرجاوے تو سب بکھیڑون سے چھوٹ جاوے جیساکہ بعض دہریہ اور زمانہ جاہلیت کے عرب کا اعتقاد تھا اور کچھ عجب نہین کہ بعض کوتہ اندیش اب بھی یہی سمجھتے ہون۔ حاشا وکلا یون نہین بلکہ سب کچھ روح سے متعلق ہے اور وہ مفارقت بدن کے بعد مرتی نہین بلکہ وہان اپنے اعمال کا ثمرہ اُٹھاتی ہے۔ اس مقام پر اعتقاد مذکور کے بطلان پر فقط دو ہی دلیلون پر اکتفا کرتا ہون۔ (اول) اگر یہ اعمال جسم ہی کے ہون تو چاہیے کسی معاملہ نیک و بد مین کوئی شخص دنیا مین بھی ماخوذ نہ کیا جاوے نہ چور کو سزا دیجاوے نہ قاتل سے قصاص لیا جاوے کیونکہ جب اُسنے وہ کام کیا تھا وہ اور تھا اب یہ جسم اور ہے اسلیے کہ ہر آن مین حرارت بدن سے انسان کے اجزاء بدن تحلیل ہوتے رہتے ہین اور اُنکے بدل عذار سے دوسرے اجزاء قایم ہوتے رہتے ہین اسلیے اگر کسی کی لڑکپن اور جوانی پھر بڑھاپے کی تصویر رنکر روبرو رکھ کے دیکھا جاوے تو بالکل غیر معلوم ہونگے علاوہ اسکے ناخن اور بالون ہی کو دیکھ لیجیے کہ ہر روز نئے نکلتے اور پہلے کسیقدر قوت منعقدہ کی وجہ سے لگے رہتے ہین پھر بہر جاتے ہین بلکہ نباتات مین بھی یہی حال ہے اور اگر اس بات پر یاد نہ آوے تو غذا کو روک کر اُسکے قوام اور بالیدگی کو ملاحظہ فرمالیجیے (دوم) کسی فعل ارادی کا کرنا (بالخصوص ایسے افعال کا کہ جن سے انسان قابل مدح و ذم اور مستحق ثواب و عقاب ہو) بغیر علم اور ارادے کے ناممکن ہے کما لایخفی علی صاحب البصیرۃ۔ اور جسم انسان مین نہ علم ہے نہ ارادہ بلکہ یہ بحرکت قسریہ روح کے ہلانے چلانے سے تبلی کیطرح ہلتا ہے جب وہ الگ ہوجاتی ہے تو بیحس و حرکت ہوجاتا ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ آنکھ دیکھتی ہے یا آنکھ کے ذریعہ سے کوئی اور شخص دیکھتا ہے؟ آیا کان سنتے ہین یا اس کھڑکی کے ذریعہ سے کوئی اور سنتا ہے؟ اگر خود آنکھ دیکھتی ہوتی تو جو چیز کہ آنکھ کے بالکل پاس رکھی جاتی اُسکو تو اور بھی زیادہ دیکھتی حالانکہ نہین دیکھتی یا جو وقت کوئی مخدر کلوروفارم سنگھایا جاوے تو چاہیے کہ آنکھ کان اُسوقت مین بھی برابر دیکھین اور سنین کیونکہ وہ اُسیطرح صحیح و سالم ہین حالانکہ اُسوقت روح کی عدم توجہی کی وجہ سے کچھ بھی نہین دیکھتے نہ سُنتے اور اُسیطرح بعد موت کے آنکھ کان بدستور بلکہ جمیع مواضع حس ویسے کے ویسے رہتے ہین مگر مفارقت روح کی وجہ سے معطل ہوجاتے ہین اور اسی ستر کیواسطے حکماء فلاسفہ کا یہ فتوی ہے میزان[1] الحقائق کون الشئ مجردا شرح سلم قاضی مبارک (دوسرا طور) خاص ہے اور وہ یہ کہ روح کو جب کثافت جسمانیہ اور ظلمات ہیولانیہ سے نجات ہوتی ہے اور آثار تجرد اُسپر غالب آتے ہین تو اُسکی قوت نہایت قوی ہوجاتی ہے پھر اُس سے وہ افعال سرزد ہوتے ہین کہ جو ظاہر اسباب اور قانون قدرت کے برخلاف ہوتے ہین کیونکہ اسباب کی احتیاج ضعف کے وقت مین ہوتی ہے۔ لنگڑے آدمی کو سواری کی حاجت ہے یا جسکی بینائی کم ہو اُسکو چشمہ کی حاجت ہے۔ تندرست کو کیا ضرورت؟ اس روح کی قوت اور تجرد کی دو صورت ہین ایک کم ہونی یا

[1] میزان الحقائق کا یہ رسالہ ہے کہ وہ مجھے بھوپہ سے ملا ہے۔ جیساکہ روح و ملائکہ رسالہ حق ہین ۱۲ منہ

کم یہ ہے کہ بسبب ریاضات و مجاہدات شدیدہ کے بدن کو پژمردہ اور روح کو تازہ کیا جاتا ہے اسمین مومن کافر سب شریک ہین اسلیے بعض اُن شخصونسے کہ جنہ نبی ہین نہ نبی کے مطیع جیسا کہ جوگی وغیرہ یا جیسا کہ آجکل بھی ایسے لوگ بعض جگہ سنے جاتے ہین۔ اُن سے بھی یہ خوارق عادات سرزد ہوجاتے ہین کما نشاہدہ فی المتاخرین لیکن یہ خوارق عادات نبی کیا بلکہ اُسکے متبع کے خوارق کے بھی برابر نہین ہوتے۔ اور اُنکے مساوی یا مشابہ ہونیکا تو کیا ذکر؟ البتہ ایسی مماثلت اور مشابہت ہوتی ہے کہ جیسی پیتل اور سونے مین یا چاندی اور قلعی مین۔ یا بلور اور ہیرے مین پس باوجود اس مشابہت کے کبھی کسی عاقل کو پیتل اور سونے مین یا قلعی اور چاندی مین اور ہیرے اور بلور مین اشتباہ نہوگا۔ ایسا کوئی نادان ہوگا جو ضد کی اگر مگر ملاکے یون حجت کریگا (کہ میری رائے مین تو سونے اور پیتل مین کچھ فرق نہین وہ بھی زرد وہ بھی زرد جسطرح سے وہ سخت ایسا ہی بعض اہل صنعت کے پیتل بھی سخت الی آخر ہذیانہ) **زیادہ قوت** روح کی یہ صورت ہے کہ روح ہمہ تن عالم قدس اور **ذات باری** کیطرف متوجہ ہوجاوے اور پھر اُسپر وہان کے انوار ایسے فائض ہون کہ جس طرح آئینہ پر آفتاب کے انوار چمکتے ہین۔ تب اُسکو مبدء کائنات خالق القوی رب العزت سے ایک ایسی خاص مناسبت پیدا ہوتی ہے کہ جس طرح آگ کی صحبت سے لوہا سرخ ہوکر جلانیکے قابل ہوجاتا اور پھول کی صحبت سے مٹی دماغ کو معطر کرنیکے لایق ہوجاتی ہے ؎

جمال ہمنشین در من اثر کرد ۔ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ۔ پھر تو عارف کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اُسکی زبان خدا کی زبان اور اُسکی آنکھ خدا کی آنکھ ہوجاتی ہے (اور خدا تعالیٰ درحقیقت ان اعضاء سے پاک ہے) چنانچہ اس حدیث مین فکنت سمعہ الذی یسمع بہ الی اسیطرف اشارہ ہے اور اسی مرتبہ مین وحدت وجود کا راز کھلتا ہے گرچہ خدائے پاک اپنی ذات اور صفات مین جمیع کائنات سے الگ اور ممتاز ہے کوئی ممکن واجب نہین ہوسکتا لیکن عارف پر وجوب کا ایک ایسا پرتو پڑتا ہے کہ اُسکے آثار اسمین ظہور کرنے لگتے ہین۔ تب اُسکا تصرف عالم مین ہونے لگتا ہے اور وہ شخص فنافی اللہ اور باقی باللہ ہوجاتا ہے ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ۔ پس یہ انسان کا کمال انتہائی ہے سو یہ مرتبہ خاص انبیاء علیہم السلام کو اور اُنسے کچھ کمتر اُنکے متبعین اولیاء کرام کو نصیب ہوتا ہے۔ ہماری اس تحقیق سے آپکو خوارق کا امکان تو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا اور اگر اب بھی دل نمانے تو یون سمجھیے کہ ممکن اُسکو کہتے ہین کہ جسکے فرض و وقوع سے کچھ محال لازم نہ آوے اور ان امور خوارق عادات کے واقع ہونے سے کوئی محال لازم نہین آتا ہان ایک عادت کے مخالف اور عالم اسباب کے برخلاف ہونے کی وجہ سے بالخصوص اُس شخص کو کہ جسکی عقل پر انوار قدس فائز نہین اور سوائے محسوسات کے اُسکے کم حوصلہ فکر مین کچھ اور ہی نہین) تعجب ہوتا ہے کہ کبھی اُسکی تنگ عقل اس نور گیتی افروز سے شپرہ چشم کیطرح خیرہ ہوکر انکار کر بیٹھتی ہے اور کبھی اُسکو سحر مبین کہتی ہے اور کبھی ڈھٹدہندی اور شعبدہ بازی بتلاتی ہے۔ پس اگر اس بیان کے بعد بھی کوئی شخص نہ مانے اور اُسکو بڑھیو نکی کہانی بتلائے اور یہ دلیل مقابلہ مین لائے کہ ہمارے روبرو کوئی کرکے دکھاوے تو جانین تو بلاشک اُسکی روح کثافت جسمانی اور تاریکی ہیولانی مین غرق ہے۔ اور یورپ کے عقلا تو اس بات پر خوب یقین رکھتے ہین بالخصوص عیسائیونکو تو اسمین کچھ چون وچرا ہی نہین کیونکہ وہ حضرت عیسےٰ اور اُنکے حواریون سے ایسے ایسے خوارق عادات سرزد ہونیکے قائل ہین اور اسیطرح یہود بھی انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا ظاہر ہونا تسلیم کرتے۔ بلکہ ہنود بھی اپنے اوتارون اور رشیون کے ایسے خوارق بیان کرتے ہین اور حکماء فارس و یونان بلکہ کل فلاسفہ اپنے الہیات مین اس مسئلہ کو بدلائل ثابت کرچکے ہین اب اگر اسکا کوئی منکر نکلے گا تو غالباً وہی کثافت جسمانی والا کہ جسکی بڑی تحقیق انجن مین کوئلے جھونکنا اور دو چار مسائل فن طبعیات اور ریاضیات مین مہارت رکھنا یا بعض کلونکے کیل پرزے درست کرنا ہے ایسا شخص خدا کا بھی پورا قائل نہو تو کچھ تعجب

۱؎ بعض ناواقف اس سے خالق و مخلوق کا اتحاد و اتفاق سمجھ گئے ۱۲ منہ۔

نہین کیونکہ وہ باعتبار کمال انسانیت کے دعوش مین داخل ہے۔ اور جو شخص اسلامیون مین سے اُسکے کل پرزون کی صنعت دیکھکر اُسکا معتقد بنے اور انکار کرنے لگے تو وہ اُس سے بھی بدتر ہے۔ سید احمد خانصاحب جو نبوت کو لہار یا بڑھئی کے کام کے ملکے سے تشبیہ دیتے ہین شاید وہ انہین کل پرزے سازونکو محقق بلکہ کچھ اور جانتے ہین (تیسری بات کی تحقیق) اسطرح پر ہے کہ خدا کی رحمت عامہ کا یہ مقتضے ہے کہ وہ اُس نبی سے اپنی مخلوق کو بہرہ مند کرے اور اُسکا نفع عام لوگونکو پہنچاوے۔ جو لوگ کہ طبیعت سلیمہ اور قوی فطریہ رکھتے ہین وہ اُس نبی کو اسطرح پہچان جاتے ہین کہ جسطرح بچے بغیر کسیکے کہے سنے اپنے ماں باپ کو جان جاتے ہین یا ماں باپ اپنے بچون کو پہچان لیتے ہین کما قال تعالیٰ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ پس جو شخص مبدء ولادت مین بچہ کو ماں کی چھاتیان[1] بتلاتا ہے وہی لوگونکو معرفتی روحانی نبی کی خبر دیتا ہے لیکن بعض وہ لوگ کہ جنکی طبیعت مین کچھ کجی ہوتی ہے بغیر کسی علامت دیکھنے کے تصدیق نہین کرتے جیساکہ بعض بیمار دوا کو بغیر شیرینی ملائے نہین پی سکتے پس جسطرح طبیب شفیق اُسمین شیرینی (مگر وہی شیرینی کہ جسمین بیمار کو فائدہ ہو جیساکہ شہد بت بنفشہ یا خمیرہ گاؤزبان) ملا دیتا ہے اسیطرح وہ حکیم رحیم بھی نبی کے ہاتھ سے کوئی امر خارق عادت کہ جسکو معجزہ کہتے ہین اُنکے لیے صادر کراتا ہے۔ اور اس معجزہ سے بہت فوائد ظاہر ہوتے ہین (۱) اُن منکرونکو نبی کی تصدیق نصیب ہوجاتی ہے (۲) غالباً وہ معجزہ فی نفسہا کوئی خیر اور عام فائدہ کی چیز ہوتا ہے جیساکہ آنحضرت علیہ السلام کا اپنی انگلیون سے پانی جاری کرکے ایک جم غفیر کو اُس پانی مبارک سے سیراب کرنا پھر لوگون کے دلون مین اُس سے نور پیدا ہونا۔ اور حضرت موسیٰ کا بغیر پل کے بنی اسرائیل کو پار اُتار کر موذی سے نجات دینا۔ یا آنحضرت عیسےٰ کا مائدہ سے لوگونکو تقویت دینا (۳) اس معجزہ سے مومنون کا یقین اور زیادہ مستحکم ہوجاتا ہے (۴) خدا اور اُسکے رسول کی عظمت لوگون پر ظاہر ہوجاتی ہے۔ اور یہی حکمت ہے کہ معجزہ کو آیت کہتے ہین کہ جسکے معنی علامت اور نشانی کے ہین (۵) کبھی منکرون کی تہدید و تعذیب اُس سے مقصود ہوتی ہے کہ جس سے اور لوگ عبرت پکڑین۔ پس گو اُنکے حق مین یہ معجزہ قہر الٰہی ہے مگر اورونکے لیے رحمت الٰہی ہوتا ہے جیساکہ انبیاء کی دعا سے صورتون کا مسخ ہوجانا یا ایک مٹھی کنکرون سے صدہا لوگون کی آنکھین بند ہوجانا علاوہ اُسکے اور بہت سی مصلحتین ہین کہ جنکو وہ حکیم ہی خوب جانتا ہے۔ دوسری اور تیسری اور چوتھی بات مین تو کوئی کلام نہین کرتا ہان اول بات مین سید احمد خانصاحب مخالف ہین۔ وہ اپنی تفسیر القرآن کے ۲۸ صفحہ مین یون فرماتے ہین قولہ معجزہ پر آیت یا آیات کا اطلاق ہو نہین سکتا کیونکہ معجزہ امر مطلوب پر یعنی اثبات نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا اور نہ وہ بصفت بینات موصوف ہوسکتا ہے۔ اسلیے کہ اس مین اگر وہ ہو بھی تو بھی کوئی ایسی وضاحت جس سے اُسکا حق اور واقعی ہونا اور خدا کی طرف سے ہونا پایا جاوے کبھی نہین ہوتی۔ صرف احکام ہی ہین جو بینات کی صفت سے موصوف ہوسکتے ہین۔ انتہے سید صاحب نے اس کلام مین چند باتین ذکر فرمائین (۱) یہ کہ معجزہ پر آیت کا لفظ اطلاق نہین ہوسکتا (۲) اُسکی دلیل یہ ذکر کی کہ معجزہ مین آیت کے معنے جو دلالت کرنا ہے پائے نہین جاتے کیونکہ وہ نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا (۳) اُسمین مبین ہونیکے معنے (جو وضاحت ہین) پائے نہین جاتے (۴) یہ کہ صفت بینات (یعنے وضاحت) خاص احکام الٰہی مین پائی جاتی ہے (۵) معجزہ کا ہونا ہی مشکوک ہے یہ مطلب اُنکے اس فقرے سے ظاہر ہے قولہ اگر وہ ہو بھی الخ اُنکے بعد سید صاحب نے کئی ورق تک ایک دلیل اس بات پر قائم کی ہے کہ معجزہ نبوت کی دلیل نہین اقول و بالتعین یہ [illegible] تسلیم کیجاوے تو نبوت کے رد کی دلیل ہوسکتی ہے جیساکہ منکرین نبوت اُسکے ساتھ تمسک کیا کرتے ہین اور اس دلیل کی لغویت اور [illegible] ہم بھی بیان

[1] کما قال تعالےٰ وَبَنِيْهِ شٰهِدِيْنَ الآیۃ ۱۲ منہ

کرتے ہین انشاء اللہ تعالیٰ لیکن پیشتر ان پانچون باتون کی نسبت کلام کرتا ہون۔ (۱) آیت کے لغت مین نشانی کے معنے ہین۔ تفسیر ابوالسعود مین یون لکھا ہے الآیۃ فی الاصل العلامۃ الظاہرۃ قال النابغۃ ؎ توہمت آیات لہا فعرفتہا ثلثۃ اعوام وذا العام سابع ثم انتہی اور اسکے معنی جمع کے بھی ہین بولا کرتے ہین خرج بنو فلان بآیتہم ای بجماعتہم اور اسکا اطلاق خدا کے عجائب اور معجزات پر بھی ہوتا ہے کہ جو اُسکے علم اور قدرت یا نبی کی نبوت پر دلالت کرتے ہین اور قرآن مجید کے ایک ایسے جملہ کو بھی کہتے ہین کہ جو دوسرے جملہ سے منفصل اور متمیز ہو اس لیے کہ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ اپنے ماقبل و مابعد سے الگ کلام ہے کذا فی تفسیر ابی السعود سید صاحب اسکی یہ وجہ فرماتے ہین

قولہ ص۳۱ اور جو قرآن مجید کے فقرے خدا کی وحدانیت اور انبیاء کی نبوت اور احکام شریعت پر دلالت کرتے ہین اسلیے اُسکے ہر فقرے کو بھی آیت کہتے ہین اقتضاے اول تو قرآن کے ہر فقرے کو آیت نہین کہتے بلکہ اُس فقرے کو جو متمیز اور ماقبل و مابعد سے منفصل ہو دوم اس وجہ تسمیہ کے لیے عرف شرع کوئی سند نہین سوم یہ ہر آیت کی نسبت صادق نہین آسکتا کیونکہ ایسی بہت سی آیات ہین کہ جنمین یہ تینون باتین (۱) خدا کی وحدانیت پر دلالت کرنا (۲) انبیاء کی نبوت پر (۳) احکام شریعت پر دلالت کرنا مجتمع نہین بلکہ بعض ایسی ہین کہ انمین ان تینون باتونمین سے ایک بھی نہین پائی جاتی جیساکہ آیات قصص جہنم اس وجہ کو خود سید صاحب کا یہ قول (کہ جس مین انحصار ہے کہ آیات فقط احکام ہی پر دلالت کرتی ہین) صریح مخالف ہے وہو ہذا اور جبکہ فقرات قرآن پر اسی لیے کہ وہ احکام پر دلالت کرتے ہین آیات کا اطلاق ہوا الخ یہان سید صاحب کی سمجھ مین معالم التنزیل کی عبارت کے معنی نہ آئے۔ صاحب معالم بلحاظ بینات کے تفسیر مین واضحات مفصلات بالحلال والحرام فرماتے ہین نہ کہ محض آیات کی تفسیر مین۔ سید صاحب غلط فہمی سے لفظ آیات کی تفسیر سمجھ گئے اور اپنے اول قول کے برخلاف یہان فقط احکام پر دلالت کرنا معتبر رکھا اور وہ دونون باتین چھوڑ دین۔ الغرض آیت ایک ایسا لفظ ہے کہ جسکا اطلاق اُس شے پر ہوتا ہے کہ جسمین علامت اور دلالت کے معنی پائے جاوین خواہ کسی چیز کی علامت ہو عام ہے کہ وہ شے کوئی جملہ ہو جیساکہ آیات قرآنیہ یا کوئی اور چیز ہو جیسا مصنوعات و معجزات اہل زبان کا اسپر اتفاق ہے۔ اب مین یہان تین طرح سے یہ بات ثابت کرتا ہون کہ معجزہ پر آیت کا اطلاق ہوتا ہے

پہلی طرح اوّل تو یہی وجہ جواب مذکور ہوئی یعنی محض دلالت کرنا اور کسی شے کی علامت ہونا سو یہ بات معجزہ مین اسیطرح پائی جاتی ہے کہ جسطرح آیت قرآنیہ مین کیونکہ اول تو معجزہ نبوت پر آیت قرآنیہ سے زیادہ روشن علامت ہے جیساکہ اسکا ذکر آتا ہے اگر معجزہ نبوت پر دلیل نہین تو سید صاحب آیت بھی دلیل نہین ہوسکتی اور آیات تو جانے دیجیے سورہ بقر کی (۸۱) آیت ہمارے سامنے موجود ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ اب کونسی وجہ ہے کہ یہ تو آنحضرت علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرکے آیت کے اطلاق کے مستحق ہوئی اور چاند کا شق کرنا آنحضرت ؐ کی نبوت پر دلیل نہوسکا؟ اور آپکے نزدیک اعجاز قرآن بلاغت کی وجہ سے تو ہے ہی نہین اب یہ فقرہ آنحضرت علیہ السلام کی نبوت پر کونسی وجہ سے دلیل ہے؟ دوم بالفرض اگر معجزہ نبوت پر دلالت نہ کرے تو اسبات پر تو ضرور دلالت کریگا کہ یہ شخص بڑا شخص ہے پس لفظ آیت کے اطلاق کے لیے اسیقدر بس ہے (دوسری طرح) قرآن مجید مین خود بہت سی جگہ ایسی ہین کہ جہان معجزہ کو آیت کے ساتھ تعبیر کیا ہے اُس مقام پر آیت قرآنی مراد ہو نہین سکتی از انجملہ یہ ہی هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً

دوسری طرح

۱؎ رہا یہ کہ ہمارے دل خلاف مین ہین (نہین) بلکہ آنحضرت نے انکے کفر کی وجہ سے لعنت کردی جس کیوجہ سے کہ ایمان لاتے ہین ۱۲ سید صاحب بیان فرمائین کہ اس آیت مین خلاف و حرام کے

ترجمہ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی (معجزہ) ہے دیکھیے یہاں صاف طور پر فرمادیا کہ یہ اونٹنی آیت ہے۔ اس مقام پر جب سید صاحب سے کچھ بن نہ آیا تو کیسا غلط توجیہ کی کہ قوم ثمود کو جو احکام حضرت صالح نے نسبت ناقہ کے بتائے اس سبب سے اسپر بھی آیت کا لفظ اطلاق ہوا تھا خواہ کسی سبب سے ہو مگر یہ تو آپ نے بھی لاچار ہو کر تسلیم کر ہی لیا کہ یہاں آیت کا لفظ ناقہ پر بولا گیا کہ جو نہ آیت قرآنی تھی نہ کوئی حکم رحمانی اور آپکا یہ قول (کیونکہ وہ اونٹنی فی نفسہ کوئی معجزہ نہ تھی) بالکل غلط ہے کیونکہ وہ اونٹنی بڑا معجزہ حضرت صالح کا تھا کہ جو انکی دعاء سے خود بخود پیدا ہوگئی تھی چنانچہ بسکا ذکر بھی آویگا ازانجملہ یہ آیت ہے وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ترجمہ ہم اس لیے نشانیاں نہیں بھیجتے کہ انکو پہلی امتوں نے جھٹلادیا تھا دیکھیے اس مقام پر آیات سے قرآن کی یا کسی اور کتاب کی آیتیں مراد ہو نہیں سکتیں چند وجہ سے اوّل یہ کہ اگر آیات سے معجزات مراد نہوں بلکہ آیات قرآنیہ یا اور احکام جیسا کہ سید صاحب فرماتے ہیں تو لازم آوے کہ خدا نے حضرت پر نہ کوئی آیت قرآنیہ نازل فرمائی نہ کوئی حکم بھیجا و فساد وہ محال یعنی دوم اس سے پیشتر کی آیت میں یہ ذکر ہو کہ کفار مکہ آنحضرت علیہ السلام سے یوں کہتے تھے کہ ہم تجھپر جب تک ایمان نہ لاوینگے کہ جبتک آپ ہمارے لیے زمین پھاڑ کر چشمے نہ نکالیں یا کھجور اور انگور کا ایسا باغ نہ بناوین کہ اس مین نہریں بہتی ہوں یا آسمان کے ہمپر ٹکڑے نہ گرادیں یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے پاس نہ لاوین یا ایک گھر زر کا نہ بناوین یا آسمان پر چڑھ نہ جاوین یا کوئی ایسی کتاب نازل ہمپر نکرین کہ اسکو ہم پڑھ لیا کرین وہ ان باتوں کے جواب مین اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یوں تعلیم فرماتا ہے کہ ان سے کہدے کہ مین فقط رسول ہون (خدائی اختیارات مجکو حاصل نہین) اور اللہ تعالیٰ انکی خواہش کے موافق معجزات ظاہر کرنیکا یوں سبب بیان فرماتا ہے کہ اگلے لوگون نے انبیاء کے معجزوں کو جھٹلا دیا تھا کہ جسکی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے پس اسلیے ہم تمہارے کہنے کے موافق یہ معجزے کہ جو تم مانگتے ہو نہین ظاہر کرتے۔ چونکہ یہ آیت کفار کے جواب مین واقع ہے اور وہ ان سات چیزون کا سوال کرتے تھے تو اسکے جواب مین الآیات سے بسبب لام عہدی کے یہی سات چیزین مراد ہونی ضرور ہین نہ کہ مطلق معجزات سید صاحب اسمقام پر قاضی ابن رشد کا قول (جو بالفرض معجزات نقل کرکے یوں کہتے ہین اور اسکا ثبوت خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے) لکھتے اور اس دعوی کی دلیل مین بھی آیات ذکر فرماتے ہین مین سید صاحب کی پریشان بیانی سے سخت حیران ہون کیونکہ جب آیات سے (اس مقام پر جنکے آنحضرت علیہ السلام سے بسبب استدعاء کفار نازل نہونے کی وجہ خدا فرماتا ہے) قرآن کی آیتین مراد ہوئین جیسا کہ سید صاحب کہتے ہین تو غایۃ الامر یہ لازم آیا کہ آنحضرتؐ پر وہ آیات کہ جنکو کفار چاہتے تھے نازل نہوئین معجزات کے نازل ہونے یا نہونیکا تو کچھ ذکر ہی نرہا پھر یہ کہنا کہ یہانسے نفی معجزات ثابت ہوتی ہے محض لغو ہے دوم آپکو جب بغرض اس بات کے کہ آنحضرتؐ کیا بلکہ کسی نبی سے کوئی معجزہ ثابت نہوا لفظ آیات سے معجزات مراد لینا پڑا (حالانکہ یہ آپکے قول کے صریح مخالف ہے) تو پہلے انبیاء سے تو ضرور معجزات کا سرزد ہونا تسلیم کرنا پڑیگا کہ جنکو پہلے لوگون نے جھٹلایا تھا اور آنحضرتؐ سے متعلق معجزات کی نفی ہوگی بلکہ بتقریب جواب و بقرینہ لام عہدی اُن معجزات کی نفی کہ جنکا عناداً وہ سوال کرتے تھے۔ اس مقام پر جیسا کہ سید صاحب کو صریح مغالطہ ہوا اسیطرح پادری فنڈر وغیرہ معاندین نے بھی منہ کی کھائی۔ اگر کوئی یون کہے کہ سید صاحب کی مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ سے بوقت دعوت اسلام کوئی معجزہ ثابت نہین ہوا تو مین اسکے جواب مین یون کہتا ہون کہ اگر یہ انکی مراد تسلیم بھی کیجاوے تو اسکا ثبوت اس آیت سے جب ہی ہو سکتا ہے کہ آیات سے معجزات مراد لیے جاوین اور پھر بعد اسکے یہ بھی کسی دلیل قوی سے ثابت کردیا جاوے کہ الآیات سے بتقریب جواب بقرینہ لام عہدی وہ معجزات مخصوصہ مراد نہین بلکہ کل اور یہ بھی کہ اس آیت مین آئندہ آنحضرتؐ سے معجزات صادر نہونیکا بھی ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہ آپنے دعوت اسلام کے وقت سوائے ان معجزات مسئولہ کے

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝

سے مناسب کلام یہ ہے کہ اگر آیات سے اسمقام مین قرآن کی آیتین مراد نہون تو پھر اس آیت کا مامنعنا سے معجزات کی نفی کرنا نادرست ہو اور اگر معجزات ہی مراد ہون اوّل تو سید صاحب کا قول کہ آیات کا اطلاق معجزات پر نہین ہر جا غلط ہوگا۔ دوم اگلے انبیاء سے تو ضرور معجزات کا صادر ہونا پایا گیا تو بنی کذیب سے تکذیب ہوا پھر یہ بات کہ آنحضرتؐ سے ثبوت معجزات کو یہ آیت معارض ہے سو یہ بھی غلط کیونکہ نہ کہین یہ کہین نہین کہ آنحضرتؐ سے کوئی معجزہ صادر نہوا یا آئندہ نہوگا بلکہ وہ چند معجزات کہ جنکی کفار محض عناد سے مستدعا تھے وہ آپ سے صادر نہین ہوئے جیسا کہ لام عہدی اور قرینہ جواب اسکا شاہد ہے۔ منہ

اور کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ اور ان باتوں کا ثبوت محال ہے (علاوہ اسکے) یہ تو پھر بھی ماننا ضرور ہوگا کہ اور انبیاء علیہم السلام سے وہ معجزات کہ جنکا کفار نے انکار کیا تھا ضرور صادر ہوئے ہیں اب کسی اہل اسلام کی تو کیا جرأت ہے کہ وہ یوں کہے کہ اور انبیاء علیہم السلام سے تو معجزات صادر ہوئے مگر آنحضرت سے نہ ہوسکے اور یہ بھی کسی اہل عقل کی شان نہیں کہ یوں کہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے دعوت اسلام کے وقت کوئی معجزہ صادر نہوا اور دیگر اوقات میں صادر ہوئے ازانجملہ آیت ہے وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا سورہ بنی اسرائیل یہاں صاف تصریح ہے کہ آیات کا اطلاق ان معجزات پر ہوا ہے کہ جنکو لوگوں نے جھٹلا دیا تھا منجملہ انکے ناقہ ثمود تھی کہ جسکی انہوں نے بیحرمتی کی تھی اس مقام پر سید صاحب فرماتے ہیں **قولہ** اس آیت سے قاضی ابن رشد نے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ادعاء نبوت کے ساتھ کوئی معجزہ کیسکو نہیں دکھلایا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے **اقول** قاضی ابن رشد اگر کوئی شخص ذی علم ہیں تو اس آیت سے کا ہیکو استدلال کرینگے اور اگر کوئی ایسی ہی موٹی سمجھ کے ہیں تو وہی جواب پاوینگے جو ابھی خدمتمیں عرض کیا گیا۔ اسکے بعد سید صاحب فرماتے ہیں **قولہ** اور اس سے پایا جاتا ہے کہ قاضی ابن رشد نے اس آیت میں جو لفظ آیات ہے اس سے معجزات مراد لیے ہیں حالانکہ تفسیر بیضاوی نے بھی یہی سمجھا ہے الخ۔ لو سید صاحب اب تو آپکے قاضی ابن رشد بھی آپکے مخالف ہوگئے۔ اور بیضاوی کیا بلکہ کوئی اہل علم بھی کہ جسکو کچھ بھی عربیت کی استعداد ہوگی یہ نفرمادیگا جو آپ تمام اہل عقل و نقل کے مخالف ہوکر فرماتے ہیں۔ یہاں سے ہماری تیسری بات (کہ تمام اہل عقل و نقل اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ آیت کا اطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہے) ثابت ہوگئی۔ سید صاحب قاضی ابن رشد اور بیضاوی وغیرہ جمہور کی تفسیر کو یوں رد فرماتے ہیں اور تھک کر اس آیت کا یہ جواب دیتے ہیں **قولہ** صفحہ ۱۳۹۔ مگر اس تفسیر میں چند نقصان ہیں اول تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا نے لوگوں کے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیوں معجزوں کا بھیجنا بند کردیا الخ۔ تحقیقی جواب تو یہ ہے کہ کل معجزات کا بھیجنا بند نہیں کیا بلکہ خاص انکا کہ جنکی ضد کرکے طلب کرتے تھے تاکہ پھر تکذیب اور مقابلہ سے باز نہ آویں اور مقابلہ سے باز آنا ہی مراد ہے جیسا کہ آپ آگے چلکر فرماتے ہیں **قولہ** یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ خدا نے لوگوں کے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیوں احکام مخصوصہ کا بھیجنا بند کردیا وہ سرے سے ہی مراد ہیں جیسا کہ آپ آگے چلکر فرماتے ہیں **قولہ** یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ خدا نے لوگوں کے نہ ماننے یا جھٹلانے سے کیوں احکام مخصوصہ کا بھیجنا بند کردیا وہ سرے آدم سے عیسےٰ تک برابر کیوں بھیجتا رہا اور کیوں ایسی سیر حمی سے انکو نکو غارت کرتا رہا ازانجملہ یہ آیت ہے وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً یہاں سے صاف صاف لفظ آیت کا اطلاق رات اور دن پر ہوتا ہے ازانجملہ یہ ہے لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا کہ پاک ہے وہ اللہ کہ جسنے اپنے بندے محمد کو رات کو مکہ سے مسجد اقصےٰ تک سیر کرائی تاکہ ہم اسکو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ یہاں بھی آیات سے مراد عجائبات قدرت ہیں کیونکہ اگر آیات قرآنی مراد ہوتیں تو انکو مسجد اقصےٰ میں لیجا کر سنانا تھا نہ کہ دکھانا ازانجملہ یہ ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ الآیہ کہ ہمنے موسیٰ کو نو نشانیاں عصا ید بیضا وغیرہ دیں یہاں بھی احکام مراد نہیں ہوسکتے۔ بلکہ یہاں تو صفت بینات بھی معجزات کی ظاہر کردی۔ ازانجملہ یہ ہے ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۱۲ سورہ کہف دیکھیے یہاں اصحاب کہف کو آیت اللہ کہا ہے۔ ازانجملہ یہ ہے قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ الآیہ یہاں بھی لفظ آیت ذکر یا علیہ السلام کے کلام نکرنے پر بولا گیا علاوہ اسکے اور بہت سے ایسے سواقع ہیں کہ جہاں لفظ آیت بلکہ بصفت بینات معجزات پر بولا گیا ہے۔ سید صاحب اگر آپکو قرآن پر آگاہی بھی تو کیوں اتنا بڑا دعوی کر بیٹھے کہ قرآن میں لفظ آیت کا سواء احکام یا آیات قرآنیہ کے اور کسی پر اطلاق نہیں ہوا ہے افسوس آپکو یہ خیال نہ آیا کہ اہل علم میری اس بات پر ہنسینگے؟ اب یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ آیات کا اطلاق معجزہ پر بھی ہوتا ہے اور جو اسکا انکار کرتا ہے وہ محض جاہل ہے (امر دوم کی تحقیق) اب رہا یہ امر کہ آیا یہ معجزات کہ جنکو قرآن میں آیات کہا گیا ہے وہ بھی ہمارے معجزات کی طرح ہیں یا نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ ہاں ہیں۔ اسکی تحقیق یہ ہے کہ ہمارے معجزات کی تین قسمیں ہیں ایک قسم وہ کہ جو ہمارے نبی صلعم کے ساتھ مخصوص ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے صادر نہیں ہوئے جیسے قرآن مجید اور اسکی بلاغت اور اسکا اسلوب اور اسکی فصاحت اور اسکی تاثیر اور اسکا اعجاز اور اسکی پیشگوئیاں اور اسکی تعلیم اور اسکی ہدایت اور اسکا نور اور اسکی برکت اور اسکی شفاعت اور اسکا حوض کوثر اور اسکا لواء الحمد اور اسکا مقام محمود اور اسکا وسیلہ اور اسکی فضیلت اور اسکا درجہ اور اسکا معراج اور اسکا براق اور اسکا شق صدر اور اسکا شق قمر اور اسکا رد شمس اور اسکا نزول عیسےٰ اور اسکا خروج دجال اور اسکا ظہور یاجوج و ماجوج اور اسکا دابۃ الارض اور اسکا دخان اور اسکا نار اور اسکا ریح اور اسکا دجال

(اول) تو لفظ آیت کے اطلاق کر نیکے واسطے نشانی کے معنے پائی جانا ضرور ہے سو وہ معجزہ مین پائے جاتے ہین۔ دوم اسکا نبی کی نبوت پر دلالت کرنا بھی اہل عقل سلیم کے نزدیک ظاہر ہے کیونکہ معجزہ کے بعد وہ خدا کہ جسنے نبی کو خلق پر حجم فرما کے بھیجا ہے خلق کے دلمین اُس نبی کے برحق ہونیکا القا کرتا ہی اور علماء کلام نے محض تفہیم عام کے لیئے اسکی ایک مثال بھی دی ہی چنانچہ شرح مواقف کے چھٹے موقف اول مرصد مین یون لکھا ہی کہ کوئی شخص کسی بادشاہ کے روبرو لوگونسے اظہار کرے کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون اور بادشاہ سے یون کہے کہ اگر مین سچا ہون تو حضور اپنی عادت کے خلاف میرا کہا کرین کہ اسجگہ سے اٹھین اور دوسری جگہہ اسی تخت کے کنارے پر بیٹھ جائین اور پھر وہان سے اُٹھکر دوسری جگہہ بیٹھ جائین اور پھر وہ بادشاہ ایسا ہی کرے تو بلاشک ان قرائن سے ہر ذی عقل کو اُس مجمع مین ایسا یقین آجائیگا کہ جیسا وہ بادشاہ اپنی زبان سے یون کہے کہ یہ میرا سفیر ہے۔ اور کوئی یون نہ کہے کہ بادشاہ کا قیاس خدا پر کرنا نادرست ہی۔ کیونکہ یہ قیاس بادشاہ کا خدا پر نہین بلکہ ایک حال کی تمثیل محض سہولت فہم کے لیے دی ہی۔ اب غور کرو کہ جو شخص نبوت کا دعوی کرکے کسی پہاڑ کو اپنے اشارے سے اٹھاکے لوگونکے سر پر کھڑا کردے اور یہ کہے کہ اگر تم میری تصدیق کروگے تو یہ تم سے ٹلجائیگا ورنہ تمپر گریگا پس جب وہ اُسکی تصدیق کرین تو وہ اُنسے دور ہوجاوے اور جب تکذیب کا قصد کرین تو اُنکے سر کے قریب ہونے لگے پس اُسوقت ہر شخص کو یقین کامل ہوجاویگا۔ اگر یہ وجہ یقین کی نہو تو پھر وہ کونسی وجہ ہے کہ جس سے نبی کی تصدیق ہو؟ کیا اُسکے کہنے سے کہ مین نبی ہون۔ کیا اُسکی کتاب سے۔ کیا اُسکے احکام شریعت سے؟ اگر ان چیزونسے نبوت کا یقین ہوسکتا ہی تو معجزہ سے جسکی تمثیل اور دلیل ابھی بیان ہوئی بدرجہ اولی یقین ہوسکتا ہی۔ سید صاحب نے ایک افسوسی دلیل متکلمین کیطرف سے اس مضمون پر بیان کی ہے آپ پہر اسپر خود اعتراض ایسے کیے کہ جسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سید صاحب کو اس عمر مین وہ جو کچھ ابتدا مین پڑھا تھا یاد نہین رہا اور درحقیقت وہ اعتراضات منکرین نبوت کے ہین مگر سید صاحب نے نہایت بُرے طور سے بیان کیے ہین شرح مواقف کے اسی موقف مین یون لکھا ہی۔ منہا ردشبہۃ المنکرین للبعثۃ وہم طوائف

الاولی من احالہا الثانیۃ من جوزہا ولکن قال لایخلو البعثۃ عن التکلیف الثالثۃ من جوز وجود المعجزات وقال فی الفعل کفایۃ والرابع من قال بامتناع المعجزۃ لان خرق العادۃ محال والخامسۃ من جوز وجود المعجزۃ لکن منع الدلالۃ علی الصدق الخ ملخصا۔ یعنی یہان منکرین نبوت کا رد کرینگے اور اُنکے چند فرقے ہین پہلا فرقہ نبوت کو محال جانتا ہے دوسرا ممکن جانتا ہی لیکن کہتا ہی کہ نبوت سے اوامر ونواہی کا پابند ہونا پڑتا ہی اور یہ تکلیف ہے تیسرا فریق معجزات کا قائل ہوا مگر کہتا ہی کہ عقل کافی ہے پس نبوت کی کیا ضرورت ہی؟ چوتھا فریق معجزات کا صادر ہونا محال کہتا ہی اسلیے کہ خرق عادت محال ہی پانچوان فریق معجزات کا وجود مانتا ہی لیکن انکا نبوت پر دلیل ہونا نہین مانتا۔ گرچہ سید صاحب چوتھے فریق مین داخل ہین کہ وجود معجزہ کے منکر معلوم ہوتے ہین لیکن پانچوین فریق مین ہونیکا تو آپ خود اقرار کرتے ہین اور یہ دلیل بیان فرماتے ہین **قولہ** ص۱۲۹ معجزہ نبوت کے ثبوت کی کیونکر دلیل ہوسکتا ہی الخ۔ بعد اسکے سید صاحب یون فرماتے ہین رسولونکے آنے مین دو چیزین غور طلب ہین۔ اول رسول کے ہونیکا ثبوت دوسرے وہ چیز جس سے معلوم ہو کہ یہ شخص جو رسول ہونیکا دعوی کرتا ہے رسولون مین کا ایک رسول ہے۔ ہمنے پہلی بات کا ثبوت بخوبی کردیا ہی اور دوسری بات کا ثبوت کرنیوالی چیز معجزہ ہی جسکا بیان ابھی ہوچکا اگر منکر رسالت ضد کرے تو یہ اور بات ہے **قولہ** انسانونمین سے ایسے انسان کے ہونے پر متکلمین نے دنیا کے حالات پر قیاس کرکے استدلال کیا ہے جناب دنیا کے حالات پر ہرگز قیاس نہین بلکہ تفہیم عام کے لیے ایک مثال دیتے ہین جسکا بیان گزرا۔ اور یہ استدلال متکلمین کی طرف سے نہین یہ محض آپکا یا آپکے قاضی ابن رشد کا اختراع ہی گو ہم اس استدلال کو پسند نہین کرتے مگر انصاف یہ ہی کہ اسپر جو کچھ رد کیا ہے وہ محض سینہ زوری ہے **قولہ** وہ کہتے ہین یعنی متکلمین بوقت استدلال کہ یہ بات تو ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ تعالی متکلم ہے اور صاحب ارادہ اور

بندوں کا مالک اور دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ ایسا شخص مجاز ہے کہ بندوں کے پاس اپنا ایلچی بھیجے تو خدا کی نسبت بھی ممکن ہے کہ اپنے ملک بندوں کے پاس اپنا رسول بھیجے یہ دلیل بعثت کی ہے اور یہ بھی بات دنیا میں دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں بادشاہ کا ایلچی ہوں اور بادشاہی نشانیاں اسکے پاس ہوں تو واجب ہوتا ہے کہ اسکا ایلچی ہونا قبول کیا جاوے یہ دلیل اس بات کی ہے کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہے۔ اسکے بعد سید صاحب قاضی ابن رشد کو دو گار بنا کے ان دونوں دلیلوں کو رد کرتے ہیں قولہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ یہ دلیل عام لوگوں کے لیے کسیقدر مناسب ہو مگر جب غور سے دیکھا جاوے تو ٹھیک نہیں ہے الخ اسکے بعد سید صاحب نے جو اعتراض کیا ہے وہ غیر مربوط تقریر دو ورق میں ہے لیکن اسکا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے یہ دلیل جب صحیح ہو سکتی ہے کہ اول یہ مان لیا جاوے کہ وہ نشانیاں جو ایلچی لاتا ہے وہ بادشاہ کے ایلچی ہونیکی بین یا طرح سے کہ بادشاہ خود کہدے کہ یہ نشانیاں جسکے پاس ہوں وہ میرا ایلچی ہے۔ یا یوں کہ بادشاہ کی عادت سے معلوم ہو گیا ہو کہ وہ یہ نشانیاں بجز اپنے ایلچی کے اور کو نہیں دیتا (دوم) یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ معجزہ کا صادر ہونا کسی انسان سے ممکن ہے (سوم) رسول کا وجود بھی تسلیم کر لیا جاوے۔ اول بات تو ثابت ہو نہیں سکتی کیونکہ شرع سے تو ثبوت کرنا فضول ہے کہ خود شرع کا وجود ہی نہیں اور عقل سے معلوم ہو نہیں سکتا۔ دوسری بات بھی ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ کسی شے کا امکان جب ثابت ہوتا ہے کہ جب اسکا وقوع بار بار مان لیا جاوے کہ کبھی وہ شے ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی اور اگر یہ امکان تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اس سے وقوع لازم نہ آئیگا اور نظر بندی اور شعبدہ بازی کا احتمال قائم رہیگا۔ اور تجربہ اور عادت سے بھی اسکے رسول ہونیکا ثبوت نہیں ہو سکیگا بجز اسکے کہ معجزے رسول ہی دیکھا یا کریں اور کوئی نہ دیکھا سکے حالانکہ خرق عادت جسکا ایک نام معجزہ بھی ہے رسول اور غیر رسول دکھا سکتے ہیں اور متکلمین اس بات کے قائل ہیں کہ شے معجز کبھی جادوگر سے اور ولی سے بھی ظاہر ہوتی ہے تیسری بات بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اسلیے کہ عوام کا امکان موجودات کی نسبت میں پایا جاتا ہے وہ اسلیے پایا جاتا ہے کہ وہ شے کبھی موجود ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی جیسا کہ مینہ کا حال ہے کہ کبھی برستا ہے کبھی نہیں برستا پس جو شخص کسی ایک رسول ہونیکا بھی قائل ہو گیا ہو تو اسکے مقابلہ میں کہا جا سکتا ہے کہ رسولوں کا ہونا ممکن ہے مگر جو شخص رسول ہونیکا قائل نہیں ہوتا اسکے مقابلہ میں اسکا امکان کہنا جہالت ہے اور چونکہ لوگوں کی طرف سے ایلچی کا ہونا ممکن مانا گیا ہے تو اس سبب سے مانا گیا ہے کہ انکے ایلچیوں کا وجود ہمنے پایا ہے پس زید پر قیاس کر کے عمرو کے لیے ایلچی ثابت کرنا درست نہیں اسلیے کہ ایسی صورت میں دونوں کی طبیعتوں کا مساوی ہونا ضرور ہے اور یہ مساوات خدا اور بندوں میں نہیں ہے یہ حضرت کی تمام گفتگو کا خلاصہ ہے بلکہ جو فقرے کہ آپنے خط لکھے ہوا ہے لفظ بلفظ انہیں کے ہیں اب ہمارے جواب سنیئے اور ذرا انصاف بھی فرمایئے اور اس بات کی طرف کچھ خیال نہ کیجیے کہ سید صاحب سرکار انگریزی میں بڑے اومی شمار کیے گئے ہیں انکی ہر بات حق اور بجا ہے۔ **پہلی بات کا جواب** یوں ہے کہ یہ بات نبی کی حقیقت اور معجزہ کی حقیقت سے خوب معلوم ہو گئی کہ نبی کی روحانی قوت کے مقابلہ میں کسیکی نہیں پھر ایسے ایسے خوارق عادت سوا نبی کے اور کسکی طاقت ہے کہ ظاہر کر سکے اور آپکا یہ کہنا کہ متکلمین کے نزدیک معجزہ جادوگر سے اور ولی سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے بالکل غلط ہے کسید کا متکلمین سے یہ عقیدہ نہیں اور جو کوئی ہو بھی تو اسکا اعتبار کیا ہے۔ دیکھیے شرح مواقف کے موقف ششم بحث دوم میں یوں لکھا ہے قالت المعتزلۃ خلق المعجزۃ علی ید الکاذب مقدور اللہ تعالی لکنہ ممتنع وقوعہ فی حکمہ لان فیہ ایہام صدقہ وہو اضلال قبیح من اللہ تعالی فیمتنع صدورہ کسائر القبائح قال الشیخ وبعض اصحابنا انہ ای خلق المعجزۃ علی ید الکاذب غیر مقدور فی نفسہ لان ایہاد دلالۃ علی الصدق قطعا فان خلق المعجز المخلوق علی ید الکاذب علی الصدق کان الکاذب صادقا وہو محال یعنی معتزلہ کے نزدیک کاذب سے معجزہ ظاہر کرنا خدا کی قدرت میں تو ہے لیکن اسکی حکمت کی رو سے اسکا واقع ہونا محال ہے کیونکہ اسکے ظاہر ہونیمیں جھوٹے کے سچا ہونیکا خیال ہوتا ہے اور یہ قبیح ہے خدا سے قبیح کا صادر ہونا ممکن نہیں

پہلی بات کا جواب

شیخ ابوالحسن اشعری اور اُنکے پیرو یہ کہتے ہین کہ کاذب کے ہاتھ سے معجزہ کا صادر ہونا ممکن ہی نہین کس لیئے کہ معجزہ قطعی دلیل ہی پس وہ معجزہ جو کاذب کے ہاتھ سے ظاہر ہوا اُسکی سچائی پر دلالت کرے تو جھوٹا سچا ہوجاوے اور یہ محال ہی۔ لیکن صاحب ہمنے دوسری شق اختیار کی یعنی اُسکی عادت سے معلوم نہین کہ وہ غیر نبی کے کسی اور کو معجزہ پر قادر نہین کرتا اور عقل اُسکی گواہ ہے۔ اور جادوگر کو سرے سے بعض لوگون نے کسی خرق عادت پر قادر ہی نہین سمجھا ہی معجزہ تو درکنار اب اُس معجزہ کو دیکھکر یہ شبہہ پیدا کرنا کہ یہ کوئی طلسم نہو یہ کوئی نظر بندی تو نہو وغیرہ وغیرہ اہل عقل اور صاحب طبیعت سلیمہ سے تو نہایت بعید ہی بلکہ عادت یون ہی جاری ہی کہ سب کو یقین ہوجاتا ہی پھر جو کوئی نہین مانتا تو عمداً ضد کرتا ہی حجت الٰہی اُسپر تمام ہوچکتی ہی۔ ہم جب کسی کمشنر یا کسی اور حاکم جلیل القدر کو دیکھتے ہین تو غیر اسکے کہ ہم اُسکی اُس سند اور فرمان کو دیکھین کہ جو اُسکو گورنمنٹ کیطرف سے ملا ہی پھر اُسکی بھی تحقیق کرین کہ آیا یہ فرمان صحیح ہی یا جعلی محض قرائن سے ہمکو یقین ہوجاتا ہی کہ یہ کمشنر یا فلان حاکم ہی حالانکہ یہان بہت سے احتمالات عقلی ہوسکتے ہین اور نبی مین تو بعد معجزہ کے کوئی احتمال ہی نہین رہتا پھر کیا وجہ ہی کہ صاحب کمشنر کا کچہری مین بیٹھنا اور دو چار چپراسیون کا اُسکی ہمرولی مین ہونا وغیرذلک اُسکے کمشنر ہونیکی دلیل ہوجاوے۔ اور معجزہ جو ایسی بڑی چیز ہی اور ایسے شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہو کہ جسکے منہ دیکھے سے خدا یاد آوے اُسکی نبوت کی دلیل نہو؟ اور اُس سے دلمین یقین نہ آوے؟ حالانکہ یہان حجت خدای نے اس بات کا ذمہ بھی لے لیا ہی کہ وہ لوگونکے دلونمین اُسکے رسول ہونے کا یقین پیدا کریگی ورنہ اُسکا رسول بھیجنا ہی فضول ہوجائیگا (**دوسری بات**) کا جواب یہ ہی کہ رسول کا ہونا ممکن کیا بلکہ بنظر اصلاح عالم ضروری ہونا ہم ثابت کرچکے ہین اور آپ کا یہ فرمانا کہ امکان شے کے کبھی ہونے اور کبھی نہونے سے ثابت ہوتا ہی محض غلط ہی کیونکہ تمام اہل عقل اس بات پر متفق ہین کہ ممکن اُسکو کہتے ہین کہ جسکے فرض وقوع سے محال نہ لازم آوے اور یہ صفت امکان وجود پر ہمیشہ مقدم ہوتی ہے (جیساکہ صدر اور میبذی وغیرہ کتب حکمت مین بھی مذکور ہی لان الامکان وجودہ سابق علی وجودہ والالما کان قابلۃ کما بل ممتنعا لذاتہ ہدایۃ الحکمۃ) کیونکہ اگر شے کے موجود ہونیکے اول اُسکا امکان نہوگا تو ممتنع ہوجاویگی اور وجود مین نہ آویگی۔ پس اگر امکان اس بات پر موقوف ہو کہ شے کبھی پائی جاوے اور کبھی نہین تو وہ شے کبھی پائی ہی نجائیگی اب جو شخص ایک رسول کے ہونیکا بھی قائل نہو (جیساکہ اسوقت کے بعض ہندو[1]) تو اُنکے مقابلہ مین اس دلیل مذکور کے ذریعہ سے رسول کے امکان (بلکہ فعلیت) کا مقرر ہونا عین علم اور کمال فطانت ہی جو اسکو جہالت کہے خود اُسکی نادانی ہے **تیسری بات کا جواب** یہ ہی کہ مطلق رسالت کا ثبوت ظہور معجزہ پر موقوف نہین جیساکہ آپ اور آپکے قاضی ابن رشد غلط فہمی سے سمجھکر اوسکے رد مین قیل وقال کرتے ہین کیونکہ یہ تو وجہ ضرورت رسالت سے ثابت ہے اور دلائل سے تسلیم کرادیا گیا ہے کہ اس عالم کی اصلاح رسول بغیر نہین ہوسکتی ہان تعین اور تشخیص اس بات کی کہ اس مطلق رسالت کا کون مصداق ہی آیا زید رسول ہی یا نہین؟ البتہ یہ بات معجزہ کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوتی ہے پس جس شخص نیک عادت ہادی سیرت نے نبوت کا دعوی کرکے معجزہ دکھایا خواہ اُسیوقت یا بعد اُسکے یا تعلیم امت کے یا اور وقت مین بلاشک و شبہہ یہ بات ثابت ہوجاویگی کہ یہ شخص بھی نبی ہی الغرض عہدۂ نبوت کی تصدیق کے واسطے معجزہ فرمان خداوندی ہی کہ جسکے دیکھتے ہی قلوب اُسکی طرف اطرح کھچ آتے ہین کہ جسطرح لوہا مقناطیس کیطرف۔ اب جو شخص برخلاف مشاہدہ اس جذب مقناطیسی کا انکار کرے تو وہ نہ سمجھا کج فہم بلکہ بڑا ضدی ہی۔ **امر ۳ کی تحقیق** سطر چہرہ ہے کہ جب یہ بات بخوبی ثابت کردی کہ معجزہ نبوت کی بڑی واضح اور روشن دلیل ہی تو اسمین وضاحت اور بیین ہونیکا وصف آیت سے بھی زیادہ پایا جاتا ہو بلکہ بلفظ آیت یا بلفظ آیت بینہ یا محض بلفظ بینہ بلحاظ مراتب معجزات۔ اصل و بالذات معجزات و عجائبات قدرت ہی کو تعبیر کیا جاتا ہو اور بالتبع آیات قرآنیہ کو **امر ۴ کی** یہ تحقیق ہی کہ جب یہ وصف وضاحت معجزات مین بھی پایا جاتا ہی کما عوفت تو یہ

[1] یعنے آریہ سماج ۱۲

دوسری بات کا جواب

تیسری بات کا جواب

امر ۳ کی تحقیق

امر ۴ کی تحقیق

تخصیص دعوی بلا دلیل ہے (امر پنجم) جو شخص باوجود استدراک دلائل عقلی و نقلی کے پھر بھی معجزات کا انکار (نہ کسی دلیل سے بلکہ محض اسوجہ سے کہ آجکل کے نئی روشنی والے مہذب یورپین اسکو نہین مانتے اسپر ہنستے ہین تو کیسلیے قرآن یا دین محمدی کو بتلا لگاوے) کرتے ہین تو وہ پرانے تمسخر کے لیئے اپنی ناک (جڑ سے) اپنے ہاتھ سے کاٹتے ہین اگر وہ اسیطرح لوگونکے انکار اور ہنسی سے نفس الامری اور ایمان کی باتونسے منکر ہوتے جاوینگے اور زبردستی سے کھینچ کھانچکر قرآن مجید کی تاویلین کرینگے تو بقول شخصے بکری ماں کب تک خیر منائیگی ایکدن وہ اس اسلام ہی کو سلام کر بیٹھین گے۔ گو یہ حالت موجودہ بھی اُنکے سچے اسلام سے بالکل برخلاف ہے۔ اس تمام فصل کا حاصل یہ ہے کہ معجزہ کا نبوت کی دلیل ہونا کل اہل عقل کے نزدیک مسلم ہے اور کل اہل ادیان اُسکے وقوع کے قائل ہین چنانچہ جمہور اہل اسلام سلف سے خلف تک اُسکے قائل ہین قرآن مین جابجا اگلے نبیونکے معجزات بصراحت مذکور ہین اہل کتاب یہود و عیسائی اُسکے معتقد ہین بیبل تورات و انجیل مین اسکا کثرت سے ذکر ہے ہنود و اہل فارس وغیرہم بھی اسکے مقر ہین البتہ سید احمد خانصاحب اور دس بیس نئی روشنی کے لوگ منکر ہین سید صاحب کے پاس معجزات کے انکار مین سوائے سینہ زوری اور تاویلات ضعیفہ اور خلاف عقل و نقل کے کوئی دلیل نہین عجب بات ہے کہ معجزات کی نفی پر کوئی دلیل نہو اور پھر اُن آیات و احادیث کی کہ جنمین معجزات مذکور ہین نئے لگاؤ تاویل کرکے اور بغیر کسی قرینہ کے اُن آیات کے حقیقی معنی سے انحراف کرکے کلام الہی سے انکار کیا جاوے پھر اسپر اصرار کیا جاوے۔

فصل سوم

فصل سوم ملائکہ کے بیان مین

کل حکماء و عقلاء کہ جنکو قوت استراق و انکشاف مبدء فیاض سے عطا ہوئی اس بات پر متفق ہین کہ اس عالم حس کے علاوہ (کہ جس مین ہماری آنکھون سے ہمکو یہ چیزین دکھائی دیتی ہین) ایک اور عالم ہے کہ جسکو عالم ملکوت کہتے ہین اور کبھی اُسکو عالم غیب کہتے ہین۔ اور جسپر یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ عالم مجردات محضہ اور عالم حس کی وہ درمیانی حالت ہے تو اُسکو عالم برزخ اور کبھی عالم مثال کہتے ہین اس عالم مین صدہا مخلوق ہین جنمین سے فرشتہ بھی ہے۔ ہر ایک قوم کے نزدیک[۹۱] اسکا ایک نام ہے کل اہل ادیان بلکہ حکماء روم و ہند و ایران و یونان بلکہ اسوقت ترقی یافتہ ملک یورپ[۹۲] کے بڑے بڑے نامور حکیم و فیلسوف اور کل بیبل[۹۳] کے ماننے والے فرشتونکے قائل ہین بیبل مین صدہا جگہہ اُنکا بصراحت ذکر ہے اہل ہند کی بید اور پوران بھی فوج کہلائکہ سے پُر ہین۔ اہل اسلام مین سلف سے خلف تک ملائکہ کا وجود مانتے آئے ہین قرآن مجید مین بیشمار جگہہ فرشتونکا ذکر ہے حکماء قدیم کی کتابین اُنکے حالات سے بھری پڑی ہین چونکہ یہ مسئلہ سب کا متفق علیہ ہے لہذا مجکو اسپر دلائل قائم کرنیکی ضرورت نہ تھی علاوہ اسکے میرا کلام اہل ادیان سے ہے سو اُنکی تسکین کے لیئے اُنکی کتب الہامیہ سے ثبوت کافی ہے۔ لیکن اُن بعض لوگونکے لیے جو سارے جہان کے برخلاف منکر بن بیٹھے یہ چند ادلہ بیان کرنی پڑی۔

دلیل اول

(دلیل اول) غالبا یہ چار عنصر خاک پانی ہوا آگ اس عالم حس کی بنیاد ہین۔ اور ان چار کے سوائے اور بھی ہون تو کچھ تعجب نہین چنانچہ اسوقت کے حکماء نے اُنکی تعداد پچاس سے زیادہ بیان کی ہے۔ اب یہ جسقدر ذی روح ہین جیسا انسان گدھا مچھر مکھی وغیرہ ان سب کے اندر عنصر خاک زیادہ ہے اسی لیئے یہ چیزین زمین پر رہتی ہین اور انکے پیدا ہونے کے مختلف طور ہین بعض چیزین توالد و تناسل سے انثی کے رحم مین اسطرح پیدا ہوتی ہین کہ خاک اور پانی کی ترکیب سے نباتات پیدا ہوتے ہین پھر اُنکو کھا کر بدنمین خون پیدا ہوتا ہے پھر وہ خون منی بنجاتا ہے پھر وہ منی انثی کے رحم مین جاکر گوشت کا ٹکڑا بنکر ہڈی اور چمڑہ وغیرہ اعضاء اُسمین نمودار ہوجاتے ہین الغرض وہ غد بعد استحالات کے اس قابل ہوجاتی ہے کہ پھر مبدء فیاض سے اُسپر نفس

---

۹۱ ہنود موت کے فرشتے کو جمراج اور عام فرشتون کو دوت یا دیوتا کہتے ہین یونانی محافظ فرشتے کو دیمن اور رومی جنیس کہتے ہین اور ایرانی عام کو فرشتہ کہتے ہین۔ ۱۲ منہ

۹۲ یورپ یعنی انگلستان جرمن فرانس اٹلی آسٹریا روم روس بلجیم وغیرہ اور امریکہ کے عموماً عیسای اور یہودی اور ایشیا اور یورپ کے جمہور اہل اسلام اور ہند و چین کے ہنود اور بودھ سب ملائکہ کے قائل ہین ۱۲ منہ ۹۳ بیبل توراۃ و انجیل کے مجموعہ کا نام ہے۔ ۱۲ منہ۔

ہا ہے تب وہ قوت پاکے رحم سے باہر آتی ہے۔ اور بعض کے قولہ کی یہ صورت ہوتی ہے کہ بعض عناصر باہم ترکیب پاکے اس قابل ہوجاتے ہین کہ اُن پر نفس فائض ہوجاتا ہے۔ دیکھیے جب غذا یا کوئی اور چیز حرارت غریبہ کی وجہہ سے نیا مزاج حاصل کرتی ہے تو اُسکے کیڑے بنجاتے ہین یعنی خاص اُسی مادہ پر نفس اُسکے قابل فائض ہوجاتا ہے۔ حیوان مین اور غیر چیزون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ وہان فیضان نفس رحم سے تعلق رکھتا ہی یہان نہین اور کبھی نفس فائض ہونیکے بعد ایک نوع کی چیز دوسری نوع مین آجاتی ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ بوٹ (چنے) مین کیڑا سبز رنگ کا ہوتا ہی اُسکو کسی ڈبیا مین کسیقدر سبز پتے ڈالکر بند کردیجیے وہ چند روز کے بعد پروار جانور ہوکر پھر سے اُڑجاتا ہے (مین نے بارہا مشاہدہ کیا ہے) اسیطرح پانی کے گھڑے مین یہ جو کیڑے ہوتے ہین جو چند روز کے بعد مچھر بنجاتے ہین۔ اور گوہ کا کیڑا ایک جانور سُرخ پُرکا ہوجاتا ہی (جسکو لال بیگ کہتے ہین) ایک دوست نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ جوار کا ایک خوشہ تھا چند روز کے بعد وہ دانے مکھیان بنکر میرے روبرو اڑگئین (یہ صحیح ہے کیونکہ وہ مرطوب ہونگی جسطرح کہ گوبر اور گوہ کے کیڑے بنجاتے ہین اسیطرح بعد مزاج جدید کے اُسپر نفس نئی فائض ہوگیا) قصہ مختصر اس عالم جس مین یہ حیوانات بلکہ نباتات عناصر کی ترکیب اور مزاج سے پیدا ہوتے ہین اور جو عناصر غالب ہوتا ہی اُسی کے خواص اُسمین آتے ہین جسمین خاک غالب ہے وہ شے مکدر اور بوجھل ہوتی ہی اور دکھائی دیتی ہی۔ اسیطرح جسمین جزو ہوائی یا ناری غالب ہے تو اُسمین وہی آثار پائے جاتے ہین۔ پس جسطرح کہ ہوا لطیف نظر نہین آتی تہان تنکے سے یا خود بخود بدن کو لگتی بلکہ کبھی درختون کو اکھیڑ کر پھینکدیتی اور بڑے بڑے جہاز اور آگ بڑون کو تہ و بالا کردیتی ہے۔ اسیطرح وہ چیز کہ جس مین یہ ہوا غالب ہوگی نظر نہ آوے گی یون سب کچھ کریگی۔ یا جس مین آگ غالب ہوگی وہ بھی دکھائی نہ دیگی۔ اور علاوہ ان چارون عنصرونکے جو چیزین اور عناصر سے مرکب ہین وہ بھی دکھائی نہ دینگی کیونکہ کل دو عنصر (ایک خاک دوسرا پانی) نظر آتے ہین باقی اور کوئی عنصر دکھائی نہین دیتا پس باقی دو اور عنصر ہوا اور آگ جو کل کے نزدیک مسلم الوجود ہین اور اسیطرح اور زائد عناصر جو محققین حال نے دریافت کیے ہین دکھائی نہین دیتے اور ممکن ہی کہ اس نے نہایت دریا ہستی مین اور بہت سے عناصر ایسے ہون کہ جنکی خبر ابتک نہوئی ہو اور آیندہ ہو پس مین کہتا ہون کہ عقل سلیم کے نزدیک یہ بات نہایت بعید ہے کہ وہ یون کہے کہ انہین دونون عنصر خاک اور پانی سے اشیاء مرکب ہوتے ہین یا انکی ترکیب مین بھی دونون جزء غالب ہوتے ہین اور دیگر عناصر کا غالب ہونا محال ہی یا علاوہ ان دو کثیف (خاک اور پانی) عنصر کے اور دیگر عناصر سے ترکیب پانا اور انکا مخلوط ہوکر ایسا مزاج حاصل کرنا کہ جنپر اُنکے موافق کوئی نفس (یعنی روح) فائض ہو غیر ممکن ہے پس جب عقل سلیم کے نزدیک یہ باتین محال نہین بلکہ واقع ہین۔ تو نور فطرت اور عقل سلیم نزدیک یہ بات (کہ سلسلہ موجودات انہین دونون کثیف عنصر کی چیزونمین ختم ہوگیا۔ یا جو چیز تمکو نظر نہین آتی وہ موجود نہین) محال نہین تو محال سے کم بھی نہین پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ جسطرح ان دونون عنصر خاک اور پانی سے اور عناصر بہت زیادہ ہین بلکہ تمام عالم انہین سے مالا مال ہے اور یہ دونون اُنکی نسبت ایسے ہین کہ جیسا بحر خار کی نسبت قطرہ تو اسیطرح ان عناصر کی مخلوقات اس عالم جس کی مخلوقات سے کہین زیادہ اور قوی ہے اور جس طرح وہ عناصر نظر نہین آتے (بسبب لطافت کے) اسیطرح وہ مخلوقات بھی نظر نہین آتی اور اس مخلوقات کی صدہا اقسام ہین جیسا کہ یہانکی مخلوقات کی صدہا اقسام ہین۔ اور وہان کی مخلوقات جہان تک کہ اہل صفا اور ارباب کشف کو معلوم ہوئی یا دکھائی دی ہے اُسکے نام باعتبار ہر نوع کے جدا جدا ہین کسیکو جن اور کسیکو **شیطان** اور کسیکو **ملک** یعنی **فرشتہ** کہتے ہین۔

دلیل دوم۔ بہت سے آدمیونکو جن اور ملائکہ اور شیطان عیانًا دکھائی دیے ہین اور اُنسے بات چیت کی ہے اور اسیطرح اُنکے آثار جو

(حرکات وسکنات یا کوئی بڑا بھاری کام کرنا جیسا کہ چھت کو توڑ ڈالنا یا کسی چیز کو صدہا کوس کے فاصلہ سے ذراسی دیر مین حاضر کردینا۔ یا جنگل مین بھولے کو راہ دکھاکے پھر آنکھوں کے سامنے سے مین غائب ہوجانا یا کسی شخص سے دور دراز حالات کہدینا وغیرہ وغیرہ باتین ظہور مین آئی ہین اور آتی ہین اور جن جن لوگون سے یہ ماجرے پیش آئے ہین بہت سے مین نے دیکھے ہین اگر انکی تفصیل لکھون تو یہ کتاب دراز ہوجاوے۔ میری کتاب کے دیکھنے والون مین سے بھی صدہا آدمی ایسے ہونگے کہ جنکے روبرو ایسے واقعات پیش آئے ہونگے اب اگر کوئی وہم دوڑائے اور ان سب باتونکو وہمی اور خیالی بتاوے اور ان لوگونکی خبر مسموع کو جھوٹے قصے سمجھے اور اپنی وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہے جاوے تو یہ اور بات ہے اس مرض سوداوی کا علاج ہی اور ہے۔ خیر اسکو بھی جانے دیجیے اب مین چند ایسے ثقات سے یہ واقعات نقل کرتا ہون کہ جو تمام جہان کے مسلم ہین اور جنکی بات کو جھوٹ سمجھنا (تو درکنار بلکہ اسکا گمان بھی کرنا) کفر اور بے ایمانی بلکہ حماقت اور نادانی ہے ازانجملہ وہ قصہ جن کہ جسکو سورہ جن مین تمام جہان کے سردار اور سب صادقون کے صادق نے نقل فرمایا ہے ازانجملہ وہ قصہ ہے کہ جسکو امام بخاری نے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ جس رات جن پیغمبر علیہ السلام سے تعلیم یا نیکے واسطے حاضر ہوئے تھے تو آنحضرت باہر جنگل مین مجکو بھی لیگئے تھے اور مجکو خاص ایک جگہ مین بیٹھنے کا حکم دیکر آنحضرت علیہ السلام نے انکو کچھ آیات قرآنی اور نماز روزے کے مسائل تعلیم فرمائے اور مجکو بجز آواز دینے کے اور کچھ سنائی نہین دیتا تھا (کیا تعجب ہے کہ سید احمد خانصاحب اسکو بھی جھوٹ کہدین یا جن سے مراد کوئی پہاڑی قوم بتادین) ازانجملہ وہ قصہ ہے کہ جسکو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام ایک بار نماز پڑھنے مین دفعتہً کئی قدم پیچھے ہٹے اور پھر آگے بڑھے اور کسی چیز کے پکڑنے کے لیے ہاتھ دراز کیا بعد فراغت نماز کے لوگون سے بیان کیا کہ شیطان میری نماز مین خلل انداز ہوا تھا ایک لکڑی جلاکے میرے بدن کو لگانا چاہتا تھا مین پیچھے ہٹا پھر مین نے اسکو پکڑنا چاہا کہ اسکو مسجد کے ستون سے باندہ دون تاکہ تم سب دیکھو تب سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی نہ پکڑا اور نہ اسکو پکڑکر باندھ دیا ازانجملہ سورہ نجم مین جبرئیل علیہ السلام کا وہ قصہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت علیہ السلام کو آسمان کے کناروں پر دیکھا اور پھر اتنا فاصلہ باقی رہگیا کہ جیسا دو کمانون مین یا اس سے بھی کم۔ کما قال تعالیٰ[1] عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ذُو مِرَّةٍ ط فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ج فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى الایات اسکے بعد چونکہ خدا کو معلوم تھا کہ منکر لوگ اسکی تکذیب و تاویل کرینگے تو انکا منہ بند کرنیکے لیے آخر یہ بھی فرمادیا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى یعنی یہ دیکھنا کچھ وہم و خیال کے طور پر نہ تھا کہ جسکو قصور نظر سمجھا جاوے جیسا کہ مائل البصر کو کچھ کا کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس آیت سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا یہان ذکر ہے (کہ اسنے حضرت کو سکھلایا[1] اور وہ بڑا قوت مند ہے اور وہ اپنی اصلی صورت پر قائم ہوا اور وہ آسمان کے بلند کنارہ پر تھا پھر قریب ہوتے ہوتے دو کمانونکے فاصلہ پر آرہا پھر اسنے قریب ہوکر آنحضرت علیہ السلام کو وحی پہنچائی) یہ کوئی قوت انسانی نہین کیونکہ قوت انسانی خواہ وہ کیسی ہی کیون نہو اور خواہ وہ کیسی ہی قوی اور زائد ہو ایک ہفت ہی جو اپنے موصوف سے ایک قدم کے فاصلہ تک بھی جدا نہین ہوسکتی

[1] سکھایا یہ قرآن محمد کو بڑے قوت والے (جبرئیل) نے پس وہ کنارہ بلند مین اپنی اصلی صورت پر قائم ہوا پھر نزدیک ہوا پس نیچے اترآیا پھر ان مین دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پس ہمارے بندے (محمد علیہ السلام) کو جو پہنچانا تھا سو پہنچادیا نہ جھوٹا سمجھا دل نے جس کو دیکھا سید احمد خانصاحب یہان آپ کی یہ تاویل (کہ قوار سے کی مانند قوت کا نام جبرئیل ہے) کوئی ذی عقل نہ تسلیم کریگا۔ کیونکہ یہ اوصاف جو جبرئیل کی بابت مذکور ہین اسپر کسیطرح صادق نہین آتے۔ قوت کا سکھلانا اور اصلی صورت پر ہونا اور افق اعلیٰ پر ہونا پھر نزدیک ہوتے ہوتے دو کمان کے فاصلہ پر آجانا پھر حضرت کو پیغام پہنچانا پھر یہ کہنا کہ دل نے اسکو جھوٹا نہ سمجھا) کیا معنی رکھتا ہے۔

کبھی کوئی عرض اپنے معروض سے جدا اور منفصل نہین ہوسکتا کما لایخفی اور نہ کوئی صفت اپنی صورت دکھا سکتی ہے اور نہ کوئی صفت اپنے موصوف کے لیئے معلم ہوسکتی ہے۔ علم تعلیم نہین کرتا بلکہ وہ ایک حالت انکشافیہ ہے جو بسا اوقات خود بخود یا کسی ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے بلکہ اس آیت مین جو مذکور ہے وہ کوئی ذی حیات شخص ہے کہ جسمین قریب و بعید ہونا تعلیم کرنا وغیرہ باتین پائی جاتی ہین پس سید احمد خان صاحب نے جو اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۹ مین فرمایا ہے (قولہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء مین پیدا کیا ہے جبرئیل نام ہے وقولہ اور ان آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے وہ ہی پڑھتا ہے وہی مطلب بتاتا ہے اور یہ سب کلام اسی فطری قوت نبوت کے ہین جو خدا نے مثل دیگر قوی انسانی کے انبیاء مین بمقتضاء انکی فطرت کے پیدا کی ہے اور وہی قوت ناموس اکبر ہی اور وہی قوت جبرئیل پیغامبر غلط ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہے الخ اس بات پر صریح دال ہی کہ جبرئیل واسطہ نہین پس یہ صریح انکار ہے اس آیت عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى کا کیونکہ اسمین تصریح ہے کہ جبرئیل نے آنحضرتؐ کو وحی سکھائی اور آنکے واسطہ سے وحی پہنچی ہان یہ بحث اور ہے کہ وہ جبرئیل کیا ہے آیا کوئی فرشتہ ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہی یا وہ ملکہ نبوت ہی جیسا کہ سید صاحب کہتے ہین بہرحال واسطہ جبرئیل متفق علیہا ہی دوم شدید القوی ذومرۃ الخ سے ملکہ نبوت مراد لینا اور جبرئیل کو قوت نبوت فطری بنانا بالکل غلط ہے اوّل یون کہ خود سید صاحب نے صفحہ ۹۲ مین اسکا انکار کیا ہے بلکہ فرشتونکو خدا کی صفت قرار دیا ہے اور یہ ظاہر ہی کہ ملکۂ نبوت خدا کی صفت نہین بلکہ نبی کی اور وہ قول سید صاحب کا یہ ہی صـ۹۲ قولہ بہرحال ہمکو اسمین کچھ شبہہ نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل ہوئے ہین آخر کو انہین الفاظ کو فرشتونکا نام سمجھنے لگے (دوم) جب بقول سید صاحب ناموس اکبر اور جبرئیل پیغامبر ملکہ نبوت اور وہ قوت فطری تھی کہ جو ہر نبی کو دی گئی تھی تو لازم آیا کہ جسقدر تعداد انبیاء کی ہے اُتنے ہی جبرئیل ہون کیونکہ ہر نبی کی قوت نبوت دوسرے نبی کی قوت نبوت سے الگ اور ہر ایک نبی کے ساتھ جدا گانہ ہے کیونکہ ہر صفت کا یہی خاصہ ہے کہ وہ اپنے ہی موصوف مین پائی جاتی ہی دوسرے مین منتقل نہین ہوسکتی اور یہ لازم صریح البطلان ہی کیونکہ آج تک اہل اسلام سے نہ اہل کتاب سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہین کہ صدہا اور ہزارہا جبرئیل تھے یا ہین یا حضرت محمد علیہ السلام کا اور جبرئیل ہی اور دیگر انبیاء کے اور اور جب یہی بات تھی تو پھر خدا نے یہود کا جواب (جو وہ کہتے تھے کہ جبرئیل جو محمد پر وحی لاتا ہی ہمارا دشمن ہی) یون کیون دیا؟ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ الآیہ یعنی جو جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہی۔ بلکہ بہت سہل یہ جواب تھا کہ جس جبرئیل کے تم دشمن ہو کہ جسنے تمہارے ساتھ برائیان کین وہ اور شخص تھا یہ جبرئیل اور ہی بلکہ یون کہنا تھا کہ وہ جبرئیل جو ملکہ نبوت یا قوت فطری (جو جسمانی قوت بقول سید احمد خان صاحب) تمہارے انبیاء کی تھی وہ جبرئیل اُن انبیاء کے مرنے سے مرگیا۔ کیونکہ جو شخص ہی نہین تو اسکی قوت کہان؟ پس جب یہ معلوم ہوچکا تو لاچار ہوکر اس آیت عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى الآیہ کی یون توجیہ کرنا قولہ صـ۹۱ یہ تمام مشاہدہ اگر انہین ظاہری آنکھون سے تھا تو وہ عکس خود اپنے دل کی تجلیات ربانی کا تھا جو بمقتضاء فطرت انسانی فطرت نبوت دکھائی دیتا تھا اور دراصل کچھ ملکہ نبوت کے جسکو جبرئیل کہو یا اور کچھ کچھ نہ تھا محض غلط ہے۔ اسی حضرت ملکہ نبوت کا کو کیسا ہی زور شور ہو آنکھون سے دکھائی دینا چہ معنی دارد؟ ملکات یا دل کی تجلیات ان آنکھون سے نہین نظر آسکتے ہین ہان دلکی آنکھین اسکو دیکھ سکتی ہین پھر اس نظر آنیکو فطرت انسانی کہنا فطرت انسانی کے خلاف ہی۔ اچھا یہ بھی صحیح اسکو ذومرہ اور قاب قوسین اور ہو بالافق الاعلےٰ اور دنی فتدلی وغیرہ چیزونپر کس طرح سے منطبق کیجیئے گا؟ شاید اسکے جواب مین آپ یون فرمائین

غلطی اول

غلطی دوم

ط۲۹ آسی کے دل سے فوارے کی مانند وحی اٹھتی ہو اور خدا اسپر نازل ہوتی ہو اسید کا عکس اسکے دل پر پڑتا ہو جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے الخ
یہ کلام اول سے بھی عجیب ہو جب آپ اس بات کے قائل ہین کہ ملکہ نبوت جبرئیل ہو تو پھر یہ کہنا کہ وہ ملکہ فوارے کی مانند اٹھتا ہو اور پھر اسی شخص پر پڑتا ہے
جیسا کہ فوارے کا پانی ابل کر دہین آپڑتا ہو اور نزول وحی بھی آپنے اس ابلنے کو قرار دیا ہو) بالکل غلط ہو کیونکہ ملکہ کوئی جسم سیال نہین جو ابلے اور پھر وہ آپڑے
مین سخت حیران ہون کہ آپکی اس شاعرانہ بندی سے کیا غرض ہو؟ (سوم) آپکو اس جگہ (قولہ ۲۹ خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے کہ اسکو مانو اگر
اور زبان شرع مین جبرئیل کہتے ہین اور کوئی بھی پیغام پہنچانیوالا نہین ہوتا) صاف اقرار ہو کہ خدا اور اسکے رسول مین جبرئیل واسطہ ہو۔ اور پھر آپ ہی
اس قول مین (قولہ صفحہ ۲۸ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین ہوتا خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہو۔ اسکا انکار کرتے ہین آپکے کلام مین یہان
عجب تعارضات واقع ہین اول تو آپنے جبرئیل کو ملکہ نبوت قرار دیا ہو اور اسکو واسطی اور پیغامبر بنایا اور واسطہ ہونا ثابت کر دیا پھر اسکی نفی کی کہ خدا اور پیغمبر مین
کوئی واسطہ نہین ایکبار یہ کہا کہ یہ سب کام اس ملکہ نبوت کے ہین کہ جسکو جبرئیل کہتے ہین پھر اسکی نفی کر دی کہ یہ وحی کرنا خدا کا کام ہی ایکبار یون کہا کہ خدا ہی
پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہی پھر یون کہا کہ اسکو یعنی نبی کو کوئی نہین بلوا تا وہ خود بولتا ہو۔ اور تعارض عقلاء کے کلام مین ہونا بعید ہی لہذا ان فقرونکی
یون شرح کرنی پڑی۔ اور دفع تعارض کیلیے سوا اسکے اور کچھ گنجایش نہین کہ آپکے اس کلام سے کہ خدا اور پیغمبر مین کوئی واسطہ نہین یہ مراد لیجاوے کہ جبرئیل
اور پیغمبر علیہ السلام ایک ہی چیز ہین تاکہ نفی واسطہ کی درست ہو جاوے ورنہ جبرئیل کو واسطہ مانکر بھی نفی واسطہ کرنا ممکن نہین پس معلوم ہوا کہ دو اقنوم
یعنی روح القدس اور پیغمبر کہ جسکو عیسائی ابن کہتے ہین اور عیسیٰ علیہ السلام کو اسکا مصداق بتلاتے ہین ایک ہین غایۃ الامر یہ فرق رہیگا کہ یہ مسلمانون کے
نزدیک حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہین ہر نبی دوسرا اقنوم ہی اور جب آپنے یہ فرمایا کہ خود خدا ہی پیغمبر کے دلمین وحی جمع کرتا ہی حالانکہ آپ پیشتر جبرئیل
علیہ السلام کا قرار دے چکے ہین جہان کہ آپنے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ سے استدلال کیا ہی جس سے معلوم ہوا کہ روح القدس اور خدا جو تیسرا اقنوم ہی کہ جسکو
اب کہتے ہین ایک ہین آپکے اس کلام سے تمثیل بخوبی ثابت ہوتی ہی اگرچہ آپنے اور بہت سے مقامات پر پادری فنڈر صاحب کے اعتراضات اہل اسلام پر اپنی طرف سے
جمائے ہین اور انکی تقلید کی ہی چنانچہ نفی معجزات مین پادری صاحب نے میزان الحق مین اس آیت وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ الا یہ سے یہ دعوی
کیا ہی کہ حضرت محمد علیہ السلام سے حسب بیان اس آیت کے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا اور آپنے بھی نفی معجزات مین اسی آیت سے استدلال کیا ہی لیکن ہم یہ
نہین گمان کر سکتے کہ آپ تمثیل حدیدکے قائل ہین قولہ اصفحہ ۲۹۔ ان واقعات کے بتلانیکو اگرچہ یہ قول یاد آتا ہو کہ قدر این باده ندانی بخدا تا نخوری **اقول**
معلوم ہوا کہ آپ اسی بادہ فرنگ کی ترنگ مین انبیاء علیہم السلام کو مجنونون کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین (جیسا کہ کفار کہتے تھے اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ اور جبرئیل
اور وحی کو مجنون کی سی خیالی باتین بتلاتے ہین **قولہ** ۲۹ ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کے اپنے
کانون سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکھون سے اپنے پاس کسیکو کھڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکھتے ہین وہ انہین کے خیالات ہین۔ ہان ان
دونون مین اتنا فرق ہو کہ پہلا مجنون ہو پچھلا پیغمبر الخ **اقول** ہم اس گستاخی کو خدا کے حوالے کرتے ہین اسکا جواب آپکو وہ خود دے لیگا (**از انجملہ**) وہ
بیشمار آیات ہین کہ جنہین ملائکہ کے اقسام کیطرف اشارہ کیا ہی اور جہان وجود ملائکہ مین سید احمد خان صاحب سے انکار کی کوئی وجہ بھی نہ بن آئی لاچار
سکوت کیا چنانچہ کچھ آیات انمین سے ہم ابھی ذکر کرتے ہین جہان کہ ملائکہ کے اقسام ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ (**از انجملہ**) عہد عتیق[1] اور عہد جدید کی

[1] عہدین کے نزدیک کتب سماویہ کی دو قسم ہین حضرت موسیٰ کی تورات خمسہ اور زبور و امثال سلیمان وغیرہ وہ کتب کہ جو حضرت عیسے سے پیشتر جمع اور مرتب کی گئین عہد عتیق یعنی
قدیم ہین اور حضرت عیسے اور آنکے حواریون کی تصنیفات عہد جدید ہین ۱۲ منہ

وہ بیشمار آیات ہین جنمین صاف طور پر ملائکہ کا ذکر ہے منجملہ اُنکے تورات کی کتاب پیدائش باب ۱۶ مین حضرت ہاجرہ کے ساتھ فرشتہ کا کلام کرنا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پیدا ہونیکی بشارت دینا بڑی تفصیل سے مذکور ہے چنانچہ اس باب کی ساتوین آیت یہ ہے (۷) اور خداوند کے فرشتے نے بیابان[1] مین پانی کے ایک چشمہ کے پاس پایا (۸) اور اُسنے کہا کہ اے ساری کی لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آئی اور تو کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بیوی سارہ کے پاس سے بھاگی ہون (۹) اور خداوند کے فرشتے نے اُس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کے پاس پھر جا اور اُسکے تابع رہ (۱۰) پھر خداوند کے فرشتے نے اُس سے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا الخ اور اسی کتاب کے باب ۱۸ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تین فرشتونکا مہمان بنکر آنا اور بیٹے پیدا ہونیکی بشارت دینا اور سدوم کے لوگونکی ہلاکت کی خبر دینا پھر حضرت ابراہیم کا اُنسے منت کرنا مذکور ہے۔ پھر اسی کتاب کے ۱۹ باب مین فرشتونکا حضرت لوط علیہ السلام کے مکان مہمان ہونا اور کفار کا اُنپر یورش کرنا مذکور ہے۔ اور اسی کتاب کے ۲۱ باب مین ۱۷ آیت یہ ہے تب خدا نے اُس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے ہاجرہ کو آسمان سے پکارا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا ہے الخ ۹۔ اور اسی کتاب کے ۲۲ باب کی ۱۰ آیت یہ ہے۔ اور ابراہیم نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے وہین خداوند کے فرشتے نے اُسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہیم اے ابراہیم وہ بولا مین حاضر الخ آیت ۱۵) تب خداوند کے فرشتے نے دوبارہ آسمان سے ابراہیم کو پکارا الخ ۹ اور اسی کتاب کے ۳۲ باب مین حضرت یعقوب سے شب بھر ایک فرشتہ کا کشتی لڑنا پھر فرشتہ کا یعقوب کو لنگڑا کرنا اور یعقوب سے فرشتہ کا رخصت مانگنا اور یعقوب کا فرشتہ سے برکت مانگنا اور یعقوب کا اُسجگہہ کا نام فنی ایل رکھنا اور یہ کہنا کہ مین نے خداوند (یعنی فرشتے) کو روبرو دیکھا ہے) بیان ہے۔ سید صاحب انکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ نقرس یا صرع اور کرکا دورہ تھا حضرت نے لنگڑا ہونے سے دورہ سمجھ لیا مگر یہ خیال نکیا کہ دورہ سے برکت مانگنا اور سوال وجواب کرنا اور دورہ کا رخصت مانگنا وغیرذالک باتونکی کیا توجیہ ہوگی؟ علاوہ ان مواضع کے اور بیشمار مواضع ہین کہ جن مین ملائکہ کا ذکر بصراحت ہے چونکہ اسبات کو خود سید صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہودکی کتابون مین اور عیسائیونکی کتابون مین فرشتونکا ذکر ہے لہذا ہم فقط انہین عبارات سید صاحب پر اس بارہ مین بس کرتے ہین **قولہ** صفحہ ۱۴۸۔ باینہمہ بہت جگہہ فرشتے کا لفظ ایسے وجود ہاے روحانی یا عقول فلکی کی نسبت مستعمل ہوا ہے جو خدا کی طرف سے اُسکے احکامات بجالانیکے واسطے مامور ہین۔ یہودیون اور عیسائیونکی کتب مقدسہ مین روحانی عقول کا اکثر ذکر پایا جاتا ہے جنکی حالت وجود جداگانہ ہے اور ایک آسمانی جماعت قرار دیگئی ہے جسکا سردار خود خدا ہے۔ کتاب دانیال باب ۷ درس ۱۰ و انجیل متی باب ۲۶ درس ۵۳ و انجیل لوقا باب ۲ درس ۱۳ ضامہ عبرانیان باب ۱۲ درس ۲۲ و ۲۳ سے کرورہا بلکہ کرورہا کرورہا فرشتونکا ہونا معلوم ہوتا ہے الخ اسکے ساتھ سید صاحب یہ بھی اقرار کرتے ہین **قولہ** اتنے بڑے جمع غفیر کے اندر مختلف درجے اور مختلف صفتین موجود ہونی ضرور ہین تاکہ انسان سے لیکر خدا تک ایک سلسلہ وجود کا قائم ہوجاے جو خالق اور کمترین ذی عقل مخلوق کی تفاوت کو مربوط کرے۔ یہودیونکی مقدس کتابون مین فرشتونکا ایسی جماعتون مین منقسم ہونا مذکور ہے جنکی عزت اور قوت اور صفت غیر مساوی ہے اور انپر سردار اور حکام بھی ہین۔ سید صاحب کیا کہتے ہین یہان تو بڑی قوی دلیل آپنے نہ تنہا فرشتونکے وجود پر بلکہ اُنکے مختلف درجونکے ہونے پر قائم کی اسکو بھول بیٹھے اسکا نام آگے یاد کرنے کے لیے الف رکھا ہے **قولہ** صفحہ ۱۴۹ کتاب زکریا باب ۱ درس ۱۱ مین ایک فرشتہ سب سے اعلے درجہ کا ہے جو خدا کے روبرو کھڑا رہتا ہے اور اور فرشتونسے بطور کارندونکے کام لیتا ہے حضرت دانیال نے حضرت میکائیل فرشتے کو بڑے بڑے لقب عطا فرمائے ہین نامہ یہودہ درس ۹ اور اول نامہ تھسلینی کے باب ۴ درس ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے کہ فرشتے مختلف درجہ رکھتے ہین صرف یہودیون ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ حضرت عیسےٰ کے حواریونکا بھی یہی خیال تھا اس بارہ مین اہل اسلام بھی متفق ہین اسی صفحہ مین سید صاحب نے یہودیون اور عیسائیونکے عقائد فرشتونکے ماوہ

[1] یعنی حضرت اسمٰعیل کی کہ جب وہ مکہ کے بیابان مین آئے تھے ۱۲ منہ۔

اوشکل مین نظر آجانیکی نسبت یون بیان فرمائے **قولہ** یہودیون کی کتب مقدسہ مین فرشتے ہمیشہ مجسم ہوکر انسانی صورت مین دکھائی دیتے تھے متقدمین یہودی بیشک یہ جانتے تھے کہ ان اجسام کا مادہ ہمارے اجسام کے مادے کی مانند نہین ہی۔ کیونکہ فرشتون مین یہ قدرت ہی کہ جب چاہین اپنے تئین لوگونکو دکھائین اور جب چاہین نگاہونسے غائب ہوجائین عیسائی بھی اس سے انکار نہین کرسکتے الخ سید صاحب اس بارہ مین اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہی **قولہ** یہودیونکی کتب مقدسہ مین اناث ملائکہ کا ذکر نہین پایا جاتا اور عیسائی بھی بدلیل انجیل متی باب ۲۲ درس ۳۰ بطور استنباط کے یہی سمجھتے ہین کہ فرشتونمین ذکور واناث کی کچھ تمیز نہین الخ ہم اہل اسلام بھی یہی عقیدہ رکھتے ہین **قولہ** مگر اکثر بت پرست قومین فرشتونکو ذکور اور اناث قرار دیتی ہین اور دیوتا اور دیبی کا مانتا اُن خیالات کو ظاہر کرتا ہے انتہے **اقول** یہ عقیدہ جیساکہ اہل کتاب کے برخلاف ہے اہل اسلام کے بھی برخلاف ہی۔ **قولہ** ص۱۵ عیسائی اور یہودی دونون فرشتون مین ان صفات کو تسلیم کرتے ہین انسان سے انمین عقل کا زیادہ ہونا انکا قوت اور قدرت مین زیادہ ہونا انکا پاک اور برگزیدہ ہونا اور یہ بات کہ فرشتے خدا تعالی کے منشا اور مرضی کے اظہار کے ذریعے ہین الخ اہل اسلام کا بھی ان باتونمین یہی عقیدہ ہے **قولہ** قدیم عیسائی سمجھتے تھے کہ ہر فرد بشر کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اسکی حفاظت پر متعین ہی الخ اہل اسلام کا بھی یہی عقیدہ ہی کہ ملائکہ محافظین بھی ہین جیساکہ اسکا بیان آتا ہی **قولہ** عام یہودی بھی فرشتون کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہین **قولہ** مشرکین کا بھی اسی کے قریب قریب عقیدہ تھا الخ اسکا ثبوت درکار ہی کسی مشرک کا قول بنقل صحیح جب تک نقل نکروگے تسلیم نہوگا **قولہ** یونانی اپنے محافظ دیوتا کو ڈیمن اور رومی جنیس کہتے تھے اور یہودی اور قدیم عیسائی یہ بھی سمجھتے تھے ہر انسان پر دو فرشتے متعین ہوتے ہین ایک نیکی کا ایک بدی کا عام یہودی بھی فرشتون کی نسبت یہی اعتقاد رکھتے ہین الخ اہل اسلام بھی نیکی اور بدی لکھنے والے فرشتے ہر انسان پر متعین سمجھتے ہین کما سیجئی (دلیل تیسری) خدا ذوالجلال والاکرام اور اس کائنات عالم حس یا عالم ناسوت مین (کہ جو محض کثیف اور تاریک اور بنے ثبات ہے) کچھ بھی مناسب نہین وہ نور محض یہ تاریک و تاروہ لطیف یہ کثیف وہ غایت علو مین یہ نہایت سفل مین وہ باقی یہ فانی وہ قدیم محض یہ حادث وغیر ذلک من التفاوت والتباین مما لایخفی علی ارباب البصیرۃ پس جسطرح اُسنے اس عالم مین طرح طرح کے انتظامات وتدبیرات کر رکھے ہین اسیطرح اُسنے تکمیل انتظام کے لیے وسائط پیدا کیے ہین کہ وہ من وجہ اس عالم کے مناسب من وجہ اُس ذات قدس کے مناسب ہین؛ یا یون کہو کہ یہ بات مسلم ہے کہ اس تمام کائنات کے جس قدر آثار و حالات ہین وہ سب اپنے نہین بلکہ کسی غیر کی طرف سے آئے ہین نہ یہ وجود اپنا ہی نہ یہ بقا اپنی ہی نہ اسکے اور جسقدر باتین پیش آتی ہین وہ اپنی ہین کیونکہ اگر یہ ہو تو پھر سلسلہ تسلسل ہوتا ہے پھر اسکی کیا وجہ؟ اور زوال وتغیر کا کیا سبب اور حدوث کا کیا باعث اور پھر انکے ممکن ہونیکا کیا طریق؟ بلکہ انکو واجب الوجود کہیے اور عالم مین ثبوت خدا سے ہاتھ دھو بیٹھیے۔ خدا کی ذات پاک کا ثبوت تو اسی لیے ضرور مانا گیا کہ یہ چیزین جمیع کمالات بلکہ حالات بلکہ وجود وذات مین محتاج ہین اور یہ ظاہر ہی کہ انکا کوئی واجب الوجود محتاج الیہ ہو کہ جسکی طرف سے یہ فیضان ہوتا ہی ورنہ یہ لازم آوے کہ بالعرض لبنیہ یا بالذات کے پایا جاوے اور یہ محال عقلی ہی پس یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ یہ تمام فیضان اُسی مبدء فیاض کی طرف سے ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ مؤثر اور مؤثر مین مناسبت ہونی ضرور ہے اور ابھی آپ جان چکے ہین کہ خدائے پاک اور اس عالم حس مین کچھ بھی مناسبت نہین پس یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا کہ اُسکے درمیان اور عالم حس کے درمیان وسائط ہین کہ جو من وجہ اس عالم سے اور من وجہ اس قدوس سے مناسبت رکھتے ہین اور ہم انکو ملائکہ[1] کہتے ہین اور یہان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس سلسلہ موجودات

دلیل تیسری

مقدمہ اول

مقدمہ دوم

[1] صفحہ کرام انکو قوی عالم کے ساتھ تعبیر کرتے ہین کہ عالم مین جملہ تصرفات انکے ذریعے سے ہوتے ہین جیساکہ انسان کے کاروبار انسان کے قوی ہی بغیر نہین ہوتے۔ سید صاحب غلط فہمی سے سمجھ گئے کہ ملائکہ قوی ہین

کے ذات قدوس تک منتہی ہونے مین زیادہ تر بعد کی وجہ سے بیشمار وسائط ہین کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جسقدر زیادہ بعد ہوگا زیادہ واسطے ہونگے مین آپکے روبرو اپنے اس مطلوب کی یون تصویر سامنے لاکے کھڑی کرتا ہون (فرض کرو کہ ایک شخص ہزار قدم کے فاصلہ پر ہم سے دور ہے اور وہ بوسائط کوئی چیز بھیجنا چاہتا ہے پس وہ اول اپنے پاس والیکو دیگا وہ اپنے پاس والیکو یہانتک کہ جو ان سب مین اخیر ہے اور جسپر وہ سلسلہ ختم ہوا ہے وہ بھیجدیگا اب اسی پر خیال کر لیجیے پس اول مہر و تجلیات و فیوضات وہ مقدس لوگ ہین کہ جو ہم سے نہایت بعید المناسبت اور حق قدوس جل جلالہ سے نہایت قریب اور بہت ہی مناسبت رکھتے ہین جنکو حاملان عرش اور ملأ اعلیٰ کہتے ہین پھر انسے نیچے اور پھر انسے نیچے بالجملہ جرًا اور ہمارے اس بیان کی تائید قرآن[۱] اور کلام پیغمبر علیہ السلام سے ہوتی ہے اور سید صاحب نے بھی اسکا اور اس بیان ہین کہ جسکا نام الف رکھا تھا صدق دل سے کر لیا ہے۔ الغرض اسی ترتیب سے صدہا بلکہ کرورہا ملائکہ ہین کہ جنکی تفصیل سوا اسکے کوئی نہین جان سکتا کما قال تعالیٰ۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ[۲] انکی کسیقدر تفصیل جو ہمکو قرآن سے یا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوئی بیان کرتے ہین اقسام ملائکہ (اول) حاملان عرش ہین جنکی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وقولہ تعالیٰ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (سوم) اکابر ملائکہ ہین منجملہ انکے جبرئیل و میکائیل ہین کہ جنکا ذکر قرآن مین آیا ہے قال تعالیٰ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ حضرت جبرئیل کے قرآن مجید مین چند اوصاف مذکور ہین از انجملہ یہ کہ وہ انبیاء اور خدا کے درمیان واسطہ ہے اسکے ذریعہ سے وحی آتی ہے کما قال تعالیٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ وقال تعالیٰ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ از انجملہ یہ کہ وہ قوی ہین اور قوت کا یہ حال ہے کہ لوط کی بستیان اکھاڑ کر پھینکدین اور امین ہین از انجملہ یہ ہے کہ انکو خدا نے روح القدس فرمایا ہے کما قال إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ منجملہ انکے اسرافیل ہین جنکا نام احادیث صحیحہ مین بکثرت وارد ہے اور جنکا فعل صور پھونکنا ہے وقال تعالیٰ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ منجملہ انکے عزرائیل ہین جنکا نام احادیث صحیحہ مین بکثرت ہے اور قرآن مین انکو ملک الموت کہا ہے۔ قال تعالیٰ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (چہارم) وہ ملائکہ ہین جو ارواح قبض کرتے ہین قال تعالیٰ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وقال تعالیٰ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ اس جماعت کے سردار عزرائیل ہین

---

[۱] قال اللہ تعالیٰ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ اسکی تفسیر مین ہمارے پیغمبر علیہ السلام یون فرماتے ہین اذا قضی اللہ تعالیٰ امرا فی السماء ضربت الملئکۃ باجنحتہا خضعانا لقولہ کانہ صلصلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وہو العلی الکبیر رواہ البخاری وغیرہ من کبار المحدثین وفی روایۃ اذا قضی امرا سبح حملۃ العرش ثم یسبح اہل السماء الذین یلونہم حتی یبلغ التسبیح اہل ہذہ السماء الدنیا ثم قال الذین یلون حملۃ العرش ماذا قال ربکم فیخبرونہم ماذا قال یلونہم حتی یبلغ التسبیح اہل ہذہ السماء الدنیا ثم قال الذین یلون حملۃ العرش ماذا قال ربکم فیخبرونہم ماذا قال ربہم فیستخبر بعض اہل السموات بعضا حتی یبلغ الخبر اہل ہذہ السماء یعنے جب آسمان مین خدا کوئی حکم صادر فرماتا ہے تو ذریکے مارے حاملان عرش سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے ہین پھر انکے نیچے کے آسمانون والے یہان تک کہ اس آسمان والے تسبیح کرتے ہین پھر جب انکے دلون سے گھبراہٹ کم ہوتی ہے تو فرشتے کہ حاملان عرش کے قریب ہین انسے نیچے والے پوچھتے ہین کہ خدا نے کیا حکم صادر فرمایا ہے پس وہ انکو بتلا دیتے ہین یہانتک کہ اسے نیچے کے فرشتے اسسے پھر انکے نیچے کے فرشتے اسسے پوچھتے ہین حتے کہ اس آسمان کے فرشتون تک وہ خبر پہنچتی ہے ۱۲ منہ [۲] وہ جو ہمکو معلوم ہے ۱۲ منہ [۳] اس وقت تیرے رب کا عرش آٹھ (فرشتے) اٹھائینگے ۱۲ منہ [۴] اور تو فرشتونکو عرش کے ارد گرد خدا کی تسبیح کرتے دیکھے گا ۱۲ منہ [۵] جو شخص اللہ اور اسکے فرشتون اور رسولون اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ کافرون کا دشمن ہے ۱۲ منہ [۶] جب ہم نے تیری (یا اور جیسے) بسبب روح القدس کے ۱۲ منہ [۷] جو شخص صور مین پھونکا جاویگا ۱۲ منہ [۸] تو کہدے کہ تمہاری روح وہ ملک الموت قبض کریگا جو تم پر موکل ہے ۱۲ منہ [۹] جب تم مین سے کسی کے پاس موت آتی ہے تو اسکو ہمارے رسول (یعنی فرشتے) قبض کرتے ہین ۱۲ منہ [۱۰] اور جو تو دیکھے کہ جب کافرونکی روح کو فرشتے قبض کرینگے ۱۲ منہ

اقسام ملائکہ

(پنجم) ملائکہ جنت ہین قال تعالیٰ[۵۰] یدخلون علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار (ششم) ملائکہ جہنم ہین اہل دوزخ کو عذاب انہین کے ہاتھ سے ہوتا ہی قال تعالیٰ[۵۱] علیھا تسعۃ عشر ہ وقال تعالیٰ[۵۲] وما جعلنا اصحب النار الا ملئکۃ ط اور اس فریق کے سردار مالک ہین قال تعالیٰ[۵۳] ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک اور اس کل فریق کا نام زبانیہ ہے قال تعالیٰ[۵۴] فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ (ہفتم وہ ملائکہ ہین کہ جو بنی آدم پر موکل محافظ ہین قال تعالیٰ[۵۵] عن الیمین وعن الشمال قعید وقولہ تعالیٰ[۵۶] ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید ہ وقولہ[۵۷] معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ ہ وقولہ[۵۸] ویرسل علیکم حفظۃ ط (ہشتم) وہ ملائکہ ہین جو آدمی کے اعمال لکھتے ہین قال تعالیٰ[۵۹] وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون ہ (نہم) وہ ملائکہ ہین کہ جو اس عالم کے احوال پر موکل ہین خدا ہی پاک کے اس قول مین یہی لوگ مراد ہین[۶۰] والذاریات ذروا الی قولہ فالمقسمات امرا وقولہ[۶۱] والنازعات غرقا ہ اسیطرح قرآن مجید واحادیث صحیحہ مین ملائکہ کے اوصاف مختلف مذکور ہین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور رسول ہین قال اللہ تعالیٰ[۶۲] جاعل الملئکۃ رسلا وقال تعالیٰ[۶۳] اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا منجملہ اُنکے یہ کہ وہ عابدین وساجدین ہین قال تعالیٰ[۶۴] بل عباد مکرمون ہ قال تعالیٰ[۶۵] یسبحون اللیل والنہار لا یفترون ہ منجملہ اُنکے یہ کہ وہ خدا کی نافرمانی نہین کرسکتے قال اللہ تعالیٰ[۶۶] لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون منجملہ اُنکے یہ کہ وہ نہایت خائف اور ترسان خدا سے رہتے ہین قال اللہ تعالیٰ[۶۷] یخافون ربھم من فوقھم وقال من خشیتہ ربھم مشفقون منجملہ اُنکے یہ کہ وہ خدا کے دوستونکی مدد کرتے اور مسلح ہوکر لڑتے ہین جیسا کہ جنگ بدر مین واقع ہوا قال تعالیٰ[۶۸] یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسومین منجملہ اُنکے یہ ہے کہ اونکے لیے بازو اور پر ہین قال اللہ تعالیٰ[۶۹] اولی اجنحۃ مثنی وثلث ورباع ط الآیہ علاوہ ان آیات کے اور بہت سی آیات فرشتونکے ایسے حالات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ کوئی ایسی مخلوق الہی اور قسم کی ہے کہ جو اپنے جسم اور افعال مین ہم لوگون سے بالکل مغائر ہے اب سید احمد خانصاحب ان آیات کی کہانتک توجیہ کرینگے اور کہانتک تاویل کرکے اصلی کلام کے معنی بدلکر انکو قومی بتلائینگے۔ قرآن (بلکہ تورات وانجیل وویدو ودساتیر) کے ماننے والے سے یہ امر ناممکن ہے کہ وہ فرشتونکا انکار کرے اور انکو قومی بتلاوے ہان جو شخص ان کتابون مین سے کسیکا بھی قائل نہو اور حکماء قدیم وحال کے بھی برخلاف ہو تو وہ جو چاہے سو کرے سید صاحب یا قرآن کا انکار کیجیے یا فرشتونکے قائل ہوجیے ؎ سر مدگلہ اختصار مے باید کرد ؛ یک کار ازین دو کار مے باید کرد ؛ یا تن برضاے دوست مے باید داد ؛ یا قطع نظر ز یار مے باید کرد ؛ (ملائکہ کی حقیقت) ہین مختلف اقوال ہین لیکن اس بات مین سب متفق ہین کہ ملائکہ ذوات موجودہ قائم بذات خود ہین کسیکی صفت یا عرض نہین اکثر اہل اسلام یہ کہتے ہین کہ وہ اجسام لطیفہ ہین کہ جو اشکال مختلفہ مین ظاہر ہوسکتے اور بڑے قوی کام کرسکتے ہین

۵۰ اور فرشتے آوینگے اُنکے پاس ہر دروازے سے (کہین گے) تم پر سلام ہو تمہارے صبر کرنے پر پس کیا اچھا ہے آخرت کا گھر

۵۱ اس دوزخ پر اُنیس شخص مقرر ہین ۱۲ منہ ۵۲ اور دوزخ کے لئے محافظ جنے فرشتے ہی بنائے ہین ۱۲ منہ ۵۳ وہ بولے اے مالک موت دے ہمکو تیرا خدا ۱۲ منہ ۵۴ وہ بلاے اپنی محفل کو ہم بلاتے ہین زبانیہ کو ہم ۱۲ منہ ۵۵ اُسکے داہنے اور بائین ایک محافظ بیٹھا ہی ۱۲ ۵۶ آدمی کی ہر بات پر ایک سخت نگہبان ہی ۱۲ منہ ۵۷ اُسکے لئے آگے اور پیچھے سے گماشتے ہین کہ اُسکی حفاظت کرتے ہین ۱۲ ۵۹ اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان فرشتے ۱۲ منہ ۶۰ تم پر بزرگ (فرشتے) محافظ لکھنے والے ہین تمہارے ہر کام کو جانتے ہین ۱۲ ۶۱ ہمکو قسم ہے اُن فرشتونکی جو آندھی چلاتے ہین پھر بادل اُٹھاتے پھر نرم نرم ہوا ہین چلاتے پھر حصے تقسیم کرتے ہین ۱۲ منہ ۶۲ قسم ہے اُن فرشتونکی جو اندر گھس کے روح کھینچتے ہین ۱۲ منہ ۶۳ خدا تعالیٰ نے فرشتون کو رسول (یعنی پیغامبر اور واسطہ) بنایا ۱۲ منہ ۶۴ خدا تعالیٰ فرشتون کو اپنی رسالت کے لیے برگزیدہ کرتا ہے ۱۲ منہ ۶۵ فرشتے خدا کے معزز بندے ہین ۱۲ منہ ۶۶ فرشتے اُسکی رات دن تسبیح پڑھتے ہین تھکتے ۱۲ منہ ۶۷ فرشتے خدا سے بات مین پیشقدمی نہین کرتے اور وہ اُسکے حکم کی تعمیل کرتے ہین ۱۲ منہ ۶۸ خدا بہت ترسے ڈرتے ہین۔ اور فرشتے ہمیشہ اُس سے ہی ڈرتے ہین ۱۲ منہ ۶۹ مدد کرتا تھا تمہاری رب تمہارا پانچہزار آراستہ فرشتون سے ۱۲ منہ ۷۰ خدا نے فرشتون کو بازو دار بنایا پھر کسی کے دو دو اور کسیکے تین تین اور کسیکے چار چار بازو ہین ۱۲ منہ۔

کسلیے کہ انبیا اور دیگر لوگون نے انکو مختلف اشکال مین دیکھا ہی جمہور اہل کتاب یہود اور سامری اور عیسائی بھی یہی کہتے ہین اور بعض نصاریٰ کا یہ قول ہی کہ اچھے لوگون کی ارواح بعد موت کے ملائکہ بنجاتی ہین یہ قول صحیح نہین کیونکہ بنی آدم سے پہلے بھی ملائکہ تھے ہان اگر یہ کہین کہ ابرار لوگون کی ارواح بعد مفارقت بدن انمین جا ملتی ہین تو کچھ مضائقہ نہین **حکماء** کہتے ہین کہ وہ جواہر مجردہ ہین اور نفوس ناطقہ سے مخالف الحقیقت ہین۔ عالم مین جسقدر تصرفات ہین انہین کے ذریعہ سے ہوتے ہین اور یہ لفظ **ملک**[۱] کہ جسکی جمع ملائکہ آتی ہے مالک سے مقلوب ہوا ہی کہ جو الوکہ بمعنے رسالت سے مشتق ہی کیونکہ فرشتے اس لفظ کا اطلاق اسی لحاظ سے ہی کہ وہ عالم مین وسائط ہین **جن** کے لغت مین معنی پوشیدگی ہین اور جس لفظ مین یہ مادہ جیم ونون جمع ہوگا اسمین پوشیدگی واستتار ملحوظ ہوگا اسی لیئے جنت کو جنت کہتے ہین کہ وہ لوگونکی آنکھونسے پوشیدہ ہی اور جنون کو اسلیے جنون کہتے ہین کہ وہ عقل کو پوشیدہ کرلیتا ہی اور جنین چونکہ ماں کے پیٹ مین پوشیدہ ہوتا ہی اسلیے یہ لفظ رحم کے بچے پر بولا گیا اور جنان کا اطلاق اسلیے دل پر ہوتا ہی کہ وہ پوشیدہ اور اسکے خیالات مستور ہوتے ہین اور ڈھال کو اسلیے جنہ بولا گیا کہ وہ اپنی آڑ مین پوشیدہ کرتی ہی اسیطرح لفظ **جن** اس مخلوق الہی پر بولا جاتا ہی کہ جو (بسبب لطافت مادہ کے) حس بصر سے پوشیدہ رہتی ہی قرآن مجید مین اس قسم کی مخلوق پر کئی جگہہ یہ لفظ بولا گیا ہی قال تعالیٰ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ الآیہ کہ ہمنے جن کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا اور اسیطرح اور کئی جگہہ یہ لفظ آیا پس **جن** وہ مخلوق الہی ہی کہ جسکا مادہ غالب آگ[۲] یا ہوا ہوا ور چونکہ آگ ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہی اس لیئے وہ نظر نہین آتی اور جو چیزین اس سے مرکب ہوتی ہین وہ بھی محسوس نہین ہوتین۔ پھر نار کی لطافت اور کثافت کے لحاظ سے (جو بسبب کسی دوسرے جزو کی آمیزش کے ہوتی ہی) جنون کے چند اقسام ہین جو خالص نار اور اسکے صاف شعلہ سے مرکب ہین انمین اور ملائکہ ارضیہ مین نہایت مناسبت ہے بلکہ بعض کہتے ہین کہ یہ بھی ایک قسم کے ملائکہ ہین۔ اور قرآن مین جو شیطان کو ملائکہ مین شامل کرکے سجدہ کا حکم دیا اور پھر اسکو کَانَ مِنَ الْجِنِّ کہدیا اسلیے کہ وہ جن بھی تھا اور فرشتہ بھی تھا کیونکہ ملائکہ ارضیہ اور جن قسم اعلیٰ ایک ہی چیز ہین پس اسی لحاظ سے کبھی اسکو جن اور کبھی فرشتہ کہا۔ اور جن مین کہ مادہ بخاریہ یا دخانیہ غالب ہی وہ شر کیطرف اکثر مائل ہین اور انکے مادہ اور صورت نوعیہ کے موجب انسے آثار و افعال سرزد ہوتے ہین۔ اسی نظر سے **بعض محققین** نے جن اور ملائکہ مین عموم و خصوص من وجہ قرار دیا ہی پس **جن** وہ چیز ہی کہ جو اپنے مادہ متوسطہ (بین اللطافۃ الصرفۃ والکثافۃ المحضۃ) کی وجہ سے خیر و شر دونون چیزونکے سرزد ہونیکی لیاقت رکھے اور **ملک**[۳] یعنی فرشتہ وہ ہی کہ جو خیر کی صلاحیت رکھے (بسبب لطافت مادہ کے) اور بدی اس سے سرزد نہو سکے اور **شیطان** وہ ہی کہ جو بسبب ظلمانیت مادہ کے شر ہی کی استعداد رکھے۔ مگر مادیت سب مین غالب ہی اسی لیے ابلیس نے آدم کے مقابلہ مین خدا سے کہا تھا کما حکی اللہ تعالیٰ عنہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ کہ آپنے مجکو آگ سے اور آدم کو خاک سے بنایا۔ عرب کے محاورہ مین جنات پر بھی وطن کے چند الفاظ بولے جاتے تھے جو **جن** کہ آدمیونکے ساتھ رہتے ہین انکو **عامر** کہتے تھے کہ جنکو ہماری زبان مین ہمزاد کہتے ہین اور جو کہ لڑکے بالونکو اٹھاتے ہین انکو **ارواح** کہتے تھے کہ جنکو اہل ہند **بھوت** یا آسیب کہتے ہین اور جو خبیث اور سخت تکلیف دینے والے ہوتے ہین انکو **شیطان** کہتے تھے جو انسے بھی زیادہ سرکش ہوتے تھے انکو **مارد** کہتے تھے اور جو اس سے بڑے قوی ہوتے ہین انکو **عفریت** کہتے تھے۔ اور جو جنگل مین

---

[۱] ایک فرقہ اہل کتاب کا یہ ہی کہ وہ تورات کو مانتا ہی اور یہود سے مخالف اور عیسائیونسے بھی مخالف ہی ۱۲ منہ [۲] اصل اس لفظ کی ملاک ہی اور اسلیے لحاظ سے ملائکہ جمع ہمزہ کے ساتھ آتی ہی جیسا کہ شمائل کی شمائل آتی ہی بنا جمع کے لحاظ سے زائد کردی گئی ہی بیضاوی ۱۲ منہ [۳] اگر کوئی شبہہ کرے کہ آگ وکھائی دیتی ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ آگ خالص نہین بلکہ اسمین آمیزش ہی جسطرح کہ ہوا غبار آلود جسکو اہی کہتے ہین نظر آتی ہی خالص نہین نظر آتی ۱۲ منہ [۴] یہان ملک سے مراد ملائکہ سفلیہ ہین اور اسی لحاظ سے کہ اس قسم کے ملائک جن ہین الفے کبھی اگر کوئی شر سرزد ہو تو تعجب نہین جیسا کہ شیطان سے یا ہاروت ماروت کا قصہ مشہور ہی لیکن ملائکہ علویہ اس سے بالکل غیر اور بری ہین وہ محض تقدیس و تسبیح مین غرق ہین ۱۲ منہ۔

حقیقت جن

آواز دیتے اور چیختے ہین انکو ہاتف کہتے ہین اور بعض جو مسافرون کو راہ بھولی بتلا دیتے ہین انکو رجال الغیب کہتے ہین۔ اور جو کبھی بانو نہین کبھی ایک لشکر اور مشعل وغیرہ سے چیزین دکھائی دیتی ہین تو انکو شہاب کہتے ہین اور جو رات مین یا بعض اوقات ویران اجاڑ جنگلون مین کبھی چھوٹے چھوٹے لڑکون کی صورت مین دکھلائی دیتی اور پھر دفعتہً کسی اور شکل مین ظاہر ہوجاتے ہین الغرض طرح طرح کی صورتین بدلتے ہین انکو چھلاوا کہتے ہین۔ الغرض ایسی مخلوقات الہی کی (کہ جن مین جزء ہوائی یا جزء ناری غالب ہے اور اس وجہ سے وہ دکھائی نہین دیسکتی) ہزارہا اقسام ہین کہ جن پر مطلع ہونا کسی علیم خبیر کا کام ہے لیکن اہل عقل جن کی حقیقت مین اسبات پر اکثر متفق ہین کہ جسم ناری بتشکل باشکال مختلفہ اسی وجہ سے جنونکا آدمیونکے ساتھ باتین کرنا اور کبھی عجائب غرائب حرکات سے پیش آنا مشاہدہ مین آچکا ہے زمانہ جاہلیت کے لوگ کہ جنکی زبان مین قرآن اترا ہے ایسی چیزونکے قائل تھے اور کبھی انکو خدا کی بیٹیان کہا کرتے تھے اور کبھی انکی پرستش کرتے تھے قال تعالی وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۔ الآیہ کہ کفار نے خدا اور جنون مین رشتہ قائم کیا اور قرآن مجید مین بھی بہت جگہ انسانونکے مقابلہ مین جنونکا ذکر ہے سورہ جن تو انکے ذکر سے بھری پڑی ہے اور علاوہ اسکے اور بہت جاے ذکر ہے قال تعالی يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قال اللہ تعالی مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔ وقال تعالی يَعْبُدُونَ الْجِنَّ الآیہ (اب) قبل اسکے کہ سید احمد خانصاحب کے دلائل کی طرف رجوع کرون پیشتر چند امور ضروری بیان کرتا ہون (۱) یہ کہ قرآن مجید کی بیشمار آیات سے یہ بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے کہ ملائکہ کیسکے قوی بدن نہین نہ کیسکے اعراض وصفات ہین بلکہ متحیز بالذات اور کلام کرتے اور چلتے پھرتے اور ڈرتے اور عبادت کرتے ہین بلکہ انکے لیے بازو اور پر بھی ہین اور وہ آدمیونسے کلام بھی کرتے ہین اور خدا کا عرش بھی اٹھاتے ہین اور لوگونکی ارواح بھی قبض کرتے ہین اور بعض کفار عرب انکو خدا کی بیٹیان بھی کہتے تھے کما قال تعالی وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۔ بلکہ اسی آیت مین اور اسکے علاوہ اور آیات مین صاف تصریح ہے کہ وہ عباد الرحمن یعنی خدا کی مخلوق بندے ہین کہ جو ہمیشہ تسبیح وتہلیل کرتے ہین اور عالم کے ہر جزء پر تدبیر وتصرف کرتے رہتے ہین۔ یہانسے صاف معلوم ہوا کہ وہ قوی یا کسی شے کے اوصاف نہین کیونکہ قوی اور اوصاف کا موصوف سے منفصل ہوکر چلنا پھرنا کلام کرنا مجسم ہوکر ظاہر ہونا کفار سے مسلح ہوکر جنگ کرنا صاحب بازو ہونا شب وروز عبادت کرنا عرش اٹھانا خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا قرآن کو لیکر نازل ہونا جنت ودوزخ کے لوگون سے کلام کرنا عرش کے گرداگرد حلقہ باندھکر کھڑا ہونا قال تعالی حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ حضرت مریم کے پاس بشر کی صورت مین آکر کلام کرنا کما قال تعالی فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم کے پاس ہمنے اپنی روح یعنی جبرئیل کو بھیجا تو اسکو خوبصورت بشر کی صورت مین دکھائی دیا) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنا اور پھر لوط کی قوم پر پتھر برسانا اور انکو غارت کردینا جیسا کہ سورہ ہود وغیرہ مین اور تورات سفر پیدائش مذکور ہے وغیر ذلک عقلاً محال ہے اور نقل بھی اسکی شاہد عدل ہے (۲) قوم جن کا ثبوت بھی قرآن مجید کی آیات سے اس صفت کے ساتھ ہے کہ وہ آگ سے پیدا ہوئے ہین (۲) اور جو سماء مین اڑکر پہنچتے ہین کما فی القرآن وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا یعنی جن کہتے ہین کہ ہمنے آسمان جا چھوا تو اسکو بڑے بڑے سخت پاسبانون سے بھرے ہوے پایا یعنی ملائکہ سے۔ اور کفار انکے عجائب حرکات سے انکی عبادت کرتے تھے کما قال تعالی يَعْبُدُونَ الْجِنَّ اور مشرکین جنات کے نام کی دہائی دیا کرتے تھے قال تعالی وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ اور جن لوگ آسمانون کے قریب جاکر فرشتونکی باتین سن آیا کرتے تھے قال تعالی وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا ۔ یعنی جن کہتے ہین کہ ہم پہلے آسمانونکے پاس خبر سننے کے مواضع مین جا بیٹھتے

اول

دوم

کرتے تھے اور اب جو کوئی وہان جاتا ہے تو اسکے لیے شعلہ آگ کا (جسکو ستارا ٹوٹا کہتے ہین) گھات لگائے ہوے ہی (یعنی اب آسمانی خبرین نہین لاسکتے اور جو کوئی وہان جاتا ہے تو اسپر فرشتے انگارے برساتے ہین۔ پس اب جو کوئی محض لغوی معنی جن پر (کہ جو پوشیدہ ہوتا ہے) خیال کرکے جن جن کی نوع کا انکار کرے اور کسی پہاڑی قوم جنگلی باش کو جو لوگون سے پوشیدہ رہتی ہوگی (بقول سید احمد خانصاحب و منشی چراغ علیصاحب) نوع جن کا مصداق بناوے تو وہ ان آیات کا صریح منکر ہے کیونکہ اگر ہم کوئی ایسی قوم بھی فرض کرلیوین کہ وہ بقول منشی صاحب و سید صاحب لوگون سے پوشیدہ رہتی تھی تو عرب کا اسکی عبادت کرنا اور اس سے عقلاء کا دہائی دیکر مدد مانگنا اور پھر اس قوم کا آخر آسمانون تک جانا اور انکا برخلاف انسان کے مادہ آتشی سے پیدا ہونا کما قال تعالیٰ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور قرآن مین اس قوم سے ہر جگہ انسانون کے مقابلہ مین خطاب کرنا کما قال مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ وقال تعالیٰ یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اور انکے لیے کوئلہ اور ہڈی کا غذا ہونا (جیساکہ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس ایک قوم جن کی اسلام لانے اور مسائل سیکھنے آئی اور آنحضرت رات کو عبداللہ بن مسعود کو ساتھ لیکر جنگل مین گئے اور کہدیا یہین بیٹھے رہنا اور عبداللہ بن مسعود کو سواے آوازونکے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور جنون نے کہا کہ اپنی ہت کو ارشاد فرماتیجیے کہ ہڈی اور کوئلہ سے استنجا نکرین کیونکہ یہ ہماری غذا ہے) انسان کی کسی قوم پر صادق نہین آسکتا کما یشہد بہ العقل والنقل اور اسیطرح انجیل متی و لوقا وغیرہما مین بھی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کئی آدمیونمین سے جن نکالا اور اس جن نے نکلتے وقت کلام کیا۔ اور اب بھی ایسے واقعات اکثر مشاہدہ مین آتے ہین۔ بلکہ ایک شخص جنونکے بڑے عامل تھے بہت سے لوگون کے روبرو انہون نے عجائب غرائب باتین دکھائین کہ جو شعبدہ اور نیرنجات سے غیر تھین۔ اور میرے ایک دوست کے ساتھ جن کا عجیب ماجرا گذرا ہی کہ جسکے سنتے سے حیرت ہوتی ہے (۳) شیطان کے لغت مین معنی باطل ہین بعض علماء لغت کہتے ہین کہ نون اسکا اصلی ہے پس شیطان بوزن فیعال شطن سے مشتق ہے کہ جسکے معنے دور از صلاح و خیر ہین پس جو شخص خیر و صلاح سے دور ہوا اسکو بھی شیطان کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نون زائد ہی شاط بمعنی بطل سے مشتق ہی جسکے معنے باطل کے ہین بہرحال بد شخص کو شیطان کہتے ہین اس لحاظ سے اسکا اطلاق انسانونمین سے بدکارون پر بھی ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ اور اسیطرح ابلیس بھی بلس سے مشتق ہی کہ جسکے معنی ناامید یا سکا ہر سکار پر بولا جاتا ہے خواہ وہ انسان ہو خواہ کوئی اور لیکن اب کلام اسمین ہے کہ جسپر یہ لفظ ابلیس اور شیطان قرآن مین جا بجا بولا گیا ہے آیا وہ کوئی آدمی ہے یا آدمی کی قوت بہیمیہ اور نفس امارہ ہے یا کوئی اور شخص مخالف بحقیقت ہی ہمجمہور اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ وہ ایک شخص خاص از قسم جن ہی کہ جس نے حضرت آدمؑ کے بارہ مین نافرمانی کی اور راندہ گیا۔ اہل کتاب یہود و عیسائی بلکہ مجوسی اسکا ایک وجود جداگانہ مانتے ہین چنانچہ انجیل متی کے چوتھے باب مین حضرت عیسیٰ کو شیطان سے آزمایا جانا لکھا ہی۔ اور یہ ظاہر ہی کہ نہ تو عیسائی لوگ اس شیطان سے کوئی آدمی مراد رکھتے ہین نہ خود حضرت عیسیٰ کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ اور اسیطرح تورات سفر خلیقہ مین بھی ہی کہ سانپ نے حوا کو بہکایا کر وہ درخت کھلوا دی اور یہ ظاہر ہے کہ وہ شیطان ہی تھا کہ جو سانپ کی صورت مین ظاہر ہوا تھا ورنہ سانپ کیا بہکاتا؟ اور اسیطرح دساتیر مین ہر جملہ کے اول اعوذ باللہ کا ترجمہ (یعنی پناہ مانگتے ہین ہم دیو گمراہ کرنے والے سے) لکھا ہے کہ جس سے یہی مدعا سمجھا جاتا ہی۔ اور قرآن مجید کی تو بہت سی آیات سے یہ ثابت ہی کہ وہ نہ آدمی ہی نہ آدمی کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ بلکہ وہ ایک چیز جداگانہ مخلوق مادہ ناری سے ہی کہ جسکا نام مشہور

حقیقت شیطان از سید احمد

عزرائیل ہو ازانجملہ یہ آیت ہے ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ترجمہ جب ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدم کو سجدہ تعظیم کرو تو سب نے کیا مگر ایک ابلیس نے نکیا خدا نے اُس سے کہا کہ جب ہمنے تجکو حکم کیا تو تو نے کیون نہ سجدہ کیا بولا مین آدم سے کہین بہتر ہون تو نے اُسکو خاک سے اور مجکو آگ سے بنایا ۱۲ اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ اُسکا مادہ ناری ہے اور نار چونکہ لطیف ہے اسلیے وہ محسوس بحس بصر نہین ہوسکتا کما قال تعالیٰ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۝ الآیہ کہ وہ شیطان اور اُسکی ذریت تمکو دیکھتی ہے اور تمکو وہ نظر نہین آتے اور اسی لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم بیت الخلا مین جایا کرو تو یہ کہہ لیا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کیونکہ شیاطین بنی آدم کو نہین دیکھتے ہین رواہ الترمذی ازانجملہ یہ آیت ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ الآیہ کہ شیطان قوم جن سے ہے اور جن کی پیدایش آگ سے ہے کما قال تعالیٰ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ (سید احمد خانصاحب کہتے ہین کہ شیطان قوی بہیمیہ یا نفس امارہ کے سوا اور کوئی چیز نہین انکے اس خیال کے غلط کرنیکے لیے تو یہی آیات کافی ہین کیونکہ قوت بہیمیہ آدمی کی ایک صفت ہے اُسکا سجدہ سے انکار کرنا اور مادہ آتشی سے پیدا ہونا اور اُسکا جن کی قوم سے ہونا اور اُسکا اور اُسکی ذریت کا بنی آدم کو دیکھنا پھر اُسکا سوال وجواب کرنا اور اپنے آپ کو آدم سے بہتر بتلانا اور وجہ امتیاز کی یہ بیان کرنا کہ میرا مادہ آتش اور آدم کا مادہ خاک ہے اور پھر اُسکا جنت سے نکالا جانا اور اپنے لیے دعا کرنا کہ مجکو حشر تک زندہ رکھ کہ آدم کی اولاد کو بہکا کر اپنا دل ٹھنڈا کرون اور پھر خدا کا اُسکو اور اُسکے متبعین کو جہنم مین ڈالنا قوت بہیمیہ پر ہرگز صادق نہین آتا اور کوئی تاویل بھی نہین ہوسکتی۔ ہان اگر ہنود کے طرز کو کوئی اختیار کرلے اور جسطرح وہ برہما بشن مہادیو کو خدا کی تین صفات بھی کہتے ہین اور پھر اُنکو مجسم ہوکر جدا گانہ متخیر بالذات اور کھانا پینا جماع کرنا بھی مانتے ہین۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ گنگا جمنا کو عورت بھی کہتے ہین اور وہی بتلاتے ہین پھر دریا بھی سمجھتے ہین یا عیسائی طور کو پسند کرلے کہ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا پھر ایک خدا الغرض جو ایسے ایسے محالات عقلیہ کا قائل ہوجاوے تو پھر اُس سے ہمارا کلام نہین وہ جو دل چاہے سو کہے) ازانجملہ یہ آیت ہے قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ یعنی اُترجا سے تجکو یہان رہکر تکبر شایان نہین نکل یہان سے ذلیل وخوار ازانجملہ یہ ہے قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ شیطان نے عرض کیا کہ الٰہی مجکو قیامت تک زندہ رکھ جواب آیا کہ جا تجکو ایک وقت معین تک مہلت ہے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ یعنی شیطان نے کہا کہ تو نے مجکو گمراہ تو کیا ہے مین آدم کی اولاد کو تیری سیدھی راہ سے بہکاؤنگا ازانجملہ یہ ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ کہ مین بھی تجھسے اور تیرے سب پیروون سے جہنم ہی بھرونگا سید صاحب فرمائیے اگر شیطان آدم کی قوت بہیمیہ تھی تو وہ تو آدم کا جزو تھی پس جو آدم کا مادہ ہے وہی اُسکا اُسنے کیا سمجھکر کہدیا کہ میرا مادہ آتش ہے؟ اچھا اُس نے کہا تھا خدا پاک نے کیون اُسکو جن کہا اور مادہ آتشی اُسکی اصل قرار دیا؟ پھر آپ فرماتے ہین کہ فرشتونکا آدم کو سجدہ کرنا اور شیطان کا نکرنا ایک معما ہے کہ جسکے یہ معنی کہ قوی ملکیہ نے آدم کی اطاعت کی اور بہیمیہ نے نہ کی الخ اے جناب یہ اجتماع الضدین نہین تو اور کیا ہے کیونکہ جب آپنے ملائکہ سے مراد قوی ملکیہ لی اور اُنکو آدم کے لیے مسخر بنایا تو اب آدم کی قوت بہیمیہ کیا سرکشی کرسکتی ہے؟ اور اگر قوت بہیمیہ نے سرکشی کی کہکو آپ شیطان کہتے ہین (حالانکہ یہ خلاف ہے اس آیت کے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ کیونکہ اس آیت کے حسب قرارداد آپکے یہ معنی ہوئے کہ خدا کے بندون پر قوت بہیمیہ غالب نہین آتی) تو پھر قوت ملکیہ کی اطاعت چہ معنی دارد ۱۲ خرابی مین پڑا ہے سینے والا جیب وداماں کا پچوبہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ اُدھڑا تو یہ ٹانکا

پھر وہ قوت ہمیشہ جہنم مین کیونکر جائیگی اور وہ جنت سے کیونکر نکالی گئی؟ الغرض قافیہ تنگ ہے (۴) جس کلام کے جبتک حقیقی معنی مراد ہوسکین اُنکو چھوڑکر مجازی معنی مراد لینا عقل ونقل کے خلاف ہے کیونکہ اس تقدیر پر نہ تو شارح کے کلام سے کوئی مدعا ثابت ہوسکے اور نہ کسیکی بات حجت کسیکو کچھ فائدہ بخش سکے ایک اندھیر مچ جاے مثلاً کسی نے کہا کہ پانی لاؤ دوسرے نے کہدیا کہ اُنکی مراد آگ ہے بعلاقہ ضدیت یا کسی نے حکم دیا کہ اسکو قصاص مین قتل کردو اسنے کہدیا کہ یہ مراد ہے کہ مجکو ملامت کرکے چھوڑدو کیونکہ ملامت کرنا بھی ایک قسم کا قتل کرنا ہی۔ یا کسی نے کہا کہ زید ملبباس فاخرہ کل ہمارے پاس آیا تھا ہم اُسکے گواہ ہین کسی نے کہدیا کہ یہ کلام مقصودی نہ تھا بلکہ مخالف کے خیال کے موافق یون ہی کہدیا۔ بہرطور دنیا مین انتظام نہ رہے پس ان خرابیون کے دفع کرنیکے لیے اہل عقل نے یہ بات مقرر کردی کہ ہر کلام کو اُسکے ظاہری معنی سے بدلکر اسکو مجاز مرسل یا استعارہ یا کلام غیر مقصودی جب کہین گے کہ اُسکے اصلی معنی درست نہوسکین اور کوئی مجازی معنی کے لیے قرینہ بھی ہو کہ جو اصلی معنی کو قائم ہونے سے منع کرے مثلاً شیر کے اصلی معنی وہ جنگلی درندہ ہے ہم اُسکے معنی بہادر جب قرار دینگے جب کوئی قرینہ ہوگا مثلاً یون کہین کہ شیر لکھ رہا ہے اب لکھنا قرینہ ہے کہ یہان شیر سے مراد بہادر آدمی ہے کیونکہ جنگلی درندے سے لکھنا متصور نہین۔ ان باتون کی زیادہ تشریح علم معانی وبیان مین ہے اس سے زیادہ کی یہان گنجایش نہین فمن شاء فلیرجع الیہا۔ اب مین دیکھتا ہون کہ جہان کہین سید صاحب قرآن کے معنی متعارف چھوڑکر بخلاف سلف وخلف الگ راہ چلے ہین اور دل کھولکر کلام الہی مین اپنے آزادانہ خیالات کو دخل دیا ہے وہان کیا قرینہ ہے اور کونسا امر ہے جو معنی متعارف کو (کہ جسکو پیغمبر علیہ السلام کی ہمزمان وہمزبان سمجھتے آئے ہین) صحیح نہین ہونے دیتا؟ اور کونسی مشکل سید صاحب کو پیش آئی کہ جس سے نہ تنہا۔ جمہور اہل اسلام بلکہ کل اہل ادیان یہود وعیسائیون کے مخالف ہوکر ملائکہ اور جن اور شیطان کے معنے مین یہان تک تغیر کیا کہ سرے سے کلام ہی کو الٹ پلٹ کردیا جسطرح کسی صوفی نے کافیہ کی ایسی شرح لکھی کہ اُسکو کچھ اور ہی کردیا۔ یا کسی نے مولانا روم کے اس شعر کے معنی بیان کیے

بشنو از نے چون حکایت میکند ۔ وز جدائی ہا شکایت میکند ۔ کہ سری مہاراج بشنو کہ جسکو بشن بھی کہتے ہین یعنی بنسری سے کہتا کہتے اور لوگونکی اپنے سے جدا جدا رہنے کی شکایت کرتے تھے ۔ اسی طرح ایک مداری فقیر نے میرے روبرو ایک روز اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ کے یہ معنے بیان کیے کہ بی بی امنت کا ایک بلا تھا وہ اُسکی ملائی کھا گیا اُسنے اُسکو کتون سے چھڑوادیا اور رسیون سے باندھا۔ العیاذ باللہ حضرت سلامت یون تو قرآن کو آج تک کچھ کا کچھ بدل دیا ہوتا اگر علماء اُسکی محافظت نکرتے سورہ یوسف کی تفسیر مین ایک صوفی نے اس قصہ کو نفس اور روح پر ایسا چسپان کیا ہے کہ شاید وباید پھر اس سے کوئی یون کہہ سکتا ہے کہ دراصل یوسفؑ اور یعقوبؑ کوئی شخص نہ تھے بلکہ یہی دو نفس اور روح مراد ہین؟ (۵) کبھی بطور استعارہ کے ایک چیز لیکر دوسری چیز مراد لیا کرتے ہین اور یہ بات کچھ اہل اسلام اور عرب ہی کی زبان پر منحصر نہین بلکہ ہر زبان مین یہ بات پائی جاتی ہے کبھی جاندار بولتے ہین اور اُس سے کوئی حسین صورت مراد رکھتے ہین۔ اور مصری اور شہد سے کلام شیرین مراد لیتے ہین الغرض مشبہ بہ ذکر کرتے ہین اور مشبہ اُسکے قرائن کی وجہ سے مراد رکھتے ہین مگر اس سے کوئی ذی عقل یہ مراد نہین لے سکتا کہ یہان وہ دونون تحقیق یا مشبہ بہ کا وجود ہی نہین اسیطرح عرفاء وعملاء انسان کی عمدہ چیزون یعنی قوی ملکوتیہ کو یا خود اُس انسان عمدہ کو ملائکہ سے تشبیہ دیا کرتے اور مشبہ کو ذکر نہین کرتے بلکہ مبالغہ کے لیے صرف مشبہ بہ کو ذکر کرتے ہین مگر مراد مشبہ ہی رکھتے ہین مثلاً کسیکو کہین کہ فرشتہ بیٹھا ہے تو دراصل مراد وہ شخص خاص ہی ہے نہ یہ کہ فرشتہ کا کوئی وجود نہین یہی فرشتہ ہی اور اسیطرح تو نمی ہیچ

یا نفس امارہ کو اور کبھی کسی خراب آدمی کو شیطان سے تشبیہ دیتے ہین اور قرائن صارفہ کے ذریعہ سے مراد و مشبہ لیتے ہین اب جو کسی نے شیطان بولکر قوت بہیمہ یا نفس امارہ مراد لیا ہی کیا شیطان کا مصداق یہی قوت بہیمہ یا نفس امارہ ہے اور اہل شیطان کوئی وجود جداگانہ نہین رکھتا لیکن سید احمد خانصاحب اس نکتہ سے واقف نہین اُنہون نے یہی سمجھ لیا کہ انہین قوی ملکوتیہ و بہیمہ کو ملائکہ اور شیطان کے نام سے تعبیر کیا ہے نہ وہ اس نکتہ کو سمجھے نہ قرائن پر نظر کی نہ اور آیات کو دیکھا کہ جہان شبہ یہ کا جداگانہ وجود مذکور ہی ہی صحیح ہے انسان اپنے خیال مین ایسا مستغرق ہوجاتا ہی کہ پھر اور کچھ دیکھتا ہی نہین حبک الشی یعمی ویصم (تنبیہ) افراط و تفریط سے کمتر انسان محفوظ رہتے ہین پس کبھی قوت وہمیہ اس قدر پست ہوتی ہے کہ احکام عقل صرف کو قابل العمل نہین رہنے دیتی ؛ اسی لیے کبھی یہ ہوتا ہے کہ وہمی لوگ جن و ملائکہ اپنی وہمی باتونکو سمجھنے لگتے ہین۔ صدہا عورات بلکہ بہت سے سادہ آدمی اپنی قوت وہمیہ کے زور سے کسی شئے کو جن و بھوت فرض کرلیتے ہین پھر اُسکے جھوٹے اُسکا اثر متوہم ہوتا ہے اور دراصل سوائے اُنکے وہم کے اور کچھ نہین ہوتا اور کبھی اتنی بلند ہوتی ہے کہ وہمی لوگ ان امور کو بے اصل سمجھکر یہان تک وہم کے گھوڑے دوڑاتے ہین کہ درحقیقت ان چیزونکا صفحہ عالم پر وجود ہی نہین سمجھتے اور جو چیز محسوس نہو اُسکو لاشئے محض کہتے ہین پھر اس خیال کو جو اور زیادہ ترقی ہوتی ہے تو جو چیزین اُنکے نزدیک اسباب ظاہرہ پر مبنی نہون سب غلط ہوجاتی ہین نہ پھر وہ اثر و عادت کے قائل رہتے ہین اور نہ کبھی کسی نبی یا ولی کے اعجاز یا کرامت کو حق مانتے ہین نہ جن و ملائکہ و شیطان کے جداگانہ وجود کو تسلیم کرتے ہین نہ وہ بے نہایت قدرتون خدائے قدیر پر ایمان رکھتے ہین۔ اور جو اس سے بھی نمبر بڑھ جاتا ہے تو وہ کوچۂ الحاد کی سیر کرتے ہین پھر نہ خدا کے قائل نہ رسول کے مقر چنانچہ آجکل یورپ مین ان خیالات کے لوگ پیدا ہوجاتے ہین۔ چند روز کا ذکر ہے کہ لندن مین ایک شخص سے پارلیمنٹ مین داخل کرتے وقت حلف حسب دستور لینا چاہا اُسنے کہا خدا کوئی چیز نہین الغرض یہ مقدمہ پارلیمنٹ مین پیش ہوا بہت سے لوگ اُسکی رائے کے موافق نکلے۔ بہت سے دہریے لوگ یہی کہتے ہین کہ نہ خدا نہ کوئی رسول نہ کوئی چیز حلال نہ حرام نہ قیامت نہ آخرت کی کچھ جزا و سزا پس ہر زمانہ کے اہل عقل نے کہ جسکو پیغمبر کہتے ہین ایک فرضی جزا و سزا قرار دی ہے اور اُسوقت کی مناسب چیزونکو فرض کیا اور فرضی جنت کا وعدہ دیا اور اُسوقت کی نامناسب چیزونکو حرام کیا اور اُس فرضی دوزخ اور سزا سے ڈرایا کم عقل ان باتونکو خدا کی باتین سمجھتے ہین اور بعض لوگ رسالت کا کوئی بڑا بھاری رتبہ فرض کرتے ہین کہ پھر اُسکا مثل کسیکو نہین مانتے اور بعض اُس رسالت کو ایک شخص پر ختم کردیتے ہین درحقیقت یہ خیالات فاسدہ ہین کیونکہ نبی وہ رفارمر ہے کہ جو اپنی قوم کی ترقی اور خیر خواہی اور بھلائی کی فکر کرے نہ اُسکے لیئے کوئی معجزہ شرط ہے اور نہ معجزہ ممکن ہی بلکہ جسمین یہ ملکہ ہو وہی نبی ہے اور اُسی کے خیالات کا زور و شور اُسکا الہام ہے۔ اور وہ خیالی صورتین جیسا کہ معجزونکو نظر آتی ہین اُس کا جبرئیل اور ملائکہ اور رجال الغیب ہین۔ پھر یہ نبوت کسی پر ختم نہین ہر زمانہ مین ہر ملک ہر شہر ہر قوم مین ایک نبی ہے وہ جن باتونکو حسب زمانے بہتر سمجھے وہ فرض ہین اور جنکو جسکے نامناسب سمجھکر منع کرے وہ حرام ہین ہر ملک اور ہر قوم اور ہر زمانہ کے واجبات اور محرمات احکام الگ ہین جو احکام پیغمبر کے موافق ہین وہ فرض ورنہ حرام ہین" انتہے العیاذ باللہ من ہذہ الکفریات الغرض یہ سب باتین اسی قوت وہمیہ کی بدولت ہین اور مین اسوقت بلا تعصب کہتا ہون کہ سید احمد خانصاحب بہادر اور اُنکی ذریات کے خیالات ایسے ہی ہین چنانچہ اُنکی تصانیف بالخصوص اس تفسیر مین صراحۃً مذکور ہین اللہ تعالیٰ اُنکو اس مرض سے شفاء عطا فرماوے اور ان خیالات کے نتیجہ (ابدی جہنم) سے بچاوے۔ اب مین

جواب سید احمد صاحب کے دلائل کا

سید صاحب کے دلائل کو دیکھتا ہون کہ جنکے اعتماد پر حضرت نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے کہ وہ کیسے ہین؟ اب سرسری تو ملائکہ و شیطان کی بابت جو کچھ آپنے فرمایا ہے ہم اُسکو دیکھتے ہین اور آیندہ جہان جہان آپ نے اپنے وطیرہ کے موافق یہ انکار یا تاویل (جو بمنزلہ انکار ہے) کی ہے اُسکو بھی دیکھینگے

قولہ صـ۱۴۰ جبرئیل و میکائیل یہودیون نے فرشتونکے نام مقرر کیے تھے اور اُنکے ہان سات فرشتے نہایت مشہور فرشتون مین ہین مگر اسکا ثبوت نہین ہے کہ کسی نبی نے اُنکو بتایا تھا کہ یہ فرشتونکے نام ہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحف انبیاء مین کوئی صفت صفات باری مین سے کسی خاص لفظ کے ساتھ تعبیر کی گئی تھی پھر رفتہ رفتہ وہ لفظ فرشتہ کا نام متصور ہونے لگا الخ **اقول** دیکھیے کتاب دانیال ۸ باب مین یون ہے۔ ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اس شخص کو اس رویا کا مطلب سمجھا دے انتہے۔ اگر دانیال آپکے نزدیک نبی نہین ہین تو یہ اور بات ہے ورنہ دانیال پیغمبر علیہ السلام کی زبان سے جبرئیل کا نام صاف معلوم ہے اسیطرح انجیل لوقا ۱ باب ۱۹ مین یون ہے۔ فرشتے نے خواب مین اُس سے کہا مین جبرئیل ہون جو خدا کے حضور حاضر رہتا ہون انتہے دوم آپکا یہ فرمانا کہ صحف انبیاء الخ دعوی بلا دلیل ہے وہ کونسا صحیفہ ہے کہ جس مین جبرئیل و میکائیل کو صفت باری لکھا ہے ذرا اُسکا حوالہ تو دیجیے۔ سوم یہ قول آپکا کہ رفتہ رفتہ وہ لفظ فرشتہ کا نام متصور ہونے لگا آپکے ہی لیے مضر ہے کیونکہ جب بقول آپکے فرشتہ کوئی جداگانہ وجود ہی نہین رکھتا تو پھر اُن اہل کتاب یہود نے کس شے کا نام فرشتہ رکھا تھا؟ چہارم اگر بالفرض اُس صفت کو فرشتے کا نام مقرر کر لیا تھا تو اس سے فرشتے کے وجود جداگانہ کی نفی کیونکر سمجھی گئی؟ غایتہ الامر یہ بات کہ وہ نام منقول ہوگا کسائر الاسماء المنقولۃ۔ مثلاً ریل کسی شخص کا نام رکھا جاوے تو یہ نہ لازم آئیگا کہ سوا اسکے ریل گاڑی کا وجود نہ ہو **قولہ** قرآن مجید مین اُسکا استعمال اُسیطرح پر ہوا ہے کہ جسطرح یہودی خیال کرتے تھے **اقول** پس جب قرآن مجید مین لفظ ملائکہ کا اُنہین معنی مین استعمال ہوا کہ جن معنی مین یہودی استعمال کرتے تھے تو الحمد للہ کہ آپ ہی کے اقرار سے فرشتونکا وجود جداگانہ قرآن سے ثابت ہوگیا کیونکہ بقول آپکے یہودی فرشتونکا جداگانہ وجود اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق سمجھتے تھے اب آپکا اس معنے سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔

ہمارے لیے تو اسیقدر کافی ہے کہ قرآن مین لفظ ملائکہ انہین معنی پر وارد ہے کہ جنکو اہل اسلام اور یہود مسلم کہتے ہین اب یہ آپکو اختیار ہے آپ قرآن کو صحیح مانین یا یہود کی تقلید کہین جیسا کہ آپ اس قول مین فرماتے ہین **قولہ** مگر ہمارے ہان کے علماء نے بھی یہودیونکی تقلید سے اُنکو فرشتون کے نام قرار دیے ہین الخ **اقول** سید صاحب یہ پردے کی بات اچھی نہین علماء بیچارہ کو یہود کے تقلد کیون کہتے ہو تنزل قرآن ہی کو صاف صاف کیون نہین کہتے کہ جسنے اپنے قرآن مین ان الفاظ کو یہود کے استعمال اور خیال کے موافق استعمال کیا **قولہ** (جبرئیل) عبری مین اسکے معنی قوت اللہ یا قدرت اللہ کے ہین یہ لفظ دانیال پیغمبر کے کتاب مین آیا ہے الخ لوقا نے جو انجیل لکھی ہے اُسکے پہلے باب مین جبرئیل کا ذکر ہے **اقول** اس سہو و نسیان کا کیا ٹھکانا ہے ابھی ابھی تو آپ فرما چکے ہین کہ اسکا ثبوت نہین کہ کسی نبی نے اُنکو بتایا تھا کہ یہ فرشتونکے نام ہین۔ آپکو لازم تھا کہ اس پیرایہ سالی مین کہ انسان کے حواس بجا نہین رہتے اس بڑی بھاری بات کا بیڑا نہ اُٹھاتے کہ تیرہ سو برس کے بعد مین ہی تو ایک ہون کہ جو قرآن کے اصلی معنی سمجھا ہون اور سب اگلے پچھلے غیر محقق تھے

قولہ صـ۱۴۱ علماء یہود یہ بھی سمجھتے ہین کہ جبرئیل بڑے زبان دان ہین الخ غالباً اسی سبب سے مسلمانون نے تصور کیا ہے کہ یہی خدا کی وحی یعنی قرآن کی آیتین خدا سے سنکر یاد کرتے تھے اور آنحضرت کو آکر سناتے تھے **اقول** مسلمان بیچارون نے کیا خود خدا نے یہ فرمایا ہے کہ جبرئیل وحی لاتے ہین کما قال اللہ تعالیٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى وقال نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ پھر یہ تقلید یہود کی بدگمانی آپ خدا سے پاک پر کرین آپکو اختیار ہے۔ مگر اسقدر عرض باقی ہے کہ جب قرآن مجید بلکہ اُسکا منزل آپکے نزدیک ایسا لچر ٹھہرا کہ جسنے ایک غلط امر مین یہودیون کی تقلید کی پھر اُسکی تفسیر لکھنا اور اُسکو کلام الٰہی

کہنا اور بے دیکھے خدا کا قائل ہونا محض بے فائدہ ہے **قولہ** میکائیل کے معنی عبری مین من کالله کے ہین دانیال کی کتاب مین اور آنکی خوالون مین یہ لفظاً آیا ہی مشابہات یوحنا مین بھی لفظاً آیا ہے الخ **اقول** باوجود اس اقرار کے کہ انبیا سابقین ان الفاظ کو انہین معانی پر استعمال کرتے ہین پھر انکار کی کیا وجہ ہی؟ **قولہ** بہرحال ہمکو اسمین کچھ شبہ نہین ہی کہ یہ الفاظ صفات باری پر مستعمل تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتونکا نام سمجھنے لگے الخ **اقول** کاش آپ ایک آدھ جگہ بھی قرآن مجید یا توراۃ و انجیل سے ان الفاظ کا جو فرشتون پر بولے جاتے ہین صفات باری پر استعمال ہونا ثابت کر دیتے تب تو کسیقدر آپکا یہ بہرحال کہنا اور شک نکرنا کچھ اعتبار رکھتا مگر جب کہ آپنے خود اسکے برعکس ثابت کیا پھر اسپر یہ تفریع کرنا بعینہ ایسا ہی کہ کوئی شخص زید کے بالفعل موجود ہونیکا دعوی کرے اور یہ دلیل بیان کرے کہ زید بیمار تھا اور اسکی بیماری تمام شہر مین مشہور تھی آخر وہ مرگیا چنانچہ جن لوگون نے اسکو دفنایا انہون نے ہمسے بیان کیا پھر اسپر یہ نتیجہ قائم کرے بہرحال ہمکو اسمین کچھ شک نہین ہی کہ زید بالفعل زندہ موجود ہمارے سامنے بیٹھا ہی اور اسکا کوئی ہمسایہ مرگیا ہوگا۔ سید صاحب آپنے تو نفی وجود ملائکہ مین بڑی مقبول صرف کردی ذرا فرمایئے تو سہی کہ یہ کونسی برہان ہی جو آپنے قائم کی آیا نافی یا ملی ہی؟ اور آپ جو صفات باری پر ان الفاظ کا مستعمل ہونا فرماے چلے جاتے ہین وہ آپکو حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کے کلام سے مغالطہ پر گیا ذرا آگے چلیے ہم آپکو وہ مقام بھی سمجھائے دیتے ہین اسلیے شیخ نے فرمایا تھا کہ ہر شخص میری کتاب کو نہ دیکھے اسکے مطالب پر مطلع ہونا ہر کسیکا کام نہین۔ اس مقام پر جو جبرئیل و میکائیل بلکہ جملہ ملائکہ کے وجود حداگانہ کی نفی پر آپنے دلیل قائم کی وہ قطع نظر اسکے مقدمات کے یہ ہے کہ ہمکو کچھ شک نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتونکا نام سمجھنے لگے الخ **اقول** یہ تو آپکا دعوی ہی اگر یہی دلیل ہو تو مصادرہ علی المطلوب لازم آویگا جو عقلا کے نزدیک بالاتفاق مردود ہی **قولہ** مگر جبرئیل و میکائیل آیت قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ مین حکایتاً نام ہونے سے انکو ایسے وجود واقعی پر جیسا کہ یہود نے اور آنکی پیروی سے مسلمانون نے تصور کیا ہی استدلال نہین ہو سکتا جیسا کہ ہم فرشتون کی بحث کے بعد اسکو بیان کرینگے **اقول** اس بے اصل گفتگو کا ابھی غلط ہونا ثابت ہو چکا ہی۔ مگر بڑی خیر گزری کہ آپ نے جسطرح فرشتونکے وجود کا انکار (انکا حکایتاً نام آنے کی وجہ سے) کر دیا خدا کا انکار کر دیا ہوتا اگر پدر نتواند پسر تمام کند کچھ عجب نہین کہ آپکی ذریت مین سے کوئی کوٹ پتلون پوش جنٹلمین خدا کا نام بھی یہان حکایتاً بیان کرکے اسکے وجود حقیقی کی نفی کر دے۔ اور شاید اسوقت اسکے وجود حقیقی کی نفی یون نہ کی گئی کہ اگر خدا نہین تو پھر اسکے رسول کہان ہی اور جب رسالت کوئی چیز نہین تب اس تدبیر سے) کہ رسول سے معجزات تو ممکن ہی نہین پھر ہر شخص سچا و دنیادار شراب نوش چرب زبان کہ جسمین لہار بڑھی کے کام کی مانند ملکۂ چرب زبانی (یعنی رفارمری) ہو پیغمبر ہو جاوے اور اپنی امت جدا بنا دے کہ جسمین پیغمبری کا مصداق بقول سید احمد خانصاحب بابو کیشب چندر اور دیانند سرستی اور خود سید صاحب ہین اور من بعد انکے اور بھی انکے جانشین ہونگے) ممکن نہوگا۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ سید صاحب بحث ملائکہ مین اپنے وعدہ کو کیسا پورا کرتے ہین **قولہ** صـ۱۴۲ فرشتونکی نسبت بھی جو بحث ہی وہ نہایت ہی غور طلب ہی **اقول** اسمین کیا شک ہے بہت سے لوگ پہلے بھی انکار کر چکے ہین کما سیاتی ذرا آپ بھی سنبھل کے قدم رکھیے گا **قولہ** قرآن مجید مین فرشتونکا ذکر آیا ہی۔ اور اسلیے ہر ایک مسلمان کو جو قرآن پر یقین رکھتا ہی فرشتونکے موجود اور آنکے مخلوق ہونے پر یقین کرنا ضروری ہی **اقول** پھر کیا وجہ کہ آپ باوجود ادعاء ایمان کے فرشتونکو موجود اور مخلوق نہین مانتے۔ یہان سے ثابت ہوا کہ آپ نہ مسلمان ہین نہ قرآن پر یقین رکھتے ہین کہ جو فرشتونکو موجود اور مخلوق نہین کہتے۔ اگر آپ یہ فرمائین کہ مین بھی موجود اور مخلوق کہتا ہون مگر آنکی حقیقت مین بحث کرتا ہون کما قلت۔

مسلمان کو ملائکہ کے وجود اور مخلوق ہونے پر یقین ضروری ہی

قولہ مگر جہانتک بحث ہوا اسپر بحث ہی کہ وہ کیسی مخلوق ہے الخ اسکا جواب یہ ہی کہ جب آپ فرما چکے کہ ملائکہ خدا کی صفات ہین تو اب انکا موجود و مخلوق ہونا کہان ؟ کیونکہ خدا کی صفات بقول اکثر عین ذات ہین اور کما عین ولا غیر بھی ہون تو انکو مخلوق اور حادث کوئی نہین کہہ سکتا اور آپ بھی صفات باری کو مخلوق اور حادث نہین کہتے بلکہ آپ تو عین ذات کہتے ہین پھر جب آپنے انکو صفات باری کہا تو بلاشک انکے مخلوق ہونیکا انکار کیا۔ اب آپکو اختیار ہے خواہ مسلمان قرآن پر یقین رکھنے والے ہوجایئے یا فرشتونکے موجود اور مخلوق ہونے سے انکار کیجیے **قولہ** عام خیال مسلمانون کا اور علمار اسلام کا یہ ہی کہ جسطرح انسان و حیوان جسم و صورت و شکل رکھتے ہین اسیطرح وہ بھی الخ اور انکے پر بھی ہین جن سے وہ اڑکر آسمان پر جاتے اور زمین پر اتر آتے اور خدا کا پیغام پیغمبرون تک پہنچاتے ہین الخ **اقول** یہ خیال اہل اسلام کا صحیح اور قرآن کے مطابق ہی بلکہ جو قرآن پر یقین رکھتا ہی اُسکے لیے اس خیال کا پابند ہونا ضروری ہی جیساکہ آپ بھی ابھی فرما چکے ہین۔ مگر آپ کو کیا دشواری پیش آئی جو آپ زمرۂ اہل اسلام سے خارج ہوگئے اور قرآن کا انکار کر بیٹھے ؟ **قولہ** ہمارے پاس کسی ایسی مخلوق کے ہونے سے جو کسی قسم کا جسم و صورت بھی رکھتی ہو جو ہمکو دکھائی نہ دیتی ہو (جیساکہ ملائکہ) انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین بس ہم کہتے ہین کہ ایسی مخلوق ہو مگر ہم ایسی مخلوق کے ہونیکا دعوی بھی نہین کرتے **اقول** ثابت ہوا کہ جو آپ انکار کرتے ہین تو محض بلا دلیل کرتے ہین **قولہ** کیونکہ ان باتون کے اثبات کے لیے ہمارے پاس کوئی دلیل نہین قرآن مجید سے فرشتونکے اس قسم کے وجود کا اور انکے اس قسم کے جسم کا اور انکے ان افعال کا جنکا ذکر اوپر ہوا کچھ ثبوت نہین **اقول** وہ دلائل عقلیہ جو ہمنے بیان کیے اور الٰہیات مین حکمار نے بیان کیے آپکو کیون نہ معلوم ہونگے اور قرآن مجید کی آیات سے یہ باتین ہم ابھی ثابت کر چکے ہین بس آپ کا یہ دعوی کرنا اہل قرآن کے روبرو اپنا تھہرانا ہی ذرا ان آیات کو تو دیکھیے کہ جن مین پرا اور مجسم ہونے کے نظر آنا وغیرہ وغیرہ اوصاف مذکور ہین پھر آپ کس دلیری سے انکار کرتے ہین ؟ ذرا شرم بھی چاہیے **قولہ** فرشتون کے اس قسم کے وجود اور افعال کا ثبوت ضرور ہے کہ دلیل نقلی سے ہوگا **اقول** بلکہ ادلہ عقلیہ سے بھی ہی جیساکہ ہمنے انکو صدر فصل ہذا مین بیان کیا دیکھ لو **قولہ** اور اسلیے قبل شروع کرنے اس بحث کے ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ علمار کلام نے جو بحث نسبت دلیل نقلی کی ہی اس مقام پر اسکو نقل کرین **اقول** وہ بحث جو ادلہ نقلیہ پر کی ہی علمار کلام نے نہین کی بلکہ معتزلہ کے احتمالات عقلیہ ہین کہ جنکا جواب آوندان شکن بھی علمار کلام نے دیا ہی جیساکہ آپنے بھی نقل کیا ہی **قولہ** شرح مواقف مین اس بات پر ایک بحث لکھی ہی کہ دلائل نقلیہ جن سے مطالب یہ استدلال کیا جاتا ہی مفید یقین ہین یا نہین معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ مفید نہین اور اسکی وجہ یہ لکھی ہے الخ **اقول** جواب یہ ہی **قولہ** صاحب شرح مواقف نے ان دلیلون کے لکھنے کے بعد یہ لکھا ہی کہ یہ دلیلین ٹھیک نہین ہین بلکہ حق یہ ہی کہ دلائل نقلی شرعیات مین اُن قرائن سے جو منقول مین مشاہدہ ہوتے ہین اور بطور تواتر کے ہم تک پہنچے ہین اور جن سے تمام احتمالات جاتے رہتے ہین مفید یقین ہوتے ہین الخ **اقول** کیون جناب جو کچھ اپنے ادلہ نقلیہ پر شبہات قائم کیے تھے انکا جواب بھی آپنے تسلیم کر لیا پھر کس اعتماد پر آپ ادلہ نقلیہ کا جو وجود ملائکہ پر اور انکے افعال پر بالصراحۃ دال ہین انکار کرتے ہین غایۃ الامر آپ معتزلہ کے مذہب کے موافق ظن کا مرتبہ تسلیم کرتے نہ کہ انکار ہی کر بیٹھتے **قولہ** ص۱۴۲ ان سب سے زیادہ ایک اور امر ہے جس پر شارح مواقف اور صاحب مواقف اور کسی نے بھی غور نہین کیا (کیون نہو وہ آپکا ہی حصہ تھا) اور وہ کلام غیر مقصود ہی الخ **قولہ** قرآن مجید مین اس قسم کا کلام غیر مقصود نہایت کثرت سے ہی مشرکین و اہل کتاب کے عندیہ مین بہت سی ایسی باتین سمائی ہوئی تھین جنکا در اصل کچھ وجود نہ تھا یا وجود تھا مگر اُسکی جو حقیقت کہ وہ سمجھتے تھے در اصل وہ نہ تھی یا وہ بات ظاہر مین دکھائی دیتی تھی اور بطور غلط العام یا باعتماد مشاہدہ اُسکو

واقعی سمجھتے تھے حالانکہ حقیقت اور اصلیت برخلاف اسکے تھی اور قرآن مجید کو اُس سے بحث مقصود نہ تھی اسلیے اُسکو اسیطرح بیان کیا جسطرح مشرکین اور اہل کتاب خیال کرتے تھے الخ **اقول** اس تمہید کا حاصل یہ ہی کہ قرآن مجید مین بتعا ایسی بہت سی باتین (کہ جنکا در اصل کچھ وجود واقعی نہین لیکن اُنکو مخاطب تسلیم کرتے تھے) مذکور ہین لیکن اس سے سید صاحب یہ تو کہین بھی لازم نہین آتا کہ ملائکہ اور اعجاز انبیاء بھی اسی قبیل سے ہین تاکہ آپکا مدعا ثابت ہو کیونکہ اس قسم کی باتین کلام غیر مقصود مین واقع ہوتی ہین مگر جو کلام کہ اُسکو خاص مقصود کے لیے چلایا جاوے اُسمین ان احتمالات کا کچھ نہین گزر بھی نہین ہوتا اس تمہید کے بعد آپ پر ضرور تھا کہ اُن آیات کو (کہ جنمین ملائکہ کے وجود جداگانہ اور اُنکے افعال کا ذکر ہے) کلام غیر مقصود ہونا ثابت کر دیتے مگر اس بات سے تو آپ کانون پر ہاتھ دھر کر اور ہی طرف چلدیے کبھی یہود کے عقائد کو کبھی نصاریٰ کے عقائد کو کبھی مشرکین کے عقائد کو ملائکہ کی نسبت بیان کرنا شروع کر دیا اور ورق کے ورق اسی مین سیاہ کر دیے اور کبھی دو چار جملے تمسخر کے ملائکہ کی نسبت بول گئے تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مجید مین انہین یہودیون یا عیسائیون یا مشرکین کی تقلید سے ان غلط اور بے اصل مضامین کو بھر دیا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا مگر ان آیات کا کلام غیر مقصودی ہونا آپ سے قیامت تک بھی ثابت نہو سکیگا یون ٹکر لیس رجما بالغیب ضعیف الایمان لوگون کے دلمین شبہہ ڈالنے کے لیے آپ جو چاہیے کہیے چاہیے بلکہ وہ آیات کلام مقصودی ہین چند وجہ سے (**اول**) یہ کہ ہر کلام کے مقصودی یا غیر مقصودی سمجھنے کے لیے متکلم کے ہمزبان و ہمزبان ہی لائق ہوتے ہین پس پیغمبر علیہ السلام کے صحبت یافتون اور ہر وقت کے پاس بیٹھنے والون اور عرب العرباء کو (کہ جنکے محاورہ مین قرآن اترا) کبھی غیر مقصودی ہونا معلوم نہوا اور اُنکے بعد سے ابتک کسی ملک مین کسی زبان دان کو یہ بات نہ معلوم ہوئی نہ کسی مفسر کو سوجھی تو تیرہ سو برس بعد ایک ہندی کو سوجھی کہ نہ جسکو صرف نحو سے آشنائی نہ لغت سے تعارف نہ زبان عرب قدیم و جدید سے کچھ مس اور جسکی عقل سلیم کا یہ حال کہ نہ اُسکی دلیل دعوی مین کچھ ربط نہ اُسکو یہ تمیز کہ یہ دلیل میرے دعوی کے لیے مفید ہے یا مضر (**دوم**) ہر کلام مقصودی یا غیر مقصودی ہوتا اُسکے سباق و سیاق سے معلوم ہو جاتا ہے جب ان آیات کو دیکھا جاتا ہے تو انمین غیر مقصودی ہونے کی بو بھی نہین آتی بلکہ متعدد جگہہ مین نئے نئے اسلوب سے وجود ملائکہ کو بلکہ اعجاز انبیاء کو بیان کیا ہے اور کوئی قرینہ غیر مقصودی ہونیکا ہے نہین (**سوم**) یہ چیزین کچھ قرآن ہی مین مذکور نہین بلکہ ہر کتب سماویہ مین اور ہر نبی کی زبان سے انکا بیان منقول ہے پھر اس اتنی بڑی غلطی کو خدا سے پاک نے اپنی ہر کتاب مین کیون دخل دیا؟ اور اُسکے انبیاء علیہم السلام نے کیون غلط وجود کو ثابت کیا کیا لوگون کو دھوکا دینا منظور تھا کیا اُنکو یہ معلوم نہ تھا کہ تیرہوین صدی مین سید احمد خانصاحب بہادر دنیا سے نرالے محقق اور فلاسفر ہمارے اس دھوکہ بازی کو طشت از بام کرینگے (**چہارم**) اگر یون ہی بغیر قرائن ہر کلام کو غیر مقصودی اور مجازی کہدیا کرین تو پھر اب سید احمد خانصاحب کے انکار کا بھی کیا اعتبار ہے کچھ عجب نہین کہ ملحدونکے لیے اُنہون نے بطور کلام غیر مقصودی انکار کر دیا ہو (**پنجم**) ایمان بالغیب مین اول درجہ مین خدا بجمیع صفاتہ دوم درجہ مین ملائکہ ہین کما قال تعالی کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ پس جب ملائکہ کا وجود کلام غیر مقصودی سے آپنے اڑا دیا تو اب اگر کوئی آپکا شاگرد رشید خدائے پاک کی نسبت بھی یہی احتمالات قائم کرکے وہی بار بار کرتی کا قائل ہو جاوے تو اُسکو آپ کیا جواب دینگے ذرا ارشاد تو ہو پس جو آپ اُسکو جواب عنایت کرینگے وہی جواب بجنسہ سر بمہر ہم آپکے آگے پیشکش کرینگے **قولہ** ص۱۴ زمانہ کی تمام قومونکا یہ حال تھا کہ جو امور عجیب و غریب اُنکے سامنے ایسے پیش آتے تھے جسکی علت اُنکی سمجھ سے باہر تھی اُسکو کسی ایسی قوت یا ایسے شخص سے منسوب کرتے تھے جو انسان سے برتر اور خدا سے کمتر تھی الخ **اقول** اس بےمعنی کلام کا مطلب کچھ سمجھ مین نہ آیا عجیب و غریب امور سے

مراد خوارق عادات ہین یا کچھ اور ؟ شق اول مین اُنکا یہ انتساب بیجا نہین بلکہ عین عقل ہے اور یہ قوت اعجاز اور وجود مخلوقات غائب عن الحس کے لیے اچھا قرینہ ہے شق دوم مین یہ آپکا حصر باطل ہی کہ تمام دنیا کی قومون کا یہ حال تھا کہ وہ عجائب پرستی کرتے تھے ؟ خدا جانے آپنے تمام گذشتہ قومونکا عقیدہ کہانسے دریافت کرلیا ؟ یہ آپ کا بیان صحیح ہو تو یہ آپ کی کرامت ہی کہ تمام دنیا کے لوگون کا حال آپ پر منکشف ہوگیا پھر آپ خرق عادات وکرامات واعجاز کا انکار کیون کرتے ہین۔ اور آپ کی رفارمری بلکہ بیغامبری کے لیے آپ کی امت کے روبرو یہ بڑی شہادت ہے کہ آپ غیب دان ہین استغفر اللہ من ہذا الہزل **قولہ** توریت اور صحف انبیاء اور انجیل مین فرشتہ کے لفظ کا استعمال نہایت وسیع معنون مین آیا ہی کتاب ۲ سموئیل باب ۲۴ درس ۱۶ و ۱۷ مین اور کتاب ۲ ملوک باب ۱۹ الخ اور زبور داؤد مین دبار فرشتہ کا اطلاق ہوا ہے اور زبور داؤد باب ۱۰۴ مین ہواؤن پر فرشتہ کا اطلاق کیا ہے الخ **اقول** یہ دوسری دلیل نفی وجود ملائکہ پر آپنے قائم کی ہے خلاصہ یہ کہ لفظ فرشتہ مشترک ہے اسکے ایک معنی معین نہین ہوسکتے جناب عالی کو اب تک یہ بھی نہین معلوم کہ اشتراک لفظ کی صفت ہی کہ معنی کی اب ہم پوچھتے ہین کہ کونسا لفظ مشترک ہے آیا ملک یا فرشتہ یا کوئی اور۔ اور یہ ظاہر ہی کہ تورات وانجیل کی اصلی زبان عبرانی ہے جو فارسی اور عربی سے غیر ہے اور ملک لفظ عربی اور فرشتہ فارسی ہی مین حیران ہون کہ عبرانی مین ان دونون مین سے کونسا لفظ مشترک قرار دیا گیا ہے ؟ اگر لفظ فرشتہ تو کچھ پروا نہین ہمکو اس لفظ سے بحث نہین اگر کہو لفظ ملک تو یہ مسلم نہین کہ عبرانی مین یہ لفظ انہین معنی مین مستعمل ہی۔ معلوم ہوا کہ مسمّی ملک کے ساتھ عبرانی یا کسی اور زبان مین ہوا یا دبار کو تشبیہ دی ہوگی اور استعارہ بالکنایہ مراد رکھا ہوگا جسطرح کہ قرآن مجید مین حضرت یوسف کو ان ہذا الا ملک کریم کہا ہے لیکن اس سے نفی ملائکہ نہ سمجھی گئی بلکہ اس سے تو اُنکا وجود جدا گانہ پایا گیا اور نہ تشبیہ ٹھیک نہ ہتی اور آپکا یہ کہنا کہ کتاب ایوب باب کتاب اول سموئیل باب ۱۱ اور انجیل لوقا باب ۱ مین فرشتہ کا لفظ عام المجیون پر بولا گیا ہی الخ آپ کے تحیر کی دلیل واضح ہے جن مقامات کا آپنے حوالہ دیا ہے وہان لفظ فرشتہ بولا ہی نہین گیا **قولہ** تورات مین بہت جگہہ اسطرح بیان کیا ہی جیسے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے پاس آئے اور ملاقات کرے الخ **اقول** یہان سے لیکر صفحہ ۱۵۰ تک سید صاحب نے تورات وانجیل کی وہ آیات نقل کین کہ جنسے ہمارے مدعا کی تائید ہوتی ہے چونکہ خصم ہماری بات کو تسلیم کرتا جاتا ہی تو ہمکو خواہ مخواہ اُن سے تعرض کرنا ضروری نہین گو بعض بعض باتین خلاف تحقیق ہین۔

قولہ صفحہ ۱۵۰ بعض لوگونکا یہ بھی خیال تھا کہ یہودیونکا یہ دستور ہے کہ خدا کی عظمت اور قدرت کے ہر ظہور کو فرشتونکی وساطت کیطرف منسوب کرتے ہین **اقول** یہ تسلیم ہی مگر اس سے تو فرشتونکے وجود کا ثبوت ہوتا ہی نہ کہ نفی **قولہ** اسی لیے وہ فرشتونکے وجود اصلی کو نہین مانتے اور یہ سمجھتے ہین خدا کی قدرت کی غیر معلوم قوتون کا نام فرشتہ رکھدیا ہی **اقول** یہ کس بیوقوف یہودی کا قول ہی۔ کیونکہ فرشتونکو وسیلہ اور مظہر قدرت وعظمت تسلیم کرنا پھر اُنکا وجود اصلی نہ ماننا اجتماع النقیضین نہین تو اور کیا ہی ؟ خدا کی قدرت کی غیر معلوم قوتونکی کیا معنی ہین۔ قدرت کی قوت جنے آج ہی سنی ہے۔ واہ رے معقولیت **قولہ** صفحہ ۱۵۱ اب ہمکو اس بات کی تلاش کرنی ہی کہ قدیم مشرکین عرب کا یعنی اُس زمانہ کے عربونکا جبکہ یہودیونکا میل جول عربین نہ تھا فرشتونکی نسبت کیا خیال تھا اور آیا وہ لفظ ملک اور ملائکہ کو انہین معنون مین خیال کرتے تھے کہ جن مین یہودی کرتے تھے یا نہین یہانتک کہ ہمنے تفتیش کی ہی قدیم عربونکا لفظ ملک اور ملائکہ کی نسبت ایسا خیال جیسا یہودیونکا ہے ثابت نہین ہوا **اقول** آپکا کلام یہان تک تو

دوسری دلیل

افا ۱۰۱

ف اس سے مراد اہل اسلام کا عقیدہ ہی کہ یونانکہ یہود اور اہل اسلام مین ملائکہ کی نسبت چندان اختلاف نہین لیکن سید صاحب یہود کے نام سے حقارت دلانیکے لیے تعبیر کرتے ہین ۱۲ منہ

مفید مدعا جناب ہی سو اسکا جواب دیتا ہون مگر پیچھے آگے آپنے ایک طویل گفتگو کی ہے **قولہ** مشرکین عرب بلاشبہ ارواح خلکی کو یا ارواح فرضی کو (ارواح خلکی کیا چیز ہین اور ارواح فرضی سے کیا مراد ہے وہ کیا فرض کر رکھا تھا) یا ارواح اشخاص متوفی کو بطور خدا کے پوجتے تھے الخ مگر آپنے کبھی لفظ ملک یا ملائکہ کا اطلاق نہین کرتے تھے جہانتک کہ ہمسے ہوسکا ہمنے اشعار جاہلیت پر بھی جسقدر کہ ہمکو دستیاب ہوے غور کی ہمکو کوئی شعر بھی ایسا نہین ملا جسمین لفظ ملک یا ملائکہ کا اُن ارواح خلکی پر اطلاق ہو کہ جنکو وہ پوجتے تھے الخ محض لاطائل ہے نہ آپکو مفید نہ ہمکو مضر کیونکہ ہم کب اس بات کے قائل ہین کہ عرب کے لوگ ارواح متوفی پر یا اپنے معبودون پر لفظ ملک بولتے تھے پھر آپنے ابو عبیدہ کے اشعار بلا فائدہ نقل کر کے کیون کتاب دراز فرمائی اب اپنے کلام مفید کا جواب سنیے یہ آپکی تیسری دلیل نفی ملائکہ پر ہے۔ یہ غلط ہی چند وجہ سے اول تو آپکا یہ کہنا (کہ قدیم عرب لفظ ملائکہ کو اُن معنی پر کہ جسکے اہل ادیان قائل ہین استعمال نہین کرتے تھے) صریح غلط ہے کیونکہ قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا الآیہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ مشرکین اُن ملائکہ کو کہ جنکی مدح خدا عباد الرحمن کے ساتھ کرتا ہے خدا کی بیٹیان کہتے تھے اب وہ عباد الرحمن وہی اشخاص تو ہین کہ جنکو اہل ادیان ملائکہ کہتے ہین اور اگر یہ نہین تو وہ اور کیا چیز ہین کہ جسکو وہ بنات الرحمن یا اناث کہتے تھے؟ ارواح خلکی و متوفی پر تو بقول آپکے وہ یہ لفظ اطلاق ہی نہین کرتے تھے اور جن کے آپ قائل نہین اور صفحہ ۱۵۲ مین جو آپنے بلا فائدہ ابی عثمان جاحظ کا قول نقل فرما کر ایک روایت بے اسناد عبداللہ بن عباس سے نقل کی ہے کہ قریش جنکے سردار فرشتون کو بنات الرحمن یعنی خدا کی بیٹیان کہتے تھے) اس آیت کے معارض نہین ہو سکتی کیونکہ ممکن ہے کہ عرب کے لوگ جنکے سردار فرشتون کو بھی خدا کی بیٹیان کہتے ہون اور ملائکہ کو بھی۔

(دوم) آپکا یہ قول اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عرب اُن خیر مرئی چیزون کو جنکو نیک و پاکیزہ سمجھتے تھے اور جن سے خلقت کو بھلائی اور نیکی پہنچنے کا خیال کرتے تھے اُنکو ملک کہتے تھے انتہے۔ اس قول کی صریح نقیض ہی کیونکہ یہود یا اہل اسلام بھی تو ملائکہ کو غیر مرئی پاکیزہ سمجھتے ہین پھر وہ کونسی مباینت ہی کہ جسکی وجہ سے آپ فرماتے ہین **قولہ** مگر وہ معنی اور مراد جو ملک کے لفظ سے یہودیون نے مقرر کیے تھے یا جو زمانہ اسلام کی کئی صدی بعد کی تصنیف کتب لغت مین لکھدی گئی ہین اُس معنی و مراد مین عرب لفظ ملک کو استعمال نہین کرتے تھے انتہے (سوم) آپکے اختراعی معنی پر تو لفظ ملک کا اطلاق ہونا کہین سے ثابت نہوا نہ زمانہ جاہلیت کے عرب سے نہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے نہ کسی اور قوم سے پھر اور وہ کونسے معنی ہین کہ جن پر لفظ ملک قرآن مین بولا گیا (چہارم) بالفرض اگر یہ بھی صحیح مانا جاے کہ زمانہ جاہلیت کے وہ عرب کہ جن سے یہود و نصاریٰ کا میل جول نہوا تھا لفظ ملک کے معنی مروجہ اسلام پر نہ بولتے تھے تو کچھ حرج نہین کیونکہ زیادہ رعایت اُس زمانہ کی ہے کہ جس مین قرآن نازل ہوا اُس زمانہ کے لوگ خواہ یہود کے میل جول سے یا کسی اور طور سے بلاشک ملک کے یہی معنی مراد رکھتے تھے کہ جو اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہین (پنجم) اگر یہ بھی نہوتا اور فرض کیا جاتا کہ عرب کے لوگ ملک کے معنی مروجہ سے بالکل ناآشنا تھے مگر اسقدر جانتے تھے کہ غیر مرئی پاکیزہ چیز کو ملک کہتے ہین تب بھی مدعا ثابت ہی کیونکہ عرف شرع مین معنی لغوی کی پوری رعایت کچھ ضروری بات نہین گو قرآن محاورہ عرب مین نازل ہوا ہی مگر بہت سے الفاظ کے معانی شرع نے منقول کر کے ایک نئے طور پر رکھے ہین دیکھیے زکوۃ اور صلوۃ اور صیام کے لغوی معنی اور شرعی مین کسقدر فرق ہی بلغت مین زکوۃ پاکی کو اور صلوۃ دعا کو اور صیام مطلق بند رہنے کو کہتے ہین شرع مین زکوۃ مال معین کا جالیسوان حصہ ادا کرنا اور صلوۃ ارکان مخصوصہ کا بجالانا اور صیام اکل و شرب و جماع سے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک باز رہنے کو کہتے ہین

تیسری دلیل

وجہ اول

وجہ دوم

وجہ سوم

وجہ چہارم

وجہ پنجم

اسیطرح شرع نے ملک کے معنی مین تصرف کیا ہو تو کیا محال ہے ؟ کیا کوئی زکوۃ و صلوۃ و صیام کے لغوی معنی پر عمل کرکے شرعی فرض سے بری الذمہ ہو سکتا ہے ؟ جناب عالی یہی نکتہ آپ کی سمجھ مین نہ آیا عرض سخن شناسائی دلبرا خطا اینجاست (ششم) صہ ۴۸ مین آپ خود فرماتے ہین کہ عام مسلمانون کا عقیدہ یہی ہے جو عرب کے بت پرستون کا تھا الخ اب معلوم نہین کہ آپ کی دونون باتون مین سے کونسی غلط ہے ؟ **قولہ** صہ ۱۵ قرآن مجید مین کلام مقصود مین کسی جگہہ لفظ ملک یا ملائکہ کا اُس مراد سے استعمال نہین ہوا ہے جو مراد کہ یہودیون نے قرار دی تھی جسکی تفسیر ہم ہر ایک مقام پر لکھین گے الخ **اقول** اگر یہودیون نے وہی معنی قرار دیے ہین کہ جو اہل اسلام نے بلکہ قرآن اور پیغمبر علیہ السلام نے تو اس معنی پر ملک یا ملائکہ کا اطلاق کلام مقصودی مین مع اُنکے صفات و حالات کے اس تفصیل سے مذکور ہے کہ جسکے انکار کی مسلمان کو کچھ گنجایش نہین چنانچہ اس فصل کے اول مین ہمنے وہ آیات نقل کر دی ہین ملاحظہ فرمالیجیے پھر آپکا یہ کہنا کہ قرآن مین کہین نہین البتہ بڑی دلیری اور بہادری کا کام ہے۔ اگر آپ کو قرآن یاد نہ تھا اور ایک مدت سے آپنے اُسکی تلاوت فضول جانکر چھوڑ دی ہے (اور آپ کیا آپکے مقلدین بھی اس دولت سے ہمیشہ محروم رہتے ہین) تو کوئی پانچ چار روپیہ ماہوار کا حافظ ہی رکھ لینا تھا۔ اور اگر یہود نے کچھ اور معنی قرار دیے ہین تو آپ جانین اور آپکے یہود۔ مارا چہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت آپ دل کھولکر یہود غریبون کا رد کیجیے **قولہ** ملائکہ کا اطلاق اُن قدرتی قوا پر جن سے انتظام عالم مربوط ہے اور اُن شئون قدرت کا حامل پروردگار پر جو اُسکی ہر ایک مخلوق مین بہ تفاوت درجہ ظاہر ہوتی ہین ملائکہ کا اطلاق ہوا ہے سورہ والنازعات سے اسکا بخوبی ثبوت ہے اُسکے چار جملون مین مفسرین مین اختلاف ہے مگر پانچوین جملہ فالمدبرات امرا کی نسبت کسیکو اختلاف نہین اور جمہور مفسرین متفق ہین کہ مدبرات سے ملائکہ مراد ہین بس محور کرنا چاہیے کہ مدبرات سے کیا مراد ہے یہی قوی ہین جنکو خدا تعالی نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور عالم کا مدبر مخلوق کیا ہے **اقول** یہ آپکی چوتھی دلیل ہے مگر یہان سب سے زیادہ غلطیان ہین **اول** یہ کہ آپنے اپنے پہلے دعوی کو ترک کر دیا پیشتر آپ قائل ہوے تھے کہ ملائکہ سے مراد خدا تعالی کی صفات ہین یہان آپ اُس سے اعراض کر گئے اور ملائکہ کو قوی مدبرہ عالم کہنے لگے اور ایک جگہہ بلکہ اس سے اگلے صفحہ مین جبرئیل کو ملکہ نبوت کہدیا جس سے یہ لازم آیا کہ جبرئیل نبی کی ایک صفت قائم بالغیر کا نام ہے۔ اب آپ ہمسے بیان فرمائیے کہ ان تینون باتون مین سے کونسی صحیح ہے ؟ اگر کوئی کہے کچھ بات نہین تینون سے ایک ہی مراد ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تینون معنی نمبر (۱) ملکہ نبوت نمبر (۲) صفات خدا تعالی نمبر (۳) قوی مدبر عالم وہ آپس مین غیر اور مخالف ہین۔ ملکہ نبوت جسکو آپ جبرئیل کہتے ہین نبی کی صفت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کی صفات جو قدیم اور عین ذات ہین بندہ کے سب صفات سے جو حادث اور غیر ذات ہین بالکل غیر ہین اور اسیطرح قوی مدبرات عالم جو نباتات جمادات حیوانات وغیرہا مین پاے جاتے ہین ان دونون سے غیر ہین۔ اس پریشان بیانی کا کیا ٹھکانا ہے **(دوم)** آپکا کبری دلیل مسلم نہین اعنی یہ مسلم کہ مدبرات سے مراد ملائکہ ہین لیکن یہ بات کہ مدبرات قوی ہین غیر مسلم اُسکا کچھ ثبوت آپنے نہین دیا بلکہ اصل بات یہی ہے کہ مدبرات عالم وہی ملائکہ ہین جو عالم کے لیے ایسے ہین کہ جسطرح جسم کے لیے روح مدبر ہے **(سوم)** اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ اسجگہہ ملائکہ کا اطلاق قوی مدبرات عالم پر ہوا ہی تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ یہ لفظ حقیقی طور پر بولا گیا ہے بلکہ جائز ہے کہ استعارۃً اطلاق ہوا ہو اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ حقیقۃً اطلاق ہوا ہی تو غایۃ الامر یہ لفظ ملائکہ مشترک سمجھا جاویگا جیسا کہ لفظ عین کہ جسکے معنی آفتاب اور آنکھہ اور ذات اشی

ل شئون قدرت تو آپ نے صوفیہ کے ہان سے خوب اڑایا نہین نقاطیون سے تو بہت سادہ لوح آپ کو اس صدی کا پیغمبر سمجھنے لگے ۱۲ منہ

اور گھٹنا ہین ایک معنی مین ایک جگہہ استعمال ہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ پھر اُسکے دوسرے معنے کا وجود ہی نہ مانا جاوے کیا کوئی شخص عین جاریہ مین چشمہ کے معنی لیکر یہ کہہ سکتا ہی کہ آنکھ اور آفتاب اور گھٹنے کا وجود ہی نہین ؟ حاشا وکلا **قولہ** ان آیتون مین جنکی ہم تفسیر لکھتے ہین کلام مقصود اسقدر ہی کہ جو شخص اُس وحی کا مدعو ہو جو خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے دل مین ڈالی ہی الخ **اقول** یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہی علاوہ اسکے اس آیت (من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین) مین جبرئیل سے وحی مراد لینا آپکے اس قول کے مخالف ہی **قولہ** اس سے پایا جاتا ہے کہ جس شے کو یہودی جبرئیل سے تعبیر کرتے تھے اور کوئی جداگانہ مخلوق مع تشخصہ نہ تھی کیونکہ خدا نے فرمایا ہی کہ نے شبہہ اُسنے (یعنی جبرئیل نے) ڈالا ہے تیرے دلپر اللہ کے حکم سے (وہ کلام) جو سچ بتاتا ہے اُس چیز کو جو اُس سے پیشتر الخ کیونکہ وحی اور باعث وحی ایک چیز نہین ہوسکتی اب معلوم نہین کہ آپکے دونون قولون مین سے کونسا غلط ہی **قولہ** فرشتونکی دشمنی بیان کرنیکے بعد جبرئیل اور میکائیل کا بالتخصیص نام لینا گویا یہود کے خیالات کا اعادہ ہی اور وہ نام مقصود بالذات نہین ہین کیونکہ اگر یہود یونکا خیال نہوتا تو غالباً وہ نام نہ لیے جاتے **اقول** یہ آپکی پانچوین دلیل ہی۔ قیاس استثنائی سے آپنے یہان کام لیا واہ کیا کہنے ہین استدلال اسیکا نام ہی حاصل یہ ہوا کہ تعمیم کے بعد تخصیص کرنا ملزوم اور اعادہ خیال یہود لازم مقدم پایا گیا تالی بھی پائی گئی۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ یہان کونسا ملازمہ ہی ؟ عقلیہ یا عادیہ ؟ یا کوئی جدید ملازمہ ہی۔ اے جناب ہزار بار آپنے بھی اپنے کلام مین عام کو گونکا ذکر کرکے پھر تخصیص کی ہوگی پھر کیا آپنے بھی یہود کے خیال کا اعادہ کیا تھا ؟ اب ذرا گوش ہوش سے سنیے عام کے بعد خاص لوگونکا ذکر کرنا اُنکے شرف اور فضیلت کے لیئے فصحاء کے کلام مین اکثر وارد ہوتا ہی وہان یہود کا خیال بھی نہین ہوتا اعادہ خیال چہ معنی دارد ؟ مگر آپکے دلمین یہود ایسے بسے ہین کہ جدھر دیکھیے یہود ہی دکھائی دیتے ہین۔ قرآن مجید مین جسقدر انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور غیر مرئی چیزونکا ذکر جبرئیل ومیکائیل ملائکہ اور شیطان اور جن اور جنت ودوزخ کی کیفیت ثواب وعذاب بلکہ آسمان اور وجود آدم علیہ السلام جو کچھ مذکور ہی آپکے زعم مین یہود کے خیالات کا اعادہ ہی۔ اور اسیطرح جو کچھ قرآن کی تفاسیر مین مذکور ہی وہ بقول منشی چراغ[۵۳] علیصنا یہود کے بے اصل قصے ہین العیاذ باللہ گویا قرآن اور اُسکی تفاسیر لغو اور بے اصل قصونکی پوٹ ہین۔ سچے ایماندار کی شان سے ایسے خیالات فاسدہ نہایت بعید ہین **قولہ** پس ان دونون کے نام قرآن مجید مین آنے سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ درحقیقت اس نام کے دو فرشتے مع تشخصہما علحدہ علحدہ ایسے ہی مخلوق ہین جیسے کہ زید وعمرو **اقول** پس تو آپکا جواب صحیح ہوتا کہ پیشتر کچھ ثابت کرسکتے ورنہ اس پس سے جبرئیل ومیکائیل جملہ ملائکہ کے وجود کی نفی نہین ثابت ہوتی ہان آپکا منکر ملائکہ ومنکر جبرئیل ومیکائیل ہونا ثابت ہوگیا **قولہ** ص۱۵۲ پس درحقیقت یہودی جسکو جبرئیل کہتے تھے اور جسکا نام حکایتاً خدا نے بیان کیا ہے وہ ملکہ نبوت خود آنحضرت مین تھا جو وحی کا باعث تھا **اقول** اگر آپکا یہ قول سچ ہے تو اس سے پہلا یہ قول

۵۱ الخ اصل جبرئیل وحی ڈالنے اور پہنچانے والا قرار دیکر پھر اُسکو وحی کہنا (یعنے کلام منزل) عاقل کی شان سے بعید ہی اور پھر جبرئیل کو ملکہ نبوت کہدینا ان دونون معنی کے خلاف ہی جبرئیل کے آپنے تین معنی بیان کیے نمبر ۲ وحی کا پہنچانے والا نمبر ۳ ملکہ نبوت حضرت سلامت کسی بات پر قادر بھی ہی ۱۲ منہ ۵۲ اس آیت مین آپکو قلب پڑھنے کے لفظ سے مغالطہ ہوگیا اور آپ یہ سمجھ بیٹھے کہ فرشتے یا جن کو قلب تک رسائی نہین حالانکہ یہ بڑی غلطی ہی لطیف چیز ونکی ہر جگہہ رسائی ہی نسیلیط جن کی صورت مین جابل لوگون کو عالمانہ باتین کرتے دیکھا ہی ۱۲ منہ

۵۳ منشی چراغ علیصاحب المخلص خلیفہ سید صاحب تہذیب الاخلاق مطبوعہ یکم ربیع الاول ۱۳۰۳ھ ہجری جلد ہفتم نمبر ۳ صفحہ ۲۶ و ۲۷ وغیرہا مین فرماتے ہین وہ (مفسرین) کبھی تاریخانہ تحقیقات پر متوجہ نہین ہوتے وہ جو شام کی کسی لڑائی مین ایک بار شتر یہود کے قصہ کہانیون کا ملگیا عصا وہی انکا مایہ بساط ہی ہے تبھی حضرت عمر کچھ اوراق توراۃ کے لائے تھے اور کہا پڑہنا قوم سلامت کو گوارا ہی نہوا جسپر جائیکہ اُس بار شتر کو مایہ مین بناوین وسلم پھر کیونکر معلوم ہوگیا کہ اُس مین سراسر وے اصل قصے تھے کیا یہ ممکن نہین کہ اصل نسخے توراۃ واناجیل وغیرہ جو اب ہونکے وہی ہون کہ جنکی وجہ سے آجتک اہل کتاب کو توراۃ وانجیل کا ہزارہا نسخہ کا لکھا ہوا نسخہ بھی نہین دستیاب ہوا پس اس بنا پر تو مفسرین صحابہ بڑے محققین تھے نہ کہ آپ کہ جنکے عہد مین کوئی صحیح نسخہ بھی ہیبل کا نہین ۱۲ منہ

قولہ ان آیتونمین جنکی تفسیر ہم لکھتے ہین کلام مقصود صرف اسقدر ہے کہ جو شخص اُس وحی کا عارض ہوا الخ بالکل غلط ہے کیونکہ جب اس کلام من کان الخ مین آپنے جبرئیل سے وحی مراد لی تو ملکہ نبوت جو بقول آپکے باعث وحی ہے مراد لینا صاف غلط ہوا کجا وحی کجا ملکہ نبوت باعث وحی ایک سبب دوسرا مسبّب یا ایک علت دوسرا معلول دونون مین تغایر ذاتی - یہ پس بھی آپکا پہلے پس کا بھائی ہے **قولہ** ان وجوہات سے یہ بات (کہ جبرئیل درحقیقت کسی فرشتے کا نام ہے) ثابت نہین ہوتی **اقول** وہ کونسے وجوہات ہین ذرا بیان تو کیجیے ورنہ آپ ہی پس پس کرنے سے کچھ حاصل نہین **قولہ** کیا یہ تعجب کی بات نہین کہ باوجودیکہ خدا کے پاس ان دو فرشتون کے سوا اور بھی بہت سے فرشتے ہین مگر بجز دو فرشتون کے اور سب بے نام ہین کیونکہ اور کسی کا نام قرآن مین نہین الخ ان سب باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ فرشتونکے نام یہودیون کے مقرر کیے ہوئے ہین جو مختلف قوا کی تعبیر کرنیکو اُنہون نے رکھ لیے تھے **اقول** یہ آپکی چھٹی دلیل ہے یہ سب سے زیادہ غلط ہے (اول) یہ کہ قرآن مین علاوہ انکے اور فرشتونکے بھی نام ہین جیسا کہ زبانیہ اور مالک (دوم) قرآن مین اگر ملائکہ کے نام کی فہرست ہوتی تو آپکا یہ اعتراض کہ اس فہرست مین دو کے سوا اور کا کیون نام نہین کچھ وقعت رکھتا بلکہ یہ چند اسماء بھی اس وجہ سے مذکور ہوئے کہ اُنکے ذکر کا موقع آگیا تھا یا یہ کہ لوگون مین متعارف اور مشہور تھے اور اگر کل ملائکہ کا نام ذکر کرتے تو (علاوہ اس بات کے کہ قرآن کی صدہا جلدین ہوجاتین اور قرآن سے جو ہدایت خلق مقصود اصلی ہے فوت ہوجاتا) لوگونکو نئے نئے نام سنکر عجب وحشت ہوتی -

(سوم) کسی چیز کے نام مذکور نہونے سے اُسکے وجود کی نفی لازم نہین آتی فوجی دفتر مین آپکا نام مرقوم نہین کیا اس سے آپکے وجود مین کچھ خلل آگیا؟ (چہارم) اگر آپکا نتیجہ اور تعجب بھی صحیح تسلیم کیا جاوے تو یہ لازم آوے کہ جبرئیل و میکائیل یہودی لوگونکی زبان کے نام ہین (یعنی عبرانی کے) لیکن یہ نہین لازم آتا کہ ان اسمار کے مسمیات کا وجود اصلی یہود کے نام رکھنے سے پیشتر نہ تھا بلکہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ قدیم[1] چیزونکے نام ہر زمانے اور ہر قوم مین بدلتے رہتے ہین دیکھیے پرانے شہرون اور پہاڑونکے نام کسطرح بدلتے جاتے ہین (دہلی کا نام قدیم اندرپت تھا پھر دہلی ہوا پھر شاہجہان آباد مشہور ہوا - اسیطرح الہ آباد کو پہلے زمانہ مین پراگ اور بنارس کو کاشی کہتے تھے اور اسیطرح آگ اور پانی وغیرہ عناصر کے ہر زبان مین جدے جدے نام ہین - پس اسیطرح ممکن ہے کہ جملہ ملائکہ اور جبرئیل و میکائیل کا ملاء اعلےٰ مین کچھ اور نام ہو اور یہود سے پہلے آدم اور ابراہیم اور نوح کے زمانے مین کچھ اور ہو - لیکن عیسےٰ و موسےٰ اور ہمارے نبی کے عہد مین یہی جبرئیل و میکائیل شہرت پاگیا ہو پھر اس سے یہ نہین لازم آتا کہ یہود سے پیشتر انکا وجود ہی نہ تھا (پنجم) یہ بیان آپکا کہ فرشتونکے نام یہودیون نے مختلف قوا کی تعبیر کرنیکو رکھ لیے) مخالف ہے آپکے اس قول کے **قولہ** صـ۱۴۱ بہرحال ہمکو اسمین کچھ شبہہ نہین کہ جو الفاظ صفات باری پر مستعمل ہوے تھے آخر کو انہین الفاظ کو فرشتون کا نام سمجھنے لگے انتہے - اب دونون مین سے ایک قول کو ضرور غلط ماننا پڑا معلوم نہین کہ کونسی تحقیق آپ کی درست ہے؟ (ششم) اگر یہ دونون مخالف قول آپکے تسلیم علی سبیل فرض محال کر لیے جائین تو آپکی یہی دلیل آپکے مدعا کی نفی کے واسطے کافی ہے یعنی ہم آپکے کلام سے آپ پر یون معارضہ کرتے ہین - اگر ان الفاظ سے خدا کی صفات کو یا قوی مدبرہ عالم کو تعبیر کیا ہے تو کیا یہ تعجب کی بات نہین ہے کہ باوجودیکہ خدا کی بے نہایت صفات اور عالم کے بے نہایت قوی ہین - مگر بجز دو صفات یا دو قوی کے اور سب بے نام ہین کیونکہ کسی اور کا نام قرآن مین نہین آیا ان باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ نام ملائکہ کے ہین کتب مقدسہ مین انکو حسب موقع ذکر کیا ہے اب دہریے لوگ ناحق انکار کرتے ہین

[1] قدیم سے مراد یہان قدیم عرفی ہے نہ قدیم ذاتی نہ قدیم زمانی - ۱۲ منہ

اب ہم صفحہ (۴۶) دغیرہا مین جو کچھ آپنے قصہ آدم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اُسکو میزان صحت مین تولتے ہین قولہ ص۴۶ واذ قال ربک) اس آیت سے وہ ذکر شروع ہوا ہی جو آدم کا قصہ کہلاتا ہی تمام مفسرین اسکو ایک واقعی جھگڑا یا مباحثہ سمجھتے ہین جو خدا اور فرشتون مین ہوا ہی الخ اقول آپکا بہتان صریح ہی اہل اسلام مین سے کوئی مفسر ذی علم تو کیا اونی مسلمان بھی یہ نہین سمجھتا کہ فرشتون نے خدا سے مباحثہ یا جھگڑا کیا تھا کیونکہ خدا تعالی فرشتون کی نسبت فرماتا ہی لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ کیا فرشتونکا استفہام کرنا جھگڑا ہی؟ آپ ایسی ایسی بے بنیاد باتون سے جملہ علماء اہل اسلام کو بے اعتبار بنایا چاہتے ہین قولہ یہی حال فرشتونکی نسبت ہوا ہے انکو نوری سمجھکر گویا سفید برف کا رنگ نوری شمع کی مانند یا بلور کی سی پتلیان ہیرے کی سی پانون ایک خوبصورت انسان کی شکل نہ مرد نہ عورت تصور کیا ہی الخ اقول حاصل کلام یہ کہ فرشتونکو ناویدہ جسمانی چیز و نیز خیال کر لیا ہی اور وہ خیال نسل در نسل چلا آیا ہے در اصل فرشتے کوئی وجود نہین رکھتے اقول تعلیم گفتگو آپ کی ایک شاعرانہ تک بندی ہے نہ کوئی مسلمان انکو بلور کی مانند نہ ہیرے کی مانند سمجھتا ہی ان آپنے ابتدا سے انتہا تک مین سمجھا ہو تو سمجھا ہو قولہ آسمان انکے رہنے کی جگہ قرار دی آسمان سے زمین پر آنے اور زمین سے آسمان پر جانے کے لیے آنکے پر لگائے ہین الخ کسیکو صور پھونکنا خیال کیا ہی الخ اقول یہ خیال کسی نے از خود نہین کیا بلکہ آنکے پیدا کرنے والے نے انکا حال اسطرح بیان کر کے مسلمانونکو خیال دلایا ہی اب یہ اعتراض آپکا خدا پاک پر ہے کہ جس نے انکو وَاُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فرمایا ہی قولہ بعض اقوام نے جو زیادہ غور و فکر کی ہے تو انکے لیے جسم مانا ہی اور نہ انکا مجسم ہونا تسلیم کیا ہے الخ اقول البتہ بعض فلاسفہ یہ دین اس بات کے قائل ہوئے ہین جیسا کہ اسکا ذکر آتا ہی لیکن اہل اسلام بلکہ اہل کتاب مین سے یہ کسیکا عقیدہ نہین اسلامیون نے آنکی تقلید اول آپ ہی نے کی ہے مثل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور تھا وہ پرتے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا قولہ ص۴۶ عام مسلمانون کا یہی عقیدہ ہے جو جو بت پرستونکا تھا اقول اگرچہ بیشبہ آپکی اسمقام پر یہ غرض اماننا عقیدۂ اہل اسلام ہی مگر یہ قول آپکے اُس قول کے رد کے لیے کافی ہی جو آپنے صفحہ (۱۵) مین فرمایا ہی اب ہمکو اس بات کی تلاش کرنی ہی کہ قدیم مشرکین عرب کا الخ فرشتونکی نسبت کیا خیال تھا الخ جہانتک کہ ہمنے تفتیش کی ہی قدیم عربونکا لفظ ملک اور ملائک کی نسبت ایسا خیال جیسا کہ یہودیونکا ہی ثابت نہین ہوا الخ اور صفحہ (۱۴) مین آپ اہل اسلام اور یہود کا عقیدہ فرشتونکی بابت یکسان فرماتے ہین قولہ قرآن مجید مین بھی انکا استعمال اسیطرح پر ہوا ہی جسطرح کہ یہودی خیال کرتے تھے الخ پس جب اہل اسلام اور یہود کا ملائکہ کی نسبت یکسان اعتقاد ہوا اور مسلمانونکا اعتقاد عرب کے بت پرستونکی مانند ہوا تو تینون گروہونکے اعتقاد یکسان ہوئے پھر آپ کس دلیل سے فرماتے ہین کہ جہانتک ہمنے تفتیش کیا عرب کے مشرکین کے اعتقاد کو یہود کی مانند نہ پایا۔ وہ اور کونسا لفظ مشرکین عرب کی زبان مین بجز لفظ ملک کے مروج تھا کہ جس سے وہ اپنے عقیدہ کو ملائکہ کے بارہ مین اہل اسلام کے عقیدہ کی مانند تعبیر کرتے تھے؟ الغرض ہمکو تو آپکی اب کسی تحقیق کا اعتبار نہ ہا کبھی آپ کچھ کہتے ہین کبھی اُسکے برخلاف فرماتے ہین آپکے تیر ہوین صدی کے بڑے محقق ہونیکے لیے یہی دلیل کامل ہی دوم یہ قول آپکا (مشرکین کے اعتقاد کی مانند اہل اسلام کا اعتقاد فرشتونکی نسبت ہی) قرآن مجید کے برخلاف ہے قال اللہ تعالی وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا دیکھیے مشرکین ملائکہ کو اناث کہتے تھے اہل اسلام نہین کہتے کسقدر مخالفت ہی۔ قولہ ص۴۶ قرآن مجید سے فرشتون کا ایسا وجود جیسا کہ مسلمانون نے اعتقاد کر رکھا ہے ثابت نہین الخ اقول یہ قول آپکا دو گواہون سے رد ہے (اول) تو قرآن مجید کی وہ بیشمار آیات کہ جنکو ہمنے صدر فصل مین نقل کیا

مسلمانوں کے عقائد پر بعبارۃ النص والی ہیں (دوم) آپ خود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ملائکہ کا استعمال اسی طرح پر ہوا ہے جس طرح یہودی خیال کرتے تھے اور ہمارے ہاں کے علماء نے یہودیوں کی تقلید کی اب معلوم نہیں کہ آپکے دونوں قولوں میں سے کونسا غلط ہے؟ قولہ یعنی بلکہ برخلاف اسکے پایا جاتا ہے خدا فرماتا ہے وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ یعنی کافروں نے کہا کیوں نہیں بھیجا پیغمبر کے ساتھ فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو بات پوری ہو جاتی اور ڈھیل میں نہ ڈالی جاتی اور اگر ہم فرشتہ ہی پیغمبر کرتے تو اسکو آدمی ہی بناتے اور بالضرور انکو ایسے شبہہ میں ڈالتے جیسے کہ اب شبہہ میں پڑے ہیں اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ فرشتے کو کوئی جسم رکھتے ہیں اور نہ دکھائی دے سکتے ہیں انکا ظہور بلا شمول مخلوق موجود کے ہو نہیں سکتا الخ اقول ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۔ کیں رہ کہ تو میروی بترکستانست ۔ جناب عالی اس آیت سے تو چند وجوہ ملائکہ کا مجسم ہو کر ظاہر ہونا ثابت ہوتا ہے (اول) یہ کہ کفار کا یہ درخواست کرنا کہ پیغمبر کے پاس فرشتے وحی لاتے ہوئے دکھائی دیں ایسا نہیں دیتے پھر خدا پاک کا یہ سبب بیان کرنا (کہ فرشتے کا دکھائی دے جانا تمہارے حق میں بہتر نہیں) صاف دلالت کرتا ہے کہ فرشتے مجسم ہو کے دکھائی دیتے تھے اور اگر ممکن نہ ہوتا تو آسان جواب یہی تھا کہ ارے او احمقو فرشتہ بھی کوئی دکھائی دینے کی چیز ہے؟ (دوم) یہ قضیہ شرطیہ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا بہت اچھی طرح پر دلالت کرتا ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے چنانچہ خود آپ فرماتے ہیں کہ ظہور بلا شمول مخلوق نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شمول مخلوق تو ظہور ہو سکتا ہے۔ آپنے کہانے یہ بات اس آیت سے ثابت کر لی کہ فرشتہ کوئی جسم نہیں رکھتا یا دکھائی نہیں دیسکتا ذرا اس ثبوت کی تشریح تو فرما دیجیے قولہ جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا ہے بلکہ خالی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قوا کو جو خدا نے مخلوق میں رکھی ہے ملک یا ملائکہ کہتے ہیں اقول یہاں اور معنی آپنے بیان فرمائے ظہور قدرت اور قدرت میں بڑا فرق ہے ظہور قدرت کو صفات باری نہیں کہتے۔ آپکے نزدیک ملائکہ صفات باری نہیں پھر صفات کہنا اجتماع نقیضین ہے۔ آپنے زور لگا کے قرآن سے یہ آیت نفی وجود ملائکہ کے لیے نکالی تھی الٹی وہی دلیل آپکے برخلاف نکلی ؎ دل و دیدہ اپنے جو یار تھے ہمیں بحر غم میں ڈبا گئے ۔ ہمیں جنبے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے ۔ آپ صوفیہ علیہ الرحمۃ کے کلام سے مدعا ثابت کیجیے کیونکہ انکے کلام میں تاویل کو بڑی گنجایش ہوتی ہے قولہ بعض اکابر اہل اسلام کا بھی یہی مذہب ہے جس میں کہتا ہوں اور امام محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے الخ اقول حاشا و کلا کسی اکابر اہل اسلام کا ایسا عقیدہ نہیں نہ حضرت شیخ محی الدین نے یہ مسلک اختیار کیا ہے نہ کسی اور نے حضرت شیخ نے فصوص الحکم اور دیگر تصانیف میں ملائکہ کا وہی وجود تسلیم کیا ہے جس طرح کہ جمہور اہل اسلام نے تسلیم کیا۔ بالفعل میرے سامنے فتوحات مکیہ حضرت شیخ کی تصنیف رکھی ہے اسمیں بیشمار مواقع میں شیخ نے ہمارے موافق بیان کیا ہے چنانچہ جلد سوم باب ۷۳ ص ۴۸۲ و ۴۸۳ میں یوں فرماتے ہیں۔ ان اللہ لما خلق الارواح النادیۃ والنوریۃ اعنی الملائکۃ والجان شرک بینہما فی امر وہو الاستتار عن اعین الناس مع حضورہم معہم فی مجالسہم وحیث کانوا وقد جعل اللہ بینہما وبین اعین الناس حجابا مستورا فلا نراہم الا اذا شاء ان یظہرہم والنا الخ والملائکۃ رسل من اللہ الی الانسان موکلون بہ کاتبون افعالنا والشیاطین مسلطون علی الانسان بامر اللہ الخ ولا یطلق علی الارواح اسم جن الا لاستتارہم فالجنۃ من الملائکۃ ہم الذین یلازمون الانسان ویتعاقبون فینا باللیل والنہار ولا نراہم عادۃ فاذا اراد اللہ عزوجل ان یرانہم من یراہم من الناس

من غیر ارادۃ منہم لذلک رفع اللہ الحجاب عن اعین الذین یرید اللہ ان یدرکہم فیدرکہم وقد یامر اللہ الملک والجن باظہور لنا فنجسدون لنا ازیہم ادیرفع اللہ الغطاء منا فنراہم رای العین وقد نراہم اجساداً علی صور قد نراہم لا علی صور بشریۃ بل نراہم علی صورہم فی النفس کما یدرک کل احد منہم نفسہ وہو صورتہ التی ہو علیہا فان الملائکۃ اصل اجسامہا نور والجان نار یاج والانس ماء وتراب ولکن کما استحال الانس عن اصل ما خلق منہ کذلک الملک والجان عن اصل ما خلق منہ الی ما ہما علیہ من الصور وفی صفحۃ ۵۰۶ - اعلم ان اللہ ما جعل للارواح اجنحۃ الا للملائکۃ منہم لانہم السفراء من حضرۃ الامر الی خلقہ فلابد لہم من اسباب یکون لہم بہا النزول والعروج فان موضع الحکمۃ یقتضی ہذا فجعل لہم اجنحۃ علی قدر مراتبہم فی الذی یسیرون بہ من حضرۃ الامر او یعرجون الیہ من حضرۃ الخلق فہم بین الخلق والامر یتردون ولذلک قالوا ما تتنزل الا بامر ربک انتہے ترجمہ خدا نے جب کہ ارواح ناریہ اور نوریہ یعنی جن اور ملائکہ کو پیدا کیا تو دونوں کو پوشیدہ ہونے میں شریک کر دیا کہ وہ باوجودیکہ لوگونکی مجالس میں آتے اور اُنکے ساتھ ہر وقت حاضر رہتے ہیں مگر دکھائی نہیں دیتے اور خدا نے اُنمیں اور لوگونکی نظر وں میں پردہ ڈالدیا ہے پس اُنکو ہم دیکھ نہیں سکتے مگر جب کہ وہ خود دکھانا چاہیں الخ اور ملائکہ خدا کی طرف سے بندونکے لیے پیغامبر اور محافظ ہیں کہ ہمارے اعمال لکھتے ہیں اور شیاطین بھی انسان پر بحکم الٰہی مسلط ہیں الخ ارواح پر لفظ جن اطلاق نہیں ہوتا مگر پوشیدہ رہنے کی وجہ سے پس ملائکہ میں سے وہ جن ہیں کہ جو آدمی کے ساتھ ہر وقت رہتے اور رات دن میں یکے بعد دیگرے اُسکے پاس آتے جاتے ہیں اور ہم اُنکو عادتاً دیکھتے نہیں پس جب خدا کسی آدمی کو دکھانا چاہتا ہے تو حجاب اُٹھا دیتا ہے پس وہ شخص اُنکو دیکھ لیتا ہے اور کبھی ملائکہ اور جن کو حکم دیتا ہے تو وہ ہمکو مجسم ہو کر عیاناً دکھائی دیتے ہیں۔ اور کبھی ہم اُنکو انسان کی صورت میں دیکھتے ہیں اور کبھی اُنکی اصلی صورت میں جسطرح کہ وہ اپنے آپکو اپنی اصلی صورت میں دیکھتے ہیں کیونکہ ملائکہ کا اصل جسم نورانی اور جن کا آتشی ہے اور آدمی کا خاک اور پانی ہے لیکن جسطرح آدمی اپنی اصل سے متحیل ہو کر اس صورت میں آگیا اسیطرح جن اور فرشتہ اپنے اصلی مادہ سے متحیل ہو کر اس صورت پر آگیا - واضح ہو کہ بعض ملائکہ کے لیے خدا نے بازو بنائے ہیں کیونکہ حضرت امر سے حضرت خلق کیطرف سفیر ہیں تو اُنکے لیے وہ اسباب ضرور ہونے چاہیں کہ جنسے چڑھ اور اُتر سکیں کیونکہ حکمت کا یہی مقتضے ہے پس اُنکے لیے بازو اُنکے مراتب کے موافق بنا دیے کہ جنکی وجہ سے چڑھتے اور اُترتے اور آتے جاتے ہیں اور اسی لیے کہتے ہیں کہ ہم خدا کے حکم بغیر نہیں اُترتے۔ اب آپنے جس قول سے سند پکڑی ہے چلیے اُسی میں ہمارا آپکا فیصلہ ہے دیکھیے وہ کیا فرماتے ہیں اُنکا قول آپ نقل کیجیے **قولہ** منہ قال الشیخ رضی اللہ عنہ فی فصوص الحکم وکانت الملائکۃ من بعض قوی تلک الصورۃ التی ہی صورۃ العالم المعبر عنہ فی اصطلاح القوم بالانسان الکبیر انتہے **اقول** حضرت شیخ کا یہ قول آپکی سند ہے آپ غور فرمایئے کہ یہ سند آپکے مدعا کو ثابت کرتی ہے یا مٹاتی ہے؟ اسکا مطلب تو یہ ہے کہ وہ صورت عالم کہ جسکو صوفیہ کرام کی اصطلاح میں انسان کبیر کہتے ہیں اُسکے لیے ملائکہ مجموعہ قوی میں داخل ہیں یعنی عالم کے تمام کاروبار بغیر ملائکہ کے نہیں ہو سکتے جسطرح کہ انسان کے کاروبار اُسکے قوی بغیر نہیں انجام پاتے پس ملائکہ عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے ہیں چنانچہ اس قول میں اسکی تصریح ہے **قولہ** قال الشیخ رضی اللہ عنہ وکانت الملائکۃ لہ کالقوی الروحانیۃ والحسیۃ التی فی نشأۃ الانسان الخ یعنی شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملائکہ عالم کبیر کے لیے ایسے ہیں کہ جسطرح قوی روحانیہ وحسیہ ہیں انسان کے لیے۔ جسطرح انسان کے لیے قوی روحانیہ وحسیہ مدبر ومتصرف ہیں اسیطرح ملائکہ عالم کے لیے۔ جس قدر قول

حضرت شیخ کا اس بارہ مین آپنے مفید مدعا جانکر نقل کیا وہ یہی دو جملے ہین باقی تو انسان کے قوی کی تشریح ہے - ان دونون جملون کا مطلب آپنے جو لکھا ہی اسمین آپنے تصرف بھی کیا مگر پھر بھی آپکا مدعا ثابت نہوا کیونکہ کاف تشبیہ (جسکا ترجمہ آپنے بھی یون لکھا ہے) **قولہ صلہ** شیخ رحمۃ اللہ ارقام فرماتے ہین کہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین انسان کبیر یعنی عالم کے لیے ایسے ہین جیسے انسان کے لیے قوی ہین انسے صاف کہہ رہا ہی کہ ملائکہ عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے ہین نہ یہ کہ دراصل ملائکہ کا کوئی وجود جداگانہ نہین خود عالم کے قوی جاذبہ و نامیہ وغیرہا ہی ملائکہ ہین - سید بیہودہ یہ قول شیخ رض کا اُس دلیل ثبوت ملائکہ کیطرف اشارہ ہی کہ جسکا ہمنے شروع فصل مین ذکر کیا تھا یعنی اس عالم کو مبدء فیاض سے بتوسط ملائکہ فیضان ہوتا ہے اور ہر جزء عالم پر ایک فرشتہ موکل ہے کہ جسکو رب النوع کہتے ہین جو کچھ عالم مین تصرفات ہو رہے ہین وہ سب ملائکہ کی معرفت ہوتے ہین - اسیوجہ سے حضرت شیخ ملائکہ کو انسان کبیر یعنی عالم کے لیے بمنزلہ ارواح کے کہتے ہین اب اس سے ملائکہ کا ثبوت پایا گیا نہ کہ نفی آپ نے شیخ کے کونسے جملے سے یہ سمجھ لیا کہ ملائکہ کے لیے وجود جداگانہ نہین ؟ اب کان کھولکر سُنیے یہ کلام ہمارے مدعا کو مفید ہے چند وجہ سے (**اول**) یہ کہ حضرت شیخ انسان کبیر یعنی عالم کو انسان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین اور جسطرح آسمین قوی ہین اسیطرح ملائکہ کو عالم کے لیے بمنزلہ قوی کے کہتے ہین (**دوم**) اگر ملائکہ سے مراد قوی ہون تو مشبہ اور مشبہ بہ کا اتحاد لازم آوے جو بدیہی البطلان ہی اور یہ قول حضرت شیخ کا فالملائکۃ کالقوی درست نہوے (**سوم**) اگر یہ تشبیہ بھی نہ لحاظ کیجاوے تو تب بھی یہ کوئی قرینہ صارفہ ایسا نہین ہوسکتا کہ جس سے اُن آیات کو (کہ جن مین ملائکہ کا وجود جداگانہ اور اُنکے افعال مذکور ہین) مجاز پر محمول کیا جاوے اور تمام کتب سماویہ اور احادیث نبویہ کو تحریف کیا جاوے (**چہارم**) صوفیہ کرام بعد تسلیم کرنے معانی ظاہرہ قرآن مجید کے اسمین سے اشارۃً حقائق و معارف پیدا کرتے ہین انمین سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ قرآن کے معانی ظاہرہ مراد نہین کیا حضرت یعقوب و یوسف کے قصہ کو روح و نفس پر محمول کرنے سے حضرت یعقوب و یوسف کے وجود کی نفی ہوسکتی ہی ؟ حاشا و کلا اور اگر یہی ہو تو پھر قرآن و احادیث کا کچھ بھی اعتبار نرہے شریعت کا کوئی مسئلہ ثابت نہوسکے (**پنجم**) اگر ہم سید صاحب کی فہم رسا کے موافق حضرت شیخ کے کلام کا یہی مطلب تسلیم کرلیوین تو پھر سید صاحب کے حق مین اچھا نہووے کیونکہ بڑے زور شور سے سید صاحب ملائکہ کو صفات باری کہہ چکے ہین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کبھی وحی اور کبھی ملکہ نبوت باعث وحی بنا چکے ہین پھر اب انکو قوی عالم کہنا (جو صفات باری سے مغائر ہین) اجتماع الضدین کا قائل ہونا ہی **قولہ** صفحہ ۱۵ - پس شیخ اور اُنکے متبع بھی ملائکہ کا اطلاق صرف قوے عالم پر کرتے ہین الخ **اقول** سید صاحب بھی ایسی بات منہ سے نکالنا بڑی شرم کی بات ہے ضد کرنا اہل انصاف کی شان سے بعید ہی **قولہ** صلہ شیطان کی نسبت تو قیصری شرح فصوص مین نہایت صاف صاف وہی بات لکھی ہی جو ہمنے کہی ہے اسمین لکھا ہی کہ بعض نے یہ بات کہی ہے کہ انسان کبیر یعنی عالم مین جو قوت وہمیہ کلیہ ہی وہی ابلیس ہی - اور ہر ایک انسان مین جو قوت وہمیہ ہی وہی ابلیس کے ذریات ہین **اقول** اسکا وہی جواب ہی جو اب

صلہ وہ تصرف بیجا یہ ہی کہ شیخ نے یون فرمایا کہ ذکانت الملائکۃ لہ کالقوی الروحانیۃ والحسیۃ - آپنے یہ جملہ اپنی طرف سے شیخ کے کلام کو اپنے موافق کرنے کے لیے بڑہا دیا وہی بڑہ قولہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین الخ - حالانکہ شیخ کے کسی جملہ کا یہ مطلب نہین کہ وہ قوی جنکو ملائکہ کہتے ہین علاوہ اسکے شیخ ملائکہ کو قوی سے تشبیہ دیتے ہین پھر اگر وہ ملائکہ کو قوی کہتے تو مشبہ اور مشبہ بہ کا ایک ہونا لازم آجاوے جو بدیہی البطلان ہی ۱۲ منہ صلہ کس لیے کہ صفات باری اور قوی عالم کبھی ایک چیز نہین ہوسکتی مثلاً منجملہ قوی عالم کے نباتات مین ایک قوت غاذیہ یا مولدہ پائی جاتی ہے کہ جس سے ہر درخت اپنی غذا حاصل کرسکتا اور اپنا مثل پھر دوسرا درخت اپنے تخم یا شاخ سے پیدا کرتا ہے اب کوئی ذی شعور اس قوت غاذیہ اور مولدہ کو صفات باری نہ کہے گا ورنہ لازم آوے کہ خدا تعالی غذا کھاتا اور بچے جنتا ہے - تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا - ۱۲ منہ

بیان ہوا اسکو غور سے پڑھ لیجیے **قولہ** خدا نے فرمایا ہے کہ جو وسوسے دلمین آتے ہین ہم انکو جانتے ہین **اقول** اس سے شیطان معہود کی نفی کیونکر سمجھی گئی؟ **قولہ** اور فرمایا ہے کہ نفس ہی برائی کرنے کو کہتا ہے **اقول** یہ لفظ ہی جو نفس کے بعد آپنے زیادہ کیا ہے اصل ہے۔ اس سے بھی نفی شیطان کی نہین ہوتی **قولہ** آنحضرت صلعم نے یہی فرمایا ہی کہ سب دشمنون سے زیادہ دشمن ہمارا نفس ہے جو تیرے پہلو مین ہے اور آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان انسان مین خون کی طرح چلتا ہے **اقول** ان احادیث سے بھی کسیطرح نفی نہین پائی جاتی علاوہ پہلے جواب کے یہان ایک اور بات زائد ملاحظہ فرمایئے۔ کیا ان احادیث و آیات و کلام قیصری کا دوسرا محمل صحیح نہین نکل سکتا کیا ان سے مراد قوت وہمیہ نہین ہوسکتی؟ یا قوت وہمیہ کو شیطان اور ابلیس اور ہر شخص کی قوت وہمیہ کو ذریات ابلیس استعارہ کے طور پر نہین کہہ سکتے؟ کیا اس استعارہ کے لیے وصف جامع اضلال و اغواء نہین پایا جاتا یا قرینہ صارفہ آیات مذکورہ بالا نہین ہوسکتین؟ اگر اس علاقہ تشبیہ سے قوت وہمیہ کو شیطان کہنے سے آپ حقیقی شیطان یعنی شخص معہود سمجھ بیٹھے تو آپ کو لازم ہی کہ ہم جب زید کو شیر کہین تو آپ حقیقی شیر کے وجود کی نفی کرین اور زید ہی کو حقیقی شیر قرار دیوین **قولہ** صـ۵۲ـ غرضکہ تمام محققین اس بات کے قائل ہین کہ انہین قوی کو جو انسان مین ہین اور جن کو نفس امارہ یا قوی وہمیہ سے تعبیر کرتے ہین وہی شیطان ہے **اقول** تمام محققین سے آپ کی مراد حقہ پینے والے ہونگے ورنہ اہل تحقیق تو کیا ذرا سی عقل والے بھی ایسی بے اصل بات نہ کہین گے پھر ایسی ہی بے بنیاد بات پر یہ غل تھا کہ تہذیب الاخلاق کے پرچے کے پرچے اس بارہ مین سیاہ کر دیے اور تفسیر القرآن کو انہین مضامین سے بھر دیا۔ جناب عالی یہ تو آپکا پرانا خیال راسخ ہے آپ اس غلطی سے کاہے کو باز آئینگے **قولہ** صـ۵۲ـ اصل یہ ہے کہ ان آیتون مین خدا تعالیٰ انسان کی فطرت کو اور اسکے جذبات کو بتلاتا ہے اور جو قوی وہمیہ اس مین ہین انکی برائی یا انکی دشمنی سے اسکو آگاہ کرتا ہے مگر یہ ایک نہایت دقیق راز تھا جو عام لوگون کے اور اونٹ چرانے والونکی فہم سے بہت دور تھا الخ آپ ان چیزونکے منکر اور مأول ہوکر دلمین خوش ہوگئے کہ یہ خیالات پیدا کرنا میرا ہی حصہ ہے کسی اہل اسلام کو یہ باتین کبھی نصیب نہوئی ہونگی۔ اور آپکے معتقد بھی یہی خیال کر کے آپکے خیالات کو واجب الایمان سمجھتے ہین

؎ خواجہ پندارد کہ دارو حاصلے ۔ خواجہ را حاصل بجز پندار نیست ۔ عمدہ تحقیقات جناب کا حال یہ ہی کہ وہ ملحدون اور دہریون اور بعض حکماء یونان کے پرانے خیالات ہین کہ جو انکی کتابونمین ابتک موجود ہین اور کچھ اسوقت کے پادریون اور لامذہبون کے اعتراضات ہین مگر آپنے انکو زیادہ لاکر لکھا ہے اور انکے ثبوت مین یہ کمال ضرور کیا ہی کہ قرآن و احادیث و کلام قدماء کو محرف کر کے کم علم لوگونکو شک مین ڈالدیا ہے حالانکہ یہ الحاد اور بے دینی کی باتین آپسے صدہا سال پیشتر مشہور ہوچکی ہین۔ علماء اسلام نے انکے جواب شافی دیے ہین۔ اور اس زمانہ مین جو کچھ دہریونکے خیالات انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی اور عربی زبان مین بذریعہ کتب و اخبارات جو کچھ یورپ مین مشتہر ہوے اور ہورہے ہین انسے بھی اہل اسلام غافل نہین انکے دندان شکن جواب جو اسلامیون نے دیے ہین انکا عشر عشیر بھی حضور کے کان تک نہین پہنچا کچھ تنہا آپ ہی نے یورپ کی سیر نہین کی ہی اور آپ اچھی طرح نہ عربی قدیم جانتے ہین نہ جدید نہ یونانی نہ عبرانی

؎ شاید آپ کو اس بات سے مغالطہ پڑگیا کہ شیطان اور جبرئیل کی نسبت دلمین القاء کرنا اور خون کی مانند بدن مین سرایت کرنا اور ملائکہ کی نسبت تدبیر عالم کرنا مذکور ہوا اور یہ باتین آپکے ذہن سلیم مین قوی کے خواص مختصہ مین سے شمار کیگئی ہین اسلیے آپکو شبہہ ہوا کہ شیطان اور جبرئیل اور ملائکہ قوی ہی کا نام ہی پھر اس خیال کو آپنے یہانتک پہنچایا کہ جن آیات مین ان چیزونکا ذکر ہے انکو آپنے یہود کی تفلیہ سمجھا۔ حالانکہ یہ انکا خاص مختصہ سمجھنا غلط ہی کیونکہ یہ چیزین اور ایسی باتین یا لطیف الجسم چیزون سے یہ سب باتین ممکن ہین حضرت عیسےٰ کے حواریون پر کسطرح روح القدس کا ظہور ہوتا تھا کہ وہ غیر زبانون مین کلام کرنے لگتے تھے ۱۲ منہ

نہ یورپ کی اور زبانون مین دستگاہ رکھتے ہین پھر جو کچھ آپ کا مایۂ تحقیقات ہے وہ فقط خود پسندی اور عجب ہے اسوقت آپ جن جن چیزون کا انکار کررہے ہین انکے انے دینے کے اقوال مین نشان بتائے دیتا ہون آپکو یہان ان چند چیزون کا انکار ہے (۱) وجود ملائکہ کا عموماً جبرئیل و میکائیل کا خصوصاً اور انکے افعال اور متعین ہونے وغیرہ باتونکا (۲) شیطان کا انکار (۳) حضرت آدم علیہ السلام کا انکار (آپ آدم سے مراد نوع انسانی رکھتے ہین (۴) حضرت آدم کو ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کے تکبر کرنے کا انکار بلکہ اس قصہ کو آپ انسان کے قوی کے جذبات اور قوت بہیمیہ کے تمرد پر محمول کرتے ہین (۵) حضرت آدم علیہ السلام کے جنت مین رہنے پھر بسبب گناہ کے وہان سے نکالے جانے کا انکار (۶) جنت اور اسکے نعمار کا انکار علاوہ انکے اور خاص خاص چیزونکا بھی آپنے انکار کیا ہے جیسا کہ کل انبیاء کے معجزات اور انکے خرق عادات۔ چنانچہ ان باتون کا ہم اپنی تفسیر مین ہر موقع پر ذکر کرکے جواب باصواب دینگے

اول تو یہ یاد رکھیے کہ صدہا برس سے اہل اسلام مین یہودی اور مجوسی اور دیگر مذاہب کے لوگ بلباس اسلام ملے جلے رہتے ہین اور ہر فرقہ اسلام مین ہزارون بدعتین ایجاد کرتے اور قرآن و حدیث کے عمدہ مطالب کا انکار تاویلات کے پیرایہ مین کرتے ہین اور اسیطرح بہت سے ملحد لوگ فلسفی تقریرون مین مسلمان کہلاکر اصول اسلام کے قلع و قمع مین دریغ نہین کرتے اور ہمارے اس دعوے کے دو شاہد ہین

(اول) یہ کہ جب سے ایسے لوگ اسلام مین آئے تب ہی سے مسلمانون مین اختلاف واقع ہوا اور مذاہب مختلفہ پیدا ہوگئے اب ہر ایک فریق غالی کے اعتقادات کو دیکھیے یہانتک کہ آجکل اباحت تک الحاد اور مجوسیت اور یہودیت اور تنصر اور فلسفے کی بو آتی ہے کہ جس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ ان مذاہب کے موجد برائے نام مسلمان تھے (دوم) بعض کتب سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ دبستان المذاہب کے صفحہ (۸۳) مین آتشون کی نسبت یون لکھا ہے کہ صاحبان این مذہب ہمہ با اہل اسلام آمیختہ اند و بکسوت ایشان جلوہ گر اند نام مسلمانان ہم دارند و نام دیگر بر کیش خویش۔ اور اسیطرح مزدکیون کی نسبت صفحہ ۱۳۴ مین لکھا ہے کہ اکنون مزدکیان در لباس گبری نیستند در میان اہل اسلام پنہان شدہ رہ سپر کیش خویش اند۔ اور کتاب دساتیر کے چوہوین نامہ مین اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ اسلام اور مجوسیت مین جب باہم خصومت پیدا ہوگی تو ایرانی لوگ مذہب اسلام مین داخل ہوکر اپنے قدیم مذہب کی باتونکو یہان تک رواج دینگے کہ اصل اسلام برائے نام باقی رہجاویگا۔ یہ بات تو ہمنے بھی آنکھ سے دیکھ لی جب آپکو یہ بات معلوم ہوگئی تو مین اب خاص صاحب کے عقائد مذکورہ کا حوالہ دیتا ہون۔ دبستان المذاہب کی تعلیم اول قواعد زردشتیونکے بیان مین لکھا ہے کہ ملائکہ سے مراد صفات حمیدہ ہین صفحہ (۱۲۶) اور اسیطرح اعمال متشرعہ ہنود کے بیان مین لکھا ہے کہ جہنم کے طبقات اور جنت کے درجات اور اعمال کی جزا و سزا محض خیالی باتین ہین صفحہ (۱۶۷) دبستان المذاہب کے صفحہ (۳۴۳) نظر اول مین عقائد حکماء کے بیان مین یون لکھا ہے کہ پیوستن روح بہ بدن راندن آدم ست از بہشت و میل بہ بدن فرمان بردن حوا و کردار نکوہیدہ خوردن شجرہ منہیہ مار حشم وطاوس شہوت ست و گفتہ اند ابلیس عبارت از قوت وہمی کہ پیر و محسوسات ست و عالم معقولات را منکر است و باقوت عقلی در ستیز و۔ و آنچہ در شرع آمدہ کہ ہمہ فرشتگان آدم را سجدہ کردند مگر ابلیس اشارت ست باینمعنی کہ ہمہ قوای جسمانی کہ فرشتگان ارضی اند مطیع روح آدم اند مگر قوت وہمی کہ سرکش ست انتہی یعنی آدم کا جنت سے نکالا جانا رمز ہے اس بات کی طرف کہ انکی روح بدن مین ڈالی گئی یعنی آدم کی روح کا انکے بدن مین پھونکنا جنت سے نکالا جانا ہے اور مراد حوا کی

فرمانبرداری سے بدن کی طرف میلان کرنا ہی۔ شجرہ منہیہ کھانے سے مراد بد خصلتین ہین اور سانپ سے مراد غصہ اور امور سے مراد شہوت ہے۔ اور شیطان سے مراد قوت وہمیہ ہے کہ جو عالم معقولات کی منکر اور محسوسات کی پیرو اور عقل سے معارضہ کرنے والی ہے اور یہ جو شرع مین آیا ہی کہ فرشتون نے آدم کو سجدہ کیا اور ابلیس نے نکیا تو اس سے یہ مراد ہے کہ قوائے جسمانی جو زمین کے فرشتے ہین آدم کی روح کے مسخر ہوگئین اور قوت وہمیہ نے سرکشی کی۔ اسیطرح فرقہ صادقیہ جو مسیلمہ کذاب کا پیرو ہے اُنکے حالات دبستان المذاہب کے صفحہ ۲۹۹ مین یون لکھے ہین۔ مسیلمہ کذاب جسکو کتاب آسمانی کہتا تھا اسکی دو جلد ہین پہلی کا نام فاروق اول دوسری کا نام فاروق دوم ہی اس مین لکھا ہی کہ کوئی شیطان نہین ہی اور نہ خدا کسیکو غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنیکا حکم دیسکتا ہے انتہے۔ کتاب الملل والنحل محمد بن[۵۱] عبد الکریم شہرستانی مطبوعہ مصر کی جلد دوم صفحہ (۸۶) مین عقائد حکماء مشائین کے بیان مین یون لکھا ہے۔ کہ جن لوگونکو قوت قدسیہ نصیب ہوتی ہے (یعنی انبیاء) اُنکی قوت خیالیہ اس درجہ کی قوی ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے ادراکات کو بصورت جمیلہ دیکھتے اور اُنکا عمدہ کلام سنتے ہین یعنی وہ اصل نہ کوئی فرشتہ ہوتا ہے نہ کوئی آواز یا کلام اُنکو سُنائی دیتا ہی بلکہ محض اُنکے وہ معلومات (جو اُنکو مبدء فیاض سے عطا ہوئے ہین) کسی عمدہ شکل مین نظر آتے اور نہایت عمدہ دلچسپ کلام کرتے ہین۔ پس وہ فرشتہ جو نبی (علیہ السلام) کو دکھلائی دیتا تھا وہ یہی تھا اور وہ وحی اور الہام یہی آواز تھی سید صاحب نے اسی بات کو کس برے عنوان سے بیان کیا ہے اور انبیاء کو مجنونون سے تشبیہ دیکر کس گستاخی کے مرتکب ہوئے ہین؟ اسیطرح کتاب الملل والنحل کی جلد دوم صفحہ (۹۷) مین بعض حکماء کا جنت کی نسبت یون عقیدہ لکھا ہے کہ نبی لوگون کو آخرت کی ترغیب دیا کرتے ہین اور وہانکے ثواب و عقاب مثالون مین لوگونکے اطمینان قلب کے لیے بتلاتے ہین اور درحقیقت وہ ایک امر مجمل ہے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا۔ اور اول جلد کے صفحہ ۱۰۴ مین بعض اہل ہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ اُنکے نزدیک سوائے عالم محسوس کے اور کوئی عالم نہین اُنکا یہ بات مین اپنے ذہن صافی اور فطرت سلیمہ پر (جسکو سید صاحب نیچر کہتے ہین) اعتماد کلی ہے (نہ وہ جن کے قائل ہین نہ فرشتونکے نہ کسی امر خارق عادت کے) اور اس گروہ کا نام طبیعہ دہریہ ہی۔ اور انمین جو بعض لوگ کسیقدر ترقی یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اسکے احکام حرام و حلال مصلحت عباد اور رفاہ بلاد کے لیے رفارمر[۵۲] لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کردیے ہین۔ اور وہ جن روحانی چیزونکی خبر دیتے ہین جیسا کہ لوح و قلم و عرش و کرسی ملائکہ وغیرہا سو وہ درحقیقت اُنکے خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صورتونکے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ اور اسیطرح آخرت کے احوال جنت اور حور و قصور اور نہر و میوجات جو وہ بیان کرتے ہین محض عوام کی طبیعتونکو رجوع کرنیکی باتین ہین اور اسیطرح دوزخ اور اُسکے عذاب طوق وغیرہ بھی لوگونکو ڈرانے کے لیے بیان کرتے ہین کہ انسے ڈرکر اُن امور مصلحت پر کہ جنکو اُنہون نے واجب و فرض بتایا ہی چلین اور جن نامناسب چیزونسے کہ مصلحت وقت جانکر منع کیا اور حرام و مکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین جو کہ علوی عالم ہی صور جسمانی اور اشکال جرمانی کہان؟ اور یہ تو عام حکماء مشائین کا عقیدہ ہی کہ عالم قدیم ہی اور اسمین جسقدر انواع ہین وہ بھی سب قدیم ہین چنانچہ نوع انسانی بھی قدیم ہی اُنکے نزدیک یہ بات (کہ ابتدا نوع انسان کی حضرت آدم علیہ السلام سے ہے) محض غلط ہی چنانچہ اسی کتاب ملل و نحل کی اخیر جلد مین اور اسکے سوا اور کتب الہیات مین اسکی تصریح ہی اب رہے انبیاء علیہم السلام کے معجزات تو اُنکے تو صدہا آدمی منکر ہین ایسے لوگونکے حالات سے یہی کتاب اور

---

[۵۱] یہ شخص بڑا فاضل بلکہ حکماء اسلام مین شمار ہے اسکی وفات ۵۴۸ھ ہجری مین ہوئی ہے ۱۲ منہ [۵۲] یعنے ناصحین و واعظین۔ ۱۲ منہ۔

دبستان المذاہب وغیرہ بھری پڑی ہین۔ اور جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے روبرو تو بڑے زور کے ساتھ ایک بڑے دہریہ نے بمقابلہ اہل اسلام دابل کتاب حضرت موسےٰ کے معجزہ عصور قلزم کا انکار کیا تھا چنانچہ دبستان المذاہب مین اسکی خوب تصریح ہے۔ اب فرمایئے سید صاحب آپنے وہ کونسی نئی بات ایجاد کی ہے؟ ایسے ایسے خیالات کے لوگ ہر زمانہ مین کتب سماویہ کی نسبت اعتراضات کرتے آئے ہین اور انہین سے مہذب لوگون نے ان اعتراضات کو تاویلات کے پیرایہ مین بیان کیا ہے بہرطور مدعا واحد ہے۔ اب ہم آپکے اس قول کی شرح کرتے ہین **قولہ** اصل یہ کہ ان آیات مین الخ؛ جناب عالی اگر آپ کی یہ مراد ہے کہ قرآن مجید کی عبارت کے دو پہلو ہین ایک ظاہر دوسرا باطن جیساکہ حدیث مین آیا ہے اور آپ باطنی پہلو سے اس رمز کی طرف اشارہ کرتے ہین جیساکہ صوفیہ کرام قصہ یوسف وزلیخا سے اور اور نکات مراد لیا کرتے ہین چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین ایسے ایسے حقائق ودقائق نکالے ہین تو آپکا یہ فرمانا کہ یہ ایک نہایت دقیق راز تھا جو عام لوگون کے اور اونٹ چرانے والے لوگون کی فہم سے بہت دور تھا الخ بجا ہے ہمارا بھی اسپر صاد ہے۔ اور اگر یہ مقصود ہے کہ اس کلام کے محض یہی معنی ہین اور ظاہر عبارت قرآن سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے (کہ آدم کو خدا نے پیدا کرکے طرح طرح کے علوم سے آراستہ کیا اور پھر فرشتونکو سجدہ تعظیم کا حکم دیا شیطان کے سوا سب نے سر تعظیم جھکایا اور آدم کو مع اسکے زوجہ کے جنت مین رہنے کا حکم دیا پھر وہ بسبب اغواء شیطان کے جنت سے نکالے گئے الخ) وہ سب اصل باتین اور یہود کے خیالات کا اعادہ ہے تو یہ کلام آپکا سراسر غلط ہے چند وجہ (۱) یون کہ آپ خود تفسیر سورہ آل عمران کے صفحہ ۳ مین فرماتے ہین **قولہ** قرآن مجید تمام لوگون کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے اسکا مقصود یہ ہے کہ جس طرح ذی علم دانشمند اس سے ہدایت پاوین اسیطرح جاہل وناداں عوام بھیڑون اور بکریون اور اونٹونکے چرانے والے بھی ویسی ہی ہدایت پاوین الخ **قولہ** جن پر آیات متشابہات کا اطلاق ہوتا ہے اگر اسکے ایک پہلو پر خیال کرو تو اس سے وہ مطلب پایا جاتا ہے جو عوام کے خیالات الخ کے مناسب ہوتا ہے الخ اب ذرا آپ ہی انصاف فرماوین کہ جب آپکے نزدیک آیات متشابہات مین بھی ظاہری معانی ہر ایک کی سمجھ کے موافق ہونے ضرور ہین تو آیات محکمات کو بالخصوص ان مضامین کو کہ جنکو بدیشمار مواضع مین نئی نئی عبارتون سے بیان کیا گیا ہے یہ امر از حد ضرور ہے کہ اسکو عوام لوگ بھیڑ اور بکری اور اونٹ چرانے والے سمجھین پھر جب وہ معما جو آپنے قرار دیا ہے اسکو سوائے آپکے کوئی بھی نہین سمجھتا نہ عالم نہ جاہل تو اسکے غلط ہونے مین کیا شبہہ باقی ہے؟ (۲) یہ معما جو آپنے قرار دیا ہے اسکو قرآن مین تخمیناً دس بارہ سورتونمین مختلف طور پر مختلف الفاظ سے بیان کیا ہے اور ایک آیت نہین رکوع کے رکوع اسی بیان مین ہین حالانکہ انمین کسی جگہہ سے کوئی ایسا قرینہ لفظیہ یا معنویہ آپنے نہین بیان کیا کہ جو ان عبارات کے حقیقی معنی پر محمول کرنیسے مانع آوے پس جب ایسا کوئی قرینہ نہین تو حقیقی معنی کا انکار کرنا محض سینہ زوری بلکہ خدا پاک کے کلام کی تکذیب ہے (۳) اسقدر آیات مین خدا نے اس قصہ کو طول دیا اور پہلی کتابونمین بھی پہلے انبیاء کی معرفت اسیطرح بیان کرتا گیا پھر کیا خدا کو وہ صاف مطلب (جو آپ کہتے ہین) بیان نہ آیا پھر آپ کس بنیاد پر قرآن کو فصیح وبلیغ کہتے ہین؟ اسکے مصنف سے تو معاذ اللہ آپ ہی زیادہ فصیح وبلیغ ہین کہ جسنے ہزار یا سال کے ایک ایسے معما کو جو خدا سے کبھی بیان نہ کیا گیا تیرھوین صدی مین بیان کردیا تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً (۴) اس بات کو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے کہ ہر کلام کو اسکا متکلم سمجھتا ہے کیونکہ اپنے کلام مین صراحۃً یا اشارۃً جو کچھہ اسنے مراد رکھی ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے اور یہ بات اور ہے کہ اسکے مقصود اصلی

کے علاوہ کوئی طباع آدمی اور نئے نئے احتمالات اپنی طرف سے پیدا کردے۔ بعد اسکے وہ خوب سمجھتا ہو کہ جو اُس کلام کا مخاطب ہے بشرطیکہ
اسکو فہم سلیم ہو اور زبان دان بھی ہو پھر اسکے ہمزبان و ہمزبان خصوصاً وہ لوگ کہ جو کلام کے خارجی احوال پر بھی واقف ہوں اور متکلم کے عادات
و خو بو طرز سخن سے ماہر ہوں اسکے بعد علم اُسکا سمجھتے ہیں۔ اب ہم جناب خانصاحب بہادر سے پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید کلام خدا پاک ہے
اور مخاطب بالذات حضرت پیغمبر علیہ السلام اور ہمزبان و ہمزبان صحابہ کبار اور اہل زبان عرب العرباء ہیں۔ آپ انصاف کی نظر سے فرماتے کہ
یہ باتیں جو ہیں کہہ رہا ہوں صحیح ہیں یا نہیں ؟ پس جب صحیح ہیں تو آپکو بعد دعوی کرنے اس معمار کے یہ ضرور تھا کہ ان مطالب کا ثبوت کر جنکے
آپ قائل ہیں یا تو خود خدا پاک کے کلام سے بصراحت ثابت کرتے یا اُسکے مخاطب بالذات پیغمبر علیہ السلام سے بروایت صحیحہ ثابت کردیتے کہ آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں ادنیٰ درجہ سے کہ ساری عمر میں کبھی بھی آنحضرت نے کسی شخص کو اس معمار کی خبر دی ہو
یا آپ کسی صحابی کی تفسیر سے یہ معنی ثابت کردیتے ورنہ خیر کسی محقق زبان دان عرب العرباء مفسر ہی کے قول سے ثبوت پہنچا دیتے۔ جب یہ نہیں
تو زید و عمرو کی تاویلات کی نصوص قرآنیہ کے مقابلہ میں کیا وقعت ہے ؟ **قولہ** صـ۸۲ تاکہ ہر کوئی خواہ اسکو فطرت کا راز سمجھے خواہ فرشتوں اور
خدا کا مباحثہ خواہ شیطان و خدا کا جھگڑا اصلی مقصد حاصل کرنے سے محروم نہ رہے الخ یہاں تو آپ صاف اقرار کرتے ہیں کہ جو اس آیت کے
ظاہری معنی سمجھے گا اسکا بھی مقصد حاصل ہوجاویگا پس جب آپنے ظاہری اور حقیقی معنی کو مقصد قرآن کہا تو پھر یہ کہنا **قولہ** افوقال سبک للملائکۃ
کو بھی اُنہوں نے ویسا ہی سمجھا اور آدم و شیطان کا قصہ بنا لیا الخ اقرار کرکے انکار کرنا ہے مگر اس خود پسندی کا کیا ٹھکانا ہے تمام عالم کا
خلاف بلا دلیل کرنا اور پھر اسکو حق الیقین سمجھنا آپ ہی کا کام ہے **قولہ** صـ۸۵ آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہیں ہے جسکو عوام الناس اور مسجد
کے ملّا باوا آدم کہتے ہیں بلکہ اُس سے نوع انسانی مراد ہے جیسا کہ تفسیر کشف الاسرار و ستک الاستار میں لکھا ہے وما المقصود بآدم آدم وحدہ الخ

اقول یہاں سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپکی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ جہاں آپکے خیالات کی تائید میں کوئی قول بھی کسی شخص کا آپ کو
ملتا ہے خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ آپکے مدعا کے لیے بنظر غور مخالف ہی کیوں نہ ہو مگر ذرا سا لگاؤ ہونا چاہیئے آپ بے سمجھے بوجھے
اُسکو نقل کردیتے ہیں اور جہاں آپکو کوئی قول بھی نہیں ملتا تو آپ وہاں تنہا رہجاتے ہیں اور اگر آپکے برخلاف اُسی قائل کا قول بلکہ
صریح آیت و احادیث بھی ہوں تو نہیں مانتے۔ یہ بات انصاف سے نہایت بعید ہے جناب عالی آپنے جو یہاں وجود آدم علیہ السلام کا انکار کیا
کس دلیل سے کیا مگر دلیل کہاں محض اپنا خیال۔ اور اس قول کا یہ جواب ہے کہ اول تو یہ بات خوب معلوم نہیں کہ صاحب کشف الاسرار کس
مرتبہ کے شخص ہیں آیا ایسے بھی ہیں کہ اُنکے قول سے قرآن کی آیت متروک ہوسکتی ہے ؟ دوم صاحب کشف الاسرار حاشا و کلا یہ نہیں کہتے کہ
جو تم سمجھتے ہو یہ انکار آدم اہل اسلام میں سے بتقلید فلاسفہ آپ ہی کا ایجاد ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ما المقصود بآدم آدم وحدہ کہ اسجگہ لفظ آدم سے
صرف آدم نہ مراد لینا چاہیے بلکہ اُسکی ذریت بھی اب یہاں سے آدم کی نفی کیونکر سمجھی گئی ؟ آپکو کوئی یون کہے کہ آپ اکیلے مراد نہیں بلا شک
آپ اس کلام سے یہ سمجھیں گے کہ آپ بھی اور آپکے ساتھ اور بھی مراد ہیں نہ یہ کہ آپ مراد ہی نہیں۔ آپ وجود آدم کا کہانتک انکار کرینگے قرآن مجید
میں بہت آیات سے حضرت آدم کا وجود جداگانہ پایا جاتا ہے منجملہ اُنکے یہ آیت ہے (۱) وَبَدَءَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ
سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ اسمیں صاف تصریح ہے کہ آدم کو مٹی سے بنایا اور اُسکی اولاد کو منی سے بنایا اگر حضرت آدم کوئی شخص خاص نہیں تو پھر

(۱) السجدۃ ۷ و ۸

آدم شخص خاص تھے نہ نوع انسانی

یہ نوع انسانی پر کیونکر صادق آسکتا ہے کہ نوع انسانی کو مٹی سے اور اسکی نسل کو نطفہ سے پیدا کیا کس لیے کہ تمام نوع اس بات مین برابر ہی اور پھر نوع نسل کیا معنی رکھتی ہی؟ (۲) یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة فكلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة الآیۃ اگر آدم سے مراد نوع انسانی ہے تو اسمین مرد و عورت دونون شریک ہین لفظ آدم اس تقدیر پر دونون کو شامل ہی پھر اس نوع انسانی کی زوجہ کیا ہے کہ جسکو انسان کے برابر خطاب مین لحاظ رکھکر ہر جگہ تثنیہ کا صیغہ بولا ہی (۳) ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب اس آیت مین بھی تصریح کی ہے کہ جسطرح حضرت عیسے بے باپ کے پیدا ہوئے ہین حضرت آدم بھی تھے۔ آپ سب سے زیادہ اس بارہ مین آپکے مقابلہ مین خود آپکا قول (جو تفسیر سورہ آل عمران کے صفحہ ۴ مین ہی) کافی ہے قولہ کیونکہ حضرت آدم مٹی سے یا پانی سے پیدا ہوئے تھے اور نہ وہ نو مہینے کسی عورت کے پیٹ مین رہے مثل ایسے انسانون کے جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہین الخ (سوال) اگر آپ یہ فرماوین کہ حضرت آدمؑ کے وجود کا ہمکو انکار نہین البتہ اس قصہ مین تنہا آدم مراد نہین (جواب) یہ کہ پھر وہ کونسی وجہ ہے کہ جس سے آپنے حضرت آدم کا مقصود ہونا اس قصہ مین رد کیا؟ پس اب آپ اس قصہ مین کسیطرح آدم علیہ السلام کا انکار نہین کرسکتے اب آگے آپ اس قصہ کی نسبت فرماہے کیا فرماتے ہین؟ قولہ صـ۵ مگر میرے نزدیک ہم کی ضمیر انسانون کی طرف راجع ہی الخ گویا خدا تعالی نے تمام چیزونکے جاننے کی قوت انسان مین اور اسکی ذریت مین ودیعت رکھکر تنزلاً فرشتون سے کہا کہ تم سب باتین تو کیا بتاؤگے انسان ہی ہین جو کچھ ودیعت کیا گیا ہی اسکو بتلادو جب وہ عاجز آئے تو خدا نے انسان سے کہا کہ تو ان حقائق و معارف کو جو فرشتونمین ہین بتادے الخ۔ یہان چند غلطیان آپ سے سرزد ہوئین (۱) یہ کہ اگر ہم کا مرجع آدم ہین باعتبار نوعیت کے تو کیا ضمیر مفرد مناسب نہ تھی؟ پس عرضہم کہنا تطویل بلا فائدہ تھی بجاے اسکے لفظ عرضہ نہایت مناسب تھا۔ اگر آپ یون کہین کہ معنی کی رعایت بلحاظ افراد نوع ضروری تھی تو آپ یا آدم اسکن انت مین کیا جواب دینگے پھر وہان کیون ان انواع کی رعایت کرکے اسکنوا نہ فرمایا؟ اور بالفرض اگر افراد کا لحاظ تھا تو کیا آدم کے ساتھ ایک فرد اسکی زوجہ ہی تھی جو لفظ تثنیہ بولا گیا جس سے صاف معلوم ہوا کہ جنس یا نوع قطعاً مراد نہین ہوسکتی (۲) اسماء سے مراد آپکے نزدیک قوی ہین قولہ ان قوی کو جو اسماء کے لفظ سے تعبیر کیا الخ اور قوی کی آپکے نزدیک دو قسم ہین ایک قوی ملکوتیہ جنکو آپ فرشتے کہتے ہین دوسرے قوی بہیمیہ جنکو آپ شیطان کہتے ہین اور انسان سے مراد ان قوی کا مجموعہ لیتے ہین تو اس تقدیر پر ثم عرضہم علی الملائکۃ کے یہ معنی ہوئے کہ مجموعہ قوی ملکوتیہ اور بہیمیہ کو قوی ملکوتیہ کے سامنے کیا جس سے یہ لازم آیا کہ قوی ملکوتیہ کو قوی ملکوتیہ کے سامنے کرکے مباحثہ کرایا وقسادہ مما لا یخفی (۳) یا آدم انبئهم باسمائهم کے یہ معنے ہوئے کہ اے مجموعہ قوی ملکوتیہ و بہیمیہ تو انکو یعنی قوی ملکوتیہ کو قوی ملکوتیہ بتلادے کیونکہ آپ فرما چکے ہین کہ انبئهم اور اسمائهم مین جو ہم ضمیر ہے وہ فرشتون کی طرف راجع ہے الخ اب اس کلام کے مہمل ہونے مین کیا شک باقی رہگیا؟ (۴) انبئونی باسماء ہولاء کے یہ معنی ہوے کہ اے قوی ملکوتیہ تم مجکو قوی ملکوتیہ ان چیزونکی بتلادو۔ اب ہولاء جو اسماء کا مضاف الیہ ہے وہ کیا چیز ہین؟ (۵) جب آدم مجموعۂ قوی ہی تو اسکو اسکے قوی سکھلانیکے کیا معنی ہین؟ پھر یہ قول وعلم آدم الاسماء کلها محض بے معنی ہی (۶) جب فرشتے جزو آدم ٹھیرے اور اسکے قوی مین شمار کیے گیے تو پھر انکا یہ فرمانا کہ فرشتون سے کہا گیا الخ محض بے معنی کلام ہی کیونکہ قوی کا

ل۱ جب آپ کے نزدیک فرشتے سے قوی ملکوتیہ مراد ہین تو پھر ان سے سوال کرنا فضول ہے ۱۲ منہ

امتحان کرنا اور پھر اُن قوی کا حال انہین سے دریافت کرنا اور اُنکا اپنی ذات کے علم سے عاجز آجانا جو علم حضوری ہی کہ جس سے کوئی ذی عقل محروم نہین اور پھر آدم سے اُسکے قوی کا حال دریافت کرکے پھر اسی کے قوی کو ملا کرنا اور الم اقل لکم انی اعلم کہنا اور ان قوی کا نحن نسبح بحمدک ونقدس لک کہنا ایک مجذوبونکی بڑ ہے کہ جسکو کوئی ذی عقل پسند نہین کرتا (۷) یہ آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ باواز بلند کہہ رہی ہی کہ ملائکہ آدم کے وجود سے پیشتر تھے کیونکہ جب خدا ہی نے یہ فرمایا کہ ہم زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتے ہین ملائکہ نے بوجہ اس بات کے کہ وہ سرشت آدم سے واقف تھے۔ یہ کہا کہ حضور ایسے شخص کو کہ جسکی سرشت مین فساد ہی اُسکو خلیفہ بنانا چاہتے ہین اور ہم جو حضور کی تسبیح و تقدیس کرتے ہین ہمکو نہین بناتے اسمین کیا مصلحت ہی؟ پھر خدا نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکو ہر طرح کے علوم سے مشرف کرکے ملائکہ کے مقابلہ مین پیش کیا ملائکہ عاجز آکر اپنے تصور فہم کے معترف ہوئے۔ اس عنوان کلام سے جسکو ادنے سلیقہ عبارت فہمی کا ہوگا صاف جان جاویگا کہ ملائکہ آدم کی قوی نہین کیونکہ قوی کسی شخص کے اُسکے وجود سے پیشتر نہین ہو سکتے دوم قوی خواہ زبان حال یا کلام فطرت سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ہم مین خیر ہی ہمکو خلیفہ بنائیے اور جسکا ہم جزء ہین وہ مفسد ہی اُسکو نہ بنائیے کیونکہ آدم کا مفسد ہونا اسکے قوی کا مفسد ہونا ہے اور آدم کو خلیفہ بنانا اُسکے قوی ملکوتیہ کا بنانا ہی سوم وہ قوی ملکوتیہ کہ جسکی وجہ سے آدم کو شرف ہے اور جو اُسکی خلافت کا باعث اعظم ہی جب وہ آدم سے بحیثیت غیریت علوم مین زائد نہو سکین اور کچھ بھی نہ بتا سکین تو پھر زبان حال سے کیا خاک قوی ملکوتیہ نے استحقاق خلافت جتلایا؟ ۵ آدم کے جب مقابل ہرگز نہو سکے تو ؛ اے عقل مے حقیقت دیکھا کمال تیرا ؛ اسیطرح اگلی آیات ہمارے بیان کے لیے شاہد عدل ہین **قولہ** ص۶۳ اس قصہ مین چار فریق بیان ہوے ہین ایک خدا دوسرے فرشتے (یعنی قوی ملکوتی) تیسرے ابلیس یا شیطان (یعنی قوی بہیمی) چوتھے آدم (یعنی انسان جو مجموعہ اُن قوی کا ہے اور جسمین عورت و مرد دونون شامل ہین الخ ذرا ان چارون باتون کا خیال رہے **قولہ** ایضاً مقصود قصہ کا انسانی فطرت کی زبان حال سے انسان کی فطرت کا بیان کرنا ہی الخ یعنی فطرت انسانی زبان حال سے اپنا دکھڑا رو رہی ہی یہان ایک بات اور آپ سے رہ گئی شاید دوبارہ جب آپکی تفسیر چھپی (خدانخواستہ) آپ اُسکی اصلاح کردین یا آپکے بعد کوئی آپکا سجادہ نشین اُسکو پورا کردے وہ یہ بات ہی کہ آپنے یہان چار فریق بتاے۔ خدا۔ آدم۔ ملائکہ۔ شیطان۔ آدم اور ملائکہ اور شیطان کی تو آپنے تاویل کردی اور کچھ کا کچھ مراد لے لیا ہی مگر جو تھے فریق خدا مین آپنے کیون تاویل نکی؟ یہان بھی وہی۔ یا پردگی کہدیتے سارا جھگڑا ہی مٹجاتا ۵ رموز مملکت خویش خسروان دانند ؛ کوئی مصلحت ضرور ہی کہ جس سے تاویل نہ کی اچھا آگے چلیے **قولہ** خدا جو سبکا پیدا کرنے والا ہی گویا (یہ گویا اب کیا ہے) قوی ملکوتی کو مخاطب کرکے فرماتا ہی کہ مین ایک مخلوق یعنی انسان کثیف مادہ سے پیدا کرنیکو ہون وہی میرا نائب ہونیکے قابل ہی جب مین اُسکو پیدا کرچکون تم سب اُسکو سجدہ کرنا الخ یہان آپکی توجیہ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدم سے پیشتر وہ قوی ملکوتی موجود تھین کہ جنسے خدا نے کلام کیا اور آدم کے پیشتر اُنسے یہ فرمایا کہ جب مین اُسکو پیدا کرچکون تو اُسکو سجدہ کرنا۔ آپ انصاف سے فرمایئے کہ وہ قوی ملکوتی آدم کا جز کیونکر ہو سکتی ہین آدم کے جملہ قوی خواہ ملکوتی یا بہیمی اُسکے پیدا ہونیکے بعد یا ساتھ اُسمین ودیعت رکھی گئی تھین نہ کہ قبل پیدائش پس آپکا جو تھا فریق کہ ملائکہ سے مراد قوی ملکوتی ہین شیخ جلی کے گھر کی مانند بن بناکر گرا گیا یا نہین؟ **قولہ** اس مقام پر مخاطبین کو

اس بات کا کہ اُس مخلوق مین قوی بہیمی ہونگے عالم قرار دیا گیا ہی کیا ان مخاطبین کو یہ علم نہ تھا کہ اس مخلوق مین قوی ملکوتی بھی ہونگے) اب وہ مخاطبین کون لوگ ہین؟ آدم تو بجمیع اجزائہ وقوائہ ہنوز پیدا ہی نہوا تھا **قولہ** اور مقتضی فطرت اُن قوای کے اُنہون نے کہا کہ کیا تو ایسے کو خلیفہ کریگا جو زمین پر فساد مچاوے اور خون بہاوے اور قوی ملکوتی نے اپنی فطرت اسطرح بیان کی کہ ہم تو تیری ہی تعریف کرتے ہین اور تجھ پاک کو یاد کرتے ہین الخ مگر اس تقدیر پر کہ یہ قوی ملکوتی آدم کا جزو ہین تو کیا یہ جملہ اوصاف جو قوی ملکوتی کے ہین حضرت آدم کے اوصاف نہین ہوسکتے؟ پھر یہ کہنا کہ ہم ایسے اور آدم ایسا اور ناحق کا تفوق ظاہر کرنا اُن قوی ملکوتی کی حماقت کی صریح دلیل ہی۔ آپ قوی ملکوتی کی تسبیح و تہلیل کے یہ معنی کرتے ہین **قولہ** جو قوی جس کام کے لیے ہین وہی کام کرتے ہین کہ یہی اُنکی تسبیح اور تقدیس ہی قوت نامیہ انما اور قوت ناطقہ نطق الخ کے سوا اور کچھ نہین کرسکتی الخ جب تسبیح و تقدیس کے یہی معنی ہین تو قوت بہیمی کہ جسکو آپ شیطان کہتے ہین وہ کیا تسبیح و تقدیس نہین کرتی کیا قوی بہیمی غضبیہ و شہویہ غضب و شہوت کے سوا اور کچھ کرسکتی ہین؟ اس صورت مین ان فرضی ملائکہ کی تسبیح و تقدیس مین خصوصیت و دعوی بلا دلیل ہی اور اُنکا یہ قول نحن الخ کہ ہم ہی تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین جھوٹا دعوی ہی **قولہ** انسان کی فطرت کا مخاطبین پر نظر تفوق ظاہر کرنیکو تمام کمالات نفسانی و روحانی و حقائق و معارف کو انسان کی فطرت مین ودیعت کرکے (ان تمام کمالات نفسانی و روحانی مین قوی ملکوتی بھی ضرور شامل ہین کیونکہ بقول آپکے یہ مجموعہ مین داخل اور ایک جزو ہین) جسکو تعلیم اسماء سے تعبیر کیا ہی انسان کو مخاطبین کے سامنے کیا قوی ملکوتی تو اسوقت انسان مین جملہ کمالات کی ودیعت رکھنے کی وجہ سے داخل ہین پھر وہ مخاطبین کون لوگ ہین؟ اب تو کہیے وہ فرشتے ہین ورنہ فرمائیے اور کیا چیز ہے؟ **قولہ** کہ جو حقائق و معارف انمین ہین انکو بتلاؤ قوی بسیطہ کی فطرت مین (قوی بسیطہ سے مراد اگر قوی ملکوتی ہین تو آپنے وہ لفظ کیون بدلا؟ دوم یہ کہنا اُسکا علم نہ تھا غلط ہی کیونکہ اگر قوی ملکوتیہ کی فطرت مین انسان کی اندرونی چیزون کا علم نہین تو پھر وہ کونسے قوی ہین کہ جنسے علم و دانش حاصل ہوتا ہی؟ اور اگر کوئی اور چیز مراد ہی تو یہان کلام چوتھے فریق ملائکہ مین نرپایہ پانچوان فریق کہانسے آگیا؟ تعصب مین اسکا نشان کسی آیت سے کیون نہ دیا؟ **قولہ** بس گویا وہ بولے کہ ہم تو اُن کمالات کو نہین جانتے وہ کمالات تو یہی قوی ملکوتی ہین کہ جنکو آپ ملائکہ کہتے ہین پھر کیا وہ اپنے آپکو بھی نہین جانتے تھے؟ جب اُنکو علم حضوری اپنی ذات و صفات کا نہ تھا تو ایسے جہلاء کو مخاطب بنانا اور اُنسے اسماء کلہا کا سوال کرنا اور حقائق الاشیاء دریافت کرنا خدا تعالی کی شان سے نہایت بعید ہی **قولہ** ہم تو اتنا ہی جانتے ہین جتنا تو نے بتایا ہی یعنی جس محدود فطرت پر پیدا کیا ہی اُسکے سوائے کچھ نہین کرسکتے آخر آپ کو تنگ آکر جاننے کے معنی کرنا بیان کرنا پڑا مگر یہ معنی آجتک کسی سے نہ سنے تھے **قولہ** مگر انسان کی زبان حال نے جسکی فطرت مین ادراک کلیات و جزئیات تھا مخاطبین کی حقیقت کو بتلا دیا بڑا کمال کیا جو آپنے حالات کو بتلا دیا وہ مخاطبین تو بقول آپکے قوی ملکوتی ہین سو وہ آدم مین حاصل تھین کیا اس بات سے آدم خلافت کا مستحق ہوگیا؟ آپ تو صفحہ ۵۶ مین یہ فرما چکے ہین۔ ان قوی کو جو اسماء کے لفظ سے تعبیر کیا ہی اسمین بڑا دقیقہ یہ ہی کہ انسان کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کو نہین جانتا جو کچھ وہ جانتا ہی وہ صرف اسماء ہی اسماء ہین الخ مگر اب آپنے کیا سمجھکر لکھدیا کہ انسان نے مخاطبین کی حقیقت کو بتلا دیا۔ اب معلوم نہین کہ آپکی دونون باتون مین سے کونسی غلط ہی؟ **قولہ** صـ۶۶۔ اسکے بعد خدا تعالی نے ان قوی متضادہ کے جنسے انسان مرکب ہے بسیط جو فطرت بتائی ہی (یہ لفظ فطرت آپکو خوب رواں ہے) کہ قوی ملکوتی اطاعت پذیر و فرمانبردار ہونے کی قابلیت رکھتے ہین الا قوی بہیمہ نہایت سرکش اور نافرمانبردار ہین الخ انکے سرکش ہونیکو کبھی تو ان لفظون سے بیان کیا ہی کہ ابلیس نے سجدہ نہین کیا کہین یون فرماتا ہی کہ اس کافر نے غرور کیا الخ آپنے ابھی تو یہ فرمایا تھا کہ خدا نے قوی ملکوتی کو مخاطب کرکے فرمایا جب مین اُسکو پیدا کرچکون تو تم سب

اسکو سجدہ کرنا۔ اب یہ قابلیت رکھنا چہ معنی دارد؟ بلکہ صاف یون فرمایئے کہ قوی ملکوتی نے اطاعت کی اور بہیمیہ نے نہ کی علاوہ اسکے قرآن مجید یہ خود کہہ رہا ہی فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس پھر یہان سخن چھوڑ کر گریز کیون کرتے جاتے ہو۔ قرآن کے الفاظ کے بموجب تاویل کیجیے۔ شیطان کا آگ سے پیدا ہونا چونکہ قرآن مجید مین مذکور تھا اور وہ معنی قوی بہیمیہ پر صادق نہین آسکتے تھے لہذا آپکو اسکی تاویل کی بھی ضرورت پڑی پس فرماتے ہین قولہ ص۶۹ قوی بہیمیہ کو جنکا مبدء حرارت غریزی و حرارت خارجی ہی آگ سے مخلوق ہونا بیان کرنا ٹھیک ٹھیک انکی فطرت کا بتلانا ہی۔ اچھی فطرت بتلائی کیا قوی ملکوتی کا مبدء حرارت غریزی نہین اور یہ بات ہماری سمجھ مین نہ آئی کہ حرارت خارجی جیسا کہ دھوپ اور آگ اور حرکت کو لازم ہی وہ انسان کی قوی بہیمیہ کا کیونکر مبدء ہے؟ اب فرق بتلایئے کہ جس صورت مین قوی ملکوتیہ و قوی بہیمیہ دونونکا مبدء انسان کی حرارت غریزی ہی پھر قوت بہیمیہ کا یہ کہنا کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کن معنی پر محمول ہو سکتا ہی؟ اور جبکہ قوت بہیمیہ یہ تفاخر آدم کی نسبت کرتی ہی تب تو اسکا یہ کہنا سراسر غلط ہی کیونکہ وہ جزء آدم ہی اگر وہ آگ سے پیدا ہوئی ہی خواہ وہ کیسی ہی آگ ہو تو وہ کل جسکا نام انسان ہی وہ بھی فی الجملہ آگ سے پیدا ہوا ہی کیونکہ جزء کل کی حقیقت مین داخل ہی البتہ یہ تفاخر اگر بلائکہ پر کرتی (حالانکہ یہ بھی صحیح نہین کما مر) تو کرتی قولہ پھر جو فطرتی تضاد ان دونون قسم کی قوی مین ہے اسکے اظہار کے لیے قوی بہیمیہ کو بطور ایک سخت دشمن کے قرار دیا ہی اور اسکی زبان حال سے اسکی فطرت بیان کی ہی کہ مین ہمیشہ جبتک انسان زندہ ہی یا قیامت تک یعنی جبتک کہ اسکی اولاد ہیگی (اس یعنی سے معلوم ہوتا ہی کہ قیامت بھی آپکے نزدیک مسلم نہین) اسکو بہکاتا ہونگا الخ پھر خدا تعالی نیک آدمیونکی فطرت کو اور اسکے دشمن کے غریب مین نہ آنیوالونکے فطری نتیجہ کو بتلاتا ہی الخ مگر نیک آدمیونپر تیرا قابو نہوگا پھر وہ کونسے نیک ہین کہ جن پر شیطان کا قابو نہ چلا اور وہ جنت سے نہ نکالے گئے حالانکہ آپکی تاویل کے موجب جنس انسان پر اسکا قابو چلا کیونکہ آدم سے مراد آپکے نزدیک جنس ہی سو اسکو تو شیطان نے بہکایا اور پھر وہ اس گناہ سے جنت سے (خواہ جنت کے کوئی معنی آپ لیجیے) نکالا گیا اور آپکے اس بیان کے موجب نیک لوگ اس سے آزاد رہنے چاہیین قولہ ص۶۷ اور دونونکا قدرتی نتیجہ یہ ہی کہ پہلے بہشت مین چین کرینگے اور دوسرے دوزخ مین بھرے جاوینگے۔ دونونسے مراد قوی بہیمیہ و ملکیہ کے تابع لینا اور جہنم مین خاص قوی بہیمیہ کے تابع لوگونکا داخل کرنا اور شیطان کو چھوڑ دینا قرآن کے نص کے بالکل خلاف ہے قرآن مجید مین تصریح ہی لاملئن جہنم منک و ممن تبعک الآیہ کہ شیطان اور اسکے متبعین جہنم مین داخل ہونگے پس جب شیطان سے آپنے قوت بہیمیہ مراد لی اور ہر انسان کا جزء اسکو قرار دیا تو لازم آیا کہ ہر انسان جہنم مین جاویگا کیونکہ تنہا اسکا ایک جزء قوت بہیمیہ جو عرض قائم بالغیر ہے بے محل کے جہنم مین جا ہی نہین سکتا حالانکہ نا اسکے آپ قائل ہین نہ کوئی اور کہ ہر انسان جہنم مین رہیگا۔ یہان جب آپسے کوئی تاویل ہی نہوئی تو اسکو چھوڑ کر چلدیے تھے مگر ہم کب جانے دیتے ہین۔ علاوہ اسکے شیطان کے لیے فاخرج منہا فرمایا ہی کہ جنت سے نکل جا اسکی کیا تاویل کیجیگا؟۔ اب فرمایئے قوی بہیمیہ کہانسے نکالی گئی ہین؟ جب آپ اس قصہ سے فارغ ہوئے تو حضرت آدم کا اور شیطان کا جنت سے نکالا جانا مذکور ہی اسکی تاویل کے درپے ہوئے مگر ذرا سوچ سمجھکر تاویل کرنا۔ سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار پر مجنون ۔ کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہی ۔ قولہ ص۶۸ اسکے بعد خدا تعالی نے انسان کی زندگی کے دونون حصونکو بتایا ہی پہلے حصے کو یعنی جبکہ انسان غیر مکلف اور تمام قیود سے مبرا ہوتا ہی بہشت مین رہنے اور چین کرنے اور میوونکے کھاتے رہنے سے تعبیر کیا ہی۔ یہان سے معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جنت اسیکا نام ہی۔ اور جنت الہی آپکے نزدیک اہل اسلام کے خیالات ہین۔ مگر ہمکو یہ معلوم نہین ہوا کہ تمام قیود سے مبرا رہنے کے کیا معنی ہین؟ اگر یہ مراد ہی کہ زمانہ نے عقلی اور نابالغی تو اہل عقل و ادراک کے

نزدیک یہ نہایت پستی کا زمانہ ہی کہ اسوقت مین نفس ناطقہ عقلیہ سے خالی بلکہ عقل بیحولانی کے مرتبہ مین ہوتا ہی اس زمانہ کو جنت کہنا سید ہے لوگونکا کام ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ بالغ ہونیکے بعد نے قید ہوکر جین کرنا اور دل کھولکر شہوت رانی کرنا جنت ہے کہ جسکو شعرا جنت باندھتے ہین تو یہ ناپاک لوگونکی جنت ہے انہین کو مبارک رہے اور تیسرے معنی خیر مکلف اور تمام قیود سے مبرا رہنے کی بحکم المعنی فی بطن الشاعر آپکے ہی ذہن مین ہین تو بدون قولہ اور جب دوسرا حصہ اسکی زندگی کا شروع ہوتا ہی تو اسکے قدیم دشمن کو پھر بلایا ہی جس نے اسکو بہکاکر درخت ممنوعہ (بلکہ ممنوع) کو کھلایا ہے یہ نہ فرمایا کہ وہ درخت ممنوعہ کیا چیز ہے؟ اور نہ دشمن قدیم کے پھر آنیکے معنی معلوم ہوئے۔ دشمن قدیم تو شیطان ہے اور وہ آپکے نزدیک قوی بہیمیہ تھین اب اسکے پھر آنیکے کیا معنی کیا وقت ولادت قوت بہیمیہ تھی اور درمیانی عرصہ مین کہین چلی گئی تھی رشد اور عقل کے زمانہ مین پھر آگئی؟ دفسادہ مما لایخفی۔ علاوہ اسکے دوسرا حصہ زندگی کا (کہ جسکو اپنے ذہن مین آپنے دوزخ ٹھہرایا ہے) آپکے نزدیک یہ ہی قولہ یہ وہ حصہ انسان کی زندگی کا ہی جبکہ رشد ہوتا ہی اور عقل و تمیز کے درخت کا پھل کھاکر مکلف اور اپنے تمام اقوال و افعال و حرکات کا ذمہ وار ہوتا ہی) پس اس حصہ مین کہ عقل و تمیز کا حصہ ہی دشمن قدیم کے آنے کی کیا طاقت ہی حکما کا قول ہی کہ عقل اور شہوت و غضب باہم ایک دوسرے کی ضد ہی اور اگر آپکی یہ بھی مراد تسلیم کیجاوے کہ وقت بلوغ مراد ہی کہ جسمین شہوت زور کرتی ہی اور قوی بہیمیہ غالب ہوجایا کرتی ہین تو پھر آنیکے کیا معنی؟ یہ زمانہ پہلے کہان تھا جو دوبارہ آنا کہا جاوے؟ معلوم ہوا کہ درخت ممنوع آپکے نزدیک عقل و تمیز و رشد کا درخت ہی اس تقدیر پر یہ مشکل پیش آئیگی کہ یہ ممنوع نہین ہوسکتا بلکہ عقل و تمیز و رشد انسان کے لیے مقصود اصلی ہی اور اسکو آپ فطرت اور خیر کہتے ہین یہ ممنوع کیا بلکہ مامور بہ ہی پھر یہ بھی سہی مگر اس درخت کو شیطان (قوی بہیمیہ) نے کیونکر بہکاکر کھلوایا بلکہ یہ تو خدا تعالی نے اپنی عنایت خاص سے مرحمت فرمایا علاوہ اسکے اس درخت کے کھانے سے پیشتر تو شیطانی قوی بہیمیہ کا وجود بھی نہ تھا بلکہ اسکے بعد پھر شیطان کیونکر کھلوا سکتا ہی؟ ۵ بات وہ منہ سے کہی ہی کہ بناے نہ بنے؛ بوجھ وہ سر پہ لیا ہی کہ اٹھاے نہ بنے؛ قولہ اخیر کو نہایت عمدگی سے اسکا خاتمہ بیان کیا ہی کہ تم سب نکلجاؤ (یہ تو کہو کہانسے) اور جا کر زمین پر رہو) یہان تو آپنے صاف اقرار کرلیا کہ آدم جنت سے نکالے گئے ورنہ آپ زمین اور جنت کی بھی کچھ تاویل کرتے قولہ صـ۶۹ تمہاری بدیونکا علاج بھی وہین ہی وہ بدی انسان نے بجز درخت عقل کے پھل کھانیکے کیا کی تھی؟ جس سے وہ توبہ کرینگے کہ آئندہ ایسا کام نہ کرینگے اور پھر مرت کرنا الخ حضرت سلامت وہ گناہ تو آپکے نزدیک عقل کے درخت کا پھل کھانا ہی پھر اس سے توبہ کے یہ معنی کہ آئندہ عقل کی بات نہ کرینگے ہمیشہ بے قید رہکر جین کرینگے۔ کیا عمدہ تاویل اس قصہ کی فرمائی ہی کہ جسکو اصل قصہ سے ذرا بھی لگاؤ نہین۔ تھوڑی سی انصاف سے غور کرکے دیکھیے انشاء اللہ آپ اپنی تاویل پر نادم ہوجاوینگے اب آپکا یہ قول (قولہ صـ۵۸ تین نقطہ اس قصہ مین اور ہین جنت شجر ہبوط آپنے تو انکی کچھ بھی تاویل نکی مقطع کلام کو ہم سے زمین پر دے مارا) علماء اسلام نے اسکے بیان مین عجب باتین کہین ہین جو لوگ کہ صرف لفظون ہی پر چلتے ہین انہون نے تو جنت ایک خیالی بہشت عالم بالا پر مان لیا (آپکے نزدیک تو جنت بے قید ہوکر جین کرنا ہے) اور درخت سے بھی سچ مچ کا کوئی درخت گیہون کا یا انگور کا یا انجیر کا مان لیا اور ہبوط سے عالم بالا سے زمین پر گرنا (آپنے بھی تو آخر الامر یہی مانا) توریت مین بھی یہی ہے الخ) آپکی ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہی یا نہین؟ ۔

قولہ صـ۵۸ بہت سے علماء اسلام نے جنکو اس قسم کے قصص مین یہودیون کی پیروی کرنیکی عادت پڑگئی انکی پیروی کرکے انہون نے کہا کہ یہ جنت زمین پر تھی الخ جناب وہ بہت سے علماء اسلام کیا خاک تھے دس بیس معتزلہ تھے انکو بقول آپکے یہودکی پیروی کرنیکی عادت تھی

جسطرح کہ پکوریس کے لامذہبوں اور دہریونکی پیروی کرنیکی عادت ہے پس جسطرح کہ اُنہون نے خلاف اہل سنت یہود کی تقلید سے جنت کو دنیا مین پھر کبھی حبًا بالغیب کرمان کبھی فسطین مین قرار دیا آپنے دہریونکی تقلید مین اگر سرے سے جنت ہی کا انکار کردیا جسطرح یورپ مین بعض دہریون نے تورات وانجیل کی تفسیر لکھکر اپنے الحاد کو زور دیا ہی اسیطرح ہمارے ملک مین ہونہار رسید احمد خان بہادر سی ایس آئی نے قران کی تفسیر لکھکر اپنے آزادانہ خیالات کو ظاہر کیا ہی طابق النعل بالنعل ٭

فصل چہارم چنت دوزخ کے بیان مین

فصل چہارم - یہ بات بھی فطری الیقین ہے کہ ہر چیز پر بالخصوص انسان کے ہر ایک فعل ارادی پر ایک اثر خاص مرتب ہوتا ہی کہ جسکو جزاء کہتے ہین آگ کی صورت نوعیہ کا مقتضے گرمی اور پانی کی صورت کا اثر خنکی ہی جو شخص کہ منکھیا کھاویگا ضرور ہی کہ اُسکو حرارت ویبوست بافراط عارض ہوگی نمک کھانیکے بعد زبان پر نمکینی اور مٹھاس کے بعد شیرینی ضرور پیدا ہوگی - اسیطرح انسان کے عمل کا ایک اثر خاص ہی ہر نیک یا بد کام کرنیکے بعد اُسکا رنگ[۵۱] انسان کی روح پر جمتا ہی اور عالم مثال[۵۲] مین وہ اپنی مناسب کسی صورت مین متشکل ہوتا ہی اور قیامت تک اور بعد اُسکے جو کچھ صورتین بنا کے وہ عمل ظاہر ہوگا وہ سب باتین اُس عمل مین بالقوہ اسوقت موجود ہوتی ہین جسطرح کہ درخت کے تخم مین پھول وپھل پتے سنا خین تمام بالقوہ موجود ہوتی ہین اور آناً فاناً وہ سب ظاہر ہوتی ہین جسطرح کہ درخت کے وہ حالات جو کہ اُس تخم سے برآمد ہوئے مین خیالی نہین اسیطرح اعمال کا اپنی مناسب صورتون مین ظاہر ہونا بھی خیالی باتین نہین بلکہ اصل بات یہ ہی کہ اول ہر چیز کی اصل عالم مثال مین پیدا ہوجاتی ہی پھر اس عالم حسّ مین جو کچھ ظاہر ہوتا ہی اُسیکا ظل اور اُسیکے مطابق ظاہر ہوتا ہی کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ موثر اور متاثر مین مناسبت ہونی چاہیے پس باری تعالیٰ کا اثر اولی سلسلہ موجودات عالم مثال ہی کہ جنکو مثل افلاطونیہ[۵۳] کہتے ہین اور اسی جگہہ سے اہل تحقیق نے تنزلات ستہ قرار دیے ہین کہ اول مرتبہ ذات بحت پھر مرتبہ صفات الی ان ینتہی الی المحسوسات و الغرض یہ محسوس چیزین وہین کے اظلال وآثار ہین اور اسی لیے جو بات کہ عالم ظہور مین آنیوالی ہوتی ہی کبھی ظاہر ہونے سے پہلے خواب مین یا کبھی اصحاب نفوس قدسیہ کو حالت بیداری مین اصلی صورت[۵۴] پر دکھائی دیجاتی ہی - اور کبھی عالم بیہوشی یا غشی یا نزع روح کے وقت جبکہ روح کی توجہ جسم سے کم ہوجاتی ہے اور عالم بالا کی طرف رجوع کرتی ہی وہانکی چیزین اُسکے آئینہ دل پر منعکس ہوجاتی ہین عمل مسمریزم اور مراقبہ اہل تصوف مین بھی اسی لیے انکشاف مغیبات ہوجاتا ہی **حاصل** کلام یہ ہی کہ بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس عالم عنصری کے سوائے ایک اور عالم (عالم مثال) ہی کہ جسمین اعمال واقوال وغیرہا اشیاء اپنی مناسب ایک صورت خاص مین متشکل ہوتے ہین اور اس عالم مین پیشتر اشیاء موجودہ ہوچکتی ہین تب اس عالم عنصری مین اُسیکے مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بہت سی چیزین اس عالم مین یہانسے نقل کرجاتی ہین - چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سورہ بقرہ اور آل عمران بادل

---

۵۱ چنانچہ اس حدیث مین (کہ جب انسان بدی کرتا ہی تو ایک نقطہ اُسکے دل پر ہوجاتا ہی پھر وہ تمام دل کو گھیر لیتا ہے الحدیث) اسیطرف اشارہ ہے ۱۲ منہ ۵۲ چنانچہ اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہی کہ جب کوئی صدقہ دیتا ہی تو اُسکو خدا اسطرح پالتا ہی کہ جس طرح کوئی اونٹ یا گھوڑے کے بچہ کو پالتا ہی پھر قیامت کو احد پہاڑ کی مانند بناکے لاویگا رواہ البخاری ۱۲ منہ اور مال غیر زکوٰۃ کی قیامت مین سانپ بنکر اناکنزک انامالک کہنا کما فی صحیح البخاری اسیطرف اشارہ کرتا ہی ۱۲ منہ ۵۳ حکماء مین چونکہ افلاطون اولاً اس بات کا قائل ہوا لہذا اُن صور مثالیہ کو صور افلاطونیہ کہتے ہین ۱۲ منہ ٭

۵۴ وہ حدیث مین آیا ہی کہ خدا نے لوح اور قلم کو پیدا کرکے حکم دیا کہ لکھ اُسنے عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ سب لکھ) اُس سے اسیطرف اشارہ ہی کہ اس عالم کی کل چیزین یہان ظاہر ہونے سے پیشتر جو کچھ کہ کائنات ہین الی یوم القیامہ سبکی ہستی مین لایا جانا ہے اور جو کچھ ہوچکتا ہی ہر چیز اسی عالم مین حاکر قرار پاتا ہی اور وہ عالم کہان ہین آسمان وزمین پر کسی خاص جگہہ نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا پہلو ہے ٭ اور آپ لوح کو کوئی تختی اور قلم کو بید کی قلم نہ سمجھیے گا - اور اسی جگہہ سے تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہوا کہ جو کچھ ظاہر ہونے والا ہے وہ ہوچکا اُسی کے مطابق ظاہر ہوکر رہے گا بندہ محض کاسب یا سبب ہے کہ جسکی وجہ سے ثواب وعقاب مدح وذم کا مستحق ہوتا ہے - ۱۲ منہ - ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

کی صورت مین ظاہر ہوکر اپنے قاری کے حق مین شفاعت کرینگی۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز اعمال حاضر کیے جاوینگے نماز پھر زکوۃ پھر روزے آوینگے اور فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا کو بڑھیا عورت کی شکل مین لاوینگے۔ اور فرمایا کہ شب معراج مین مجکو چار نہر بہشت مین نظر آئین دو ظاہر مین اور دو باطن مین جاری تھین پس مین نے جبرئیل سے پوچھا تو بتلایا کہ یہ باطن کی دو نہر ان جنت مین بہتی ہین اور یہ ظاہری دو نہر نیل اور فرات ہین۔ اور حدیث صلوۃ کسوف مین یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ دوزخ اور جنت مجکو دکھائی گئی اور ایک حدیث مین یون ہے کہ مصلی اور محراب کے درمیان جنت دکھائی دی اور آپنے فرمایا کہ اسکا ایک خوشہ لیون۔ اور فرمایا کہ قیامت کے روز موت کو مینڈھے کی شکل مین لاکر لوگونکے روبرو ذبح کر دیا جاویگا۔ اور اسیطرح اللہ تعالے فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا کہ جبرئیل حضرت مریم کو آدمی کی صورت مین نظر آئے۔ اور حدیث مین ہے کہ جبرئیل حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دکھائی دیتے تھے اور آپسے کلام کرتے تھے مگر اور کسیکو دکھائی نہ دیتے تھے۔ اور فرمایا کہ موت کے وقت ہر شخص کو ملائکہ نظر آتے ہین اُنکے ہاتھ مین حریر یا ٹاٹ ہوتا ہے۔ اور قبر مین میت کو ملائکہ بُری شکل مین دکھائی دیتے اور سوال کرتے ہین۔ اور انسانکے اعمال متشکل ہوکر سامنے آتے ہین علاوہ انکے اور بیشمار صحیح احادیث اس بارہ مین وارد ہین۔ چنانچہ کتب صحاح ستہ وغیرہا ان امور کے ذکر سے مالامال ہین۔ پس جب یہ ثابت ہوچکا تو انسانکی جزا و سزا اُخروی کی یہ صورت ہے کہ جب انسان لباس جسمانی اُتارتا ہے تو اُسکے اعمال اچھی یا بُری صورتون مین آکر دکھائی دیتے ہین پھر جب جسم کو چھوڑ دیتا ہے تو حظیرۂ قدس مین روح اعظم کی طرف اسطرح کھنچکر جاتا ہے کہ جیسا لوہا مقناطیس کیطرف کھنچتا ہے اور اس حظیرہ قدس کو علیین بھی کہتے ہین پس وہان اُسکو ملائکہ مقربین اور ارواح طیبین سے ملاقات ہوتی ہے اور اُسکی جسمانی باتین مٹ جاتی ہین اور اُسکے اعمال و ادراکات واخلاص نہایت عمدہ صورتون مین اُسکو دکھائے جاتے ہین جنت کی ہوائین اور خوشبوئین اُسکو آتی ہین اور اُسکی خواہش کے موافق نعماے الہی اُسکے لیے متشکل ہوجاتی ہین اور جو شخص ہے تو اُسکے اعمال منکر نکیر کی نہایت بُری شکل مین اُسکو عذاب کرتے ہین اسکا بخل اور شہوت اور دیگر اخلاق رذیلہ سانپ بچھو کی صورت مین ظاہر ہوکر ڈستے ہین اُسپر گرز پڑتے ہین اور طبقہ ظلماتی مین کہ جسکو سجین کہتے ہین اُسکو محبوس کیا جاتا ہے اور یہ وہان اپنی نازیبا باتون سے نہایت رنج اُٹھاتا رہتا ہے اور اس سجین اور علیین کو عالم قبر کہتے ہین۔ اگر کسیکو قبر کے ثواب عذاب کا سارا بھی طرح معلوم نہوا تو آپکے لیے مین اس عالم مین خواب کی نظیر پیش کرتا ہون صفراوی المزاج خواب مین گرمی اور آگ دیکھتا ہے اور گویا آگ اُسکو جلاتی ہے اور وہ اُس عالم مین بڑی تکلیف پاتا ہے بلکہ بعض کی چیخ نکل جاتی ہے اور رونے کا اثر آنکھون نچین آنسو پاتا ہے اور بیداری مین بھی بدن کانپتا رہتا ہے اور اسیطرح بلغمی المزاج دریا اور ہوا سرد دیکھتا اور اُس سے تکلیف پاتا ہے۔ اور دردمند بہت خواب مین مرنے کو دیکھتا ہے۔ المختصر اُسکی کیفیات متشکل ہوکر خواب مین دکھائی دیتی ہین اور اس عالم خواب مین وہ چیزین اصلی طور پر اُوپر پہنچائی ہین۔ ہان انکو خیالی باتین جو ہم کہتے ہین تو اس حالت بیداری مین کہتے ہین اگر عالم بیداری نہوتا تو یہ راز نہ کھلتا نہ کبھی انکو خیالی باتین کہا جاتا پس اسیطرح عالم مثال ہے کہ یہ کیفیات وہان متشکل ہوتی ہین وہ بھی گویا ایک عالم خواب ہے صرف یہ فرق ہے کہ اُس سے حشر تک بیداری نہین ہوتی دوم وہان اسقدر جسمانی تعلق باقی نہین رہتا اگر کسیقدر جسم کا اثر کچھ مدت باقی رہتا ہے۔ اس عالم برزخ مین لوگونکے مختلف حال ہین اکثر ان لوگون کو (کہ جنکا جسم سے نہایت تعلق ہے اور وہ جسم اور روح کو ایک ہی سمجھتے ہین جسم کا کوئی عضو کٹنا اپنا عضو کٹنا سمجھتے ہین) تو یہی صورت پیش آتی ہے۔ اور بعض لوگ کہ جنکی قوت بہیمیہ اور ملکیہ دونو ضعیف ہین لیکن ملکیہ مین بہیمیہ کا اثر نہین پہنچا اور انہین ملائکہ سافلہ سے ملجانے کی بڑی قابلیت ہوتی ہے تو وہ بعد مردن ملائکہ سافلہ مین جاملتے ہین اور انہین کے سے کام کرتے ہین۔ اور ایک نوع سے دوسرے نوع مین منتقل ہوجانا اس عالم حس مین بھی

مشاہدہ ہے پانی کے کپڑون کا چھلکا اتار کر مچھر بن جانا بہت بار تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ اور بعض لوگ کہ جنکے قوی بہیمیہ مغلوب اور قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے۔ وہ ملائکہ عالیہ مین جا ملتے ہین اور یہ حدیث کہ جسمین آنحضرت علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین نے جعفر کو جنت مین ملائکہ کے ساتھ اڑتے دیکھا اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ لوگ کبھی خدا کی جماعت کو مدد اور اُسکے اعدا کو ہزیمت بھی دیجاتے ہین بعض اہل بصیرت کا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام کو بعض مواقع مین تشریف لاتے دیکھنا بھی اسی سے مطلع کرتا ہے۔ اور جنکے روح ہوائی (جو روح حقیقی کا مرکب ہے) نہایت قوی ہوتی ہے تو وہ لوگ مرنے کے بعد مقتضے صورت نوعیہ کے موجب طعام لذیذہ اور بعض لذات وشہوات کی خواہش بھی کرتے ہین تو اُنکی خواہش پوری کیجاتی ہے چنانچہ اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ اور بعض لوگ کہ جنکی نورانیت نہایت غالب ہوتی ہے اُنکا اس عالم سے نہایت تعلق رہتا ہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام بلکہ وہ نورانیت اُنکے جسم اطہر پر سرایت کر جاتی ہے اس لیے وہ گلتا سڑتا نہین اور اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہے کہ مین نے موسےٰ کو نماز پڑھتے اور یونس کو لبیک کہتے دیکھا۔ اسی لحاظ سے انبیاء کے لیے بعد موت کے حیات ثابت کیجاتی ہے اور حیات النبی مشہور ہین الحمد ہی اور بعض لوگ کہ جنکی قوت بہیمیہ نہایت غالب ہے اور اُنکی ملکیہ تحت بالکل مستور ومقہور ہے تو وہ بعد موت کے اپنی قابلیت اصلیہ یا کسبیہ سے شیاطین مین جا ملتے ہین۔ الغرض ایک مدت تک عالم برزخ مین یہ چیزین متشکل ہوکر نظر آتی ہین اور ہر شخص کا ایک خاص حال ہوتا ہے۔ لیکن جب تمام عالم حسی فنا ہوجائیگا یعنی کثافت کی چادر اُتار کر لطیف ونورانی بن جائیگا کہ جسکو عالم حشر یا روز قیامت کہتے ہین تب اُن متشکل چیزون کے دیکھنے مین سب مساوی ہونگے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ حشر اجسادنئی زندگانی نہین ورنہ پھر کوئی شخص اپنے اعمال سابقہ کی جزا روسزا نپاوے بلکہ یہ پہلی زندگانی کا تکملہ اور تتمہ ہے پس جب نفوس مبعوث ہونگے تو اُنکا بخل اور تکبر کسی بُری شکل مین ظاہر ہوکے اُنکی پشت پر سوار ہوگا اور نامہ اعمال دیا جائیگا۔ اور حساب یسیر یا عسیر لیا جاویگا۔ اور شریعت پل صراط کی شکل مین ظاہر ہوگی اور جو لوگ اُسپر دُنیا مین جسطرح چلتے تھے اسیطرح وہان اُسپر چلینگے پورا پورا عمل کرنیوالے خلوص والے برق کیطرح پار ہوجاوینگے اور پھر درجہ بدرجہ۔ اور شرع مین قصور کرنے والے اور فطرت کے برخلاف چلنے والے اُسپر نہ چل سکینگے گے کشاکر پڑینگے۔ اور خلوص قلب وہان نور بنکر ظاہر ہوگا اور اعمال صالحہ سواری بنجاوینگے چنانچہ اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہے قال النبی علیہ السلام سَتَمُرُّونَ اضحایاکم فانہا علے الصراط مطایاکم کہ اپنی قربانیونکو فربہ کرو کس لیے کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریان ہونگی اور اسیطرح آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت عامہ حوض کوثر کی صورت مین ظاہر ہوگی جس نے یہان اُس سے کچھ فیض اُٹھایا وہ وہان بھی اُس سے سیرابی حاصل کریگا۔ اور فطرت وشریعت پر استقامت ترازو عمل ہوجاویگی۔ اور اسیطرح قرآن اور رمضان وغیرہ اشیاء اپنی اپنی مناسب صورتون مین ظاہر ہونگی۔ اور ملائکہ بھی عالم حشر اور برزخ مین عذاب وثواب پر موکل کیے جاوینگے اور وہان ہر شخص کو دکھائی دیونگے۔ اور اسیطرح رحمت الہی اور نعمت غیر متناہی جنت کی شکل مین ظہور کریگی بلکہ اب بھی متشکل ہے۔ حور عین اور عمدہ عمدہ مکانات اور انار اور انگور اور غلمان اور نہایت عمدہ ظروف کہ جنکو چاندی سونیکا اور کبھی یاقوت ومونی کا شرع نے بتایا ہے اور قرآن واحادیث مین اُنکو بندون کے

لہ بعض نہفتہ کوڑ مغز کرسٹانون نے اسپر طعن کیا ہے اور اسکو اسلام کے حق مین دھبہ سمجھا ہے مگر اُنکو نہ اُن اسرار سمجھنے کی لیاقت ہے جو یہان اور دیگر مواقع مین بیان ہوئے ہین نہ قرآن مجید کی اُن آیات کا علم ہے کہ جہان انار اور انگور اور حور وقصور سیکڑون جسمانی نعمائے بلنے کا وعدہ ہے نہ انجیل متی کے اُس فقرہ پر وصیان ہے کہ جہان اُس عالم مین انگور کا شیرہ پینا آیا ہے آنکھ بند کرکے اعتراض کردینا اپنی شیخت سمجھتے ہین اپنے جہل مرکب سے ناچار ہین ۱۲ حکیم غلام حسن۔ ٭ ٭ ٭

محاورے کے موافق اس عالم کی عمدہ چیزونکے ساتھ تشبیہ دیکر متعدد جگہ طرح طرح کے عنوانوسے بیان فرمایا ہے وہ سب نعماے الہی اور بندونکی خواہش شتمل ہین۔ بلکہ ہر شخص کی خواہش کبھی حور اور کبھی انار اور کبھی یاقوت وزمرد کے مکانات کی صورت مین ظہور کریگی بہت سی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت نے فرمایا ہی کہ مین نے ایک حور گندم گون سرخ لب دیکھی جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہی کہا جعفر بن ابیطالب کی ایسی عورت سے نہایت رغبت خدا نے دیکھی تو اسکو اس شکل مین ظاہر کردیا۔ اسیطرح ہر روز ہر ایک نعمت الہی نئی صورت مین ظہور کریگی۔ اور وہان کے آفتاب وماہتاب بھی یہ آفتاب وماہتاب نہونگے نہ یہ زمین وآسمان وانکی زمین ہوگی نہ یہ آسمان وانکا آسمان ہوگا کما قال تعالی لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا کہ وہان آفتاب کی گرمی دیکھین گے نہ سخت سردی۔ وقال یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ کہ آسمان وزمین اُس روز بدل جاوینگے۔ اسلیے کہ یہ عالم جسمانی کہ جسکے قوی محدود ہین ہمیشہ کے لیے باقی نہین رہ سکتا پس ایک روز یہ تمام عالم جسمانی زمین وآسمان پہاڑ ودریا چاند وسورج فنا ہوجاوینگے اور یہ سب اُس عالم مین جاکر اپنی موافق صورتونمین ظہور کرینگے کیونکہ اُس عالم سے یہان یہ چیزین آتی ہین اور پھر وہین چلی جاتی ہین جسطرح کوئی مچھلی دریا مین ظاہر ہوکر غوطہ لگاجاوے شاید جو لوگ بروز اور کمون کے قائل ہین اسی لیے قائل ہوے ہین قال تعالی کُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ یعنی ہر چیز ہمارے پاس لوٹ آتی ہے۔ رجوع مین یہ بات ضرور ہی کہ جہانسے ابتدا ہو اسی کیطرف انتہا ہو۔ پس جسطرح یہ عالم حرکت تدریجیہ کے ساتھ اُس سے ظہور کرتا ہی کہ اول مرتبہ ذات بحت پھر ذرات تفصیل بحالت تجرد پھر ظہور عالم حسی اسیطرح عالم حسی سے لوٹکر ہر چیز پھر عالم ملکوت کیطرف رجوع کرتے کرتے اسکے پاس جا پہنچتی ہی۔ اس نکتہ کے بیان کی یہان زیادہ گنجایش نہین المختصر یہ تمام عالم اُس عالم کیطرف رجوع کریگا کہ جسکو قیامت کہتے ہین چنانچہ اس فناء عالم کی تفصیل قرآن واحادیث مین کثرت سے موجود ہی جنت مین اعلی اور سب سے زیادہ نعمت تجلی دیدار الہی ہوگی کہ جسکی کیفیت سے عقل گاہ نہین ہوسکتی بلکہ ہر روز غیر متناہی چیزین جو جنت مین پیش آینگی سوا ے خدا کے انکی کوئی نہ کنہ حقیقت جانتا ہی نہ اور حواسے انکا کسیکو علم ہی کما قال تعالی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ بعض لوگ جو اس نکتہ سے ناآشنا ہین اور جنت ودوزخ اور عالم برزخ کے اسرار سے بیخبر ہین جنت کی ان نعمار کا اس آیت کو سند بناکر انکار کرتے ہین اور ان نعمار کو عالم حسی کی چیزون پر قیاس کرکے جنت کو دنیا کی خرابات سے تشبیہ دیتے ہین اور طرح طرح زبان طعن وطنز کشادہ کرتے ہین اور بعض پادریون نے تو بے سمجھے قرآن واحادیث کے ان پاکیزہ مضامین پر جو اسرار الہیات بتلاتے ہین بڑا طعن کیا ہی۔ اور جسطرح اُن لوگون نے ان اسرار کی ناواقفیت سے انکار واعتراض کیا ہی اسیطرح ہنود کے اکابر اس نافہمی سے ارواح کی نسبت تناسخ کے قائل ہوگئے ہین کہ دوبارہ پھر اس جسم عنصری مین روح لوٹ آتی ہی اور یہی طریق جزا وسزا کا ہے۔ اس عقیدے کے ابطال پر ادلہ قایم کرینگی کچھ ضرورت نہین جو اس سر سے واقف ہے وہ کبھی تناسخ کا قائل نہوگا جسطرح رضاے الہی ونعماء نامتناہی جنت کی صورت مین ظہور کرتی ہی اسیطرح وہ اعمال جو خلاف فطرت عمل مین آئے ہین عقوبات جہنم کی صورت مین پیش آتے ہین یہی چیزین نار تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ بنجاتی ہین اور یہی اعمال اپنی صورت طوق وزنجیر وزقوم اور

---

۵۱ یہان بھی اسی کرسٹان نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سے جنت ودوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ آدم جس جنت مین رہتے تھے وہ کسکے اعمال تھے الخ حالانکہ یہ اسکی غلط فہمی ہے کیونکہ مصنف علامہ نے جنت کی بابت کہدیا کہ اب بھی رحمت الہی اور نعمت غیر متناہی جنت کی صورت مین متشکل ہورہی ہے بندونکے اعمال سوء وہ جزئیات متشوبات کی شکل مین ظہور کرینگے نہ کہ جنت کلی کیونکہ وہ رحمت الہی کا مظہر ہے نہ آج سے بلکہ ازل سے پھر اگر اسمین آدم ہے ہون تو کیا اشکال لازم آتا ہے؟ اسیطرح جسمانی نعماء کو حقیر جانکر اس حابل نے اس حدیث حر گندم گون پر بھی اعتراض کیا کہ جسکو شاہ ولی اللہ رحمہ نے بھی حجۃ البالغہ مین اسی موضع پر ذکر کیا ہے اور حکیم غلام حسن ۵۲ اس عربی فقرہ کو اسی اندھے معترض نے آیت سمجھ لیا پھر اسمین لفظ الموؤدۃ التی نہونے سے مفسر علامہ کے سہو آیات پر محمول کرکے طعن کردیا۔ حکیم غلام حسن ۱۲

گرم پانی بنا کے ایذا پہنچاتے ہین انسان کی شقاوت قلبی جہنم کی اندہیری بنجاتی ہی اور قہر الہی جہنم کی صورت مین متشکل ہوچکا ہی جہنم سے نجات پانیکی مختلف صورتین ہین کبھی شفاعت انبیاء کبھی محض رحمت کبھی یا کبھی صوا عمالیہ کے وجود کی انتہا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مین یہ باتین اس کثرت سے مذکور ہین کہ جسکا عشر عشیر بھی نہ کسی کتاب الہامی مین پایا جاتا ہی نہ اسکا سوان حصہ آجتک کسی اشراقی یا مشائی حکیم پر منکشف ہوا ہے یہ اور بات ہے خدا نے اپنی پچھلی کتاب مین اخیر نبی کی زبان سے نہایت وضاحت سے بیان کروادیا۔ اس علم کے جو دقیق مسائل افلاطون الہی کو نصیب نہوئے تھے آج وہ اُس فیض نبوت کے طفیل مجھسے بے عقل و بے حقیقت کو اچھی طرح معلوم ہوگئے کہ افلاطون وارسطو اگر اس بیان کو سنتے تو ماتھے چومتے لیتے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ سید احمد خان صاحب بہادر اس سر کو کیا سمجھے **قولہ** ص۳۶ جنت یا بہشت کی ماہیت جو خدا تعالی نے بتلائی ہی وہ تو یہ ہی فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یعملون۔ یعنی کوئی نہین جانتا کہ کیا اُنکے لیے آنکھو نکی ٹھنڈک (یعنی راحت) چھپا رکھی ہے اُسکے بدلے مین جو وہ کرتے تھے

پیغمبر علیہ السلام نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ کی سند پر بیان کیا ہی وہ یہ ہے کہ قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الخ **اقول** آپکا حاصل کلام یہ ہی کہ بہشت قرۃ اعین یعنی راحت کا نام ہی اور اسکا بیان کرنا محال ہی **قولہ** پس بہشت کی کیفیت بالذات کا جسکو قرۃ اعین کے ساتھ تعبیر کیا ہی بیان کرنا کہ خدا ہی اُسکا بیان کرنا چاہے محال سے بھی بڑھکر محال ہی اور اس محال ہونیکی دلیل آپنے یہ بیان فرمائی **قولہ** انسان مطابق اپنی فطرت کے انہین چیزونکو سمجھ سکتا ہی اور انہین کا خیال اُسکے دل مین آسکتا ہی جو اُسنے دیکھی یا چھوئی یا چکھی یا سونگھی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہون اور بہشت کی جو قرۃ اعین یعنی راحت بالذات ہی اُسکو نہ انسان نے دیکھا نہ چھوا ہی نہ سونگھا ہے نہ قوت سامعہ نے اُسکا حس کیا ہے پس فطرت انسانی کے مطابق انسان کو اُسکا تبلانا ناممکن ہے اول تو یہ دلیل آپکی محض بے بنیاد ہے کیونکہ کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ انسان کو انہین چیزونکا علم ہے جو حواس خمسہ سے محسوس ہین کس لیے کہ ہزارہا ایسی چیزین ہین کہ جنکو ہم قطعی طور پر جانتے ہین لیکن وہ چیزین حواس خمسہ مین سے کسیکے ساتھ بھی محسوس نہین ہوسکتین مجردات اور معانی جزئیہ اور کلیات فرمائیے کونسے حس سے محسوس ہین؟ عداوت۔ محبت۔ کسی شے کا قدم۔ یا حدوث۔ اسیطرح انسان حیوان وغیرہا کلیات اور ملائکہ اور خدا تعالی کی ذات۔ اسیطرح اپنی روح کا موجود ہونا بلکہ اپنا درد اور رنج اور خوشی نہ آنکھ سے نہ کان سے نہ قوت ذائقہ سے نہ سامعہ سے نہ لامسہ سے محسوس ہوتی ہے باوجود اسکے ہمکو ان چیزونکا علم ہی۔ شاید اسی بناء پر آپ ملائکہ اور شیاطین اور جن وغیرہ غیر محسوس چیزونکا انکار کرتے ہین۔ سید صاحب ان وسواس کے ماننے والون کا زمانہ گیا اب تو ایسے لاادریہ اور سوفسطایہ کو عقلاء حقارت کی نظرون سے دیکھتے ہین آپ کی اس دلیل کو تسلیم بھی کیا جاوے تو آپ کا اس سے صرف یہ مقصود ہوگا کہ کیفیات (جیسا کہ قند کی شیرینی یا حنظل کی تلخی) یا اور وجدانیات حیز بیان سے باہر ہین انسان اُنکو تعبیر نہین کرسکتا سو یہ مسلم مگر اس سے جنت کی اُن نعمانکی کہ جنکا ذکر قرآن مین ہے (جو قصور موجود) نفی یا انکار کسیطرح نہین لازم آتا غایۃ الامر یہ بات لازم آویگی کہ جنت کی جسقدر کیفیات ہونگی اُنکی حقیقت کوئی نہین جانتا نہ یہ کہ اُن اشیاء جنت کی حقیقت کسیکو معلوم نہین سوم غایۃ مافی الباب اسکے بیان سے انسان کا عجز ثابت ہوگا۔ نہ کہ خدا تعالی کا۔ طرفہ یہ کہ آپ خود

بہشت کا بیان

خدا کو بہشت کی کیفیت بیان کرنا محال ہے اس

ف۱ چونکہ مفسر نے فیض نبوت کا اشارتہ چیم لیا بیان کیا ہی جو درحقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح ہے کیونکہ جب اسکے ادنے غلام حضرت کی برکت سے ان مسائل کو اس خوبی سے جانتے ہین تو آنحضرت علیہ السلام کی تو اور بھی جناب عالی ہے مگر اس خفیہ کرسٹان کو حضرت کی مدح پر رشک آیا اسلیے اسکے غلام مفسر پر طعن اس طرح مین کردیا ۱۲ حکیم غلام حسن ۰ ۰

اورکرتے ہین کہ اُس قرۃ اعین کو حضرت موسیٰ نے اولاد پیدا ہونے مدینہ بسانے رزق کے فراغ ہونے دشمنونپر غلبہ پانے اور اُس کلفت کو اولاد کے مرنے قحط پڑنے وبا پھیلنے شکست کھانیکی کیفیت کی تشبیہ مین بیان کیا انتہے صہ ۳۸ اور آپ اسی صفحہ مین یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ محمد مصطفےٰ نے اسکو ایسی تشبیہونمین بیان کیا ہو کہ تمام انسانونکی طبیعتونپر حاوی ہین اور کل انسانونکی خلقت اور جبلت کی نہایت ہی مناسب ہین الخ پھر تعجب کی بات ہو کہ اُس قرۃ اعین یعنی راحت بالذات کو حضرت موسیٰ اور محمد مصطفےٰ علیہما السلام تو تشبیہات مرغوبہ مین نہایت عمدہ طور پر بیان کر جائین اور آپکے خداصاحب اُس سے ایسے عاجز ہو جائین کہ انکو اسکا بیان کرنا محال کیا بلکہ محال سے بھی بڑھکر ہو جاوے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اگر آپ یہ فرمائین کہ اُس قرہ اعین کی کنہہ حقیقت کے علم کو ہم محال کہتے ہین اور باقی ان تشبیہات سے اُسکا علم بالوجہ حاصل ہوسکتا ہی سو اسمین ہمارا کلام نہین تو مین اسکے جواب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے تو غایۃ مافی الباب ان چیزونکا علم بالکنہ متعسل اور متعذر ہوگا نہ محال اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوے تو یہ تشبیہات جو قرآن مین مذکور ہین (کہ وہان حورین اور نہرین اور باغ اور عمدہ عمدہ محل اور سایہ دار درخت اور طرح طرح کے میوے ہین) غلط نہین ہوسکتین پھر آپکا ان چیزونسے انکار کرنا اور یہ آیت فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون۔ اور حدیث ابوہریرہ پیش کرنا بیفائدہ ہی کیونکہ اس تقریر پر آیت اور حدیث کے یہ معنی ہوے کہ ان چیزونکی کوئی حقیقت کماہی نہین جانتا نہ یہ کہ جس چیز کو باغ سے تشبیہ دی ہی اور جسکو عرعین کہا ہی اور جسکو سایہ دار درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہی علی ہذا القیاس انکا درصل اُس تشبیہ کے موافق وجود نہین۔ حاشا وکلا اگر یہ ہو تو پھر یہ تشبیہ لغو ہو جاوے جب ہم زید کو شیر کہین اور اُسکے ساتھ تشبیہ دیوین تو گو زید موجود ہو شیر نہین مگر یہ تو ضرور ہوگا کہ کسی وصف خاص مین شیر کا ہم پلہ نہین تو مماثل اور مشابہ تو ضرور ہوگا ورنہ یہ تشبیہ لغو اور کذب اس تقریر پر یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ جنت مین عنصری درخت نہین نہ وہان یہ عنصری سونا نہ اسکے مکانات نہ یہان کی شراب نہ یہانکے اجسام عنصریہ سے مرکب بصورت حور نہین نہ یہانکی نہرین نہ یہانکے میوے جیساکہ ہمنے پہلے بیان کیا ہی بلکہ اُنکی حقیقت اور یہانکی چیزونکی حقیقت غیر ہی محض ہمارے سمجھانیکے لیے یہ الفاظ کسی مناسبت سے بولے گئے ہین پس اس آیت اور حدیث سے ان چیزونکے وجود کی نفی نہین سمجھی جاتی بلکہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ جو چیزین ہمنے اپنے بندون کے لیے مخفی رکھی ہین اُنکو کوئی نہین جانتا پس جو کہ اسنے مخفی نہین رکھین بلکہ بذریعہ وحی کے بتلادین اُنکو ہم جان سکتے ہین اور حدیث تو اسی آیت کی تفسیر مین واقع ہے پس اب ان نعماکے جاننے اور اس آیت مین منافات باقی نرہی۔ اب اس آیت سے یہ سمجھنا کہ جو چیزین نصوص قرآنیہ مین مذکور ہین وہ محض بے اصل ہین محض وسوسہ شیطان ہی قولہ صہ ۳۸ یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہی اس مین سنگ مرمر اور موتی کے جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب وسرسبز درخت ہین دودھ وشراب کی نہرین بہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانیکو موجود ہی ساقی وساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے ہان کی گھوسنین پہنتی ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر رکھا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہی کوئی کسی کونے مین کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونمین کچھ یہ ہودہ پن ہی جسپر تعجب ہوتا ہی اگر بہشت یہی ہی تو بے مبالغہ ہماری خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین انتہے۔ آپکو اس سعید دیش پر یہ نئے تہذیب باتین زیبا نہین جنت کی نعماء کو کوئی شخص دنیا کی چیزین بعینہ نہین سمجھتا پھ نسبت خاک رہا عالم پاک ؛ آپ ایسی باتین کر کے اپنے بیچارے معتقدونکا ایمان کیون خراب

---

۵۱ آپ کی اس تقریر سے یہ بات پائی گئی کہ جنت محض راحت دنیاوی کا نام ہی حضرت موسےٰ نے اسکو مدینہ بسانے رزق کے فراغ ہونے سے محمول کیا ہے نہ خدا نے بلکہ آنحضرت صلعم نے تمام دنیا کے ترغیب دینے کو باغ اور حور وغیرہ چیزونکو بتایا ہے۔ اس سے عالم آخرت دنیا کی جنت کا بالکل انکار ہو گیا نہ صرف یہ بات کہ آپ وہان کی نعماء کا ایسا وجود نہین مانتے جیساکہ دنیا کی نعماء کا وجود ہے کیونکہ یہ بات تو تمام اہل اسلام بھی مانتے ہین پھر آپکا نزاع ہی کیا ہے؟ بلکہ بالکل انکار کرتے ہین ۔ ۔ ۔

کرتے ہین؟ آپ سے پہلے ہزارون شاعر بیہودہ گو کلام الہی پر پھکڑبازی کرچکے ہین ان باتون کا جواب پھکڑبازی کے ساتھ ہمکو بھی آتا ہی مگر ہم اپنی اوقات عزیز کو ضائع نہین کرتے ؎ گفتگو آئین درویشی نبود ورنہ باتو ماجرا ہا داشتیم ۔ **قولہ** ص۳۹ علماء اسلام نے بسبب اپنی رقت قلبی الخ کے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جوام الفاظ سے مستفاد ہوتا ہی اسکو تسلیم کرلین (بخلاف آپکے کہ آپ تسلیم نہین کرتے) اور اسکی حقیقت اور اسکے مقصد کو خدا کے علم پر چھوڑدین اسواسطے وہ بزرگ تمام ان باتون کو تسلیم کرتے ہین جنکو کوئی بھی نہین مان سکتا اور وے باتین جیسے کہ عقل اور اصلی مقصد بانی مذہب کے برخلاف ہین ویسی ہی مذاہب کی سچائی اور بزرگی اور تقدس کے مخالف ہین **اقول** آپ وہ عقل کے برخلاف باتین تو پیش کیجیے۔ شاید ملائکہ اور شیطان اور جن اور جبرئیل اور نعماء جنت اور معجزات اور خرق عادات کو آپ ایسی باتین قرار دیتے ہین کہ جنکو اسوقت کے وہم پر خلاف عقل کہتے ہین ان بیچارونکے حصہ مین عقل سلیم ہی نہین انکو عقل سے کام ہی کیا پڑتا ہی یہ تو صرف محسوسات ہی پر ایمان رکھتے ہین جو چیز انکو حواس خمسہ سے معلوم نہو انکے نزدیک تو وہی خلاف عقل ہی ایسی اندھی عقل کا کیا ٹھکانا ہی؟ جب علماء اسلام رحمہم اللہ ہی آپکے نزدیک خلاف عقل کے پیرو اور غیر محقق ہین تو کیا عیسائی اور یہودی علماء کہ جنکا اصول مذہب تثلیث والوہیت مسیح وکفارہ وتشبیہ وغیرہ لغو باتین ہین محقق ہین یا ہندؤنکے پنڈت کہ جن کا اصول دین مخلوق پرستی ہی؟ **قولہ** ایضاً اس امر کے ثبوت کے لیے کہ بانی مذہب کا ان چیزونکے بیان کرنیسے صرف اعلی درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا نہ واقعی ان چیزونکا دوزخ وبہشت مین موجود ہونا ایک حدیث ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون جو ترمذی نے بریدہ سے روایت کی ہے ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ بہشت مین گھوڑا ہوگا آپنے فرمایا کہ تو یاقوت سرخ کے گھوڑے پر سوار ہوکر جہان چاہیگا اڑتا پھریگا پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہان اونٹ بھی ہوگا آپنے فرمایا وہان جو کچھ چاہوگے سب ہوگا بس اس جواب سے مقصود یہ نہین ہی کہ درحقیقت بہشت مین گھوڑے اور اونٹ ہونگے بلکہ صرف ان لوگونکے خیال مین اس اعلی درجہ کی راحت کا خیال پیدا کرنا ہی **اقول** اس حدیث فہمی کے قربان جائیے کہ جس سے الٹا مطلب سمجھ مین آوے۔ اے حضرت جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے شخص کے جواب مین گھوڑا یاقوت سرخ کا بیان فرمایا اور دوسرے کو یون کہا کہ جو چاہوگے سب ہوگا تو صاف اس بات کا بتلادینا ہی کہ وہان تمہاری خواہشین صورتون مین ظاہر ہوکر تمہارے روبرو آئینگی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا نہ یہ کہ وہان یہ چیزین ہونگی چنانچہ یہ آیت بھی اس مدعا پر دلیل ہی وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ کہ تمکو وہان جو چیز چاہوگے اور جس سے تمہاری آنکھین خوش ہونگی ملیگی۔ مگر آپ چونکہ اس سر سے واقف نہ تھے اسکو الٹا سمجھ گئے **قولہ** ص۴۰ حکماء الہی اور انبیاء دونون ایک سا کام کرتے ہین الخ **اقول** حکماء بیچارے انبیاء کی برابری کیا کرینگے ؎ نور روزہ کجا روے آفتاب کجا ۔ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ آپ چونکہ ہنوز حقیقت نبوت سے واقف نہین اسلیے دونونکو برابر سمجھتے ہین۔ آپکا اس کلام سے مقصود یہ ہی کہ انبیاء کو چونکہ جہلاء کا سمجھانا مقصود تھا اس لیے اُنہون نے یہ نعماء جنت ذکر کردین اور حکماء کو جہلاء سے کام نتھا وہ فقط روحانی جنت کے قائل رہے **قولہ** تربیت یافتہ دماغ ان چیزونسے محض راحت سمجھتا ہی نہ یہ کہ وہان ایسی چیزین بھی موجود ہین اور کوئی مفتر ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہی کہ درحقیقت بہشت مین حورین ملینگی اور میوے کھاوینگے اور شراب پیوینگے الخ اگر ان سب باتونکا جواب یہ ہی کہ آپ محض نافہمی[1] سے وہ اعتراضات جو پادری فنڈر نے کیے تھے پھکڑبازی کے ساتھ اعادہ کرتے ہین۔ پورا تربیت یافتہ دماغ تو آپکا جب ہوگا کہ جب غیر محسوس خدا کا بھی انکار کرینگے۔ آپکی یہ لے ولیل باتین علماء کے نزدیک فضول ہین مگر اور بہت سے کم علم لوگونکے دلونمین شک ڈالنے کے لیے اور اُنکو ایمان سے دگانے کے واسطے کسیقدر کافی ہین لیکن جنکے دل فیض نبوت سے منور ہین وہ ایسی باتونکی طرف کان بھی نہین لگاتے

[1] اس لیے کہ حقیقت جنت کو اور اسکے نعماء کو نہ سمجھے اور اسکا دنیا کی چیزون پر قیاس کرکے اسکو خرافات کہنے لگے۔ ۱۲ منہ

اور یہ سمجھ لیتے ہین کہ جس طرح اکبر کے عہد مین صدہا ملحد پیدا ہوکر زیر زمین ہوگئے اور میر محمد حسین موجد مذہب بیکوک وغیرہ صفحہ عالم سے مٹ گئے اور دین الٰہی اسیطرح قائم رہا اور تا قیامت رہیگا یہ تیرہین صدی کا الحاد بھی خواب وخیال ہوجائیگا ؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ؎ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے ؎ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

باب دوم

فصل اول

فصل اول ۔ لفظ الہام اور وحی باعتبار معنی لغوی کے قریب المعنی ہین ۔ گو بعض مواقع استعمال مین کسیقدر ایک دوسرے سے الگ ہون مگر اکثر جگہ دونون لفظونکے ایک ہی معنی مراد ہوتے ہین یعنی دلمین القاء کرنا ۔ وحی کا اطلاق کتابت[1] اور اشارت[2] اور رسالت[3] اور کلام خفی[4] پر بھی ہوتا ہی ۔ اور عرف شرع مین وحی کے ساتھ انبیاء مخصوص ہین الہام مین سب شریک پس علاوہ لفظی فرق کے باعتبار عرف شرع کے دونوکے معنی مین بھی کسیقدر تفاوت ہوگیا کیونکہ وحی مین ایک خاص بات ہوتی ہے جو الہام مین نہین ہوتی اسلیے شرعی معنی کے لحاظ سے غیر انبیاء کو صاحب وحی نہین کہتے ہان لغوی معنی کے لحاظ سے غیر انبیاء پر بھی اسکا اطلاق ہوا ہی جیساکہ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ ۝ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی ۝ واوحی فی کل سماء امرہا ۝ واذا اوحیت الی الحواریین ۝ ولیوحون الی اولیائہم ۝ یہ تحقیق لفظی تھے اب ہم اسکی حقیقت اور اسکے معنی سے بحث کرتے ہین ۔ وحی یا الہام خدا تعالیٰ اور اسکی مخلوقات کے درمیان ایک پیغام یا ایسی تار برقی ہی کہ جسکے ذریعہ سے وہ اپنے خالق سے ہمراز اور ہم کلام ہوتی ہے ۔ گو اس مخلوقات کو اس خالق سے کچھ بھی مماثلت اور مشاکلت نہین مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اسکے پاس ہر دم موجود ہے ؎ اتصالی بے تکیف بیقیاس ؎ ہست رب الناس را باجان ناس ۝ ؎ سب سے ربط آشنائی ہی تجھے ۝ دلمین ہر اک کے رسائی ہی تجھے ۝ اس امر مین انسان حیوان حجر و شجر زمین و آسمان سب شریک ہین ہر دم وہان سے ہر ایک چیز کیطرف تار برقی جاری ہی اور ہر نوع کی طرف اسکی وحی ہوتی ہی اور اسی لیے ہر نوع کی ایک شریعت جدا ہی کہ ہر اسکی مخالفت حرام کردیگئی ہی ۔ معدنیات کیطرف یہ الہام ہورہا ہی کہ اپنی صلابت اور رخوت اور حرارت یا برودت کو محفوظ رکھے انکی صورت نوعیہ ہمیشہ ان اوامر الٰہی کے بجالانے مین کمربستہ اور دست بستہ کھڑی رہتی ہی کہ کبھی آگ سے حرارت دور نہونے پاوے اور پانی سے رطوبت اور برودت نجاوے ۔ اور نباتات کیطرف ہر دم یہی پیغام پہنچتے ہین کہ وہ خاک کو پانی کے ذریعہ سے چوس کر شاخ و برگ و گل بناوے اور اتنی مدت مین پھل آوین اور اتنی مین پھول آوین اور پتونکی یہ رنگت اور یہ صورت ہو اور ایسے ریشے ہوون اور پھول پنکھڑیان اور اتنی رنگت اور ایسی خوشبو رہے ۔ ہر دم انکی صورت نوعیہ ان فرائض کو ادا کیے چلی جاتی ہی ۔ بیری[1] کے پتے پر حرام ہی کہ وہ پیپل کے پتے کی صورت مین آوے اور آنب کو حرام ہے کہ وہ بیر بنجاوے ۔ حیوانات پر یہ وحی آتی ہے اور یہ باتین فرض ہین کہ ہر نوع ہمیشہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہے ۔ پرندونکو یہ الہام ہوا کہ نر و مادہ باہم اسطرح سے میل جول کرین گرمی کے موسم مین اپنا گھونسلا اور نیچے درختونکی شاخون مین بناوین ۔ اندونکو اسطرح سے سیکین بچے اسطرح نکالین[2] ۔ دانا پانی وہان سے لاوین بچونکو اسطرح سے کھلاوین بڑے ہوکر اسطرح سے اڑین دشمن سے بھاگین اپنے مقابل سے کہ جب انکی ضروریات مین مخل ہو اسطرح جنگ کرین اپنے بنی نوع کے ساتھ رہا کرین ۔ اسیطرح گائے بھینس انسان گھوڑے گدھے ہر ایک نوع کو بذریعہ الہام اور وحی وہ علوم سکھائے

---

[1] اسپر بھی اس معترض نے اعتراض کیا ہی کہ بہت سی بیری سال بھر کے بعد پیپل بنجاتی ہی الزام شاید ایسی بیری معترض کے گھر مین ہوگی ورنہ یہ آیت اگاہ فتح قرار پاوے گی ورنہ کہ حسین کلام ہی ۔ حکیم غلام محمد

[2] ان ضمائر کی طرف اس آیت مین اشارہ ہی وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ کہ زمین پر چلنے والے اور ہر پر سے دو بازون سے اڑنے والے تمہاری مانند گروہ ہین ۔ ہمنے قرآن مین کوئی بات باقی نہین چھوڑی ۱۲ منہ

جاتے ہین کہ جو اُنکے نوع کو کارآمد اور ضروری ہین اور اُن چیزون سے اُنکی صورت نوعیہ کو منع کیا جاتا ہی جو اُنکے حق مین ضار اور خلل انداز ہین کہ اُنکے بھینس پر حرام ہے کہ وہ گوشت کھائین اگر اس حرام کا ارتکاب کرین تو اسکی سزا اُنکو وہین ملے بشیر پر کھانس کھانی حرام اور گوشت کھانا فرض ہی اس حکم کو عدول کرے تو سخت مضرت اُٹھاے نقصان کے جہنم مین جاے شہد کی مکھیون پر یہ فرض کر دیا کہ درختونکے پتے اور پھول اور پھل دیکھکر کھائین پھر اپنے نبی نوع کے لیے ایک گھر بنائین اور وہان شہد اس طرح سے بھرین اور اپنے سردار یعسوب کی اطاعت کرین الغرض اور بہت سے حالات ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین۔ الغرض اس وحی مین ہر ایک چیز شریک ہی اور ہر نوع کی شریعت جداگانہ ہی اور ہر نوع اُس شریعت کی مجبور اپابند ہے چنانچہ ان آیات مین سیطرف اشارہ ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وقال وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ علاوہ انکے اور بہت سی آیات ہین۔ قرآن مجید کی خوبیونمین ایک بڑی خوبی یہ بھی ہی کہ اسمین ہر ایک قسم کی حکمت اور ہر چیز کے سر کیطرف اشارہ ہے کلام الہی مین یہ خوبی ضرور ہونی چاہیے اور انہین وجوہ سے اسکا مثل بنانا محالات سے ہی۔ مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون حاصل کلام یہ کہ وحی والہام مین ہر چیز شریک ہے اور ہر ایک اُسکی اطاعت پر سر بسجود ہی اور یہی اطاعت اُنکا ذکر اور یہی اُنکی تسبیح وتقدیس کہ جس سے کوئی جزو عالم خالی نہین ؎ ہذکرش ہر چہ بنی در خروش است ؎ ولے داند درین معنی کہ گوش است ؎ نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست ؎ کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست ؎ لیکن اس وحی اور اس الہام کی جدا زبان ہے جس زبان سے ہر چیز اُس سے بات کرتی اور اپنے دردل کو ظاہر کرتی ہی وہ اور زبان ہی۔ باغ مین سرو دست بستہ کھڑا ہو کے جس زبان سے عرض حال کر رہا ہی وہ اور ہے۔ دریا اور پہاڑ اور ہیبت ناک جنگل بلکہ انسان کا ہر ہر عضو بلکہ عالم کا ہر جزو جس زبان سے کلام کر رہا ہی وہ اور زبان ہے یہ زبان کہ جس سے ہم باہم بولتے چالتے ہین اور زبان ہی اُس زبان مین نے آواز اور نے حروف اور بغیر الفاظ کے وحی آتی ہے چنانچہ اس آیت مین سیطرف اشارہ ہی وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ وقال وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَقَالَ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا اس قسم وحی کے علاوہ ایک دوسری قسم وحی اور الہام کی اور بھی ہے کہ جسکے ساتھ حضرت انسان رہا کوئی اور نوع ذی عقل مخصوص ہی چونکہ جمادات مین سے اعلی درجہ کی جمادات نباتات ہو جاتے اور جسم نامی کہلاتے ہین اور جسم نامی جو اور زیادہ ترقی کرتا ہی تو حیوانیت کے درجہ مین پہنچتا ہی پھر اعلی کمال حاصل کرتا ہی تو انسان ہو جاتا ہے پس انسان ان جمادات نباتات حیوانات مین چونکہ اعلی اور مخصوص ہی تو اُسکے لیے وحی اور الہام بھی بہ نسبت اور چیزونکے مخصوص ہے اسکا دل گذرگاہ خداوند تعالی ہی اسکا رابطہ خدا کے ساتھ سب سے نزدیک ہی ؎ ارض وسما کہان ترا وسعت کو پاسکے ؎ میرا یہی دل ہے وہ کہ تو جس مین سما سکے ؎ انسانکے دل پر جو کچھ واردات غیبی ظہور کرتی ہین سب وہین سے آتی ہین اور ہر وقت ملہم غیبی اُسکو دہانکی بات تلقین

---

۱۵ چنانچہ اس آیت مین اسکا بیان ہر وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ ترجمہ تیرے خدانے شہد کی مکھیون کو حکم کیا کہ پہاڑون اور درختون اور چھتون مین گھر بناے اور ہر طرح کے پھل کھاے اور سواراحون سے سمٹ کے نکلے نکلتا ہی اُنکے پیٹ سے شہد مختلف رنگون کا کہ جس مین لوگون کی شفا اور نتائی ہی اُنکے لیے جو فکر کرتے ہین ۱۲ منہ ۱۵ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہین (یعنی فرمانبرداری) آسمان والے اور زمین والے ۱۲ منہ ۱۵ اور آفتاب اپنے ٹھکانے پر چلتا ہی یہ اندازہ ہی زبردست خبردار کا ۱۲ یعنی خدانے جو اندازہ کر دیا اُسکے موافق چلتا ہی اور چاند کے لیے ہم نے منزلین مقرر کر دین کہ ہر ایک منزل کو ایک دن مین طے کرتا ہی یہانتک کہ پھر ٹیڑھی شاخ کی مانند ہلال نظر آتا ہی آفتاب کو یہ دست نہین کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہی اور ہر ایک ستارہ آسمان مین تیرتا پھرتا ہی ۱۲ منہ ۱۵ اور تیرے رب نے مہال کو یہ وحی بھیجی کہ تو پہاڑ نہین گھر بنا۔ اور ہر طرح کے میوے کھا کے شہد بنا ۱۲ منہ ۱۵ اور خدانے ہر آسمان مین وحی بھیجی ۱۲ منہ ۔۔۔۔۔

کرتا رہتا ہے۔ مگر اسکا خمیر ایسے متضاد الطبائع سے ہوا ہے کہ جسکی صورت نوعیہ کا مقتضے طبعی تاریکی اور اضلال ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ انسان کی روح کو جسکو حکما نفس ناطقہ کہتے ہین اور جوہر سماوی اور نور الٰہی کے لقب سے ملقب کرتے ہین اگرچہ ذاتی بلکہ حادث ذاتی ہے لیکن اس جسم کے مرکب ہونے سے ہزارہا سال پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جسکو مقدس ہین کہ جسکو اسکا اصلی وطن کہتے ہین رہی ہے تو ان دست پرورد مرغ گستاخ کہ ببوت آشیان سپہر وان ازین کاخ پرداز آشیان بیگانہ گشتی پرچودونان چندین دیرانہ گشتی پہنشان بال وپر آمیزش خاک پہ پرتاکنگرہ ایوان افلاک پھر اس جسم کے پتلے سے اسکو بابستہ کر دیا۔ اور اس بات کا بار گران (کہ اس جسمانی آلے کے ذریعے سے اپنے لیے اور کمالات زائد حاصل کرے نہ کہ اپنی اصلی استعداد اور ذاتی نورانیت کو اسکی صحبت مین زائل کرے) اس ناعاقبت اندیش کے سر پر دھریا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۵ آسمان بار امانت نتوانست کشید و قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند پس اس جوہر نورانی کا مقتضا قوت ملکیہ ہے اور اس جسم ظلمانی اور صورت حیوانی کا اثر قوت بہیمیہ آدمی زادہ طرفہ معجونیست از فرشتہ سرشتہ و از خیوان گرگ دمیل ازین بود و بہ ازین گرگ دمیل آن بود بدان اور کبھی یہ دونون قوتین باہم مصالحت کر کے رہتی ہین اور کہین جنگ کشتی اور تحالف کے صدمے سہتی ہین پھر کبھی یہ غالب اور یہ مغلوب اور کبھی برعکس مغلوب ان قوی ملکیہ و بہیمیہ کے اجتماع سے باعتبار کم زیادہ ہونیکے بیشمار مراتب پیدا ہوتے ہین مگر زیادہ قابل لحاظ یہ آٹھ قسم ہین چار قسم اس صورت مین پیدا ہوتی ہین کہ جب ملکیہ اور بہیمیہ دونون معدالت پیدا کرکے ایک مزاج خاص حاصل کرین (اول) یہ کہ ملکیہ نہایت غالب ہو اور بہیمیہ بھی شدید ہو مگر ملکیہ کے تابع ہو یہ وہ لوگ ہین کہ امور ریاست دنیا دین پر حاوی ہین اور انتظام ملت و مذہب و تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق مین ممتاز ہین دنیا اور دین دونون کے کمالات انکو حاصل ہوتے ہین بس جسطرح کہ عالم ملکوت کے اسرار انکے دلون مین منکشف ہوتے ہین اور وہانکی چیزین انکو عیانًا دکھائی دیتی ہین ملائکہ اپنی اصلی حالت پر بھی انسے نظر اگر کلام کرتے ہین اسیطرح دنیاوی اصلاحات اور انتظامات اور تدابیر جزئیہ مین بھی یہ لوگ کامل ہوتے ہین ۵۱ یہ وہ لوگ ہین کہ جنکو انبیاء اولوالعزم کہتے ہین (دوم) وہ کہ قوی ملکویہ تنہا انکے علوپر اور قوی بہیمیہ ضعیف پر ہون یہ لوگ انتظام و مصالح دنیا وہ مین انسے کم ہین لیکن وہ بھی انبیاء ہین (سوم) وہ لوگ ہین کہ انکے قوی بہیمیہ اور ملکیہ دونون ضعیف ہین یہ لوگ وہ ہین کہ جو بھاری کام سونپے خواہ دینی ہون یا دنیاوی

---

۵ چنانچہ یہ آیت اس دعوی پر دلیل ہے ۱۲ اور جب تیرے رب نے بنی آدم الایعنی خدا نے بنی آدم کی ذریات کو انکی پشت سے روز میثاق نکالا امام احمد نے روایت کیا ہے کہ خدا نے آدم کی پشت کو مسح کیا اسکی تمام ذریت جو کہ قیامت تک ہونہار تھی چیونٹیون کی طرح نکل پڑی سب سے خدا نے خطاب کر کے پوچھا الست بربکم کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون قالوا بلی سب نے کہا ہان۔ کہا مین نے تمسے اقرار لیا اور تم کو تمہارے لیے گواہ بنا لیا ہے مین دنیا مین تمکو بھیجتا ہون اور تمہارے پاس تمہارے لیے ہادی یعنی رسول اونگے اوسوقت ہر ایک کو اسکی تعلیم قبول کرنی پڑیگی وہ لوگ اس روز کے عہد کو یاد دلائینگے پس جو کوئی انکار کہانہ مانیگا اور نور فطرت کو چھوڑ کر اندھیرے مین پڑیگا تو قیامت کو اسکا عذر قبول نہوگا کہ یہ برا ایمان شرک و کفر تو ہمارے بڑون نے کی تھین اور ہم تو انکے مقلد تھے جیسے خدا کے دین موافقہ کرنا ہو کیونکہ یہ عذر بعد اسکے کہ وہ خود عہد کر چکے ہین مسموع نہوگا انتہے ملخصا) ۵۲ جسطرح آئینہ کو مٹی ملنے اور گرد پڑنے سے تعشیہ پڑتے ہین تاکہ اس خاکے دور ہونیکے بعد یہ خوب چمک جاوے اسیطرح انسان کی روح کو جو آئینہ سماوی ہے کہ جسمین تمام غیب کی صورتین بشرط صفا ہونیکے نظر آتی ہین جسم خاکی سے متعلق کر دیا کہ اسکی مفارقت کے بعد کہ جسکو موت کہتے ہین اسکے تخم کمالات اور اسکا جوہر چمک آٹھے اور جمال جہان آرا کے نور منقش ہو جاوے پس جس نے اسکو سنوار لیا اسنے فلاح پائی اور جس نے اصلی جوہر کو بگاڑ لیا اُس نے خرابی اُٹھائی ۱۲ منہ

۵۳ اسی لیے جسطرح ہمارے نبی علیہ السلام نے دینی اور روحانی تعلیم مین کوئی بات نہین چھوڑی اسیطرح جسمانی اور دنیاوی اصلاح اور انتظام کی باتین بیع و شرا غسل طہارت کی بھی اعلےٰ سے لیکر ادنی تک اجمالا یا تفصیلا سب بیان فرما دین حتی کہ استنجا کرنا اور پاخانے مین ڈھیلا لینا بھی تعلیم کر دیا رات کو چراغ گل کر کے دروازہ بند کر کے برتن ڈھکا منہ بند کر کے سونا بھی بتا دیا وقس علیہ۔ اور اسی جیسا کہ آپ اس طاقت کو پہنچے تھے کہ جسم اطہر روح کی طرف شب معراج آسمانون پر پہنچا اسیطرح قوی بہیمیہ کی باتون عورتون سے رغبت رکھنے اور نو بیویون کے پاس ایک شب مین دورہ کرنے اور شجاعت اور طاقت مین کمال رکھتے تھے ۱۲ اور اسی سے دشمن اور ہم مخلوق کے شامل حوض کوثر ہونے مین تھا حوف مشدودہ کاہ اور صراب باعتبار قوت جسمانی کے دنیاوی کامون مین بہت چیت مین مصروف رہتے مگر اسی حال مین بسبب حضوت ملکیہ کے ذات پاک مین مستغرق رہتے تھے جو بعض نادان اس نکتہ سے واقف نہین وہ آنحضرت علیہ السلام کے بکثرت نکاح کرنے وغیرہ باتون اور جزوی تعلیم پر طعن کرتے ہین اور اس نازک کے متحمل نہوے اور بعض بیہودون نے جیسا کہ بادری فنڈر اور عماد الدین اور اللہ الہدی وغیرہم ہین دفتر کے دفتر اسی بارہ مین سیاہ کر دیے اور بندگان خدا کو

بوجہ سستی کنارہ کش رہتے ہین یہ لوگ کمالات سے حصہ نہین پاتے (چہارم) وہ ہین کہ جنکے بہیمیہ نہایت غالب اور ملکیہ نہایت پست یہ وہ لوگ ہین کہ جو اکثر شہوات نفسانی ہین سرشار اور تاریکی ہیولانی ہین گرفتار رہتے ہین اور یہی چار قسم اُس دوسری صورت مین پیدا ہوتی ہین کہ جہان قوت ملکیہ اور بہیمیہ مین باہم مصالحت نہین بلکہ تجاذب اور تخالف ہے۔ اور ان اقسام مین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جسکی قوت بہیمیہ نہایت تیز ہوگی وہ مجاہدات اور ریاضات کا زیادہ محتاج ہوگا بالخصوص صفات تجاذب پس جب اُسکی قوت ملکیہ زور کریگی تو معارف مین زیادہ مصروف ہوگا اور بسبب غلبہ بہیمیہ کے اعمال کی چندان پروا نکریگا اور جب اُسکی ملکیہ مغلوب ہوگی تو بہمہ تن دنیا ہی مین مصروف ہوجائیگا اسکا ایکسان حال کبھی نرہیگا۔ اس اصول سے تمام اہل اللہ صدیقین و شہدا کے مراتب اچھی طرح معلوم ہوسکتے ہین اور اشرار کے درجات بھی بخوبی سمجھ مین آسکتے ہین۔ المختصر اس الہام اور وحی سے ہر فرد بشر فیضیاب ہے لیکن باعتبار شدت وضعف قوی ملکیہ و بہیمیہ کے علی حسب المراتب حصہ ملتا ہے پس جب کسیقدر قوت ملکیہ اُسطرف متوجہ ہوتی اور بہیمیہ کے پنجے سے نجات پاتی ہے تو اُسپر وہان کی باتین القا ہوتی ہین اور اچھے خیالات پیدا ہوتے ہین اور جب قوت بہیمیہ کی ہوا چلتی ہے تو اُسکے مقتضے کے موافق شہوانی باتین سوجھتی ہین چنانچہ اس حدیث مین کہ ہر شخص کے دل پر ایک نیکی کا فرشتہ الہام کرتا ہے اور بدی کیطرف شیطان بلاتا ہے یہ طرف اشارہ ہے پس انسان کی سعادت اور شقاوت کی باتین (کہ جنکو شریعت کہتے ہین اور جنکا الہام ہونا رحمت الہی کے نزدیک نہایت ضروری تھا) اس قابل نہ تھین کہ ہر کس وناکس کے الہام اور وحی پر چھوڑ دیجائین بلکہ اُنکے لیے ایسے شخص کا الہام ضروری ہے کہ جو قوت بہیمیہ کی تشویشات اور شوائب بشریہ سے معصوم ہون اور اُنکا الہام بھی نہایت اعلی طور پر ہو کہ جسکو وحی بواسطہ جبرئیل کہتے ہین پس یہ لوگ انبیاء ہین۔ اور یہان سے آپکو ضرورت نبوت بھی خوب معلوم ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تمام افراد نوع مین نفوس انبیاء سب سے زیادہ کاملہ ہوتے ہین اور یہ بھی کہ انہین کے وسیلہ سے عالم قدس کے فیوضات انسان کو نصیب ہوتے ہین جسنے اُنکے حکم سے سرتابی کی وہ اپنے کمالات سے اسطرح محروم رہا کہ جسطرح نفس بنباتیہ کی نافرمانی سے شاخ اور پھول وپھل محروم ہوکر سوکھ جاتے اور بگڑ جاتے ہین اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے[1] اِسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ پس تو آپکو خوب معلوم ہوگیا کہ الہام مین سب سے بڑا شریک ہین ہر مصنف کو اور ہر شاعر کو اور ہر واعظ کو بلکہ ہر ایک کام کے کاریگر کو بھی الہام ہوتا ہی لوہار بڑھئی کو اپنے کام مین الہام ہوتا ہے کہ جس سے وہ طرح طرح کی صنعتین اختراع کرتا ہی پھر اسمین بھی متفاوت درجے ہین جو لوگ کہ ہمہ تن اسمین مستغرق رہتے ہین اُنکی قوت متخیلہ یہانتک غلبہ کرتی ہے کہ وہ خیالات اُنکو مجسم دکھائی دیتے اور کبھی آوازین سنائی دیتی ہین لیکن یہ آوازین ہاتف غیب کیطرف سے نہین ہوتین بلکہ درحقیقت وہان سوائے اُنکے خیالات کے اور کچھ نہین ہوتا جیسا کہ مجنون آدمی خیالی صورتون سے باتین کرتا اور اُنکو دیکھتا ہی یا بیمار آدمی غلبہ مرض مین کچھ کچھ دیکھتا سنتا ہی بعض کو بخار آتا ہوا معلوم ہوتا ہی لیکن یہ سب حالات اُن لوگونکے ہین کہ جنکے قوی بہیمیہ اور صفات بشریہ غالب ہین کہ جنکا عوام الناس لقب ہے اور جنکے قوی ملکیہ غالب ہوتی ہے وہ ان خیالات سے بالکل پاک ہین پھر انکی دو قسم ہین کیونکہ یا تو انکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہی یا ذرا کم قسم اول انبیاء علیہم السلام ہین کہ جنکو باعتبار اختلاف حالات کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہی کبھی تو خواب مین (جسمین اس جسم سے توجہ کم ہوتی ہے اور اُس عالم کا پردہ اُنسے اُٹھ جاتا ہی ملائکہ کے ذریعے سے اور کبھی دوبدو خدای پاک سے ہمکلام ہوکر مستفید ہوتے ہین اور کبھی بیخیبات عالم مثالی مین متشکل ہوکر دکھائی دیجاتے ہین اور کبھی حالت بیداری مین کہ جب ملکیہ کا نہایت غلبہ ہوتا ہی تو یہ تینون صورتین پیش آتی ہین اول یہ کہ وہ فرشتہ کہ جسکو ناموس اکبر یا جبرئیل کہتے ہین پیغام الہی پہنچاتا ہی پھر اُسکے بھی کئی طور ہین۔ اوّل یہ کہ جبرئیل کسی شکل مین ظاہر ہوکے مطلع کرجاوے چنانچہ جنگ احزاب کے بعد جبرئیل آدمی کی شکل مین غبار آلودہ ظاہر ہوئے اور یہ کہہ گئے کہ آپ اسے نبی اللہ جنگ سے فارغ ہوگئے لیکن ہم نہین ہوئے چلیے بنی قریظہ کا محاصرہ

قسم اول الہام انبیاء

[1] حکم مانو اللہ اور رسول کا جبکہ تمکو وہ ان باتونکے لیے بلائین جو تمکو ہمیشہ زندگی بخشتی ہین ۱۲

کیجیے چنانچہ اس حدیث کو صحاح ستہ مین روایت کیا ہی اور اکثر تو دحیہ کلبی کی صورت مین دکھائی دیتے تھے اور کبھی اجنبی شکل مین اسطرح ظاہر ہوتے تھے کہ جسکو حضار مجلس بھی دیکھ لیتے تھے چنانچہ بخاری وغیرہ بہما محدثین نے بسند صحیح روایت کیا ہی کہ حضرت جبرئیل مسافرانہ صورت مین نہایت سفید لباس مین ظاہر ہوکر آنحضرت علیہ السلام کے زانو سے زانو ملا کر ایمان اور اسلام کے معنے پوچھنے لگے اور آپکے جواب کے بعد خود ہی تصدیق کرتے جاتے تھے پھر حضرت عمر فرماتے ہین کہ ہمکو اسکے اس سوال وتصدیق سے نہایت تعجب ہوا پس جب وہ چلے گئے تو آنحضرت علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمکو ایمان و اسلام کے معنے سکھانے آئے تھے اور اسیطرح دو روز جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کہ ایک روز اول وقت اور دوسرے روز اخیر وقت امام مالک وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہی اس امامت کو بھی غالبًا حضار جماعت نے مشاہدہ کیا ہوگا اور صحیح بخاری مین بھی ہی کہ فیتمثل لی الملک رجلًا فیکلمنی فاعی ما یقول کہ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت مین آکے مجھ سے کلام کرتا ہے تو مین اسکی بات یاد کر لیتا ہون دوم یہ کہ جبرئیل ملکوتی صورت مین خاص آپکو ہی دکھائی دیوین اور کلام الہی یا احکام الہی کبھی مع الفاظ اور کبھی محض مطالب والقاء کر جاوین اور کلام کر جاوین اور کسیکو نہ انکی صورت دکھائی دیوے نہ انکی آواز سنائی دیوے چنانچہ اکثر وحی قرآن مین یہی بات پیش آتی تھی اور کبھی جبرئیل کے وحی لاتے وقت آنحضرت علیہ السلام کو ایک آواز جرس کی مانند سنائی دیتی تھی جیسا کہ صحیح بخاری اور مسند احمد بن حنبل مین ہی اور یہ حالت آپ پر نہایت شاق گذرتی تھی۔ اس آواز جرسی کی اصل حقیقت نبی علیہ السلام سے منقول نہین لیکن علمائے اپنی رائے سے اسکی چند وجہ بیان کی ہین بعض کہتے ہین کہ ملائکہ کے پرونکی آواز تھی بعض کہتے ہین کہ تنبیہ کرنیکے لیے یہ تیز آواز آتی تھی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

صورت دوم دوسری بیداری کی یہ حالت ہے کہ تجلی ذاتی ہو کر خود بخود خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہو جاوین جیسا کہ وہ طور پر موسیٰ کو یہ معاملہ پیش آیا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما اور شب معراج مین یہ بات آنحضرت علیہ السلام کو پیش آئی **تیسری** یہ صورت کہ حالت بیداری مین عالم ملکوت کا مشاہدہ و تجلی ہو کر اسرار غیب پر مطلع ہو جاوین چنانچہ نماز کسوف مین یہ بات آپکو پیش آئی چوتھی ایک اور صورت بھی ہی اور وہ یہ کہ فرشتہ غائبانہ آواز سنا کر بتاوے کہ جسکو ہاتف غیب کہتے ہین اس مقام پر ایک بات قابل بحث ہی وہ یہ کہ اور جس قدر وحی یا الہام انبیاء کی قسمین بیان ہوئین سب ٹھیک ہین مگر جبرئیل کے ذریعہ سے الہام ہونا یا وحی آنا اور جبرئیل کا مطالب کو کبھی بالفاظ اور کبھی محض معانی والقاء کرنا کیون ہی؟ کیا اپنی قوت ملکیہ سے خود بخود پیغمبر علیہ السلام خدا سے ہمکلام نہین ہو سکتے تھے؟ اسکا جواب یہ ہو کہ تنقل سے تو جبرئیل علیہ السلام کا الہام اور وحی مین واسطہ ہونا بخوبی ثابت ہے چنانچہ وہ احادیث صحیحہ جو اس بارہ مین وارد ہین انکا تو کوئی شمار ہی نہین مگر آیات قرآنیہ بھی اس امر مین بیشمار وارد ہین منجملہ انکے یہ ہی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی کہہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو سو ہوا کرے مگر اسنے تو یہ قرآن تیرے دل پر خدا کے اذن سے اتارا ہی از انجملہ یہ ہی يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ کہ خدا جبرئیل کو جسکے پاس چاہتا ہی بھیجتا ہی از انجملہ یہ ہی إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ۝ یہ قرآن اس رسول کریم کا سخن ہی کہ جو قوت والا اور خدا کے نزدیک معزز اور امین ہی یعنی جبرئیل اور تمہارا نبی (محمد علیہ السلام) کچھ دیوانہ نہین (کہ اپنے خیالات کو مجنون

لہ یہی ہو سکتا ہی کہ وحی کے وقت ملائکہ کا زور اور ہیبت کا تمثل ہوتا ہو جسمین ہم مین ایک مناسبت سی پیدا ہو تی ہے جسم مین ایک انقلاب عظیم سا پیدا ہوتا ہو جس سے جھنجھاہٹ کی سی آواز بھی کان مین آتی ہی اور پسینا بھی آجاتا ہی بظاہر بیہوشی کی سی حالت بھی ہو جاتی اور کبھی خراٹا بھی لگ جاتا ہی یا تشبیہ جب آہ بخار کا وقت اور دورہ شروع ہوتا ہی تو حالت صحت و مرض مین انقلاب عظیم پیدا ہونے سے اصوات تنبیہ وغیرہا باتین محسوس ہونے لگتی ہین حالانکہ ان دونون حالتون مین جو مرض اور وحی کی کیفیت پیدا ہوتے ہین زمین و آسمان کا فرق ہی پس وہ جو روایات مین ہی کہ آنحضرت کو وقت وحی پسینا آتا تھا اور بیہوشی سی ہو جاتی تھی یا کبھی خراٹے کی آواز بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محسوس ہوتی تھی غالب انکار ہی سبب تھا جسکو بسل حمدانی وغیرہ الال بچھڑون نے کہین مسیح کا دورہ کہین کچھ تجویز کر کے آنحضرت علیہ السلام کو مجنون

کیطرح جبرئیل اور وحی سمجھ جاوے) اور اُسنے جبرئیل کو (اسکی صورت اصلیہ پر) کنارہ آسمان پر دیکھا ہی اور وہ غیب کی باتونمین بخیل نہین اور یہ قرآن شیطان کا قول نہین (کہ کوئی یہ گمان کرے کہ شاید شیطان جبرئیل کی صورت مین آتا ہو) پس تمہارا خیال کدھر جاتا ہی (کہ جیسی ویسی بدگمانیان کرتے ہو) قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (کہدو کہ اس قرآن کو تیرے رب کیطرف سے سچائی کے ساتھ روح القدس نے اُتارا ہے یعنی جبرئیل نے اور ستر اسکا یہ ہی کہ جنکو انبیاء کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جنکے نفوس مُزکّاہ ہر طرح کی لوث بشری سے پاک صاف ہوتے ہین اور جنکو ملاء اعلیٰ مین لوگونکی رہنمائی اور اصلاح دارین کے لیے ممتاز بنایا جاتا ہی قال تعالیٰ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ انکی اطاعت کا قرنون تک لوگونکے دلونمین میلان اور شوق ڈالا جاتا ہی انکے موافق پر رحمت اور مخالف پر لعنت اُترتی ہی اور یہی وجہ ہی کہ آجتک ہزارہا برس سے تخمیناً تمام عالم کہ جسمین طرح طرح کے لوگ ہین انبیاء علیہم السلام کے تالیع چلا آتا ہی آخر کچھ تو بات ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور علماء و عقلاء حضرت مسیح علیہ السلام کو مانتے چلے آئے ہین۔ اور تخمیناً تہائی دنیا نے تیرہ سو برس سے ایک شخص یتیم خشک پہاڑونکے رہنے والے یعنی حضرت خاتم الانبیاء پر جان فدا کر رکھی ہی انکا نام دلونکو مقناطیس کیطرح کھینچتا ہی۔ اگر یہ بلا اعلیٰ کیطرف کی منجانب نہین تو پھر کیا ہے؟ تمام یورپ اور امریکا اور ایشیا اور افریقہ مین ان چند شخصونکی مانند کوئی فارمر یا وعظ یا اپنی قوم کا ترقی خواہ یا کوئی حکیم و فلاسفر یا کوئی ریاضیات کا امام یا کلونکا ایجاد کرنیوالا ایسا مقبول اور پیشوا خاص و عام کیون نہوگیا؟ کیا کیسکو اس بات کی آرزو نہوئی ہوگی کیون نہین بلکہ ہزارون اس حرص مین ایڑیان رگڑ کر مر گئے۔ المختصر اسکی معرفت نوع کی اصلاح کے وہ علوم ظاہر ہوتے ہین کہ جنکے حاصل کرنے سے عقول عاجز ہین اور اسکا اتباع ہر فرد نوع پر ایسا لازم اور ضروری ہوتا ہی جیسے کہ درخت یا حیوانات کی صورت نوعیہ کا اُسکے افراد یا یعسوب کا نحل پر پس جسطرح درخت کے ہر پتے اور پھول اور ہر شاخ کی بہبودگی اور اصلاح نفس نباتیہ کے ذریعے سے ہوتی ہی اگر وہ اسکی مخالفت کرین تو اپنے کمالات نوعیہ سے محروم رہجائین نہ پتا بڑھ سکے نہ پھول کھل سکے نہ پھل پک سکے۔ اور جسطرح کہ نفس حیوانیہ شیر کو گھاس کھانی حرام اور گائے اور بھینس پر فرض و واجب کرتا ہی اسیطرح نبی علیہ السلام کی اطاعت فرض ہی وہ بھی ہر شخص کے لیے اُسکی مضر چیزونکو حرام اور ضروری باتونکو فرض تمام کہتا ہی چنانچہ ان آیات مین اسیطرف اشارہ ہی هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (خدا وہ ہے کہ جس نے اُن جاہل لوگون مین انہین مین سے وہ رسول بھیجا جو اُنکو اُسکی آیتین پڑھ سُناتا اور اُنکو پاک کرتا اور کتاب و حکمت سکھاتا ہی اور بلاشک اس سے پہلے وہ صریح گمراہی مین تھے یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ کہ اے مومنو کہا نو اللہ اور رسول کا جب کہ وہ تمکو ایسی بات کیطرف بلاوے کہ جو تمہین حیات (ابدی) بخشے وَقَالَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ کہ رسول لوگونکے لیے پاک چیزین حلال اور گندی چیزین حرام کرتا ہی پس تمام نوع انسان مین سے ان علوم کے لیے انبیاء مخصوص ہونے ضرور تھے اور ان ضروری چیزونکے لیے الہام بھی وہ ہونا چاہیے تھا جو سب صورتونمین اعلےٰ اور بعید عن الخطاء ہو لیکن الہام کی چھ صورتونمین سے تین جو خواب مین پیش آتی ہین اس قابل نہین کیونکہ آلہ خواب مین قوت وہمیہ اور ادراکات عقل صرف کو معارض ہوکر خلط ملط کر دیتی ہی اسلیے مدرکات اپنی مناسب صورتونمین دکھائی دیتے ہین۔

---

۹۱ اصل اسکی یہ ہی کہ تمام اشیاء کا مرکز اصلی اور منبع فوت باری ہی اور اسکا یہ اثر عالم کے ہر ذرہ مین پایا جاتا ہی مقناطیس کے اندر جو جذب ہے وہ اُسکا پرتو ہے پھول جو بلبل کا دل کھینچتا ہی اُسمین ایسکا پرتو ہے پس کامل پرتو اُسکا انبیاء علیہم السلام پھر اولیاء کرام ہین اسی لیے اُنکی طرف تمام عالم کے آپ خود کھنچے چلے جاتے ہین اس حدیث مین اسیطرف اشارہ ہی۔ اور وہ یہ ہی کہ جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہی تو جبرئیل کو کہکر تا ہی کہ مین اس سے محبت کرتا ہون تم بھی کرو پھر بلا اعلیٰ کے لوگ اُس سے محبت کرنے لگتے ہین پھر منادی کر دیجاتی ہی پس وہ محبت زمین پر بھی پھیلتی جاتی ہے یہانتک کہ اہل زمین بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہین اور جس سے خدا کو نفرت ہوتی ہی اُسکی نفرت اسیطرح پھیلتی ہے ۱۲ منہ ۹۲ یعنی حضرت موسیٰ و عیسےٰ و محمد علیہم السلام ۱۲ منہ

لہذا تنبیہ دینے کی ضرورت پڑتی ہی باقی رہین بیداری کی تین صورتین تو انمین سے یہ صورت کہ عالم ملکوت منکشف ہوجاوے سو اسکا مآل کار اسی بات پر آرہتا ہی کہ وہ خدا سے خود ہمکلام ہوجاوے پس ایک دوسری صورت کہ فرشتہ پیغام لاوے قابل اطمینان ہین اور قرآن مجید انہین دو صورتون کو نہین نازل ہوا ہی لیکن انسان کے حالات گو وہ نبی ہی کیون نہو ہر دم یکسان نہین رہتے اسلیے یہ حالت ہمکلامی قلیل الوقوع ہی اسلیے اس صورت مین بہت ہی کم قرآن مجید نازل ہوا ہی فقط سورہ بقرہ کا اخیر شب معراج مین سدرۃ المنتہی سے نازل ہوا (کما فی الاتقان) پس زیادہ کار برآری کی یہی صورت رہی کہ ناموس اکبر یعنی جبرئیل علیہ السلام آنحضرت کو اپنی صورت ملکیہ مین نظر آوین اور بالفاظ کلام پہنچاوین کہ جسکو وحی متلو اور قرآن بھی کہتے ہین اور اسکے علاوہ اور جسقدر صورتین ہین سکو وحی غیر متلو اور سنت اور کبھی حدیث قدسی بھی کہتے ہین رہی یہ بات کہ جبرئیل وہ کلام کہانسے لاتے تھے کسی تختے پر لکھا ہوا دیکھکر یاد کرآتے تھے یا پس پردہ خدا سے سن لیتے تھے جیسا کہ عوام مین مشہور ہی واہی جس بنا پر سید احمد خانصاحب نے اعتراض کیا ہی تو اسکی تحقیق یہ ہی کہ بیشتر فصل ملائکہ مین آپ فرشتے کی حقیقت سے واقف ہوچکے ہین کہ یہ نورانی لوگ ہین کہ جنکو علی حسب مراتب جناب باری سے تقرب ہوتا ہی اور جسکے جبرئیل نہایت درجہ کے ملائکہ مقربین مین سے ہین انکو خدا پاک سے ہمکلام ہونا ہر وقت آسان ہی لیکن خدا اور فرشتونکا باہم کلام اس آواز اور ان حروف سے نہین کیونکہ یہ چیزین تو اس عالم مین ہمارے مضامین دلی کے ادا کرنیکے واسطے آلات ہین اور کبھی ہم بھی بغیر ان حروف اور صوت اور تلفظ کے باہم کلام کرلیتے ہین خیر اعلی الوک تو قوت روحانیہ سے بات چیت صدہا کوس کے فاصلہ سے کرسکتے ہین مگر تار برقی وغیرہ آلات سے ہم بھی چپ ہوکر لب بند کرکے کلام کرسکتے ہین پس جبرئیل علیہ السلام علم الہی سے کہ جسکو قلم اور لوح محفوظ کہتے ہین مطلع ہوکر اور الفاظ بھی وہین سے تلقین پاکر آنحضرت علیہ السلام کو حسب حاجت پہنچا جاتے تھے۔ اور اس قرآن کی عالم مثال مین ایک صورت خاص ہی کہ جسکو میت المعمور مین یکبارگی نازل کرنیکے ساتھ تعبیر کرتے ہین اسکے ساتھ تمام نازل شدہ قرآن کو مطابق کرکے آنحضرت کو خوب یاد کرادیتے اور آیات کی ترتیب باعتبار تقدیم و تاخیر کے بھی اسیکے مطابق مقرر کردیتے تھے گو نازل ہونے مین اس ترتیب کا لحاظ نہوتا تھا پہلے کا پیچھے اور پیچھے کا پہلے حسب حاجت نازل ہوجاتا تھا خلاصہ یہ کہ پیغمبر علیہ السلام ان الفاظ اور معانی کو جبرئیل سے حاصل کرتے تھے اور پھر حفاظ کو یاد کرادیتے اور کاتبین وحی سے لکھوادیتے تھے اور خود بھی بخوبی حفظ کرتے تھے۔ اب اس مقام پر یہ شبہہ کرنا کہ خدا کے کلام مین تو حروف اور آواز نہین ہی پھر جبرئیل نے وہ کیونکر سنا ہوگا صہ۲۶ جیسا کہ سید احمد خانصاحب امام رازی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہین محض لغو ہے پھر اسکا یہ جواب دینا کہ ممکن ہی کہ خدا نے جبرئیل مین ایسی سماعت پیدا کی ہو کہ خدا کا کلام سن لیتا ہو الخ سفیدہ ہی مگر یہ جواب دینا یا یہ ہوا ہو کہ اللہ تعالی نے کسی چیز جسم دار مین سے خاص طرحکی آوازین ٹھہر ٹھہر کر نکالی ہون اور جبرئیل نے بھی اسیکے ساتھ آواز ملائی ہو پھر اللہ تعالی نے جبرئیل کو بتلادیا ہو کہ یہ وہی عبارت ہی جو ہمارے کلام قدیم کو پورا پورا ادا کرتی تھی محض لغو ہی حضرت امام فخر رازی کی شان سے یہ بالکل بعید ہی چونکہ سید صاحب نے کسی مقام کا حوالہ نہین دیا لہذا ہم یہ گمان کرتے ہین کہ یہ تقریر کسی کی امام نے علی السبیل قیل نقل کی ہوگی پھر اسپر سید صاحب کا یہ اعتراض دل کھولکر کرنا یہ تقریر ہمارے علماء قدیم کی اسی قسم کی تقریرون مین ہی جنپر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجھتے ہین الخ صہ۲۷ بناء الفاسد علی الفاسد کا مضمون ہوا ایسی بے بنیاد تقریرون پر نظر کرکے سید صاحب جبرئیل اور وحی کے منکر ہوگئے ہین افسوس آپکو اس بارہ مین تحقیق کا کلام دستیاب نہوا **قسم دوم** انبیاء سے کمتر درجہ کے لوگونکا الہام ہی ان لوگونکا الہام غالبا پہلی تین صورتون پر مبنی ہوتا ہے

صورت نزول قرآن

جبرئیل قرآن کہانسے لاتے تھے

قسم دوم

لہ ہاتف غیب کی آواز کا اس بارہ مین کچھ شمار نہین ۱۲ منہ لہ خواب مین نے زبان کے بولتے اور نہ آنکھ ظاہری کے دیکھتے ہین کیونکہ خواب مین یہ بند ہوتی ہی الغرض نہ حواس خمسہ کا رہا کرتے ہین ہوشمند اور ہی حواس ہوتے ہین ۱۲ منہ لہ یہ خیال کرنا کہ حفظ کو کوئی تعلق ہی کہ جبرئیل قرآن خط نسخ مین لکھا ہوا تھا پڑھ کے پیچھے سے آدمانا تھی کہ پھر اسکے مطابق آنحضرت علیہ السلام کو پہنچاتے تھے غلط خیال ہی ۱۲ منہ

اور حالت بیداری مین خدا سے کلام کرنا اور بواسطہ ناموس اکبر الہام کا ہونا یہ خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے اسی جگہ سے یہ بات ٹھہر گئی کہ غیر انبیاء کا الہام ظنی ہی گو انکو اسپر پورا اعتماد ہو جاوے مگر بغیر قرائن خارجیہ کے وہ نفس الہام ظنیت کے مرتبہ سے نہین نکلتا اسی لیے اسکا نام الہام اور اسکا وحی اس فرق کیلیے اصطلاح مین مقرر ہوا۔ اسجگہ سے اگر کوئی شبہہ کرے کہ تمنے اول مین خدا سے ہمکلام ہونا ہر چیز کا ثابت کر دیا تھا اور یہان خاص حصہ انبیاء ٹھہرایا تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہان کلام سے مراد ہماری ایک ارتباط خاص ہے اور یہان ایک مواجہہ اور کیفیت مخصوصہ۔ اس تحقیق سے آپکو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صورت متخیلہ کا مشکل ہو کر نظر آنا اور اسکے ساتھ ہمکلام ہونا ان عامی لوگونکی شان ہے کہ جنکا نمبر ہیوست دماغ سے مجنون کے قریب قریب ہے چہ جائیکہ صحیح الحواس پھر اولیا اور مخلص لوگونکا تو کیا ذکر ہے؟ بالخصوص انبیاء علیہم السلام تو اس مرض سوداوی سے بالکل بری اور محفوظ بلکہ معصوم ہین پھر سید احمد خان صاحب کا ان لوگون کے حال پر انبیاء علیہم السلام کے حال کو قیاس کرنا بڑی غلطی ہے۔ اس شبہہ سے سید صاحب کو اور چند متکلمین پیش آئین (۱) یہ کہ جب آپ نے الہام اور وحی اس سوداوی مرض کو فرض کر لیا تو بہت سے لوگونکو نبی کہنا پڑا اور نبوت کے معنی محض رفارمری اور وعظ گوئی رہگئی (۲) یہ کہ جب ایسے سوداوی اسکال جبرئیل ٹھہرے تو اصل جبرئیل اور انکے ساتھ کل ملائکہ اور انکے ذیل مین شیطان اور جن بلکہ کل غیر محسوس چیز ونکا منکر محض بننا پڑا اور جن آیات مین کہ ان چیزونکے ذکر ہین انکی توجیہات بعیدہ کرنی پڑین اور کہین توجیہ نہ بن آئے تو انکار محض (۳) جب یہ لوگ نبوت کا دروازہ کھلا اور ہر وعظ اور رفارمر بالخصوص پورپین جنٹلمین واعظ بھی نبی مانا گیا اور ہر ملک اور ہر زمانہ مین ہر قوم کی ترقی کو نبی کہنا پڑا اور وہان معجزات سے اسکو بالکل خالی دیکھکر اسکی نبوت باطل ہوتی دیکھی تو سرے سے معجزات بلکہ کل خرق عادات ہی کا انکار کر دیا اور جن آیات مین کہ معجزات انبیاء اور خرق عادات مذکور ہین انکی مبنی بتاویلات اور کہین انکار کیا (۴) یہ کہ جب نبوت ایسی ہلکی چیز ٹھہری تو جملہ عبادات ساقط عبادت کیا مسلمانونکے لیے دنیا حاصل کرنیکے وسائل کی تعلیم اور یہی ترقی اسلام (۵) جب عبادت و ریاضت ندارد تو پھر جنت کی نعماء اور دوزخ کی مکالیف کا بھی انکار محض اور ان آیات کی تاویلات رکیکہ اور ان چیزونکے انکار سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جب عقبیٰ کا ڈر اور امید جیسا کہ چاہیے کچھ بھی نہ رہا تو پھر جائز ناجائز حلال و حرام طور سے دنیا حاصل کرنیکا پورا موقع ہاتھ آویگا۔ شاید اسی اعتماد پر خاصصاحب بہادر اپنے مدرسہ کی تعلیم اور اپنے اقتدار کو دنیا کی بہبودی کے لیے بڑے زور سے وسیلہ بتلاتے اور کافہ انام کو اسطرف رغبت دلاتے ہین۔ اب معلوم نہین کہ یہ خیالات سید صاحب کی بیباکانہ طبیعت کا نتیجہ ہین یا یورپ کے بعض ملحدون کی صحبت کا اثر ہر چہ باشد مگر انجام کار ہی خدا تعالیٰ انکو اور انکے متبعین کو اس تاریکی سے نجات دیوے آمین ف جب آنحضرت علیہ السلام پر وحی آتی تھی تو آپکو ایک کیفیت استغراقیہ پیدا ہو جاتی تھی اور ایک عجیب حالت ہیبت آتی تھی ظاہراً اسکا یہ سبب ہے کہ روح القدس کے نازل ہوتے وقت کیفیت فرح یا فرح کی پیدا ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے حواریون پر روح القدس نازل ہونیکے وقت ایسی کیفیت پیدا ہوئی تھی کہ جسکو بعض لوگ نشے کی حالت گمان کرتے تھے چنانچہ کتاب اعمال باب ۲ مین آتشین زبانین پیدا ہونا اور ہیبت ناک آواز آنا وغیرہ عجائب باتین مذکور ہین ف جب جبرئیل وحی لاتے تو آنحضرت جلد جلد جبرئیل کے ساتھ اسلیے پڑھتے کہ کچھ بھول نہ جائین تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو دور کر دیا اور فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ

سید احمد خان کو غلطی پیش آئی

ف

ف

ف

۱؎ چنانچہ تہذیب الاخلاق مین بابر کیشب چندر اور دیانند سرستی وغیرہم کو بھی نبی کہا ہے ۱۲ ف بعض لوگ چلہ کشی یا کسی اور ریاضت کی وجہ سے یا تو درحقیقت ایسے ہو جاتے ہین کہ آن پر بندریعہ خواب یا بیداری مین کچھ القاء ہوتا ہے یا محض ہیوست دماغ سے اپنے خیالات مین مستغرق ہو کر انکی صور مین دیکھتے اور آوازین سنتے ہین پھر انکو وحی یا الہام قطعی کہتے ہین اور آسپر بڑی بڑی لمبی تراشیان کرتے ہین اور قرآن کی ان آیات کو جو خاص انبیاء کی شان مین وارد ہین کچھ الفاظ کم زیادہ کر کے اپنے اوپر تطبیق کرتے ہین یہ سب لغو اور بے اصل باتین ہین اور یون اپنے الہام یا بیکار کاشفہ کو قطعی کہنے کے لیے کیا چاہیے ہر شخص مدعی نبوت اور جبرئیل کے آنیکا دعوی کر کے احکام الہی اور قرآن مین تغیر و تبدل کر سکتا مدعی ہو سکتا ہے اور صدہا جہلاء بھی اسکے تابع ہو سکتے ہین ۱۲ منہ

وَقُرْاٰنَهٗ الایہ کہ آپ جلدی نہ کیجیے ہمنے ذمہ لیا ہے کہ قرآن کو تمام وکمال جمع کراکے پڑھوادینگے شبہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ الایہ کہ ہرنبی کی آرزو میں شیطان کچھ ملادیتا ہی پھر خدا آمیزش شیطان کو دورکرکے اپنی آیات کو ثابت رکھتا ہی۔ اور اسی آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس سے شیطان کی آمیزش وحی اور کلام انبیاء میں اچھی طرح سے ثابت ہوتی ہی اور وہ یہ کہ آنحضرت علیہ السلام ایکبار سورہ نجم کی یہ آیات مجمع عام میں کہ جہاں بت پرست بھی موجود تھے پڑھ رہے تھے وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى الایہ تو آپ کی زبان سے بیساختہ شیطان نے بت پرستوں کے خوش کرنیکو یہ کلمہ نکلوادیا تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی یہ بڑے بڑے قدآور بت ہیں انکی شفاعت مقبول ہی اور بعض مفسرین یہ کلمہ شیطان نے آواز میں آواز ملاکر پڑھدیا بہرطور وحی میں شیطان کی آمیزش ضرور معلوم ہوئی اور اس قصہ کو بیضاوی اور صاحب معالم وغیرہما نے نقل کیا ہی اور یہاں سے ایک اور بات بھی پیدا ہوئی کہ ممکن ہی کہ جبرئیل کی شکل میں شیطان آکر کچھ آیات بناکے سناجاتا ہو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ قصہ بالکل جھوٹھا اور ملحدونکی بناوٹ ہی گو بعض سادہ لوح مفسرونے بے تحقیق اسکو لکھدیا ہی کتاب کا اعتبار کھویا ہی مگر محققین نے جیساکہ بیضاوی اور صاحب مدارک اور امام رازی بلکہ جمہور نے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اسکو رد کیا ہی دلائل نقلیہ میں سے یہ آیات ہیں لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ الایہ کہ قرآن مجید میں کسیطرف سے غلطی نہیں ملسکتی نہ باطل کا اسمیں گزر ہوسکتا ہی اور نکے یہ آیت ہے وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ الایہ کہ قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا اور یہ حق کے ساتھ نازل ہوا انمیں سے انکے یہ آیت ہی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی قرآن کو ہمیں نے نازل کیا اور ہمیں اسکے نگہبان ہیں۔ پھر ان آیات کے مقابلہ میں اسلیے اصل قصہ کا کہ جسکو کسی محقق محدث نے کسی سند سے بھی روایت نہیں کیا کیا اعتبار ہی؟ اور اس آیت وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ الایہ میں اس بات کا کچھ بھی ذکر نہیں پھر اس سے استدلال کرنا فضول ہی۔ آیت مذکورہ سے صرف اسقدر ثابت ہے کہ ہرنبی کو کیسا ہی اولوالعزم نبی کیوں نہو مقتضائے بشریت سے خالی نہیں اسکے بعض خیالات میں قوت بہیمیہ کیوجہ سے خطرات نفسانیہ کی ذرا بو آجاتی ہی لیکن خدا اس نبی کو نور نبوت پر ثابت اور قائم رکھتا ہی اور ان خطرات شیطانی کو دفع کردیتا ہی اور اسی لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری مانا گیا ہی لیکن بعض مفسرین کو لفظ تمنی کے معنے قرار دیکر اور آیات سے آیات قرآنیہ سمجھکر اور نسخ کے معنی مصطلح خیال کرکے یہ مغالطہ ہوگیا ہی اس لیے اسکا شان نزول وہی جھوٹا قصہ قرار دینا پڑا اور بہت واقعی باتیں جو اسکا محل ہوسکتی ہیں خیال سے دور کردیں منجملہ انکے یہ بات بھی ہی کہ مشرکین مکہ نے جو اپنی دنیاداری کی وجہ سے نہایت متکبر تھے انکو غریب اور مفلس مسلمانونکے ساتھ ملکر آنحضرت علیہ السلام کی مجلس وعظ میں بیٹھنا نہایت شاق گزرتا تھا آپ سے عرض کیا کہ اگر ہمارے لیے کوئی خاص وقت معین فرماوین تو ہم حاضر ہوسکتے ہیں آپکو چونکہ ہدایت خلق اللہ مقصود تھی اسلیے یہ خیال آیا کہ اگر انکے لیے جدا وقت مقرر ہوجاوے تو کیا مضائقہ ہی لیکن یہ بات خدا کو ناپسند معلوم ہوئی کیسلیے کہ خدا کے روبرو اسکے مخلصین کو دنیادار کے لیے ذلیل سمجھکر متکبرانہ حاضر ہونا انکے لیے مفید نہوگا اور عام مسلمانونکے دلونمیں دنیا کی وقعت ہوجائیگی سو یہ شیطانی القاء اور یہ آپکی تمنی اور یہ خدا کا اسکو منسوخ فرمانا تھا نہ کہ وہ بات۔ اور اگر بطور الزام کلام کیا جاوے تو اس آیت سے اگر کچھ بات آمیزش شیطانی کی ثابت ہوسکے گی تو پہلے انبیاء میں ثابت ہوگی نہ کہ آپ میں کیونکہ اسمیں یہ صریح ہی کہ تجھ سے جسقدر پہلے انبیاء ہیں انکا یہ حال ہی نہ کہ آپ ختم المرسلین کا۔ یہ بات مشہور ہی کہ المعترض کالاعمی وہ حق فاحق کچھ نہیں دیکھتا اسکو اعتراض کرنیکے واسطے ذرا سہارا ملنا چاہیے اسلام کے

وہ مخالف لوگ (کہ جنکی آنکھون پر تعصب کی پٹی بندھی ہو اور اُنھون نے حق وناحق اسلام کی توہین کا بیڑا اُٹھا رکھا ہو بلکہ اسی بات کی تنخواہ بھی پاتے اور خدا ترسی کو عمل مین نہین لاتے ہین ایسی ایسی بے سند باتون سے اسلام پر بڑا اعتراض کرتے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب اور پادری عماد الدین صاحب پانی پتی اور پادری صفدر صاحب اکبر آبادی اور ماسٹر رامچندر صاحب دہلوی نے تو کوئی دقیقہ ہی باقی نہین رکھا اپنے ہم مذہبون کے خوش کرنیکو بڑے بڑے ضخیم رسالے بناکر مشہور کر دیے کہ جنکا جواب ناچار اہل اسلام کو دینا پڑا۔ ماسٹر رام چندر صاحب نے تحریف القرآن نام پندرہ سولہ جزو کا رسالہ اسی بیان مین لکھا ہی فقیر نے اُسکے جواب مین تعریف القرآن لکھکر پادری صاحبونکی ناحق زبان درازی بتلائی ہو واللہ یہدی من یشاء الی صراط السلام۔ زیاس بات کا جواب کہ شیطان جبرئیل کی صورت مین ممکن ہو کہ آیا ہو یہ ہے کہ اس وسوسہ کی بنیاد اس بات پر ہو کہ نبوت کے اصلی مرتبے کو تسلیم نکیا جاوے اور جب کوئی نبوت کی ضرورت اور اُسکی حقیقت پر مطلع ہو جاوے تب اس وسوسہ کا اُسکے دلمین کبھی گزر بھی نہو اسلیے کہ جب اس عالم حسی کے انتظامات ایسے ہین کہ یہان یہ بات ناممکن ہو (کبھی کوئی عیار کسی گورنر کی صورت مین آکے امور سلطنت مین خلل انداز نہین ہو سکتا) تو اس عالم ملکوت مین یہ بد انتظامی کیونکر ہو سکتی ہو؟ جب ہماری حس بصر کو جو صدہا جگہ غلطی کرتی ہو کھرے کھوٹے کو پرکھتی ہو پیتل اور سونے بلور اور ہیرے مین فرق صحیح کرتی ہو تو پھر نبی کی چشم حقیقت بین کے آگے کہ جو عالم ملکوت کے اسرار اور اشیاء کے حقائق منکشف ہین) حقیقت جبرئیلیہ (جو آفتاب جہانتاب ہے) اور حقیقت شیطانیہ جو ظلمت آمیز ہے کیونکر مشتبہ ہو سکتی ہو؟ اور اسی حکمت کے لیے جبرئیل قوتی امین کو اس لائق کے لیے واسطہ بنایا گیا پس جو یہ کہے کہ خدا کو جبرئیل کو وہ واسطہ بنانیکی کیا ضرورت تھی کیون جبرئیل کو تلقین کیا ہی کہ نہ کرو یا؟) وہ اس سر سے ناواقف ہی یہ بھی کہے کہ خدا کو نبوت کی کیا ضرورت تھی جو احکام وعلوم اصلاح خلق کے نبی کو تلقین کیے وہ خود خلق کو کیون نہ تعلیم کر دیے؟

فصل دویم

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مین تمام قرآن کو لکھوا کر ایک جلد مین جمع نکیا تھا بلکہ متفرق اجزا مین اس طور سے تھا کہ کوئی سورت کاغذ پر کوئی کو ع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے پٹھون پر لکھا ہوا تھا اسلیے کہ زیادہ دار مدار حفظ پر تھا اور لکھنے کا رواج بھی کم تھا گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری وعبد اللہ بن مسعود وغیرہما بھی موجود تھے اور آپ ہر آیت کو بہ ترتیب اصلی بھی لکھوا دیتے اور حفظ کرا دیتے تھے لیکن نہ تو آپکی حیات مین قرآن کے کم ہونیکا خوف تھا نہ مشاغل دینیہ سے فرصت تھی کہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے لکھوا دیتے **الغرض** اُن وجوہ سے من اوائل اخرہ قرآن مجید کو ایک جگہ لکھکر جمع کرنیکا اتفاق آپکے عہد مین نہوا تھا البتہ متفرق اجزا مین لکھا ہوا اور صدہا حفاظ کو زبانی اس ترتیب سے جو آجتک چلی آتی ہو خوب یاد تھا اور چونکہ نماز مین پڑھنا اسکا فرض وواجب ہو چکا تھا اور اسکی تلاوت کے فضائل صحابہ مین حد سے زیادہ مشہور ودہن نشین تھے تو قرآن مجید کے لفظ لفظ پر صحابہ ایسے حاوی تھے کہ جسطرح اس زمانہ کے حفاظ بلکہ اس سے بھی زیادہ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ اُنکی قوت حافظہ حد سے زیادہ تھی دوم یہ کہ علاوہ تبرک سمجھنے کے وہ لوگ اہل زبان قرآن کے نہایت فصیح وبلیغ عبارت سے خوب آشنا تھے اور اپنی بول چال کی باتون پر اُنس قادر تھے اور ان مکمن فقرات سے خوب مزہ لیتے تھے پس جسطرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب وتمین ہو چکا تھا اسیطرح بلحاظ وکالت آپکے بعد صحابہ کے زبان تھا۔ آپکے بعد تخمیناً اُسی سال مین ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی جسمین بہت سے لوگ شہید ہوئے نشر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے حضرت عمرؓ کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے بلکہ اسکو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کر دینا چاہیے کیونکہ اگر اسیطرح دو ایک لڑائیونمین اور حفاظ بھی شہید ہو گئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانیکا خوف ہے۔ زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اُن کام کے مہتمم قرار پائے اُنہون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا اور سب سے بعد تحقیق وتنقیح ایک جلد مین نقل کر کے جمع کیا پھر وہ نسخہ

فصل دویم

قرآن کیونکر جمع کیا گیا

ابو بکرؓ کے پاس رہا اُنکے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اُنکے بعد حضرت حفصہؓ ام المومنین کے پاس پھر حضرت عثمان رضؓ کی خلافت مین بوجہ اس بات کے (کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی تھا اور ہر شخص حافظ تھا) لوگونکو بھولے بھٹکے مین وقت پیش آنے لگی اور اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی توحذیفہ بن الیمانؓ نے حضرت عثمانؓ کو اس سے نقل کرکے شہرت دینے کی ترغیب دی حضرت عثمانؓ نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا وانکی مدد کے لیے عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو (کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے) متعین فرمایا اور انہونے اُس نسخے سے جو حفصہؓ کے پاس تھا اُسی تحقیق ومقابلہ حفاظ سے کہ جسطرح پہلے کی گئی تھی سات یا چھ نسخے نقل کراکے عراق اور شام اور مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوادیے اور اصل نسخہ حضرت حفصہؓ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملے جو آنحضرت سے سُنے تھے درج کر رکھے تھے اور جنکو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوۃ سمجھتے تھے اُنکے مصاحف منگاکے رفع اختلاف کی نیت سے جلوادیے کہ مبادا ان جملونکو پچھلے قرنونمین کوئی قرآن کی آیات نہ سمجھنے لگے منجملہ اُنکے عبداللہ بن مسعود کا صحف بھی جلادیا گیا۔ اب تک بلاکم وکاست اُنہین نسخونکے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے والحمد للہ علی ذالک ۔ اس مقام پر بعض متعصب دو اعتراض کرتے ہین (۱) یہ کہ حضرت عثمانؓ نے لوگونکے مصاحف کو کیون جلایا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ رفع اختلاف کے لیے نیک نیتی سے جلانا کچھ بے ادبی نہین (۲) یہ کہ تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ زید بن ثابت کہتے ہین کہ یہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیہ مین نے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسیطرح حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ ایک آیت لکھی ہوئی ہمارے مکان پلنگ کے تلے پڑی تھی بکری کھاگئی پس اسیطرح اور روایات بھی ہین کہ جنسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ممکن ہے کہ اسیطرح قرآن کی بہت آیات رہگئی ہون یا حضرت عثمان اور ابوبکر اور عمر نے وہ آیات کہ جنمین اہل بیت کی مدح تھی درج نکی ہون چنانچہ شیعہ کہتے ہین کہ ان لوگون نے دس پارہ قرآن مجید کے گم کردیے اور بعض شیعہ سورہ حسنین اور سورہ علی اور سورہ فاطمہ پڑھا کرتے ہین مگر قرآن مین انکا کہین پتہ نہین معلوم ہوا کہ یہ سورتین نکالڈالین۔ اس شبہہ نے اصل کو بعض پادریون نے اتنا پھلایا کہ اسمین رسالے لکھ ڈالے چنانچہ عبدالمسیح اور ماسٹر امہند اور عماد الدین نے اسمین بڑا ہی زور مارکر قرآن مجید مین تحریف ثابت کی ہے لیکن جواب اسکا بہت سہل ہے اور وہ یہ کہ اگر ایسی ایسی دو چار کیا سو دو سو روایات بھی ہماری کتب معتبرہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما سے نقل کیجاوین اور سبکو علی سبیل فرض محال تسلیم بھی کیا جاوے بلکہ اس سے بڑھکر ہماری طرف سے اتنی بات اور ملادی جاوے کہ ایک آیت کیا بلکہ دس بیس آیتین زید بن ثابت کو کیسے مصحف مین بھی نہ ملین تھین اور سو دو سو آیات حضرت عائشہؓ کی بکری بلکہ پورا یا نصف قرآن بھی کھاگئی تھی تب بھی قرآن مین باعتبار اصل منزل کے ایک حرف کی بھی کمی ممکن نہ تھی ہان اگر عیسائیونکی اناجیل اور یہود کی تورات کی طرح قرآن کا دارمدار ایک آدھ نسخے پر ہوتا تو احتمال تھا کہ ایک دو ورق جانے سے کچھ قرآن جاتا رہا ہو مگر یہان تو حفظ پر دارمدار تھا اور اوّل ہی قرن مین بیشمار ایسے پکے حافظ موجود تھے کہ جنمین سے ایک ایک قرآن کے لفظ لفظ پر حاوی تھا شاید آپ اُس اہل زبان کے زمانہ کو تو جانے دیجیے ذرا اس ضعف اسلام کے زمانے کو ہی دیکھ لیجیے۔ اگر اسوقت دو سو زمین پر ایک نسخہ بھی قرآن کا رہے (خدا نکند) تو ایک دو فی گانونکے لوگ اپنی یاد سے اسکو حرف بحرف لکھوا سکتے ہین پس انجیل وتورات پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ رہا شیعہ کا وہ خیال سو وہ جہلا کی گپ ہے آجتک سلف سے لیکر

۱؎ اس مقام پر محلہ ایک حکایت یاد آئی۔ ایک بزرگ کہتے ہین کہ جب ابتداءً عملداری انگریزی مین یہان پادری لوگ آئے تو انہون نے بنگال خاص اس پاس کے کہ یہان مطابع تو ہین نہین قلمی نسخون پر مدار ہے) مسلمانونسے قرآن مجید گران گران قیمت کو خریدنے شروع کیے اور سارا ملہا یہ حالہ رہا چنانچہ یہ بیٹھے اور دہلی کے نواح کے بہت لوگ معرفی اشتہارات دیتے ہین وہ بزرگ کہتے ہین کہ ایک پادری میرے دوست تھے مین نے اُنسے پوچھا کہ سچ کہو یہ اسقدر نسخے تم کیون خریدتے ہو؟ بالآخر بڑے اصرار سے اُنسے یہ راز نہالیا کہ یہان کے مسلمان مین یہ رائے ہے کہ ان لوگون سے نسخے خرید لیجاوین جب نہایت نایاب ہون تو لندن سے مختلف نسخے قرآن مجید کے طبع کرکے یہانکے مسلمانونکے ہاتھ فروخت کیجاوین پس مسلمانون مین بڑا اختلاف قرآن مین پڑجائیگا اور دین مسیحی کا خوب ظہور ہوگا وہ کہتے ہین مین نے کہا کہ بیخط ہو اس سے کچھ بھی نہوگا ناحق روپیہ صرف کرتے ہو جنانچہ اُسکی سمجھ مین یہ بات آگئی اور خریدنا موقوف کیا واللہ اعلم عند اللہ ۱۲ منہ

خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا چنانچہ علماء شیعہ اس خیال کی برات اپنی کتابوں میں بڑی شد و مد سے کرتے ہیں
شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بابویہ اپنے رسالہ عقائدیہ میں کہتے ہیں کہ جو قرآن کہ اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جو اب لوگوں کے پاس موجود ہے نہ
اسمیں کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ۔ تفسیر مجمع البیان میں کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضےٰ کہتے ہیں "جو قرآن کہ عہد پیغمبر علیہ السلام میں تھا وہی اب بھی ہے
بلا نقاوت" قاضی نوراللہ شوشتری اپنی کتاب مصائب النواصب میں لکھتے ہیں کہ "یہ بات جو شیعہ کیطرف منسوب کیجاتی ہے کہ وہ قرآن میں تغیر و تبدل کی قائل
ہیں محض غلط ہے محققین شیعہ میں سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں اور جو کوئی کہے تو اسکا کیا اعتبار ہے"۔ ملا صادق شرح کلینی میں لکھتے ہیں "یہ قرآن اسیطرح
امام مہدی تک سالم رہیگا" محمد بن حسن عاملی کہتے ہیں کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کریگا یقینی طور پر جان جاویگا کہ قرآن میں بچند وجوہ کمی زیادتی ناممکن ہے اور
بالفرض کوئی صاحب یہ عقیدہ بھی رکھیں تو ہم اسکو دو وجہ سے قائل کرتے ہیں (۱) یہ کہ ائمہ اہلبیت اور بنی ہاشم بالخصوص آل علیؑ اور خود حضرت علیؑ اور بنی فاطمہؑ
نے کیوں اپنے منصاف کو محفوظ نہ رکھا بلا سے شیعہ ہی میں وہ قرآن مروج اور مستعمل ہوتا۔ اور خیر اگر ظاہراً اسکو نہ رکھتے چھپا ہی کے رکھتے ورنہ حفظاً ہی کے طور سے
متوارث رکھتے بلکہ اصل حمیت اسلام تو یہ تھی کہ اس خیانت قرآن کے بارہ میں مخالفین کو علی رؤس الاشہاد فضیحت کرتے اول تو جس طرح کچھ نہ کچھ لوگ ہر زمانے
میں انکے ساتھ ہوتے رہے ہیں اسوقت بھی ہوتے ورنہ بنی ہاشم تو ضرور ساتھ دیتے اور اگر کوئی نہ دیتا تو خدا تو ساتھ ضرور ہی دیتا کہ جس نے قریش کے مقابلہ میں
ایک یتیم بیکس بے زر یعنی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کی اور روئے زمین پر اسکا مذہب پھیلا دیا ورنہ خیر جس طرح امامت اور ریاست کے بارہ میں نوبت
بشہادت پہنچی اُس خاص دینی کام میں پہنچتی تو کیا تھا نہ ہے نصیب۔ اب پادری صاحب فرمائیے وہ کونسا حمیت شیعہ ہے جو اپنے اکابر علیہم السلام کی نسبت
یہ بدگمانیاں جائز رکھکر اپنی تسکین کے لیے اپنی ناک کٹائیگا اصحاب ثلثہ کی ضد میں اپنے بزرگوں کو برا کہہ کے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا (۲) ان آیات
کا کیا جواب ہے کہ جنمیں خدا پاک نہایت تاکید کے ساتھ اسکی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے قال تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۵

تنبیہ مسٹر رامچندر نے اپنی کتاب تحریف القرآن اور پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اور دیگر پادریوں نے اپنی اپنی تصانیف میں
اس الزام کے دفعیہ میں (کہ تورات و انجیل میں متقدمین اہل کتاب کی بددیانتی یا غفلت سے بیشمار تحریف لفظی اور معنوی ہوئیں جسکے محققین اہل کتاب
بھی مقر ہیں چنانچہ ہارن اور ہنری اور اسکاٹ اپنی تفاسیر میں اور پادری فنڈر اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد میں صدہا بلکہ ہزارہا موارد
یوس ریٹنگ یعنی غلطی کاتب کے قائل ہیں اور بہت سی آیات اناجیل اور بعض ابواب کتب بیبل کو الحاقی مانتے ہیں) چندہ روایات ہماری
کتب تفاسیر القان وغیرہ سے نقل کی ہیں کہ جنسے بعض آیات قرآنیہ کا منسوخ التلاوۃ ہونا معلوم ہوتا ہے اور انکو بڑے بسط کے ساتھ لکھکر یہ دعوی کیا ہے کہ
قرآن مجید میں بھی تحریف ہے۔ ان بے اصل باتوں کا جواب بضمن جواب تحریف القرآن رسالہ تعریف القرآن میں فقیر دیچکا ہے مگر بسبب مختصر یہاں بھی
بیان کرنا ضرور ہے وہو ہذا تحریف لفظی یا معنوی خواہ بزیادت خواہ بنقصان کسی کتاب میں جب ثابت ہوتی ہے کہ جب صاحب کتاب کے بعد یا انکی غیبت میں اسکی
مرضی بغیر کیجائے اور جب وہ خود کمی زیادتی اپنی کتاب میں کرے تو اسکو کوئی دانشمند تحریف نہ کہیگا پس جب یہ قرار پا چکا تو اس اعتراض کا جواب دو طور پر ہے۔
(۱) یہ کہ یہ روایات اگر صحیح تسلیم کیجاویں تو نسخ غایۃ مافی الباب یہ ثابت ہوگا کہ یہ آیات آنحضرتؐ کے روبرو کسی سرخدائی کی وجہ سے منسوخ التلاوۃ ہوئیں اور
اسکے اکثر اہل اسلام قائل ہیں البتہ تحریف جب لازم آئے کہ کسی روایت صحیحہ سے یہ ثابت کر دیا جاے کہ جو قرآن آنحضرتؐ بوقت اخیر دنیا میں چھوڑ گئے
تھے اسمیں بعد آنحضرتؐ سے کچھ کم یا زیادہ ہو گیا ہے (۲) یہ کہ قرآن وہ ہے کہ جو آنحضرت علیہ السلام سے بنقل متواتر بلا شبہہ منقول ہے اور ان روایات میں

تنبیہ جواب ہارن اور دیگر پادریان مذکور الاسماء

بعض تو محض بے اصل ہین اور بعض جو صحیح ہین تو خبر آحاد ہین اُنکے ذریعہ سے جو جملے منقول ہین اُنکو ہم قرآن کی آیات نہین کہہ سکتے پس جب وہ قرآن کے جملہ ہی نہین تو اب اُنکے قرآن مین نہونیسے یہ نہین لازم آتا کہ قرآن مین کمی ہوگئی یا تحریف واقع ہوئی کیونکہ تحریف جب کہینگے کہ جب اُنکا جزو قرآن ہونا ثابت ہوجاتا اور پھر یہ قرآن موجود مین نہ پائے جاتے بلکہ بعض محققین تو یہ کہتے ہین کہ اگر یہ روایات تواتر کو بھی پہنچ جاوین تب بھی ان جملونکو ہم جزو یا آیت قرآن نہ کہین گے کیونکہ نسخ التلاوۃ نے اصل بات ہی پس وہ جو نص صحابہ سے منقول ہے (کہ ہم اس آیت کو حضرت کے عہد مین قرآن مین پڑھتے تھے لو کان لابن آدم وادیان من الذہب لابتغی ثالثا ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب یا اسکو جزو قرآن سمجھتے تھے (الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔ یا یہ جملہ آیت مین شامل تھا حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی العصر وغیر ذلک تو اسکی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام والصلوۃ نے بطور تفسیر کے کوئی جملہ جو مذکور مین سے آیت کے ساتھ پڑھدیا لوگون نے غلطی سے اسکو بھی قرآن کی آیت سمجھا اور جب یہ جملے اصل قرآن مین نہ ملے نہ آنحضرت نے اُنکے لکھنے کا حکم دیا تو اُنکو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے پس امر حق یہی ہے کہ یہ قرآن بجنسہٖ وہی ہے کہ جسکو جبرئیل آسمان سے لائے تھے اسمین ایک حرف بھی کم زیادہ نہین ہوا نہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد مین نہ بعد مین کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

فصل سوم آنحضرت کے حالات مین۔

فصل ۳ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ظاہر ہونیکی تمام انبیاء بشارت دیتے چلے آئے ہین گرچہ یہود و نصاریٰ نے ضد کے مارے بہت سی بشارتین نکال ڈالین اور بہت کو تاویلات اور ترجمون کے ذریعے سے بدل دیا مگر پھر بھی جس طرح ڈھیے پھوٹے مکانات کے نشان باقی رہجاتے ہین اسقدر باقی ہین کہ اتنی بشارات اور کسی کے لیے ثابت نہین توراۃ۔ و دیگر صحف انبیاء مثل کتاب دانیال وغیرہ۔ زبور و انجیل و مکاشفات یوحنا مین کہین بطور اجمال اور کہین نام پاک محمد یا احمد کے تصریح ہے (کہ جسکا ترجمہ فارقلیط پھر اسکو بدلکر وکیل و معین پھر اسکو چھوڑکر روح بنایا) بلکہ ہندو کی وید اور پارسیونکے وسا تیر مین بھی حضرت کے دین پاک کے ظہور کا ذکر ہے چنانچہ اس بارہ مین بعض علماء نے نہایت تفصیل سے کتابین لکھی ہین۔ اور کیون نہو تا آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہین۔ ہم عیسائیونکی طرح اور یہود کی مانند اسقدر مبالغہ نہین کرتے کہ خدا پاک محمد علیہ السلام کی صورت مین ظاہر ہوا تھا کیونکہ کفر ہے مگر اسمین بھی شک نہین کہ آپ باعث ایجاد عالم ہین پس آپکے انوار و برکات پشت در پشت ظاہر ہوتے چلے آتے تھے کما قال تعالیٰ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ حتے کہ جس روز آپ پیدا ہوئے آتشکدۂ فارس کی آگ بجھ گئی کسریٰ کے محل کے کنگورے گر پڑے عرب مین بڑا قحط تھا دفعۃً دور ہوگیا حضرت آمنہ والدہ ماجدہ کی خدمت مین روحانی لوگ آئے اور پھر لڑکپن سے لیکر چالیس برس کی عمر تک جسقدر خوارق عادات و معجزات لوگون نے دیکھے اُنکا کچھ شمار نہین۔ کفار قریش آپکی عزت اور عظمت حد سے زیادہ کرتے تھے۔ آپکی نیک چلنی اور بزرگی اور مکارم اخلاق کا جسقدر عرب مین شہرہ تھا اُسکے لیے وہ قصائد جو اُسوقت کے لوگون نے لکھے تھے نمونہ مین اُنمین سے اسوقت مجکو ابوطالب کا ایک شعر یاد آیا وہ یہ ہے ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل ۱۲ یعنی آپ ایسے متبرک اور گوری شکل کے ہین کہ خدا آپکے چہرۂ انوار کی برکت سے بارش نازل کرتا ہے جب کہ اُسکے ذریعے سے بارش کی لوگ دعا کرتے ہین اور آپ یتیم بیکسونکی پناہ اور بیوہ اور مصیبت عورتونکے چارہ ساز ہین۔ اس عمر مین گو آپ پر وحی نازل ہوئی تھی مگر خلق خدا کی بہبودی اور خدا کی عبادت مین شب و روز مصروف رہتے تھے اصول فطرت مین سب انبیاء علیہم السلام ایک ہین ہان بعض احکام شریعت جو ہر زمانے اور ہر قوم کی مصلحت کے موافق دیے جاتے ہین اُنمین اختلاف ہوتا ہے پس جو طریقہ حضرت آدم کا تھا وہی نوح کا

۱۲ عیسائی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی صورت مین خدا ظاہر ہوا تھا اسیطرح کچھ مجسمہ سورو وغیرہ اوتار و نبین ہنود کے اعتقاد مین خدا نے ظہور کیا تھا۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ منہ

وہی ابراہیم و عیسیٰ موسیٰ کا تھا علیہم السلام۔ پس جس طریقے پر یہ لوگ قبل نبوت عمل کرتے تھے اسی فطرت الٰہی پر آپکا بھی عمل درآمد تھا حضرت ابراہیمؑ چونکہ آپکے اور موسےٰ و عیسےٰ سب کے جد امجد بھی ہیں اسلیے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ملت ابراہیمیہ کے پابند بلکہ متمم اور مکمل تھے حضرت حمل میں تھے کہ آپکے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا اور تخمیناً چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ آپکے جد امجد عبدالمطلب جو سردار قریش تھے آپکی کفالت اور تربیت میں مصروف تھے جب سات برس کے ہوئے تو عبدالمطلب بھی مر گئے اور آپکے چچا ابوطالب کو آپکی کفالت سپرد کر گئے۔ بحکم الٰہی حضرت اسرافیل آپکی ملازمت میں رہتے تھے پس گیارہ برس تک یہ ملازمت عالی میں رہا کیے بعد اسکے ۲۹ برس تک جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ رفاقت میں رہے لیکن دکھائی نہ دیتے تھے اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ کئی بار ایک دو بات بھی آپسے کی تھیں۔ اور وحی سے پندرہ برس ہمیشہ آپکو آواز غیب سنائی دیتی تھی مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیتا تھا اور سات برس پہلے سے ایک عجیب نور دکھائی دیتا تھا کہ جس سے ہر وقت مسرور رہتے تھے۔ پس جب ایام وحی نہایت قریب پہنچے تو حضور علیہ السلام کو خلوت کیطرف نہایت رغبت ہوئی تو جبل حرا میں (جو کعبہ سے تخمیناً ڈھائی میل) ایک غار ہے کہ جسکا طول چار گز اور عرض سوا گز اور کمین سے کم وہاں تنہا ذکر الٰہی میں ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے حضرت کی بیوی خدیجہؓ دو چار روز کا کھانا پانی آپکو دے آیا کرتی تھیں اور کبھی کبھی آپ بھی تشریف لاتے تھے۔ پس جب ہمہ تن نور اور ظلمات جسمانیہ دور ہو گئے تو عالم قدس کا انکشاف آپکے دل پر ہو گیا اور حجاب جسمانی اٹھ گئے پس جس حجر و شجر کے پاس سے گزرتے تھے بزبان فصیح السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا اور جب آپ دائیں بائیں دیکھتے تھے تو کوئی نظر نہ آتا تھا الا آنکہ آپکو اس بات کا سان و گمان بھی نہ تھا تاکہ آواز خیالی کہی جاوے۔ پس ایک روز حراء پہاڑ پر کھڑے تھے کہ ایک شخص ظاہر ہو کر یہ کہنے لگا کہ یا محمد انا جبرئیل وانت رسول اللہ لامتہ الامۃ اور ایک حریری کپڑا سا جو نہایت خوبصورت تھا آپکے دست مبارک پر رکھکر فرمایا اسکو پڑھو آپنے فرمایا کہ میں نہیں پڑھ سکتا پھر آپکو اپنے سینے سے چمٹایا اور کہا لو اب پڑھو پھر آپنے یہی عذر کیا پھر چمٹایا الغرض تین بار یہ معاملہ ہوا آپ فرماتے ہیں کہ تیسری بار نہایت زور سے بھینچا اور یہ کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ پھر آپ اور جبرئیل دونوں پہاڑ سے نیچے اترآئے اور ایک پتھر کے پاس آ بیٹھے گئے اور وہاں جبرئیل نے پاؤں مارا تو ایک پانی کا چشمہ بہنے لگا جبرئیل نے وضو کر کے تھوڑا سا پانی آپکے منہ پر چھڑکا اور کہا اسیطرح آپ بھی وضو کیجیے اور دو رکعت نماز نفل پڑھیے پس آپنے اقتداء کی الغرض وضو اور نماز اس روز سکھائے گئے اور سورہ اقرأ نازل ہوئی۔ چونکہ یہ خاص طرز طہارت اور عبادت اور جمیع اسرار شریعت و طریقت بلکہ انکشاف عالم لاہوت و ملکوت آپکو سوقت نصیب ہوا پہلے آپنے جانتے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ کہ آپ کو ان

---

(۱) خلوت کے چند اقسام ہیں (۱) یہ کہ محض استغراق فی ذات الالہ کے لیے نہ واسطے حاصل کرنے علوم کے بطریق نظر و فکر کے (۲) خلوت واسطے صفائی فکر اور خیالات کے تاکہ مجہولات کو اچھی طرح حاصل کریں جیسا کہ حکماء اور اتقیاء کی خلوت (۳) غیر جنس اور بے فائدہ چیزوں سے وحشت و دفع کرنیکے لیے ہوتی ہے (۴) طلب لذت کے لیے کہ جو خلوت میں حاصل ہوتی ہے۔ لیکن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلوت اول قسم کی تھی کیونکہ یہ اخیر خلوتیں درحقیقت خلوتیں نہیں انکے خیالات آنکے ہم طبسر رہتے ہیں البتہ پہلی خلوت خلوت ہے کہ جسمیں سوائے ذات بحت حق سبحانہ کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا نہ آپ اپنے خیالات کو مکانے مختصر خواہم کہ در دے پہمون جائے من وجائے تو باشد۔ بعض ناواقفوں کا یہ کہنا کہ اس خلوت میں بسبب یبوست حضرت کو خیالات متشکل ہو کر نظر آنے لگے تھے کہ جسکو وہ جبرئیل سمجھتے تھے اور دراصل کچھ نہ تھا) بڑی نادانی ہے کیونکہ وہاں خیالات کا گزر ہی نہ تھا خیالات دفع کرنیکے لیے اہل حق خلوت اختیار کرتے ہیں البتہ اہل دنیا خیالات بڑھانے کے لیے کرتے ہیں ۱۲ منہ (۲) جسطرح کہ پھول کی نسبت میں مٹی معطر اور آگ کی ملائمت سے لوہا انگوٹھی ہو جاتا ہے اسیطرح نفوس قدسیہ کہ جنکے اندر نہایت قابلیت ہوتی ہے یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار۔ جب علائق کو چھوڑ حق سبحانہ کی طرف منہ موڑتے ہیں تو انکے اندر دل پر اسقدر انوار حق فائض ہوتے ہیں کہ مہر تن نور اور آفتاب عالمتاب ہو جاتے ہیں آنکہ نور کیا بلکہ آنکے انوار میں آنیوالوں کو بھی اس عالم ملکوت کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور اسی لیے انبیاء کو آفتاب یا چراغ سے تشبیہ دیجاتی ہے کما قال تعالیٰ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا کہ ہمنے تمہارے پاس رسول بھیجا جو چمکتا چراغ ہے ۱۲ منہ (۳) مژدہ ہو تمکو اے محمد میں جبرئیل ہوں اور آپ اس امت کے رسول خدا ہیں ۱۲ منہ

چیز و نکا رستہ معلوم نتھا تو جسنے راہ بتلائی وقال مَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتٰبُ وَلَاالْاِیْمَانُ یعنی آپ کتاب اور شرائع اسلام پہلے نہ جانتے تھے بعض متعصبین نے (ان آیات کو اور انکو کہ جنمین آپکو مغفرت اور استغفار سے مخاطب کیا ہی اپنے حال پر خیال کر کے گمراہی عرفی اور گناہ متعارف سمجھکر) آپ کی جناب مین گستاخی کے کلمات کہکر جہنم مین ٹھکانا بنایا ہی چنانچہ اس بارہ مین ہادری عیاد الدین اور یادری فنڈر وغیرہ بھائنے اپنی ایمانداری کو خوب ظاہر کیا ہی الغرض آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عجیب کیفیت سے مطلع ہوکر گھر مین خدیجہؓ کے پاس آئے اور انکو مطلع کیا۔ وہ آنحضرت علیہ السلام کو ورقا بن نوفل کے پاس لیگئین جو کتب سماویہ سے واقف تھے انہون نے کہا یہ ناموس اکبر ہی آپ نبی ہین آپکے پاس آئے ہین اور انبیاء ہی کے پاس آتی ہین۔ پس اسکے بعد چھ مہینے تک وحی بند رہی کہ جس سے آپکو رنج ہتا تھا ؎ ذوقِ الطافِ تواہی کاش نمے یافت دلم ؎ یا دہر لحظہ نزلکنون سبصبے الم ست ؎ پھر ایک روز جبرئیل امین کی صورت پر نظر آئے اور سورہ مدثر نازل ہوئی پھر سورۂ مزمل اور پھر سورہ نون اور پھر سورۂ فاتحہ اور پھر تبت اور پھر حسب حاجت قرآن نازل ہوتا رہا بعد نبوت کے تیرہ برس حضرت مکہ مین رہے اور لوگ ایمان لاتے رہے جوانون مین سب سے اول ابوبکرؓ اور لڑکون مین علیؓ عورتون مین خدیجہؓ ایمان لائین پس بہت لوگ اسلام مین داخل ہوتے چلے تو مشرکین مکہ کو اور زیادہ کینہ پیدا ہوا طرح طرح کی تکلیفات دینا شروع کیا تب مسلمانونکی ایک جماعت جعفر طیار کے ساتھ ہجرت کر کے ملک حبشہ مین چلی گئی وہانکا بادشاہ نجاشی نام نصرانی تھا تورات وانا جیل سے خوب ماہر اول کتابون مین حضرت کی بشارت دیکھکر ظاہر ہونیکا منتظر تھا جب ان لوگون سے حال دریافت ہوا اور قرآن سنا تو خود مع اپنے ارکان دولت کے ایمان لایا اور ان لوگونکی بڑی خاطر تواضع کی چند روز کے بعد آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ بھی مدینہ کو روانہ ہوئے۔ وہانکے لوگ پہلے سے حضرت پر ایمان رکھتے تھے یہ خبر سنکر تشریف آوری کے منتظر رہا کرتے تھے جب آپ تشریف لائے تو خوشی کے نعرے مارتے ہوئے آپکا استقبال کر کے مدینہ مین لیگئے پچیس روز آپ قبا مین ٹھہرے جو مدینے سے تین میل ہی پھر مدینہ مین آئے مدینہ مین بھی حسب حاجت قرآن نازل ہوتا رہا۔ اول بار بدر کی لڑائی کفار مکہ سے پیش آئی پھر احد کی اور پھر مکہ فتح ہوگیا۔ الغرض یمن و نجد و عراق و بحرین سب مطیع اسلام ہوگئے دسوین سال آپ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ پیر کے روز دنیا سے تشریف لیگئے۔ مدینہ مین سورۂ بقر آل عمران و مائدہ وغیرہا سورتین نازل ہوئین سب سے پچھلی سورت بعض کے نزدیک سورۂ برات ہی بعض کہتے ہین سورۂ نصر۔ کل قرآن تیئیس ۲۳ برس مین تدریجاً لوگونکی سہولت کے لیے نازل ہوا۔ اپنی حیات مین آپ کل ایکبار قافلہ کے ساتھ بنوت سے پہلے بقصد تجارت شام کو تشریف لیگئے تھے سو بعض راہبون نے آپکو بسبب علامات اور کرامات کے پہچان لیا پس

ف۱ آپکے بعد صحابہ نے روم شام مصر و ایران وغیرہ ملک فتح کر لیے روے زمین پر اسلام چمکا دیا چھ تابعین کے عہد مین سندھ و ستان مین سندھ کے ملک مین عملداری قایم ہوگئی۔ آپکے بعد ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ رضی اللہ عنہم تیس برس کے اندر یکے بعد دیگرے حضرت کے جانشین ہوئے پھر سلطنت کا طور ہوگیا یہ بادشاہت معاویہؓ کے قبضہ مین آئی پھر اسکے بیٹے یزید کے پھر اسکے بیٹے معاویہ کے پھر مروان بن الحکم کے پھر اسکی اولاد مین مدت تک رہی بعد انکے حضرت عباسؓ کی اولاد مین آئی تخمیناً ہزار برس انہین کے قبضہ مین رہی ہارون رشید مامون رشید وغیرہ سلاطین انہین کے لوگ ہین۔ پھر مغل لوگ کہ جو اسوقت کفار تھے بغداد پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانونکے ہاتھ سے سلطنت جاتی رہی پھر مصر کے سلاطین نے انکو نکالا چند روز کے بعد وہ مغل مسلمان ہوگئے ۱۲

ف۲ علاوہ سہولت کے تدریجاً نازل ہونے مین یہ چند حکمتین اور ہین (۱) یہ کہ یکبارگی نازل ہونیمین مخالفونکے لیے قرآن کے مثل بنانیمین کچھ عذر ہوتا کہ ہم اتنی بڑی کتاب کی برابر کیونکر بنا دین جب تیئیس ۲۳ برس مین جملے جملے سورتین نازل ہوا تو اس عرصہ مین بڑی مہلت انکو دیگئی پس جب بھی ان سے کچھ نہو سکا تو دعوی تحدی کا بودا ہوا (۲) قرآن نازل ہونے وقت خدا سے نہایت قرب اور ہمکلامی حاصل ہوتی تھی پس خدا نے اپنے پیارے نبی کو ابتدا نبوت سے لیکر اخیر عمر تک اس خوبی سے سرفراز رکھا بخلاف حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے کہ انکو ساری عمر مین ایکبار یہ دولت ملی ماحو تعالک یک ماتلی کے وعدہ کو خوب سچا کیا (۳) انکو بار بار جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوتی تھی کہ جس سے قوت ملکیہ کی جلا ہوتی رہتی تھی اور صدہا کمالات آناً فاناً حاصل ہوتے تھے (۴) چونکہ آپکا دین الی یوم القیامہ باقی رکھنا منظور تھا اسلیے ضرور ہوا کہ تیئیس ۲۳ برس کے عرصہ مین جسقدر مختلف حالات جو بندونکو احکام الہیٰ کی نسبت پیش آتے ہین انکی رعایت کر کے شریعت ابدی قائم کیجاے چونکہ موسیٰ و عیسیٰ کو ایکدم یہ بات نصیب ہوئی اور انکو تیئیس ۲۳ برس پس پس آپکے دین کے قیام کو انکی شریعت کے قیام پر قیاس کر لینا چاہیے (۵) یکبارگی نازل ہونیمین عرب کے ان پڑھ لوگون سے نہ تو قرآن اچھی طرح سے یاد ہوتا نہ لکھا جاتا اور اس زمانہ مین چونکہ لکھنے کے سامان کم تھے غایۃ ایک نسخہ بمشکل لکھا جاتا پس تورات و انجیل کی طرح حوادث مین اس کنسخے کے تلف ہوجانے یا اوراق کم زیادہ ہوجانے سے کتاب الہیٰ مین فتور آجاتا (۶) تھوڑا تھوڑا یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہی قال تعالیٰ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور اسی بات کی طرف فرمانا ہوا قال تعالیٰ وَقَالُوْا لَوْلَا

ف۵ یعنے اطراف البشیا سے کوچک ۱۲

مصلحت ہوئی کہ آپ واپس جاوین تب آپ واپس تشریف لائے۔ اب مین پادریونکی ایمانداری اور انصاف کو دیکھتا ہون کہ وہ اس امر مین کیا کہتے ہین پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین کے باب ہفتم فصل اول مین صفحہ ۲۵۱ سے لیکر صفحہ ۲۶۱ تک جو آنحضرت علیہ السلام کا حال خلاف واقع بیان کیا ہی اُسکے رد کرنیکے لیے چند عیسائی محققین کے قول کافی ہین اب مین پیشتر عماد الدین کی عبارت کو ملخص کرکے لکھتا ہون تاکہ انکی ایمانداری اور انصاف کا حال معلوم ہوجاوے **قولہ** عرب مین ایک شہر مکہ ہے کہ جسمین ایک مندر یعنی بتخانہ تھا جسکا نام کعبہ ہی وہان ہر سال میلہ لگا کرتا تھا محمد صاحب کے باپ دادا وہانکے پجاری تھے جب محمد صاحب پیدا ہوئے اور جوان ہوگئے جب روزگار اور کمائی کی فکر مین کئی جگہہ کا سفر اختیار کیا (بالکل جھوٹ) آخر کار خدیجہ کے نوکر ہوکر شام مین بگماشتے کے طور تجارت کے لیے گئے چونکہ محمد صاحب نے کئی جگہہ کے عیسائیونکی گفتگو سُنی تھی اور بت پرستی کے عیوب اُنپر ظاہر ہوگئے تھے کیونکہ ذرا غور سے بت پرستی کے عیوب ظاہر ہوسکتے ہین (افسوس اُسوقت کے عیسائی تو بقول آپکے بت پرست ہی تھے مگر اب کے عیسائیونپر بھی بت پرستی کے عیوب بڑے غور سے ظاہر نہوے بندے کو خدا بنانے کے پوجنا اس سے زیادہ کیا بت پرستی ہوگی) پس محمد صاحب نے کاروبار تجارت اختیار کیا اور یہودیون اور رومن کیتھولک عیسائیون سے اور پارسیون سے اور شہریون اور بریون اور بحریون سے ملاقات کی اور اُنکے ساتھ معاملہ کیا اسلیے طبیعت کی وہ تاریکی جو بت پرستی کا سبب ہی دور ہوگئی اس لیے محمد صاحب دین حق کے متلاشی ہوئے چنانچہ سورہ والضحی مین لکھا ہی ووجدک ضالا فہدی اے محمد تو گمراہ تھا پس تجھے ہدایت دی (یہ بالکل جھوٹ) اول تو آپنے یہودیون اور مصریون اور پارسیون سے ملاقات نہین کی البتہ بقول یہو حضرت عیسے علیہ السلام تو مصر مین بشعبدہ بازی سیکھنے گئے تھے العیاذ باللہ **دوم** بقول آپکے یہ لوگ تو خود مشرک مین گرفتار تھے چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد عدل ہین پھر انکی صحبت سے کیونکر بت پرستی سے نفرت ہوئی؟ **سوم** بمقتضاے فطرت آپکو ابتداء سے نفرت تھی اگر ان لوگونکی صحبت سے ہوتی تو انکی صحبت سے بدرجہ ضرور بت پرستی کرتے حالانکہ اسکا کوئی مخالف بھی قائل نہین پھر اس آیت کو اس معنی پر محمول کرنا گمراہی نہین تو اور کیا؟) پس دین حق کی تلاش مین آپنے سب کی ملاقاتین کین مگر کسیکو پسند نکیا کیونکہ یہودی تو لائق قبولیت کے کسیطرح بھی نہین ہین عیسائی بھی وہانکے رومن کیتھولک تھے وہ طرح طرح کی بت پرستیان کرتے ہین (سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد) علاوہ اسکے عیسائیون اور یہودیون مین سخت اختلاف تھا جسکی وجہ سے آنکو اور بھی نفرت ہوئی ان سبھون سے بیزار ہوکر ایک قسم کی فقیری صوفیہ کے طور پر انہون نے کی چنانچہ غار حرا مین بیٹھنے لگے یہ کچھہ تعجب کی بات نہین کہ محمد صاحب نے ایسا کیا (درحقیقت تعجب کی بات نہین کیونکہ اہل اللہ اور انبیاء کو ہمیشہ جاذبہ الٰہی خلوت کیطرف کھینچتا ہی مگر جب تمہارے نزدیک نبی اور مؤید من اللہ نہ تھے تو جسطرح اور صدہا لوگ بت پرستی کرتے کرتے مرگئے اسیطرح آپ بھی ہوتے پس ایسے تاریک زمانے مین کہ تمام عالم اُسوقت بت پرستی یا گناہ مین گرفتار تھا اسطرح انوار الٰہی سے منور ہونا اگر دا عیہ نبوت سے نتھا تو بڑے تعجب کی بات ہے) اب محمد صاحب جو غار حرا مین سادہ اور عابد بنکر بیٹھے وہان بیٹھے بیٹھے خیالات متنوعہ بھی ضرور ہی کہ آنکے دلمین گزرتے ہون جیسے اکثر گوشہ نشین خصوصاً جاہل بیکار عابدونکو گزرا کرتے ہین چنانچہ بعض مخترچلے غوثیت اور قطبیت اور ولایت کے دعوے کر اُٹھتے ہین اسیطرح انہون نے بھی نبوت کا دعوی کیا (یہ ایسی بیہودہ گوئی اور جہالت ہے جیساکہ حضرت عیسے علیہ السلام کی جناب مین یہود جہالت اور تعصب اور بدگمانی کرتے ہین کہ وہ چونکہ ولیسے پیدا ہوئے تھے طبیعت مین شوخی تھی مصر جاکر کچھہ شعبدے سیکھ آئے معترچلی باتین کرنے لگے خدا کا بیٹا بن بیٹھے شریعت انبیاء کی اور خود انبیاء کی اہانت کرنے لگے آخر کو اپنے کیے کی سزا کو پہونچے والعیاذ باللہ) اور اس خیال سے کہ یہودی کہ جو کسی سے کم

اول
دوم
سوم

۱؎ لفظ تلاشی جو تلاش سے ہم فاعل بنایا گیا ہی پادری کی لیاقت علمی کی کامل دلیل ہی۔ سچ تو یون ہے ایسے ایسے جاہل کرسٹان ہوکر بیباک ہوجاتے ہین پھر کوئی امامت کا دعوی کرنے لگتا ہو کوئی اس لیاقت کا مدعی ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی عربیت پر اعتراض کرڈالے اپنا منصب سمجھتا ہے کیا زمانہ آگیا ہے۔ ۱۲ حکیم غلام حسن۔

متنفق تھے میرے مرید ہوجاوینگے اسلیے یروسلم کیطرف عرب کے برخلاف نماز ادا کرنا شروع کیا (اے تعصب کہ تین یہود کہان تھے اگر آپکو مرید کرنیکا شوق ہوتا تو مقتضیٰ وقت تو یہی تھا کہ عرب کو اول مرید کرتے اور اُنکے برخلاف نماز کرتے پس جب عرب کی پروا نہ کی اور طرح طرح کی اذیتیں اُنکے ہاتھ سے اُٹھائیں تو یہ قطعی دلیل آپکے برحق ہونیکی کی ہے مگر آپکی آنکھوں پر کوا ہوکے بیل کیطرح تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے) چونکہ کوئی بھی بت کی نشانی نہیں تھی مجرہ کرسکتے تھے اور نہ اچھی تعلیم کرسکتے تھے (یہود بھی بعینہٖ یہی تقریر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت کرتے ہیں بلکہ مسیح ہونیکا دعوی کرنا بالخصوص اُنہیں پر زیادہ صادق آتا ہے کیونکہ جاہل آدمی تھے اور چال وچلن اُنکا خراب تھا اور تو نکا بہت شوق تھا مال کی طمع پر ٹوٹ مار کرکے لوگونکو دکھ دیتے تھے اور بہت سے کام بیرحمی کے اُنسے سرزد ہوتے تھے اسلیے یہود نے ہرگز قبول نکیا لاچار پھر عرب کے مندر یعنی کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے (یہ بالکل جھوٹ اور صریح کفر ہے اگر خدا کی راہ مین جہاد کرنا ہی چال وچلن خراب کرنا ہے پھر آپکے نزدیک حضرت موسے بڑے بدچلن ہین جنہون نے متعدد مقامات مین جہاد کیا (۱) رفیدیم مین قوم عمالق سے سفر خروج باب ۱۷ (۲) اموریونکے بادشاہ سیحون شہر حسبون کے رہنے والے کو تہ تیغ کرکے اُسکا ملک مال لیا (۳) بسن کے بادشاہ عوج سے بمقام ادراعی جنگ کرکے اُسکو معہ اہل وعیال قتل کیا سفر عدد باب ۲۱ وسفر استثناء باب ۳ بلکہ یہان ایسی بیرحمی کی گئی کہ اُنکے مرد اور عورت اور لڑکے بالے سب کو بلا دعوت دین الہی قتل کیا اور اُنکا مال واسباب اپنے لیے لوٹ لیا دس ۵-۶ (۴) سفر استثناء باب ۲ مین حضرت موسیٰؑ کو صاف حکم ہے کہ بت پرستونکو اپنی تلوار کی دھار سے ضرور قتل کریگا بلکہ وہانکی خورد وکلان باشندون اور بیگناہ مویشی کو بھی قتل کرے بلکہ بقول آپکے حضرت یشوع بن نون کہ جو حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے اور بنی اسرائیل کے پیغمبر نہایت خراب چال چلن کے تھے کہ جنہوں نے شہر کے شہر غارت کردیے اور مال لوٹا اور زن ومرد کیساتھ نہ چھوڑا دیکھو شہر یریحو کی بابت کتاب یشوع باب ۶ مین ہے ۔ اور ایسا ہوا کہ جب لوگون نے نرسنگے کی آواز سُنی اور جماعت نے زور سے للکارا تو دیوار سراسر گر پڑی پہانتک کہ سب آدمی شہر مین گھس آئے اور شہر کو لیلیا (۲۱) اور انہون نے ان سبکو جو شہر مین تھے کیا مرد وکیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل اور گدھا کیا سب کو تہ تیغ کرکے حرم کیا اور کیا اس سے بھی کوئی اور زیادہ بیرحمی حضرت نے کی تھی جو یشوع علیہ السلام نے عکن سے کی کہ جتنے کیسقدر غنیمت کا مال چھپا لیا تھا جسپر (۲۴) یشوع نے زارح کے بیٹے عکن کو اور روپے اور لبادے اور سونے کی اینٹ اور اُسکے بیٹون اور اُسکی بیٹیون اور اُسکے بیلون اور اُسکے گدھون اور اُسکی بھیڑون اور اُسکے خیمے اور اُسکے سارے اسباب کو لیا اور وادی عکور مین لائے تب سارے اسرائیل نے اُسپر پتھراؤ کیا اور اُنہین سنگسار کرکے آگ مین جلادیا پھر اُنہون نے اُسپر پتھر ڈھیر کا بڑا تودہ کیا ۞ کتاب یشوع ۷ اور اسی کتاب کے ۸ باب مین عی کی نسبت یہ لکھا ہے کہ سو اُنہین یہانتک مارا کہ اُنمین سے کسیکو باقی نہ چھوڑا اور نہ کسیکو بھاگنے دیا - اور وہ جو اُسمین مارے گئے مرد وعورت بارہ ہزار تھے کیونکہ یشوع نے اپنا ہاتھ جس سے بھالا اُٹھایا جبتک کہ عی کے سارے رہنے والونکو حرم نکر دیا نہ اُٹھایا ۲۸ - اسرائیل نے اُس شہر کی فقط مویشی اور اسباب کو اپنے لیے لوٹا خداوند کے حکم کے مطابق جو اُسنے یشوع کو فرمایا - اتنے اگر اسپر بھی دل شرمندہ نہوتو کہو اور جہادات انبیائے بنی اسرائیل جو بیبل مقدس مین مذکور ہین نقل کردون - بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے جہاد کو اس قتل سے کچھ نسبت ہی نہین آنحضرت کا جہاد محض مفسد اور شریرون کا فساد دفع کرنیکے لیے ہوتا تھا کہ جسکو ہر گورنمنٹ عادل بھی پسند کرتی ہے اسی لیے اول اُنکو فہمایش کیجاتی تھی اگر وہ لوگ باز آتے تھے تب اُنکو معاف کیا جاتا تھا اور نہ مقابلہ ہوتا تھا مگر یہ بھی جب کہ وہ لوگ امن کے خواہان نہوتے تھے اور کسی شرط پر اطاعت قبول نکرتے

لہ دیکھو یہان تصریح ہے کہ یہ معاملہ خداوند کے حکم سے کیا تھا اسپر بھی لوگ جو کہا کرتے ہین کہ جنگ اپنیاء بنی اسرائیل جہاد اور دینی بات تھی بلکہ دنیاوی" محض غلط ہے جسپر یہ ہے کہ جنگ جہاد اور عام جنگ مین یہی فرق ہے کہ اول خداوند کے حکم سے ہوتا ہے ثانی از خود پھر عرب انبیاء بنی اسرائیل نے بھی خدا کے حکم سے جنگ کی تو اب جہاد نہین تو اور کیا ہے؟ ۱۲ منہ - ۞

تھے اور اُس جنگ مین یہ تاکید ہوتی تھی کہ عورتون اور بچونکو نہ مارو درخت نہ جلاؤ مواشی کو قتل نکرو بلکہ بعد غلبہ کے بھی وہ لوگ راہ پر آجانے سے آزاد کیے جاتے اور مال واپس دیا جاتا تھا۔ اور عورتونکی رغبت پر جس زنجے کو اعتراض ہو تو وہ پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام پر اعتراض کرلے کہ جو خدا کے نبی اسرائیل کے بہلوٹھے بیٹے تھے جنکے پاس چار بیویان تھین جنمین آلیسپین دو حقیقی بہن تھین اور پھر حضرت لوط علیہ السلام پر اعتراض کرے کہ جنکی دو بیوی بین تھین اور ایک کے کہنے سے ایک کو مع اسکے معصوم بچے کے مکے کے بیابان مین چھوڑا اور پھر حضرت داؤد پر اعتراض کرے کہ جو عیسیٰ کے خدا کے جد امجد ہین کہ جنسے باوجود متعدد بیویون اور نوٹڑیون کے بیچارے اوریا کی بیوی سے زنا کیا اور اُسکے خاوند کو فریب سے مروا ڈالا اور پھر حضرت سلیمان کی بڑا کہے کہ جسکے پاس بہت سی عورتین تھین۔ عماد الدین اور فنڈر یہ باتین صرف آپکے بیبل مقدس مین لکھین ہین ہمارا اعتقاد نہین پھر آپ انکو نبی جانتے ہین اور ہمارے حضرت پر چند نکاح کرنیسے کیا کیا منہ آتے ہین اور جھوٹی باتین نکاح زینب اور ماریہ کی بابت بناتے ہین علاوہ اسکے یہ بھی لکھا ہی کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور اُنکے حواریون کے ساتھ جوان جوان عورتین رہا کرتی تھین جسپر یہود کو بدگمانی ہوئی تعجب ہے کہ یہود سے تو آپکا دم بند ہوتا ہی اور مسیح علیہ السلام کے دوستونکو بُرا کہتے ہو اور آپکا یہ کہنا کہ یہود نے حضرت کو قبول نکیا بالکل لغو ہے عبد اللہ بن سلام اور کعب احبار کیسے جلیل القدر علماء یہود مشرف باسلام ہوئے۔ علاوہ ان شہادات علماے مسیحین کے جو حضرت کے مقدس ہونے کی بابت ہم نقل کرچکے یہ بات اہل انصاف کو کیا کم ہے۔ کہ اگر معاذ اللہ بقول پادری صاحب آپ ایسے بدچلن اور طامع اور شہوت پرست اور بیرحم تھے تو پھر باوجود اس غریبی کے کہ نہ آپکے پاس ملک تھا نہ فوج تھی نہ خزانہ بلکہ رہنے کے لیے پورا مکان بھی نہ تھا کس طرح ہزارہا مقدس لوگونکے سردار ہوگئے اور عرب نے اپنی جہالت اور سفاکی اور بت پرستی اور شہوت رانی کس معلم کی تعلیم سے چھوڑدی؟ اور اگر آپ کی تعلیم اچھی نہ تھی نہ کوئی معجزہ آپکے پاس تھا تو وہ وحشی لوگ کہ جنسے درندے بھی شرماتے تھے کسطرح سے آپ کے مطیع ہوگئے کہ زن و فرزند گھر بار دین آباء چھوڑکر فدوی خاص بن گئے اور پھر اُن عرب مین کہ اُسوقت تمام عالم کی آنکھوں مین حقیر تھے کسکی برکت سے وہ جوش اور وہ صلاحیت پیدا ہوئی کہ جسکی وجہ سے تیس برس کے عرصہ مین روم و مصر و ایران وغیرہ بلاد پر شرقاً غرباً قادسیہ مسلط ہوگئے کہ جسکا نظیر عہد آدم سے ابتک کہین نہین پایا جاتا اور پھر ابتک ہند اور یورپ اور دیگر بلاد مین باوجود اس ضعف کے جو اس زمانہ مین ہے ہزارہا جلیل القدر لوگ مشرف باسلام ہوتے چلے جاتے ہین کہ جنکی فہرست لکھنے کی یہان گنجایش نہین۔ آپ تو چال چلن کے بھی اچھے ہین اور سچے عیسائی بھی ہین اور سچے عیسائیون مین بقول حضرت مسیح علیہ السلام یہ علامتین ہین (کہ وہ میرے نام سے دیوونکو نکالین گے اور نئی زبانین بولین گے سانپونکو اُٹھالین گے زہر اُنپر اثر نکریگا بیمار اُنکے ہاتھ لگاتے تندرست ہوجائینگے) انجیل لوقا ۱۶ اور اُسپر آپکی قوم کی حکومت بھی ترقی پر ہے اور الو العزمی بھی ہے کہ جسکی وجہ سے کروڑہا روپیہ بطور چندہ کے جمع ہوکر پادری لوگونکے مشنونمین تقسیم ہوتا ہے کہ جسپر پادری صاحب گھوڑون اور بگھیون پر چڑھے پھرتے ہین اور جسکا روح القدس

۱؎ اسمین تو ریض ہی یہود و نصاریٰ پر کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا پہلوٹھا بیٹا کہتے ہین یعنی وہ خدا تعالیٰ جو حقیقی خدا ہی جسپر مسلمانونکا ایمان ہی بیٹے جورو سے پاک ہی اس سے یہ مراد نہین کہ مسلمانونکا اور خدا اہل کتاب کا اور خدا ہی جیسا کہ بعض نادانون نے خیال کیا ہی ۱۲ حکیم غلام حسن ۲؎ ایک مخفی کرسٹان نے جو محمد صالح و محمد صادق فرضی نامون سے تصنیف اسلام کے لیے غلط پیشگوئیان کیا کرتا ہی مفسر کو مٹے اعتبار بنانے کے لیے اس عبارت سے یہ الزام قائم کیا ہے کہ مفسر حضرت مسیح علیہ السلام کو زناکار ٹھہراتا ہی جسکو ذرا بھی اُردو عبارت سمجھنے کا سلیقہ ہی وہ خود اس مخفی کرسٹان کی تکذیب کرسکتا ہے اور کہ سکتا ہے کہ جھوٹا الزام ہے ۱۲ حکیم غلام حسن

شکر عباد الدین کو ایسی ہی ناپاک اور گندی باتیں انبیاء علیہم السلام کی نسبت کہلاتا ہے۔ اسپر بھی تجا عیسائی کوئی نہیں دکھائی دیتا اور جھوٹے عیسائی بھی باوجود اس کوشش کے دس میں چار یا اطلاق خر یا بعض مسلمان وہنود ہیں جو دنیا کی تنگی سے عاجز اگر منافقانہ عیسائیوں میں جا ملتے ہیں عباد الدین کو دو مہینے تو زاد نہ ملے تو دیکھیے پھر کیا کرتے ہیں؟ اس بالذاتی پر دین مسیحی کی یہ ترقی ہے کہ اتوار کے دن کے سوائے گرجا خالی پڑے رہتے ہیں اور اس عبادت کے خدا بھی بجائے عباد الدین کے سے دیسی کرسٹین جب تک کہ انگریز لوگ گرجا میں رہتے ہیں جانے نہیں پاتے۔ یہ آنحضرت علیہ السلام کی نبوت ہی کا نشان ہے کہ صفحہ دنیا پر توحید و پرہیزگاری خدا پرستی کی روشنی پھیل گئی اب بھی ممالک اسلامیہ و عیسویہ میں کوئی سیر کرکے دیکھ لے تورات زبور کا فرق نمودار ہوگا۔ اس زمانہ میں بھی ممالک اسلامیہ میں پرہیزگاری عبادت مہمان نوازی خدا پرستی کی جھلک ہے برخلاف اکثر عیسویہ ممالک بالخصوص یورپین باوجود ترقی علوم کے الحاد بدکاری عیاری کے دریا موجزن ہیں پھر آپکی برکت سے صحابہ کی جو کایا پلٹ گئی اسکو بھی مورخین جانتے ہیں ان میں سچا جوش روحانی زندگی کے آثار نمایاں تھے اگر یہ نبوت کا اثر نہیں تھا تو پھر کونسی شراب کا نشہ تھا؟ حضرت مسیح کے بارہ حواریوں کو جو آپکے نزدیک موسیٰ وغیرہ انبیاء سے ہزار درجہ بڑھکر ہیں حضرت کے صحابہ کیا بلکہ تابعین بلکہ بعد کے جان نثاروں سے بھی مقابلہ کرکے دیکھیے۔ یہودا نے تو خود حضرت مسیح کو تیس روپے لیکر یہود کے ہاتھ گرفتار کرایا اور اعظم الحواریین شمعون پطرس نے (کہ جسکو حسب مفاد درس ۹ باب ۱۶ متی آسمانی کنجیاں اور اختیارات دیے گئے تھے) ایک عورت کے پوچھنے ہی اپنی رفاقت تو کیا بلکہ شناسائی کا بلفظ لعنت بڑے زور سے انکار کر دیا۔ اور وہ صدہا آدمی جو حضرت مسیح پر ایمان لا چکے تھے سب تتر بتر ہو گئے کسی نے چون ہی نکی کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس بارہ میں تاکید بھی فرمائی تھی کہ دنیاوی تکالیف پر جو برداشت کریگا وہی نجات پائیگا اور جو میرا انکار کریگا باپ کے روبرو میں بھی اسکا انکار کرونگا۔ اور اسی لیے حضرت مسیح نے آسمان پر چڑھتے وقت پیطرس کو بے ایمانی کا لقب عطا کیا چنانچہ انجیل مرقس کے باب ۱۶ میں موجود ہے۔ ولیم ہیمر صاحب تاریخ کلیسا کے اول باب میں لکھتے ہیں مسیح کے حواریوں اور شاگردوں نے ابتک یعنی تاوقت عروج اسکی تعلیم کی حقیقت اور مطلب بالکل نہیں سمجھا تھا اور انکا سست ایمان دنیوی نعمتوں اور فائدہ کی امید میں لگا ہوا تھا اسکے گرفتار ہوتے ہی وہ سب بھاگ گئے اور پطرس نے جو عدالت میں گیا وہاں اپنے خداوند کا انکار کیا پھر مسیح کی

سلہ پادری صاحب عرب کی جہالت کی تو بقول آپکے ایک چلپن آدمی نے اصلاح کردی کہ جبکہ جزیرہ نمائی کا بلیوں سے اور ترکوں سے کہیں زیادہ ہے آپ سچے مسیحی بنکر اسلامی سے تو عرب کا کایل ہی پر ہاتھ کیا بدیا کایل بھی درست نہ ہوا اور اجاگر دنیا منادی نہ کیجیے۔ بلکہ عیسائی ممالک پادریوں کے ہاتھ سے یونہی فیضاً لاد ہوتے چلے جاتے ہیں کئی سو برس ہوئے کہ پوپ کو الفط کر دیا۔ اور اب لندن اور فرانس اور جرمن کے عالی دماغ لوگ تثلیث و کفارہ والوہیت مسیح سے جو اصل مذہب عیسوی ہیں صدہا نہیں بلکہ کروڑہا نفرت کرگئے اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور علاوہ اسکے الحاد اور فلسفہ کو وہ ترقی ہے کہ خیر ہی دو۔ لوگ سرے سے ان باتوں ہی کے معتقد نہیں اور اسپر طرہ یہ کہ زنا اور شراب خواری کی وہ کثرت کہ جسکا کچھ ٹھکانا ہی نہیں آپ لوگوں کی بھی تعلیم نے اس بارہ میں کچھ بھی اثر نہ کیا اور حضرت کی تعلیم کا اب تک وہ اثر باقی ہے کہ ہمارے سلطنت تھین یہ باتیں سوال حصہ بھی نہیں یہ تو اس ضعف اسلام کا حال ہے اور اس سے پہلے تو وہ بالذاتی صفحہ عالم پر جلوہ گر تھی کہ جسکا اثر ہمارے سے غیر یورپین پر بھی تھا ۱۲ منہ

سلہ باوجود اس کے ہمارے اس زمانہ میں بھی اسلام کی قدرتی سچائی اور فطرتی نورانیت سے جو کچھ ترقی ہے اسکا کہیں نظیر نہیں پایا جاتا ہے۔ مسٹر ارنک ٹیلر نے جو انگلستان میں ۱۸۸۰ء میں اس بارہ میں سیکرٹری ممبروں کے رہ برد کیا ہے اور جو منشور محمدی وغیرہ اخبار نہیں لندن کے اخبارات سے نقل کی گئی ہے شاہد عدل ہے وہ کہتا ہے کہ ہندوستان میں کہ جہاں پادری لوگ خاص کر مسلمان بنانیکے لیے کروڑہا روپیہ صرف کرتے ہیں ہر سال تخمیناً چھ لاکھ مسلمان بڑھتے چلے جاتے ہیں جو اور مذہب چھوڑکر اسلام میں آتے ہیں اور افریقہ کے بلکہ میں بھی وہاں یہی کوشش کر رہے ہیں لاکھوں غیر مذہب کے لوگ اسلام کو قبول کرتے جاتے ہیں اور یورپ کے ملکوں میں بھی عموماً بمقابلہ مذہب عیسوی یونہی اسلام کیطرف رجحان ہوتا جاتا ہے جہانتک کوئی مسلمان دہریہ نہیں ۱۲ منہ

سلہ بیبل میں ایک مخفی کرسٹان اس لقب نے ایمانی کی یہ تاویل کرتا ہے کہ یہ لفظ حضرت مسیح نے آنکے لیے یوں کہا تھا کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہ لاسکے تھے الغرض ہمچناں الہدیکیا ہوا بہ طور ایمان نہ لاتا اور اسکے معاوضہ میں یہ لقب پاتا تو غنیمت ہی خواہ مخواہ کسیوجہ سے ہو۔ پھر جانے یا دیو کو خوش کرنیکو محمد صادق اور محمد صالح فرضی نام سے بقصص رد تفسیر حقانی اپنے چہرہ پر کیوں خاک افشانی کر رہا ہے ۱۲

مصلوب ہونیکے بعد سب بالکل مایوس اور نا امید ہوگئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ کی تعلیم نے تو بنی اسرائیل پر باوجود صدہا معجزات دیکھنیکے سوان حصہ بھی انکی تعلیم سے اثر نکیابت پرستی اور گوسالہ پرستی سے باز نہ آئے آخر حضرت موسیٰ بھی انکی نخوست کی وجہ سے ارض مقدسہ مین داخل ہونے سے محروم رہے اور راستے ہی مین کام آئے۔ اب فرمایئے دنیا مین جسقدر انبیاء آئے ہین انمین سب سے زیادہ کسکی تعلیم کا اثر ہوا عرب شمگر دلمین شریا تو ہوتا **قولہ** پس محمد صاحب نے عرب کو ترغیب دینی شروع کی اور مدینہ والون کی مدد سے فوج کشی کرکے مکہ پر حملہ کیا اور بڑی خونریزی کرکے قبضہ کیا اور عرب کو طرح طرح ترغیبین دینی شروع کین اول لوٹ کے مال کا لالچ جسمین پانچوان حصہ آپ لینے اور باقی انکو بانٹ دیتے الخ اگر خدا کے حکم سے زمین کو فساد سے پاک کرنا اور شریرونکا دفع کرنا ہی ظلم اور بری بات ہے تو حضرت یوشع بن نون وغیرہ انبیاء بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپکے نزدیک بُرے ٹھہرے۔ اور اگر کہو وہ بھی بُرے تھے تو آپ عقل سلیم کے بھی مخالف ہین کیونکہ فساد کو دفع کرنا اور گندہ گوشت کا ٹکڑہ زخم کو اچھا کرنا اور بیفائدہ شاخونکو چھانٹنا ہر ذی عقل کے نزدیک محمود ہی اسی لیے تمام سلاطین عادل باغیون اور مفسدونکے قتل اور تخریب مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھتے اور اگر انکا مال ضبط کرنا برا ہی تو یہ بھی بیجا ہی کیا یوشع بن نون نے سکیا اور کیا سلاطین عادل نہین کرتے؟ **قولہ** دوسرا عرب تو نکا لالچ محمد صاحب نے خاص و عام سب لوگونکو یہ لالچ دیا اگر میرے ساتھ جاؤگے عورتین مفت لوٹ مین ہاتھ آئینگی تم انسے صحبت کرنا خدا کا بھی اسمین گناہ نہین الخ **جواب** اول تو آنحضرت علیہ السلام نے کبھی کسی لڑائی مین کسیکو یہ لالچ نہین دیا اگر سچے ہو تو ثابت کرو دوم یون کون کسی کے لالچ دینے سے کسیکے ساتھ جان دینے کو آمادہ ہوجاتا ہی۔ اب لٹیرونکو کسی کی جورو اور مال لینے سے کون مانع ہے اگر یہی لالچ مؤثر ہے تو گورنمنٹ کا ہیکو کروڑہا روپیہ دیکر فوج مقابلہ مین لیجاتی ہے ایسا لالچ کیون نہین دیتی اور آپ کیسے لالچی کہ جسنے ساٹھ روپیہ کی تنخواہ پر اسلام ترک کیا کیون ایک ٹکڑا ہندوستان کا نہین دبا بیٹھے۔ سوم ہر لڑائی مین یہ کسکو یقین ہوتا ہی کہ ہم ہی فتحیاب ہونگے ہان اگر انکو مدد آسمانی کا سہارا ہو تو انپر حکم سماوی مین عیب کیا ہی؟ چہارم اسلام مین لڑائی سے مقصود اس قوم کا ایمان لانا ہوتا ہے اگر وہ قوم ایمان لاوے یا مطیع اسلام ہوجاوے تو پھر انکو کوئی کچھ نہین کہہ سکتا معاذ اللہ اگر آپ لالچی ہوتے تو خواہ کوئی چین کرے یا نہ چین کبھی کسیکو نہ چھوڑتے جیسا کہ بائبل مقدس کے انبیاء نے کیا حالانکہ یہ کبھی نہین ہوا **قولہ** تیسرا لالچ جسمانی بہشت کا جسمین شراب کباب اور اچھی عورتین اور فرش لونڈی خوبصورت وغیرہ اور بہت سی غلط اور گندی باتین جنسے ناداں بہلائے جاتے ہین محمد صاحب نے عرب کو سنائین وے بے علم ناواقف بت پرست شہوت کے بندے خوش ہوکر قبول کر بیٹھے اس بہشت کو علماء محمدیہ کلام الٰہی سے ثابت کرین ورنہ توبہ کرین الخ یہی اعتراض ہمارے سید صاحب نے بھی قرآن اور اسلام پر کیا ہی اور مدت سے پادری فنڈر وغیرہ اسکو پیش کیے چلے جاتے ہین مگر یہ آپ لوگونکی کم فہمی ہی کیونکہ ان اشیاء سے جو قرآن مجید مین مذکور ہین بعینہ یہی دنیا کی عنصری چیزین مراد نہین بلکہ انکی طرح کی اور لطیف چیزین اور اس بات کو قرآن نے بھی بتلا دیا ہے۔ دوم جنت کی کسیقدر نعماء کا شفات[1] یوحنا مین بھی موجود ہین کہ جسکو تم کلام الٰہی سمجھتے ہو پھر انکار محض جہالت ہے سوم اگر تمہاری کتابین جنت اور دوزخ کے بیان سے خالی ہین تو یہی وجہ حضرت کے نبی ہونیکی کافی ہوسکتی ہی کیونکہ جزا و سزا دار آخرت مین انسان کے لیے عقلاً

---

[1] قولہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین الآیہ ۱۲ منہ ۵۲ چنانچہ مکاشفات یوحنا باب آیت ۹۔ و الیضاً باب ۲۱ و باب ۲۲ مین خوب بیان ہی انجیل متی باب ۲۵ مین بالخصوص انجیل متی باب ۲۶ آیت ۲۹ مین تصریح ہے کہ جنت مین انگور کا شیرہ پیا جاویگا پس جب کھانا پینا ثابت ہوا تو یہ پادریون کو اختیار ہے کہ وہ فقط انگور کا شیرہ ہی پی کر بس کیا کرین اور اہل اسلام ہر چیز کھائین پیین اب اپنی قسمت پر اعتراض کرین نہ کہ جنت کے نعماء پر۔ ۱۲ منہ۔

ونقلاً ثابت ہے اور اسکے بیان کی ضرورت ہے پس جس چیز ضروری کے بیان سے تمام کتب سابقہ خالی ہین جنسے اُسکو بیان کیا وہ شخص قطعی نبی ہی

قولہ جو تمالاج مسلمانونکی طرفداری الخ **ج** غلط کیونکہ سب اہل تاریخ آپکی عدالت اور انصاف کے مقر ہین ان باتون مین اہل اسلام ضرب المثل ہین یہ عیسائی دین نہین کہ جسمین کانے گورے یکا فرق کیا جاوے اور آپنے یہ آیت اشداء علے الکفار جو لکھی اُسکو طرفداری سے کیا علاقہ کفار پر اُنکے دفع فساد کے لیے شدت کرنا اور چیز ہے اور اہل معاملہ سے بانصاف پیش آنا اور بات ہے **قولہ** پانچوان باعث جھوٹی دہشت دینا یعنی محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذاب قبر کی بابت ایسے ایسے مضمون صریح البطلان جو ہر گز عقل و نقل قبول نہین کرتی اُس جاہل ملک کو سنا کر ڈرایا **ج** ہمارے مشفق سیالکوٹی صاحب بھی آپ لوگونکی بولی بولتے ہین مگر افسوس کہ نہ آپ عذاب قبر کو سمجھے نہ دوزخ کو نہ بہشت کو ہماری اس کتاب کو دیکھتے تو کبھی یہ بات مُنہ پر نہ لاتے بھلا پادری صاحب یہ فرمایئے کہ جب انسان کے لیے بعد مردن نہ عذاب قبر ہے نہ دوزخ نہ جنت تو پھر نیک و بد کام کا نتیجہ کیا ہی؟ شاید یہی دنیا کے فانی اسی لیے پولوس مقدس نے شریعت پر عمل کرنے والے کو بے ایمان فرمایا ہے اور عیسائیونکو ہر چیز کا فتوی دیکر سانڈ بنایا ہے معاذ اللہ اگر یہی الہام ہی اور یہی نبوت ہے تو سخن فہمی عالم بالا معلوم شد پس **شیطان** صاحب کو تکلیف اُٹھانے کی اب کچھ ضرورت نہ رہی عیسائیونکی کتابین اور اُنکے پادری کافی ہین علاوہ اسکے مکاشفات یوحنا مین بھی تو ایسی جھوٹی دہشت مذکور ہے اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے کلام مین مسطور لیکن آپکو بیبل پر نظر نہین جس لیے یہ جھوٹا غرور ہے **قولہ** غرضکہ ایسی ایسی ترغیبات سے عرب کے عوام اُنکے معتقد ہو گئے الخ پس جبکہ ابوبکر و عمر وغیرہ چند رئیس یعنی بستی کے چوہدری ایمان لائے تو پھر کیا کہنا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین اقتدار حاصل ہو گیا افسوس محمدی یہ خیال نہین کرتے کہ عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کس طمع پر دی تھی اور ابوبکرؓ نے الخ جس طمع پر کہ آپکے جد فاسد نے آپکے باوا تاجو صاحب کو آپکی والدہ دی تھی۔ ہمارا کلام بیہودہ گوئی نہین مگر چونکہ آپنے سوال کیا ہمکو جواب دینا پڑا **قولہ** جب محمد صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ اُنکا گاڑنا دابنا بھی بھول گئے اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوئے کہ مار پٹائی ہونے لگی محمد صاحب کا باغ فدک جو اُنہون نے اپنی بیٹی کو بخشدیا تھا چھین لیا بلکہ محمد صاحب کی بیٹی فاطمہ کو بطمع دنیاوی لاتین ماریں اور کیا کیا واہیات کیا صرف محمد صاحب کے داماد علیؓ نے اُنکو گور گڑھا دیا **ج** یہ ہذیان سرتاپا بے اصل امام باڑونکی گپین ہین اگر آپ سچے ہین تو بسند صحیح ثابت کر دیجیے بلکہ ہم کو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتی دو وجہ سے (**اول**) آنحضرت علیہ السلام کی نبوت (کہ جسکو مخالف بھی رد نہین کر سکتے اور وہ تعلیم حمیدہ اور وہ جوش دینی کہ جسکی وجہ سے صحابہ گھر بار چھوڑ چھاڑ حضرت کے آستانہ مبارک پر آپڑے تھے) کیا اس زمانہ کی پیری مریدی کا سا بھی اثر نہین رکھتی تھی؟ حاشا وکلا بلکہ وہ اثر رکھتی تھی کہ جسکا اثر آجتک دلونمین چلا آتا ہی اور نہ دیکھیے حضرت کے نام پاک پر جان و مال صرف کرنیکو جی آمادہ رہتا ہی اور نام پاک سنتے ہی محبت جوش مارتی ہے پس کسی پیر جی کے مرید یا کسی عالم کے شاگرد یا کسی رفارمر کے معتقد اُسکی لاش اور اُسکی اولاد کے ساتھ ایسا نہین کرتے بلکہ ہمنے بعض بزرگونکی لاشونکے ساتھ وہ ماتم اور اُنکے مریدون مین وہ جوش دیکھا ہی کہ جسکا بیان نہین پھر کیا ممکن ہی کہ آنحضرت کے ساتھ آپکے یارون اور مریدون نے ایسا کیا ہو توبہ توبہ (**وجہ دوم**) بالفرض یہ بھی صحیح لیکن وہ مال اور ملک آنحضرت کے بعد کیا برآمد ہوا تھا جسپہ نوبت پہنچی بلکہ ایک پیسہ بھی نہ چھوڑا تھا۔ اور اگر وہ لوگ مال کے بھوکے تھے تو مدینہ منورہ مین مال و اسباب چھوڑ کر کیون آئے تھے اور کیون عمر بھر فاقہ کشان کین در دولت سے نہ ہٹے اور خیر یہ بھی سہی مگر آنحضرت علیہ السلام کے بھائی بند بنی ہاشم اور خود علی مرتضے اور اُنکے ساتھ ذوالانصار جانبان

ل کیا الزکا قصہ عاد والدین انجیل مین ہین پر ابہان حضرت مسیح علیہ السلام عذاب قبر اور دوزخ کا پورا فوٹو کھینچ رہے ہین عاد والدین ایسی خدمتین آئے کہ انجیل اور عقائد عیسوی سے بھی ہاتھ اُٹھا بیٹھے ۱۲ منہ

فصل دوم

کیا کہ تھا کہ جو حضرت عمر یا ابوبکر کو حضرت فاطمہ کرامات مارتے دیکھکر چپ رہتے وہ بے غیرت آدمی کہ ذرا سے نسخے نہ تھے زبانی پتے کے تیل جو اب ہے جو اس سے ہوتی کہ مارتے کسیکی کیا مجال تھی جنکا قوان جنت کیطرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھتا مگر ہمارے بھائی بند شیعہ غیر محقق لوگون نے ایک ذرا سی بات کو پہاڑ بنا دیا اصل نزاع مسئلہ امامت مین تھا شیعہ کے نزدیک استحقاق اس خدمت کا حضرت علی کو تھا۔ دوم علی سب صحابہ مین افضل ہین نہ یہ بات کہ اور صحابہ کافر ہو گئے۔ اور باغ فدک حضرت فاطمہؓ کی ملک کر دینا چاہیے تھا۔ اہل سنت کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر مستحق تھے۔ اور وہی سب صحابہ مین افضل تھے۔ اور باغ آنحضرت صلعم السلام نے اپنی حیات مین نذر اللہ کر دیا تھا بلکہ اپنے جان اور مال سبکو وقف راہ مولی کر دیا اور ہم معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقہ فرما دیا تھا پس جسطرح حضرت فاطمہ آپکی حیات مین جو اسکی آمدنی پاتی تھین بدستور جاری رکھی اور باغ مال خدائی سمجھا گیا کیونکہ جب مال ہی نہین تو تقسیم کاہے مین جاری کرتے؟ لیکن بنی امیہ کے ظلم اور زیادتی سے یہ قصہ نہایت طول پکڑ گیا خود شیعہ کے اس مسئلہ امامت مین بہت سے فریق ہو گئے۔ اور خلال اور متعصب لوگون نے اپنی رونق مجالس اور لوگون کو مصائب اہل بیت پر رلانیکے لیے ایسی ایسی باتین بھی گھڑ لین اور کتابون مین درج کر دین اور نوبت بتبرا اور گالی گلوچ صحابہ کی پہنچا دی اور پرائے شگن کیلیے اپنی ناک اڑا دی۔ اہانت پیغمبر علیہ السلام اور اہل بیت کرام کیطرف منسوب کی۔ اسے محققین شیعہ ایسی باتون کو ہیچ و ہیچ جانتے ہین۔ پادری صاحب اصل بات یہ ہے نہ وہ کہ جو تم کہتے ہو قول ایسے لوگ ہمیشہ سے پہ اور ملک گیری کی خاطر لڑتے رہے ہین تک کہ محمد صاحب کے نواسے امام حسنؓ و حسینؓ بھی بادشاہت کی فکر مین مارے گئے ج باطل جھوٹ یہ عیسائیون کی ذاتیان نہین کہ محض دنیا کے لیے جھوٹ اور فریب اور بے ایمانی اور دغابازی کو عمل مین لاتے مین اپنے سے خالف کو بھی سلام کرتے ہین مغلوبہ لوگون کو نہایت بیرحمی سے مارتے ہین۔ کیا اسپین کا قصہ اور بیت المقدس مین پچاس ہزار مسلمانون کے زن و فرزند کا باوجود امان کے قتل کرنا وغیرہ صفحہ عالم سے محو ہو گیا ہے؟ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کی شہادت محض دین کے لیے تھی کہ جسکی تفصیل کی یہان گنجائش نہین۔ اگر دین کے لیے شہید ہونا عیب ہے تو خود حضرت مسیح اور انکے بعض حواری بھی سچے نہین ہو سکتے قول غرض یہ سب دنیاوی طمع سے تھا جو ایمان لائے تھے اور انکے بعد بادشاہون نے طمع اور جان کے خوف سے لوگون کو زبردستی سے (جیسا کہ قسطنطین بادشاہ روم نے ہزارہا یہودیون کو ظلم سے ہلاک کر کے مذہب عیسائی کو رواج دیا) یہانتک مختصر حالات سنا یا انشاء اللہ اگر زمانے نے فرصت دی تو خاص محمدی تاریخ جدی لکھکر مفصل کیفیت سناؤنگا جو پردہ مین ہی ہے تاریخ تمدن جدید جسے بعد اور پادری صاحب نے اپنے مصنفہ نیاز نامہ نے اور ماسٹر رام چندر نے رسالہ مسیح الدجال و تحریف القرآن مین اور رحمانی مطبوعہ حیدرآبادی نے دفتر کے دفتر بہت سے مصنفین اپنے اسلاف لوگون نے بہت کچھ کاغذ سیاہ کیے ہین اور جھوٹے عیب لگائے ہین اور روایات اقوال بیسر سے اکٹھی کر کے اپنی طرف سے اس آفتاب جہانتاب پر لگائے ہین اور آسمان کیطرف تھوکا ہے مگر وہ سب آکر انہین کے منہ پر پڑا دیکھیے اب ہم منصف مزاج پر اہل انصاف عیسائیون سے شہادت طلب کرتے ہین وہ کیا کہتے ہین؟ گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ محمد صاحب کہتے ہین کہ چاروں خلفاء کے اطوار یکسان صاف اور ضرب المثل تھے کہ انکی سرگرمی۔ دلیری اخلاص کے ساتھ تھی۔ اور شدت اور اعتقاد پر بھی اپنی زندگیان ادائے فرائض اخلاقی اور مذہبی مین صرف کین یہی آدمی محمد کے اول جلسہ مین شامل تھے جو بیشتر اس سے کہ اپنے اقتدار حاصل کیا آپکے جانب دار ہو گئے یعنی ایسے وقت مین کہ آپ ہدف آزار ہوئے اور جان بچا کے اپنے ملک سے چلے گئے۔ انکے اول ہی اول تبدیل مذہب کرنے سے

علی حسب ۲۹

انکے راستی ثابت ہوتے ہی اور دنیا کی سلطنتونکو فتح کرنیسے اُنکی لیاقت کی فوقیت معلوم ہوتی ہے (۲۱۹) اس صورت مین کوئی یقین کرسکتا ہی کہ ایسے شخصون نے ایذائین سہین اور اپنے ملک سے جلاوطنی گوارا کی اور اس سرگرمی سے اُسکے پابند ہوئے یہ سب امور ایک شخص کی خاطر ہون جسمین ہر طرح کی برائیان ہون اور اس سلسلہ فریب اور سخت عیاری کے لیے ہون جو اُنکی تربیت کے بھی خلاف ہو اور اُنکی ابتدائی زندگی کے تعصبات کے بھی مخالف ہو؟ اسپر یقین نہین ہوسکتا اور خارج از حیطۂ امکان ہے (۲۲۳) عیسائی اسکو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمدؐ کے مسائل نے اسقدر جگہ کا نشہ دینی آپکے مریدون مین پیدا کیا جسکو عیسےٰ کے ابتدا پیروؤن مین تلاش کرنا بیفائدہ ہے اور اُنکا مذہب اُس تیزی کے ساتھ جسکی نظیر دین عیسوی مین نہین چنانچہ نصف صدی سے کم مین اسلام بہت سی عالیشان اور سرسبز سلطنتونپر غالب آگیا۔ جب عیسےٰ کو سولی پر لے گئے تو اُنکے پیرو بھاگ گئے اُنکا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیے اگر بالفرض آپکی حفاظت کرنیکی اُنکو ممانعت تھی تو آپکی تشفی کے لیے تو موجود رہتے اور صبر سے آپکے اور اپنے ایذا رسانونکو دھمکاتے۔ برعکس اُسکے محمدؐ کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپکے بچاؤ مین اپنی جانین خطرہ مین ڈالکر کل دشمنون پر آپکو غالب کیا انتہے پھر خود گبن اپنی تاریخ مین لکھتے ہین "محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے۔ مکہ کے پیغمبر نے بتون اور انسانون اور ستارون اور سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا الخ اُسنے اپنی سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہے کہ جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا کہ کسی شکل مین مجسم ہو نہ کسی مکان مین نہ کوئی اُسکا ثانی موجود ہے جس سے اُسکو تشبیہ دے سکین الخ ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اُسکے پیروؤن نے انکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ انکی تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا تعالےٰ کے وجود اور اُسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانونکے عقائد مذکورہ کی نسبت یہ کہسکتا ہی کہ وہ ایسا عقیدہ ہی جو ہمارے ادراک موجودہ اور قوی عقلی سے بہت بڑھکر ہے الخ وہ اصل الاصول جنکی بنا عقل اور وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچے چنانچہ اُنکے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتونکو ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہی انتہے اور ڈاکٹر اسپرنگر صاحب کہتے ہین محمدؐ کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے پانی اور اُگتی گھاس مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا اور عرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ مین حمد الٰہی کی آواز سُنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کی خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے انتہے اور ڈاکٹر ویل صاحب دیباچہ قرآن مین لکھتے ہین محمدؐ کے سب کلام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگونکو جہالت اور ذلت بت پرستی سے چھڑادین اور یہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش آپکی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو اُنکی روح پر بدرجہ غایت مستولی رہتی تھی اشتہار کرین الخ اور مقتضای حوادث اور بتدریج فوز مرام اس امر کا باعث ہوا کہ اُنہون نے اپنے آپکو خدا کا رسول امین یقین کامل کرلیا تاہم محمدؐ کی سیرت ایک عجیب نمونہ اُس قوت اور حیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے کہ جسکو خدا اور قیامت پر اعتقاد کامل ہوتا ہی اُسمین سے جو کچھ نتیجے نکالے جاوین۔ اونکی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ اُنکو اُن لوگون مین تصور کیا جاویگا جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابنائے جنس کے تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار حاصل ہی جو حقیقت مین بجز کسی اولوالعزم کے اور کسیکو نہین ہوتا انتہے۔ اور لارڈ ولیم میور صاحب اپنی کتاب سیرت محمدیہ مین لکھتے ہین۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور جزیرہ عرب کی روحانی کیفیت بالکل بیحس ہوگئی تھی گو ایک ضعیف اور ناپائدار اثر

یہودیت و نصرانیت یا فلسفہ کا عرب پر ہوا تھا جیسیکہ ایک دریا چہ غیر رواں کے سطح کا اِدھر اُدھر لہر کھانا مگر یہ ہیں بیحس و حرکت رہنا تمام عرب توہمات و ظلم اور بدکاریون غرق ہو رہے تھے۔ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیوون کو بیاہ لیتا تھا۔ اُنکے غرور اور افلاس سے رسم دختر کشی بھی جاری ہوگئی تھی جیسے ہندوؤن ہین ہے۔ اُنکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نتھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کیسی ہیئت کا اُنکا ایمان تھا۔ قیامت اور جزا و سزا جو فصل با ترک کا باعث ہوا سکی انہین خبر نہ تھی (جیسا کہ پادریان حال بالخصوص عماد الدین کو نہین ہے) ہجرت سے تیرہ برس پیشتر (یعنی قبل نبوت) تو مکہ اسطرح سے ایسی ذلیل حالت مین پڑا ہوا تھا۔ مگر ان تیرہ برسون نے کیا ہی انقلاب عظیم پیدا کیا سیکڑون آدمیونکی جماعت نے بت پرستی چھوڑکر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی (بخلاف پادریونکے کہ وہ اب بھی تین خدا کی پرستش کرتے ہین) اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہوگئے اُسی قادر مطلق سے بکثرت و شدت دعا مانگتے اُسکی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات و خیرات و پرہیزگاری اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے۔ اب انہین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال ہے اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنی ادنی حوائج کا خبر گیران ہے۔ ہر ایک قدرتی یا طبعی کیفیت مین ہر ایک امور متعلقات زندگانی مین اور اپنی خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیرات مین وہ اُسکی ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اسکے علاوہ وہ لوگ اُس روحانی حالت کو جس مین وہ خوشحال اور رحمدلان رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کافر اہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کے ہوے خدلان کا نشان جانتے تھے محمد کو وہ اپنی حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے الخ اس تھوڑے عرصہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہوگیا مسلمانون نے مصیبتونکو تحمل اور شکیبائی سے برداشت کیا الخ ایک سو مرد و عورت نے اپنے ایمان عزیز سے انکار نکرکے اپنا گھر بار چھوڑ حبش کو ہجرت کرلی تھی پھر اس سے زیادہ آدمی اور انمین نبی بھی (دیکھو نبوت کا اقرار ہے) اپنے عزیز شہر کو اور مقدس کعبہ کو چھوڑکر مدینے کو ہجرت کرآے اور یہان بھی اس عجیب تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبی اور مسلمانونکی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئے تیار کردی۔ اہل مدینہ کے کانون مین یہودی حقانی باتین عرصہ سے گوش گزار ہو چکی تھین مگر وہ بھی اُسوقت خواب خرگوش سے نہ چونکے جبتک کہ روح کو کپکپا دینے والی باتین نبی عربی کی نہین سنین تب البتہ ایک نئی اور سرگرم زندگانی مین دم بھرنے لگے انتہے۔ ایک جگہہ اُسی کتاب مین لارڈ صاحب لکھتے ہین ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اگر توہمات باطلہ کو کالعدم کردیا۔ اسلام کی صدائے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہوگئی۔ اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا مسئلہ حضرت محمد کے معتقدونکے دلون اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہوگیا ہے جیسے کہ خاص حضرت محمد کے دلمین تھا۔ مذہب اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام مین کچھ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپسمین برادرانہ محبت رکھین یتیمونکے ساتھ نیک سلوک کرین غلامونکے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آوین۔ نشہ کی چیزونکی ممانعت ہے مذہب اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اسمین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا انتہی۔ ہم بنظر اختصار انہین دو چار عیسائی محققونکے قول پر انحصار کرتے ہین اور ان محققین بالخصوص لارڈ ولیم میور صاحب بہادر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنہون نے بنظر انصاف

مذہب اسلام اور نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کی واقعی واقعی خوبیان بیان کرنے مین کچھ کمی نفرمائی اور منصب تاریخ گوئی کو امانت سے ادا کر دیا۔
اب اگر بھائے بھائی پادری صاحبان بھی انصاف پر آئین اور سچے عیسائی ہوجائین اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت اور رسالت کی شہادت دینے والے یہودیون کے جھوٹے الزامات سے بری کرنیوالے فارقلیط۔ یعنی حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت سے باز آئین اور جسطرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی گستاخی کرکے حیات ابدی سے محروم رہے نجات سے محروم نرہین اور جن کتابون مین آنحضرت علیہ السلام بیگناہ اور معصوم کو گالیان دی ہین برا بھلا کہا ہی انکی نسبت عیب لگائے ہین انکو جلادیوین تو کیا خوب ہو۔ دیکھو بھائیو خصوصاً بالخصوص اللہ کے پاک اور مقدس اور راہبر لوگون سے بدہے اگر تم سچے عیسائی ہو تو برائے خدا ذرا تو تخلیہ مین بیٹھ کر سوچو کہ آنحضرت نے دین عیسوی کے حق مین کیا برائی کی ہی بلکہ انہون نے تو انکی اور حضرت مریم کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نہایت عظمت کی ہے۔ قرآن مین تمہارے اکابر کی مدح اور تصدیق بکثرت ہی غایتہ مافی الباب تمہارے برخلاف مسئلہ تثلیث وکفارہ والوہیت مسیح کو (کہ جسکو بعقل سلیم تسلیم کرتی ہے نہ کسی نبی نے نہ خود حضرت مسیح نے فرمایا ہے) نہین مانتے جیساکہ خود عیسائیون کے محقق فرقے (جیساکہ مارسیونی اریوس اریوسی یونی ٹیرین۔ ارمن۔ نکلاتی۔ نصاری نجران۔ وغیرہم) اس افراط اور خیال باطل کو نہین مانتے اسلام کا فرق عجیب فرق ہے کہ جسکو کسی اور نبی اور کسی کتاب الٰہی سے انکار نہین خواہ کسی ملک اور کسی قوم کا ہو بشرطیکہ اسکی نبوت ثابت ہوجاوے اور کتاب کا کلام الٰہی ہونا دریافت ہوجاوے مگر البتہ یہود سے مخالفت اور تعصب ہو تو بجا ہے کیونکہ وہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونیکو بری بات پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انکی کسی کتاب آسمانی مین نہ کوئی بشارت ہی نہ کوئی خبر انکے مرید محض بے تک عہد عتیق کی آیات کو کھینچ کھانچ کر لاتے ہین تاہم تک نہین ملتی نہ انکے پاس کوئی معجزہ تھا نہ کوئی کرامت گھر سے آوارگی مین بھاگ کر مصر چلے گئے وہان بعض حکماء سے چند ادویہ مجربہ اور چند نقوش وعمل دیو جن کے مجرب سیکھ آئے تھے اور یروشلیم مین آکر اپنے کرشمے دکھاکر نبی کیا بلکہ خدا کا بیٹا بن بیٹھے بہت سے احمق انکے شعبدون مین آگئے بہت کو سلطنت کا لالچ دیا اور چال وچلن کے بھی اچھے نہ تھے چند عورتین ساتھ رہا کرتی تھین پہلے انبیاء کو چور اور بٹ مار کہتے تھے (یوحنا ۱۰ باب) پس گرفتار کیے گئے اسوقت کوئی معجزہ بھی دکھا سکے اور سب شعبدے بھول گئے آخر الامر چیخ چیخکر بڑی ذلت سے جان دی چنانچہ اناجیل مین یہ مرقوم ہے کہ انکے ساتھ جو لاہجی لوگ تھے سب تربھر ہوگئے کچھ شعبدے حواریون نے سیکھ لیے تھے انکو دکھاکر لوگونکو بہکاتے پھرے آخر قسطنطین بادشاہ روم جو بڑا ظالم تھا عیسائی ہوا اسنے بزور شمشیر لوگونکو عیسائی کیا۔ چونکہ اس مذہب مین شریعت پر عمل کرنے والے پر لعنت ہے انکے ہان سور و شراب کتا گدھا وغیرہ ہر چیز مباح ہے نہ عبادت ہی نہ قربانی نہ ختنہ سو اس آزادی کی وجہ سے اکثر لوگ عیش پسند اس شہوت پرست مذہب مین داخل ہوتے گئے دنیاکی ترقی اور تجارت اور صنعت سے یہ لوگ اور چل نکلے الخ

اقول پادری صاحب کیا یہ کفریات اُن کفر کی باتون سے کم ہین جو آپنے سید المرسلین کی جناب مین بکے ہین ہمارے نزدیک جو جواب انکا ہے وہی انکا مگر آپکا یہان دم بند ہے

فصل چہارم واضح ہو کہ اصل غرض دنیا مین نبی کے بھیجنے اور اسپر کتاب نازل کرنیسے یہ ہوتی ہی کہ عالم مین جسقدر فساد واقع ہوئے ہون اور جو کچھ امور خلاف فطرت سلیمہ لوگونمین رواج پاگئے ہون انکو مٹایا اور ہر امر مین اصلاح وفلاح کا لحاظ فرمایا جاوے۔ اس لحاظ سے کہہ سکتے ہین کہ نبی ہر امر مین خدا کی طرف کا

مصلح ہوتا ہے قرآن کے خلاف کے بیان مین ۲

فطرت الٰہیہ کے لیے سچا نمونہ ہے۔ یا آسمانی کسوٹی ہے جو بات اُسکے موافق ہے کھری ورنہ کھوٹی ہے اسی لیے ہر زمانہ مین یکے بعد دیگرے انبیاء آتے اور اصلاح فرماتے رہے ہین۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اُس عہد کے موجب طریقے سکھائے حضرت نوح نے اپنے زمانہ کے مناسب احکام جاری کیے۔ حضرت ابراہیم نے اپنے وقت کے مناسب نماز وروزہ کے احکام سکھائے توحید کو رواج دیا بت پرستی کی مذمت کی پھر حضرت موسےٰ وعیسیٰ علیہم السلام بھی اسیطرح دنیا مین خدائی قانون کو رواج دیتے رہے سب سے اخیر کے پیشوا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملک عرب مین تشریف لائے۔ اسوقت تمام عالم مین تاریکی جہالت محیط تھی۔ عرب کے لوگ گو اس بات کے مدعی تھے کہ ہم ملت ابراہیمیہ کے (کہ جسکو ملت حنیفیہ کہتے ہین) پابند اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد اور فرزند ارجمند ہین مگر اسوجہ سے کہ صدہا سال تک انمین کوئی نبی نہوا تھا نہایت گمراہی آگئی تھی جسطرح کوئی قدیم عمارت بالخصوص شاہی دیوان خاص صدہا سال کی مرمت نکرنیسے جابجا سے ٹوٹ جاے اور کسیقدر در و دیوار کے نشان باقی رہین اور اُس دیوان خاص کی کچھ اور ہی شکل ہوجاے اور اُسمین اور مکانات بنجائین یہی حال شریعت ابراہیمیہ کا عرب مین تھا۔ اوّل مرض اُسمین یہ پھیلا کہ خدا تعالیٰ و تقدس کو دنیا کے شہنشاہون پر قیاس کیا کہ جسطرح دنیاوی بادشاہون سے عرض و معروض و حاجت برآری و کارگزاری بغیر وزیرون اور مشیرون اور عملہ کے نہین ہوسکتی اسیطرح سے خدا تعالیٰ نے اپنے بعض خاص بندونکو قدرت و کمال عطا کیا اور انہی خدائی کا ایک حصہ اُنکو دیا اُنکے بغیر نہ خدا کسی کی عبادت قبول کرتا ہے نہ حاجت روا فرماتا ہے۔ بلکہ بعض اقوام نے تو بعض اکابر کی نسبت یہ اعتقاد کیا کہ خدا تعالےٰ دنیا مین اُسکی شکل مین ہوکر ظاہر ہوا ہے اور اُسمین حلول کیا ہے جیساکہ ہنود اپنے اوتارون کی نسبت اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہی عقیدہ ابتک رکھتے ہین تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ پس کیسکو رزق رسانی کا کیسکو پانی کا کیسکو تندرستی و بیمار پڑنا کیسکو قحط و ارزانی کا الغرض کیسکو کیسکا اور کیسکو کسی اور چیز کا اپنے دلمین حاجت روا سمجھ لیا اور اُنکی عبادت اور قربانی و نذر و نیاز و نام لینے کو اپنے لیے تقرب الٰہی کا وسیلہ جانا اور اُنسے روگردانی کو باعث نقصان جان و مال مانا اسلیے انکی پرستش ضرور سمجھی گئی اور وہ لوگ کہ جنکی نسبت اُنکا یہ گمان تھا انبیاء و اولیاء و ملائکہ ہین۔ اور بعض لوگ اپنے آبا و اجداد اور جنون اور ارواح خبیثہ کو اور بعض عناصر آگ پانی ہوا خاک کو بھی اور بعض آفتاب و ماہتاب ستارون اور دیگر عجائب مخلوقات کو بھی اسی مرتبہ مین سمجھتے تھے چنانچہ ان چیزونکی پرستش کرنیوالے ہنود اور مجوس ابتک موجود ہین ان چیزونمین سے کوئی بھی ہنود نے نچھوڑی۔ عناصر کی پرستش وید[۵۲] اور دساتیر مین ابتک مذکور ہے۔ اور انکی طرف دھیان دھرنے اور خیال جمانے کے لیے اُنکے نام کی تصویرین پیتل اور پتھر وغیرہ چیزونکی بنا کے آگے رکھکر عبادت کرنے لگے لیکن ان تصویرونکو معبود نہ سمجھتے تھے بلکہ جہت[۵۳] قبلہ خیال کرتے تھے البتہ متاخرین نے خود ان تصاویر ہی کو معبود سمجھ لیا

---

[۵۱] اس آیت مین اسیطرف اشارہ ہے کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ الآیۃ اور اسی مضمون کی بہت سی آیات قرآن مین ہین کہ سب لوگ قومانہین ملت اور اصول فطرت مین ایک تھے اسکے بعد لوگون نے اختلاف کیا اُنکی اصلاح کو انبیاء آئے تھے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ماس مولود الا ولد علی الفطرۃ الحدیث اور اسی لیے یہ بھی ثابت ہوا کہ اصول مین مین تمام انبیاء یکسان ہین بعض امور جزئیہ مین اختلاف ہے کہ کسی نبی کے لیے تو قوم اور ملک اور زمانہ کی رعایت سے کچھ احکام ملے دوسرے کو انہین وجوہ سے اور احکام دیئے گئے جسطرح کہ طبیب ہر مرض اور ہر شخص اور ہر موسم اور ہر مریض کے لحاظ سے نسخہ مین کمی زیادتی مصلحت دیکھکر کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کل انبیاء علاتی بھائی ہین ایک باپ اور مائین مختلف۔ پس اس سے یہی مراد ہے کہ اصول شریعت متحد ہین فروع مین اختلاف ہے ۱۲ منہ

[۵۲] وید ہنود کے نزدیک کتاب آسمانی ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہے ۱۲ منہ [۵۳] بعض بت پرست جیساکہ للہ الدین وغیرہ اپنی بت پرستی کی یہی توجیہ کیا کرتے ہین مگر اس شرک سے بری نہین ہوسکتے کیونکہ جسنے مانا کہ للہ صاحب وغیرہ دانشمندون نے مہادیو امدیشن اور کرشن اور کالی بھوانی وغیرہ کی معبودیت کو نکالا سمجھا تو اصل مسجود مہادیو وغیرہ کو جانا مگر مہادیو وغیرہ ان چیزون کو کہ جنکی یہ تصویرین ہین معبود و مسجود سمجھنا بھی تو بڑی غلطی اور صریح شرک ہے ۱۲ منہ

یہ پہلوں سے بھی بڑھ کر خرابی مین پڑے عرب مین یہ بت پرستی عمرو بن لحی کی وجہ سے رواج پائی جو نبی صلعم سے تخمیناً تین سو برس پیشتر تھا۔ پس جسطرح اہل ہند کے ہان کرشن وغیرہ اکابر کی تصاویر مندرون مین دھری گئین اور انکی پوجا شروع ہوئی اسیطرح سے عرب مین نبی کلب نے وُدّ کا بت بنایا اور ہذیل نے سواع کا اور مذحج نے یغوث کا اور ہمدان نے یعوق اور قوم حمیر نے سبا مین نسر کے نام کا بت بناکے پوجا۔ اور یہی پانچون بت قوم نوح مین بھی تھے جیساکہ سورہ نوح مین مذکور ہے اور قریش نے خاص مسجد ابراہیمی یعنی خانہ کعبہ مین حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے نام کے اور اور لوگونکے نام کے چھوٹے بڑے بہت سے بت رکھ چھوڑے تھے اور گرد کعبہ کے سب سے بڑا بت ہبل کے نام سے رکھا تھا۔ اور عرب جن بتونکی پرستش کرتے تھے منجملہ اُنکے لات اور منات اور ذوالخلصہ اور ذوالکفین اور ذوالشری اور یہم اور سعیر اور فلس وغیرہا تھے کہ جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین عرب کے لوگ عموماً معطلہ اور کچھ محصلہ تھے۔ معطلہ مین سے ایک صنف تو یہی بت پرست تھے جنکے خیالات کا ردقرآن مجید مین جابجا ہے کہین یون فرمایا اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ الایہ اور کہین یون کہا لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ الایۃ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ الایۃ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُھُمْ وَلَا یَضُرُّھُمْ الایۃ وَقَالَ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ الایۃ اور ایک فریق عرب مین ایسا تھا کہ جو خالق کا اور مرکر دوبارہ حساب وکتاب جزا وسزا کے لیے زندہ ہونیکا انکار کرتا تھا اور طبع کو زندہ کرنیوالا اور دہر کو فنا کرنیوالا جانتا تھا یعنی ترکیب اجسام کی طبیعت سے آدمی اور دیگر حیوانات ونباتات خودبخود پیدا ہوجاتے ہین اور تحلیل ہوتے ہوتے گردش دہر سے فنا ہوجاتے ہین نہ اسپر بعد مرگ کوئی حساب ہے نہ کتاب نہ دوزخ نہ بہشت نہ کوئی رسول نہ فرشتہ اور ان لوگونکو دہریہ کہتے ہین چنانچہ اجکل بھی بالخصوص انگلستان اور جرمن وغیرہ بلاد مین انکی ذرّیت موجود ہے۔ اس فریق کا بھی قرآن مین بہت جگہ ردّ ہے قال اللہ تعالی وَقَالُوْا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ وَمَا لَھُمْ بِذٰلِکَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ۔ پس خدا تعالی نے ضروریات فکریہ وآیات فطریہ کے ساتھ چند آیات اور سورتون مین انکی اس بیہودہ اور غلط خیال کو رد کیا فقال اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وقال اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ وقال قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۔ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ط وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ الایۃ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ۔ الایات۔ اس فریق کا بھی ردقرآن مجید کی اکثر آیات واکثر سورون مین نئے نئے طور سے واقع ہوا ہے۔ اور ایک ایسا فریق تھا کہ جو خالق اور ابداء خلق کا تو قائل تھا مگر بعث اور اعادہ کا منکر تھا اس فریق کے عقائد کو بھی قرآن نے اکثر جگہ بڑی شدّومد سے رد کیا ہے چنانچہ یہ آیت قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ الایہ اور یہ آیت اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ انہین کے رد مین وارد ہے۔ اور ایک فریق ایسا تھا کہ جو خالق اور ابداء خلق اور کسیقدر اعادہ کا قائل تھا مگر رسولونکا منکر تھا اور اصنام کی عبادت کرتا تھا کہ یہ ہمارے لیے آخرت مین خدا کے پاس شفاعت کرینگے مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی انکے رد مین خدا تعالی فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وغیرہا من الآیات۔ اور یہ لوگ بتونکے نام کی قربانی کرتے تھے اور جسطرح کہ ہنود ہر سال اپنے بتونکی زیارت کے لیے میلے کے طریق جاتے ہین اسیطرح یہ مشرکین اُنکے لیے حج کرتے اور منتین مانتے اور بعض چیزین حلال اور بعض حرام

کرتے تھے اور اپنی کھیتی وغیرہ آمدنی مین سے اُنکے حصے مقرر کرتے تھے اور اُسمین کسیقدر خدا کے نام بھی معین کرتے تھے اور کبھی خدا کے نام جنکے نام پر چڑہا دیتے تھے ان جانور ونمین سے کسی ترکو مردونکے لیے حلال اور عورتون پر حرام کردیتے تھے چنانچہ سورہ انعام مین اسکا وجود ہے وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ الآیۃ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ الآیۃ انکے رد مین خدا تعالی فرماتا ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ الآیۃ وقال اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا الآیۃ اور عموماً ان لوگونکے دو شبہہ تھے اول حشر اجساد کا جسکی نسبت کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ وغیرہا من الآیات دوم رسولونکا آدمیونکی شکلو نمین آنا اور حوائج بشریہ مین شریک ہونا جسکی نسبت خدا تعالی خبر دیتا ہے وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ الی قولہ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا قال وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا پس جو لوگ کہ فرشتونکے قائل تھے وہ کہتے تھے کہ فرشتے کیون رسول نہوئے وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ج وغیرہا من الآیات۔ اور جو قائل نہ تھے وہ صرف اپنے ہی تئو کافی اور وسیلہ سمجھتے تھے اول شبہ کا جواب قرآن مین کثرت سے دیا گیا اور ثانی شبہ کا جواب بھی اکثر جگہ ذکر فرمایا کہ بشر تمھارے ہمجنس ہے فرشتہ نہین اور اگر فرشتے کو بھی رسول کرکے تمہارے پاس بھیجتے تو انسان ہی کی شکل مین بھیجتے پھر شبہ کرنیوالے اسیطرح اسپر بھی شبہ کرتے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا الآیۃ اور جب اس ضرورت کے لیے بشر کو رسول کرنا پڑا تو بشر سے مقتضیات بشریہ ترک ہو ہی اسطرح ناممکن ہین کہ جس طرح آگ سے حرارت کا جدا ہونا ناممکن ہے پس اسی لیے جسقدر دنیا مین پیشتر انبیاء آئے کھاتے پیتے تھے بیوی بچے بھی رکھتے تھے قال تعالی وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۔ اور بعض عرب تناسخ کے قائل تھے کہ انسان جب مرجاتا یا مارا جاتا ہے تو اسکے دماغ کا خون اور اجزاء اصلیہ مجتمع ہوکر ایک جانور ہوجاتا اور سو برس تک اسکی قبر پر بولتا اور دشمن سے انتقام چاہتا ہے جیساکہ اجکل صدہا عوام اور بالخصوص ہنود کے خیالات خام ہین کہ فلان شخص کی روح آتی ہے اور فلان شخص جن بھوت بنکر لوگو کو ستاتا پھرتا ہے یا فلان جنگل یا فلان جگہہ مین رات کو فلان مقتول بولتا اور پانی مانگتا ہے یا بڑے بزرگ گھر پر دان پن کے لیے آتے ہین یا فلان عورت کی سوکن جو مرگئی ہے اسکو ستاتی ہے چنانچہ شیخ سدو اور زین خان ملعون الہ بخش اور ہنومان کی چوکی وغیرہ یہہ وہ خیالات انہین لوگونکی نشانی اور یادگاری ہے اس غلط خیال کو نبی علیہ السلام نے بھی بڑی شدومد سے رد کیا فقال لا ھامۃ ولا عدوی ولا صفر الحدیث بلکہ شگن اور مہورت اور فال وغیرہ خیال کی پرستش کو بھی منع کردیا اور سنادیا کہ خدا کی قضاء وقدر کو کوئی چیز روک نہین سکتی قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا الآیۃ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اسی مضمون کی بہت سی آیات ہین۔ اور بعض کا یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے خدا کی پیدا ہین انکی عبادت اور انکے وسیلے سے حاجت برآری ہوتی ہے اسکے رد مین خدا تعالی نے اکثر آیات نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ آیت ہے اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۔ اور بعض عرب

ل اس امر مین ایک شاعر جاہلیت نے یہ اشعار کہے ہین ۔ حیات ثم موت ثم نشر ۔ حدیث خرافۃ یا ام عمرو ۔ اور بعض نے مرنیمین یہ کہا ہے ۔ فما ذا بالقلیب وبدر ۔ من الشیبی المکلل بالسنام ۔ بخبر نا الرسول بان سنحیا ۔ وکیف حیات اصداء وھام ۔ سنہ

جنون کی پرستش کرتے اور اُنکے نام کی دُہائی دیتے تھے اُنکے رد مین خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ اور اکثر لوگ ایسے بھی تھے کہ کچھ باتین جنون سے دریافت کرکے اور اُسمین دس جھوٹھ ملاکے لوگونکے آگے بیان کیا کرتے تھے اور ان لوگونکو کاہن کہتے تھے جیسا کہ آجکل جہال جمعرات کو حلقہ بیٹھکر کرگانا سنکر سر بھیر گردن ہلانے لگتے ہین کہ ہمپر سید آتا ہی اور عوام انسے مغیبات کا سوال کرتے اور اُسپر ایمان لاتے اور اُسکے قول پر عمل کرتے اور بعض چیزین کھانی پینی چھوڑ دیتے ہین وغیر ذلک من الخرافات اسکا رد بھی قرآن مین مذکور ہے کہ خدا کے سوائے کسیکو غیب کا حال معلوم نہین البتہ جسقدر وہ خود اپنے ملائکہ یا خاص بندونکو بتلا دیتا ہی بس اسیقدر جانتے ہین اور جنون کو تو ملاء اعلیٰ تک رسائی بھی نہین اور جو کوئی وہان کا قصد کرتا ہے تو اُسپر کرۂ نار سے انگارے برستے ہین سورہ جن مین اسکا ذکر ہی اور پیغمبر علیہ السلام نے بھی بدلائل موثقہ اس خیال کو غلط ثابت کر دیا ہی۔ اور بعض عرب ستارونکی تاثیر کے قائل تھے کہ جسقدر حوادث اس عالم سفلی مین واقع ہوتے ہین جیسا کہ مینہ برسنا اور قحط ہونا اور بیمار و تندرست ہونا اور غنی و فقیر ہونا جو کچھ ہوتا ہی سب ستارونکی گردش سے ہوتا ہی یہانتک کہ خرید و فروخت و بیاہ و شادی سفر وغیرہ ستارونکے طلوع و غروب کے حساب سے کرتے تھے جسطرح ابتک اس ملک مین ہنود اسکے پابند ہین برہمنونکے خیالات خام اور وساوس وغیرہ کو دل و جان سے پسند کرتے ہین اس خیال فاسد کی غلطی بھی قرآن اور نبی آخر الزمان نے ظاہر کردی چنانچہ بمقام حدیبیہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آج شبکو جو بارش ہوئی ہے اسکی نسبت خدا تعالیٰ یون فرماتا ہی کہ بعض بندون نے کفر اختیار کیا اور بعض مجھپر ایمان لائے پس جسنے یون کہا کہ مطرنا بنوء کذا اُسنے کفر اختیار کیا اور جسنے اس بارش کو خدا کی طرف سے سمجھا وہ مومن رہا الحدیث اور قرآن نے بھی یہ کہدیا کہ آفتاب و ماہتاب اور جمیع ستارے خدا کی مخلوق اور ممکن اور اُسکے حکم کے اپنی چال خاص مین مسخر ہین سو ہوا پانی وغیرہ مخلوقات سے اُنکو اور کوئی زیادہ بات حاصل نہین قال تعالیٰ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُوْنَ وغیرہ لمن الآیات (سوال) یہ خیال غلط نہین کیونکہ حکماء بھی علویات کی تاثیر کے قائل ہین (جواب) اول تو حکماء بھی بہت سی غلط باتونکے قائل ہین ازانجملہ یہ کہ خدا سے سوائے ایک چیز کے اور کوئی دوسری چیز صادر نہین ہوئی ازانجملہ یہ کہ اُسکو جزئیات مادیہ کا علی وجہ التفصیل علم نہین ازانجملہ یہ کہ اُسکو اپنی ذات کا علم نہین وغیر ذلک مما لا یخفی۔ دویم اگر تاثیر ثابت ہے تو اسقدر ثابت ہے کہ جسطرح آگ کی تاثیر حرارت اور پانی کی برودت پس اسیطرح آفتاب و ماہتاب اور دیگر ستارونکی تاثیر حرارت و برودت ہے کہ جس سے پھل پھول پکتے ہین نہ یہ کہ انسان کی سعادت و نحوست مین کچھ اُنکو دخل ہی اور یہ بات اور ہی کہ اتفاق سے اس ستارے کے طلوع و غروب کے وقت کوئی کام ہوگیا مثلاً کسیکو ایسا اتفاق ہوا کہ جب کسی کام کے لیے وہ کتے کے بھونکنے وقت چلا تو وہ کام نہوا تو اس سے کوئی لازمہ عقلیہ یا عادیہ کتے کے بھونکنے اور کام کے نہونے مین نہین ہوسکتا البتہ توہمات کو بڑا ہی گنجایش ہے۔ اور بعض عرب مذہب یہود کیطرف میلان رکھتے تھے اور بعض عیسائی تھے یہود اور عیسائیون مین جو کچھ خرابیان اور گمراہیان اُسوقت مین تھین بلکہ ابتک باقی ہین بیان سے باہر ہین کسیقدر ہم ابھی بیان کرینگے۔ اور بعض عرب مجوسیونکی طرف میلان رکھتے تھے کیونکہ ایک عرصہ سے یمن اور عراق مین ایرانیونکی سلطنت تھی کہ جو مجوس اور آتش پرست تھے اور بتوں کو وغیرہا اطراف عرب مین بالخصوص مدینہ طیبہ سے شمالی اور مغربی حصہ مین اکثر عیسائی لوگ حاکم تھے ہرقل شاہ روم کے صوبجات شمار ہوتے تھے

ل۱ نور کہتے ہین ستارونکے اجتماع اور طلوع و غروب کو یعنی ہمکو ستارون کی وجہ سے بارش حاصل ہوئی ۱۲ منہ ل۲ ہرقلیس ۱۲ منہ

اور خاص مدینہ منورہ مین اور اُسکے اطراف خیبر وغیرہا مواضع مین ہنود رہتے تھے باقی حجاز و نجد وغیرہ ملک خود مختار تھے۔ دوسرا فریق عرب کا (کہ جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کے طریق پر چلتا تھا) اُنکو محصلہ کہتے ہین یہ لوگ موحد تھے نبی کے منتظر تھے۔ لیکن یہ فریق بہت ہی کم تھا

عرب محصلہ کا بیان

منجملہ اس فریق کے زید بن عمرو بن نفیل تھے جو کعبہ سے تکیہ لگا کر توحید بیان کیا کرتے تھے اور شرک سے نفرت دلایا کرتے تھے اور حشر و نشر حساب و کتاب کے قائل تھے منجملہ اُنکے قیس بن ساعدہ ایادی ہین منجملہ اُنکے مواعیظ کے یہ اشعار ہین جو ثبوت حشر مین کہے ہین ؎ یا باکی الموت والاموات فی جدث ۔ علیہم من بقایا بزہم خرق ۔ وعہم فان لہم یوما یصاح بہم ۔ کما یُنبّہ من نوماتہ الصعق ۔ الخ منجملہ اُنکے عام عدوانی ہین یہ شخص عرب کے حکماء اور خطباء مین سے ہے اسکی ایک بڑی وصیت ہے جسکے اخیر مین یہ کلمات ہین کہ مینے ایسی کوئی چیز نہین دیکھی کہ جس نے اپنے تئین پیدا کیا ہو۔ اور جو آنیوالی ہے وہ جانیوالی ہے۔ اگر لوگو نکو مرض سے موت ہوتی تو دوا سے زندگی بھی ہو جاتی اس شخص نے زنا اور شراب کو اپنے اوپر حرام کیا تھا اور شراب کی مذمت مین چند اشعار بھی کہے ہین منجملہ اُنکے قیس بن عاصم تمیمی اور صفوان

اول فریق

ابن امیہ بن محرب کنانی اور عفیف بن معدیکرب کندی ہین۔ قرآن مجید کو اُسوقت کے چار فریق کا رد اور دفع شبہات کرنا پڑا جو فطرت سلیمہ سے برخلاف اور راہ راست سے دور پڑے ہوئے تھے (اول) تو یہی عرب معطلہ کہ جنکے عقائد مذکور ہو چکے ہین اور اُنکے رد مین اہل منطق اور اہل فلسفہ کے طرز کو اختیار نہین کیا کہ مقدمات یقینیہ سے قیاس بشرائط مرکب کرکے پیش کیا جاتا اور امور غامضہ پر مناظرہ کی بنیاد رکھی جاتی اور نہایت باریک باتون پہ الزام دیا جاتا کیونکہ اُن عامیون اُن پڑہون اور اونٹ اور بکری چرانیوالون سے اسطرح سے مناظرہ کرنا خلاف مقصود تھا وہ ایسی باتین کب سمجھ سکتے تھے اسلیے مقدمات مشہورہ اور مسلمہ پر اکثر الزام دیا اور اُن مقدمات کا غلط ہونا ثابت کردیا جنپر یہ عقائد فاسدہ مبنی تھے چنانچہ ہر موقع پر ہم اسکی تشریح کرینگے اور تقدیم و تاخیر کا کچھ لحاظ نکیا اور کلام کے مکرر ہونیسے اور اکثر سورتون مین پھر پھرانیسے اجتناب نکیا کیونکہ مقصود یہ تھا کہ اُنکے دلمین شرک کی بُرائی جم جاے اور ان خیالات فاسدہ کی غلطی پیش نظر ہو جاے کیلیے کہ وہ کی تو اشارہ سے سمجھ سکتا ہے اور عامی بغیر مکرر اور تفصیل تمام کے نہین سمجھ سکتے۔ جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہین وہ آیات احکام اور آیات مخاصمہ مین باہم ربط دینے مین بڑا تکلف کرتے ہین اور اُنکے لیے کوئی قصہ شان نزول مین تلاش کرتے ہین اور درصل لوگو نمین عقائد باطلہ پایا جانا آیات عقائد کے لیے شان نزول ہے اور باہم جھگڑے اور ظلم و ستم کا پایا جانا آیات احکام کے لیے شان نزول ہے۔ اور جب ہمارے بعض مفسر ہی اس نکتہ کو نہ سمجھے اور انہین نے اصل قصون کو تفسیر آیات مین

جواب پادری فنڈر

داخل کرنیکی ضرورت پڑی تو بیچارے پادری و منہود وغیرہم مخالفین (کہ جو علوم اسلامیہ سے اکثر ناآشنا ہین) کیا سمجھتے؟ پس پادری فنڈر اور پادری عماد الدین وغیرہم نے جو قرآن پر اس بارہ مین بڑی شد و مد سے اعتراضات کیے ہین اور قرآن کی فصاحت و بلاغت مین نقص ثابت کیا ہے اور ناحق کی فضیلت جتلائی ہے درحقیقت اپنی نادانفیت کا اظہار کیا ہے اسلیے مین کہتا ہون کہ ان اعتراضات مین بیچارے پادریون کا محققین اہل اسلام قہقہہ نہ اڑائین بلکہ انکو کوئی بیعلمی کی وجہ سے معذور سمجھین۔ فریق (دوم) کہ جس سے مناظرہ واقع ہوا یہود ہے۔ یہود مین بیشمار خرابیان شائع ہو گئی تھین جنکی اصلاح بنی اسرائیل کے نبیونسے بھی نہو سکی کیونکہ سب سے اخیر انبیاء بنی اسرائیل مین حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہین انہون نے جسقدر اصلاح چاہی بیان سے باہر ہے مگر اُس سخت قوم پر (کہ جسکے ہاتھ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی عاجز آگئے حالانکہ دن بھر مین بہت سے خوارق و معجزات اُنکے دیکھتے تھے) چندان اثر نہوا آخر علم الہی کے بموجب ان دونون حضرات کو یہی فرمانا پڑا کہ جلد راستی اختیار کرو ورنہ آسمانی سلطنت کا

فریق دوم

زمانہ بہت قریب آتا ہی وہ نبی آنیوالا ہے کہ جسکے ہاتھ پر آنحضرتؐ شریعت ہی سرکشونکو کامل سزا دیگا۔ اور جو کچھ خدا اور انبیا بالخصوص حضرت مریم اور عیسےٰ کی نسبت بہتان باندھ رکھے ہین اُنکو دور کریگا منجملہ خرابیونکے ایک یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات مین تشبیہ کے قائل تھے یعنی اُسکو جسمانی جانکر اُسکے لیے حقیقۃً جسم اور مکان اور اعضا ثابت کرتے تھے اور اُسکے لیے تناہی قدرت وطاقت مانتے تھے کہ وہ آسمان وزمین پیدا کرکے تھک گیا اور ہفتہ کے روز اُسنے آرام لیا اسکا رد بھی قرآن نے کیا فرمایا اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ الآیۃ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ اور فرمایا وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ازانجملہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندون سے نہایت پیار کے الفاظ سے خطاب کیا تھا اور لفظ پیار کا بیٹا تھا یہود اس سے یہی سمجھ گئے کہ ہم خدا کے پیارے اور بیٹے ہین ہمکو کسی فعل پر عذاب نہوگا اور جو کچھ ہوا بھی تو بطور تہدید کے چند روز ہوگا اس بات کو خدا نے رد کیا کہ خدا کی جب کوئی جورو ہی نہین تو بیٹا کہان؟ باپ بیٹے مین مماثلت اور مجانست ضرور ہے خدا کا نہ کوئی مثل ہی نہ جنس فرمایا لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا الآیہ وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ الآیہ اور فرمایا کہ تمپر کیا منحصر ہی جو کوئی خداوند تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور اُسکے رسولونپر ایمان لاویگا وہ عذاب سے نجات پاویگا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ الآیہ اور فرمایا اگر خاص تمہارے ہی لیے دار آخرت ہی تو ذرا موت کی ارزو تو کرو قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ الآیہ اور یہ کہ گناہ پر ہمکو چند روز عذاب ہیگا پھر نہین فرمایا یہ تمہارے دلونکے منصوبے ہین تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ الآیہ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً الآیہ۔ ازانجملہ یہ کہ شہوت پرستی اور بدمستی سے انبیاء علیہم السلام کی نسبت بھی بڑی بدگمانیان کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کی نسبت بزاگندہ خیال تھا اور حضرت لوط کو یہ کہتے تھے کہ اُنہون نے شراب پیکر اپنی دونون بیٹیون سے زنا کیا اور وہ دونون اس سے حاملہ ہوئین اور ایک نے موآب اور دوسری نے بن عمی جنا چنانچہ سفر خلیقہ کے ۱۹ باب مین ابتک مذکور ہے۔ اور حضرت سلیمان نے بت پرستی کی اور حضرت داؤد نے اُوریا کی جورو سے زنا کیا چنانچہ کتاب السلاطین مین ابتک موجود ہی اس خیال کو خدا نے رد کیا کہ وہ ہادی اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے خدا نخواستہ اگر وہ بھی ایسا کرین تو پھر اُمت کا کیا ٹھکانا وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ وغیرہا من الآیات ازانجملہ یہ کہ بابل کی اسیری مین اصل نسخہ تورات اُنکے ہاتھ سے مفقود ہوگیا تھا پھر مدت بعد اُنکے علماء نے اپنی یاد کے طور پر کچھ مرتب کیا اور عزیر علیہ السلام اسکے مہتمم ہوئے آخر شاہ انٹوکس کے حادثہ مین وہ بھی اُنکے ہاتھ سے جاتا رہا پھر اپنے طور پر جو کچھ چاہا لکھا اور اسکا نام تورات رکھا (چنانچہ اسکی تحقیق آتی ہے) چونکہ یہ نسخہ خدائی تو تھا ہی نہین انہین کی تصنیف تھا اسلیے اسپر بھی پورا پورا عمل نکرتے تھے بلکہ اُنکے مشائخ احبار ورہبان رشوت ستانی کے لیے کچھ کا کچھ اول بدل الٹ پلٹ کردیتے تھے یا اُسکی کوئی تاویل کردیتے تھے کہ جس سے خدا کے حکم پر عمل کرنیسے سد راہ ہوجاتے تھے اسکی مذمت قرآن نے بیان کی وقال تعالیٰ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ الآیہ بلکہ جو اُنکی مرضی کے موافق ہوتا تھا اُسکو باقی رکھتے تھے اور جو مخالف ہوتا اُسکو مٹاتے تھے اسلیے جناب نبی آخر الزمان علیہ السلام کی جو جو صریح خبرین اُنکی کتب مین

۱؎ یعنی محمد علیہ السلام ۱۲ منہ ۲؎ چنانچہ تورات سفر خلیقہ مین ہی کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور خداوند سے یعقوب کشتی لڑا۔ اور خدا تعالیٰ تمام نبی آدم کو پیدا کرکے پچھتایا اور آسمان وزمین پیدا کرکے ہفتہ کے دن آرام لیا ۱۲ منہ ۳؎ یہود کا عمومًا یہی خیال ہی کہ لکھنے کے لیے چار قوم پریشر نے بنائی ہین برہمن چھتری بیش شودر باقی اور تمام مخلوق الٰہی بلحمہ یعنی بری اور نجات کے لائق نہین اور اسپر عجب یہ ہی کہ اور غیر قومین کسی کرم یعنی عمل سے نہ برہمن ہوسکتے ہین نہ چھتری نہ بیش نہ شودر پس پریشر نے ہندوستان کے ہندو کو بھی ہاتھی کے قابل بنایا باقی سب چیونٹی

چلی آتی تھین اُنکو اور دیگر احکام رجم وغیرہا کو اپنے امراء کی خوشامد مین چھپایا یہ تو اُنکے علماء کا طور تھا۔ عامیون مین یہ خرابی تھی کہ وہ اُن لالچی اور بیدین علماء کے اسدرجہ معتقد تھے کہ اُنکے خلاف[۱] مین کوئی کیسی ہی حق بات کیون نہ کہے اور انبیا ہی آکر کیون نہ سمجھائین وہ اُسکو ہرگز نہ مانتے تھے بلکہ اُن حق گو لوگونکے قتل کے درپے ہوتے تھے چنانچہ بہت سے انبیاء کو اسی بات پر شہید کر ڈالا[۲] ازانجملہ یہ کہ تعلیم انبیاء علیہم السلام کے برخلاف منہیات مین بالکل مستغرق ہوگئے تھے اور بجاے ورس تدریس کتاب الہی کے جادو منتر وغیرہ بیہودہ خیالات مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعلیم اور اُنکے عروج کا ذریعہ سمجھتے تھے ازانجملہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور اُنکی والدہ حضرت مریم کی جناب مین جو کچھ بدگمانی تھی اور جو کچھ بدسلوکی اُنسے کی تھی اور اُنکے پیرو ؤنکے ساتھ عداوت قلبی تھی بیان سے باہر ہے اُن ناشایستہ کلمات کا ذکر کرنا بھی نامناسب ہے عیسائی لوگ اسکے خود مقر ہین بلکہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مسیح دجال کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ بموجب بشارت موسے علیہ السلام اگر سچے نبی ہوتے تو قتل نہ کیے جاتے حالانکہ وہ قتل کیے گئے۔ اور جسقدر بشارات کتب سابقہ مین اُنکے لیے پائی جاتی ہین سبکی تاویل کرتے تھے۔ اور نبی آخرالزمان کے منتظر تھے کہ جو اُنکی اعانت کرے پس خدا تعالی نے قرآن مین اُنکے اس عقیدہ کو یون رد کیا کہ تمنے عیسے کو قتل ہی نہین کیا بلکہ تمکو خود اشتباہ ہوا ہے۔ اور اُسکی والدہ پاکدامن اور صدیقہ تھی۔ اور روح القدس کے مس کرنیسے خود بخود اُنکو اپنی قدرت کاملہ سے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے پیدا کیا اور معجزات عطا کیے ازانجملہ یہ کہ حضرت کے معاصرین یہود کو آپسے سخت عداوت اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ آپنے اُنکی خرابیونکی اصلاح فرمانی چاہی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تصدیق کی اور انجیل کو کتاب الہی کہا پس اُنکو وہ جو کچھ ایک مدت سے امید تھی کہ عیسائیونکو ملزم ٹھہرائینگے اور عرب کے مقابلہ مین ہماری طرفداری کرینگے بیک بخت جاتی رہی اسلیے خود آپکی نبوت مین کلام کرنے لگے اور جب معجزات وغیرہا دلائل سے انکار کیجگہہ باقی نرہی اور آپکو قطعی نبی جان گئے تو یہ حیلہ کیا کہ آپ عرب یعنی امی لوگونکے رسول ہین ہمارے نہین ہوسکتے دو وجہ سے (۱) یہ کہ موسیٰ کی شریعت ابدی ہے اگر آپکو نبی مانا جاوے تو اس سے شریعت موسویہ کا منسوخ اور غیر ابدی ہونا لازم آوے (۲) یہ کہ یہ استحقاق نبوت خاص ہمارے خاندان بنی اسرائیل کا ہے یہ نعمت بنی اسمٰعیل مین حاصل ہونی ممکن نہین اول شبہ تو محض لغو ہے کس لیے کہ آپکے نبی ماننے سے موسیٰ کی شریعت کے ابدی ہونے مین کوئی فرق نہین لازم آتا کیونکہ آپکی شریعت اور موسیٰ کی وہ شریعت کہ جو ابدی ہونیکے لائق ہے ایک ہے البتہ بعض جزئیات قوم اور زمانہ کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہین خود تورات مین احکام کا بدلنا ثابت ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے۔ دوم ابدی سے مراد زمانہ طویل ہے کما لایخفی دوسرا شبہہ تو محض ایک جاہلانہ گفتگو ہے کیونکہ خدا نے کہین وعدہ نہین کیا تھا کہ مین بنی اسمٰعیل مین نبی برپا کرونگا بلکہ نبی برپا کرنیکا وعدہ کیا تھا چنانچہ اب تک اس تورات مین بھی موجود ہے جسکی تصریح ہم کسی مقام پر کرینگے اور کسیقدر عقائد الاسلام مین کر چکے ہین۔ خدا کی رحمت کسی شخص خاص کا حصہ نہین پس یہ انکار بھی انکا محض بے دلیل اور احبار و رہبان کی تقلید سے تھا لیکن اُنمین سے صدہا منصف مزاج آسمانی شریعت مین داخل ہوے جیسا کہ **عبداللہ بن سلام و کعب احبار** وغیرہما۔ پس یہ عداوت روزمرہ بڑہتی گئی یہانتک کہ جنگ **احزاب** کے بعد یہود بنی قریظہ و بنی نضیر وخیبر کو آتشی شریعت نے

---

[۱] جیسا کہ اسوقت جہان لوگ اپنے بزرگون اور ابا و اجداد کی تقلید مین نصوص قرآنی و سنت مصطفویہ کا انکار کرتے اور حیلہ و بہانہ کرکے ٹالدیتے ہین ۱۲ منہ [۲] جیسا کہ آجکل دینیات کو چھوڑ فضول اور بیہودہ علوم کے سیکھنے مین لوگ مصروف ہین ۱۲ منہ [۳] عجب ہے کہ دہلی کے ایک کرسٹین مشنری صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے کہ جسکا نام رسالہ مسیح الدجال رکھا انھین علاوہ اور لغویات کے ایک طرز مضمون یہ تھا کہ اُن جملہ لکھا کہ (کہ جو یہودی حضرت مسیح علیہ السلام پر منطبق کرتے اور انکو دجال بناتے ہین) دے تک جناب سید الانبیا محمد علیہ السلام کی نسبت لکھا یا اور عاقلو لکھو اپنا مخموط الحواس

اپنا کامل اثر دکھایا۔ اور بعض علماء یہود آنحضرت کی مجالس مین حاضر ہوکر بہت سے امور کی تصدیق کرتے اور آپکے لیے بشارات تورات کو ظاہر کرتے تھے مگر وہ بیچارے جب پھر اپنی قوم مین واپس جاتے تھے تو انپر بڑی لے دے ہوتی تھی کہ تم کیون جاکر ایسی باتین انکو بتاتے ہو کہ جس سے وہ تمکو الزام دیوین۔ الغرض اطرح سے ہر روز نئی نئی باتین پیش آتی تھین کہ جسکا رد خدا کی جانب سے ہوتا تھا۔ کبھی وہ جبرئیل کی عداوت ظاہر کرتے تھے اور قرآن کے نہ ماننے مین یہ عذر پیش کرتے تھے۔ کبھی مدینے کے منافقین کو ورغلاتے تھے اسلیے سورہ بقرہ وغیرہا مین اکثر ایسے مضامین مذکور ہین (تیسرا فریق) کہ جس سے قرآن مین مناظرہ واقع ہوا ہے نصاریٰ ہے یہود تو تھے ہی یہ انسے بھی گمراہی مین کئی نمبر بڑھے ہوئے تھے حضرت مسیح کے زمانہ ہی سے جو کچھ مصائب مسیحیون پر پڑنے شروع ہوئے انکے ذکر کے لیے ایک جداگانہ دفتر چاہیے۔ انہین حوادث مین انجیل انکے ہاتھ سے جاتی رہی اور کچھ یادداشت کے طور پر تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہا۔ کسی معتبر ذریعہ سے یہ بات نہین معلوم ہوتی کہ حواریون نے کبھی روم وغیرہا بلاد مین منادی کرتے پھرتے تھے کوئی حضرت مسیح کی تصنیف یا خود انکی تصنیف کتاب بھی ساتھ تھی؟ لیکن انحواریون نے دین حق کی اشاعت مین بڑی ہی کوشش فرمائی اور لوگونکو اپنی کرامات اور نیک چلنی دکھاکر دینداری کیطرف متوجہ کیا۔ پھر تخمیناً دوسری صدی مین صدہا ایسے جھوٹے مسیحی پیدا ہوے کہ جنہون نے روح القدس نازل ہونے اور الہام ہونے کا دعویٰ کیا اور بہت سے جھوٹے عقائد اور اوہام غلط کو حضرت مسیح اور انکے حواریون کیطرف منسوب کیا اور لوگونمین انکا رواج دینا شروع کیا چنانچہ ورس ۱۳ باب ۱۱ نامہ رومیون مین اسکی تشریح ہے۔ اور صدہا جھوٹی انجیلین اور نامجات معروف و مشہور ہوگئے جیساکہ باب اول انجیل لوقا اور ابتدا رنامہ گلتیون اور باب دوم نامہ تسلنیقیون مین اسکی تصریح ہے۔ اور اس طوفان بے تمیزی کا باعث نہ تنہا طمع نفسانی اور تضلیل شیطانی تھی بلکہ بہت سے سادہ لوح جھوٹھ بولکر دین کو ترقی دینا موجب ثواب جانتے تھے چنانچہ ولیم میور صاحب اپنی اردو تاریخ کلیسا کے باب سوم حصہ دوم دفعہ ۳ مین لکھتے ہین کہ دوسری صدی کے عیسائیون مین یہ گفتگو رہی کہ جب حکیمون سے بحث کا اتفاق ہو تو انکے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے؟ چنانچہ اکثر کی رائے سے یہی بات قرار پائی اس سے بحث مین تیزی تو پیدا ہوئی مگر راستی اور صفائی مین خلل پڑا اور جعلی تصنیفات پیدا ہونی شروع ہوئین کیونکہ فیلسوف جسکی پیروی کرتے تھے تو رواج دینے کے لیے اسکے نام سے تصنیف کرکے مشتہر کردیتے تھے انکی تقلید سے یہی طریقہ عیسائیون نے اختیار کیا یہ بات بھی خلاف حق اور قابل الزام شدید کے تھی انتہے ملخصاً۔ اور یہی بات انکی پولوس کے اس خط سے جو انہون نے رومیونکو لکھا ہے ظاہر ہوتی ہے وہ درس ۷ باب سوم مین لکھتے ہین۔ پھر اگر میرے جھوٹھ کے سبب خدا کی سچائی اور اسکے جلال کے لیے زیادہ ظاہر ہوئے تو مجھ کیون گناہگار کیطرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیون نہ برائی کرین تاکہ بھلائی ہو انتہے۔ الغرض اسی پولوس نے اور بھی دین کو الٹ پلٹ کردیا اور بجاے صداقت اور ایمانداری کے بیچارے سیدھے سادھے ایماندارونکے دلونکو بجس خیالات اور کفر کے عقائد سے بھر دیا چارون اناجیل کہ جنپر آجکل کے عیسائی اوسار رکھائے پھرتے ہین اسی پر آشوب زمانہ کی تصنیف ہین۔ یہ تثلیث۔ اور کفارہ اور الوہیت مسیح کہ جسکو عیسائی نجات کا مدار جانتے ہین ایسے ہی جعلسازونکی گڑھت ہے۔ گرچہ بعض بعض فرقہ عیسائیونکے اس کفر کے سخت منکر بھی تھے جیساکہ فرقہ یونی ٹیرین وغیرہ مگر گمراہی زور پکڑتے پکڑتے آنحضرت صلعم کے عہد تک حد سے تجاوز کرگئی تھی از انجملہ سب سے بڑھکر یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام خدا تعالےٰ ہے وہ حضرت مریم کے پیٹ مین رہکر حسب دستور دنیا مین باہر آیا اور انسانی جامہ پہنا اور تمام بنی آدم کے گناہ اپنے اوپر اٹھاکر لیگیا (چنانچہ

یہ مضمون عماد الدین کی ہدایت المسلمین کے صفحہ ۲۷ مین ہے) اور گناہ کی معافی کا سوائے اس مشقت کشی کے اُسکو اور کوئی طریقہ نہ ملا آخر پھانسی چڑھا اور ملعون ہوا اور تین دن دوزخ مین رہا اور پھر جی اُٹھا اور حواریون کی بے ایمانی اور بیوفائی پر خفا ہوتا ہوا آسمان پر چڑھگیا اور پھر دوبارہ آنیکا وعدہ کرگیا چنانچہ اس عقیدہ کو پادری فنڈر نے اپنی کتاب مفتاح الاسرار مین بڑے تفاخر سے بیان کیا بلکہ اسی پر نجات کا مدار ٹھہرایا ہے۔ اسکو یہ لوگ الوہیت مسیح کہتے ہین۔ اس بیہودہ خیالات کو بھی خدا تعالیٰ نے اُن دلائل سے قرآن مین رد کیا کہ جسکو ہر ذی عقل اور صاحب فطرت سلیمہ بہت جلد قبول کرسکتا ہے قال لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا وللہ ملک السموٰت والارض وما بینھما یخلق ما یشاء واللہ علی کل شیٔ قدیر۔ اس آیت کی تفسیر مین آپکو آگے چلکر معلوم ہوگا کہ اس خیال باطل کو کسطرح سے مٹایا ہے؟ جہانتک کہ ہمکو اسوقت کے پادریون کی تصنیفات دیکھنے کا اتفاق ہوا اُنمین اس مسئلہ کی دلیل سوائے ان دو باتونکے اور کچھ نہ معلوم ہوئی (۱) یہ کہ بیٹے کا لفظ حضرت مسیح پر بولا گیا۔ اسکو پادری فنڈر نے مفتاح الاسرار مین کئی ایک ورق مین بڑی فصاحت خرچ کرکے بیان کیا ہے اور بغیر سمجھے بوجھے صوفیہ کرام کے الفاظ احدیت و وحدت کو بڑی تکلیف دی ہے مگر نتیجہ ندارد (۲) یہ کہ خدا کے افعال مختصہ کو اناجیل مین مسیح نے اپنی طرف منسوب کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت مسیح خدا یا خدا کا بیٹا بلکہ اکلوتا بیٹا ہے۔ اول بات کا جواب بہت سہل ہے کہ یہ لفظ اور لوگون[۵۱] پر بھی بولا گیا ہے پس جب وہ بیٹے نہین تو مسیح مین کیا خصوصیت ہے؟ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا تو آدم بغیر باپ اور بغیر ماں کے پیدا ہوے ہین خدا قادر ہے جسطرح چاہے پیدا کرے ان مثل عیسٰے عند اللہ کمثل آدم الایہ۔ آدم باپ بیٹے حقیقی مین مجانست تو ضرور ہے پس اگر عیسے خدا کے بیٹے اور خدائی مین شریک ہین تو وہ فصل کیا ہے؟ اور فصل ہے تو مرکب ہین اور ہر مرکب حادث ہے اور اگر فصل نہین تو اتحاد محض ہے پھر باپ کو اور بیٹا کون؟ ایک چیز آپ ہی باپ ہو اور آپ ہی بیٹا ہو محال عقلی ہے پس یہ کلمہ مجازاً اطلاق ہوا ہے۔ دوسری بات کا جواب اس سے زیادہ سہل ہے کہ اول تو یہ کتابین کہ جنمین یہ انتساب ہے الحاق اور تحریف سے مبرا نہین پھر کیا اعتبار کیا جاوے دوم یہ انتساب مجازاً ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ غلام اور خاص نوکر اپنے آقا کے مال کو اپنا مال کہدیا کرتا ہے کما لا یخفی پھر کیا اس سے غلام یا نوکر خود آقا ہوسکتا ہے؟ اصل اس بیہودہ خیال کی محض جہالت اور فرط محبت ہے انپر کیا موقوف ہے صدہا جہلا جب اپنے بزرگونکے فضائل بیان کرنے پر آتے ہین اُنکو خدا ہی بنا دیتے ہین کیا ہنود کچھ مچھ سور وغیرہ کو اوتار نہین کہتے کہ انمین خدا اترا تھا اور اُنکی شکل مین ہوکے ظاہر ہوا تھا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ از انجملہ یہ کہ روح القدس یعنی جبرئیل ایک اقنوم[۵۲] باپ یعنی خدا ایک اقنوم ابن یعنی بیٹا حضرت عیسیٰ ایک اقنوم ہر ایک اقنوم خدا پھر تینون ملکر ایک خدا نہ تین خدا۔ یہ پہلے خیال سے بھی زیادہ نعوذ باللہ کفر صریح اور محال عقلی ہے اسکے ابطال مین علمارنے بہت سے دلائل عقلیہ قائم کیے ہین کہ جنکا جواب آجتک پادریون سے نہوا نہوگا۔ اور میرے نزدیک تو اس بدیہی البطلان بات پر

---

[۵۱] انجیل متی باب ۵ ورس ۹۔ ایضاً باب ۶ ورس ۴۔ لوقا باب ۶ ورس ۳۵۔ یوحنا باب ۱۱ ورس ۵۲۔ ان مقامات پر مسیح علیہ السلام کے علاوہ اور لوگونپر بھی خدا کا بیٹا اطلاق ہوا ہے ۱۲ منہ [۵۲] یہ تو ہمارے نزدیک بھی ہے وہ زندہ یہود کے نزدیک بلکہ اکثر نواسوفار نکے نزدیک اور اسوقت کی نئی روشنی والونکے نزدیک تو اُنکے باپ یوسف بڑھئے ہین اسلیے وہ اپنے تئین ابن آدم کہتے تھے۔ علاوہ اسکے اگر خدا یا خدا کے بیٹے تھے تو عبادت کسکی کرتے تھے اور کیا ضرورت تھی اور پھر یہود کے ہاتھ سے صلیب پر چڑھ کے جان دی۔ واہ اچھے گناہ بخشنے دنیا مین آئے تھے اور یہی لوگونکے گناہ بخشوا کر گئی کیا خدا کر اپنی جان دینی آسان تھی اور گناہ بخشنا محال تھا پھر جب اُنکے گناہ اپنے سر پر اُٹھائے اور جہنم مین گئے تو اُنکے لیے کون شفیع ہوا ۱۲ [۵۳] اقنوم حصہ یا ٹکڑا یا جزو جو چاہو سو کہو مترجم

دلیل کی بھی کچھ حاجت نہین کیونکہ ہر انسان اپنی فطرت کی وجہ سے یہ جان سکتا ہے کہ یہ تینون چیزین اپنے وجود اور تشخص اور خدائی مین مستقل
ہین یا نہین؟ اگر ہین تو تین خدا ہوے نہین کیا حجت ہے پھر ایک کہنا چہ معنی دارد؟ اور اگر نہین پھر ہر ایک کو خدا کہنا اور ازلی سمجھنا محض لغو ہے
دوم ان اجزاء غیر مستقلہ سے جو مرکب ہے اُسکا کیا نام ہے وہ خدا ہے یا نہین؟ اگر ہے تو دو خدا مستقل پھر بھی ماننے پڑے ایک تو یہ کہ مجموعہ مرکب ہے
دوسرا باپ جو اس مجموعہ کا جزء سویمی ہے۔ اور اگر کہو کہ مجموعہ کا نام اب ہے تو پھر تین اقنوم کہان بلکہ دو ہینگے ایک ابن دوسرا روح القدس؛ پادری فنڈر
ڈاکٹر سٹن عماد الدین وغیرہم عیسائیون نے گرچہ اس خراب عقیدہ کے ثبوت مین (کہ جسپر آجکل انگلستان وفرانس وجرمن وغیرہ بلاد یورپ کے فلاسفر
قہقہے مارتے ہین) بڑا زور مارا اور بہت سے کاغذ سیاہ کیے مگر محض بے سود۔ اس عقیدہ کو بھی قرآن نے بہت جگہہ غلط بتایا اور اس سے سخت ممانعت
فرمائی ہے قال تعالیٰ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ الآیۃ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا
لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الآیۃ ازانجملہ یہ کہ خدا تعالیٰ بشر کے گناہ معاف
کرنے پر قادر نہین اور حضرت آدم سے لیکر سب انبیاء گناہگار چلے آتے تھے اور خدا کو اپنے بندونکی مغفرت منظور تھی تو سوے اسکے اور کچھ تدبیر نہ
سوجھی کہ دنیا مین بشکل عیسے ظاہر ہوا اور سب کے گناہ (یا خاص عیسائیونکے) سمیٹ کر اپنے اوپر لے گیا اور سب کے عوض آپ تین روز جہنم
مین رہا اور ملعون ہوا (چنانچہ یہ بات نامہ پولوس اور پادریونکی کتابونسے ابتک پائی جاتی ہے) اسی عقیدہ کے اعتماد پر پولوس مقدس جو
عیسائیونکے نزدیک بڑا رسول ہے اپنے اس خط مین جو طرطیس کو لکھا تھا حکم دیتا ہے کہ پاک لوگونکے لیے سب کچھ پاک ہے پر ناپاک اور بے ایمانونکے
لیے کچھ پاک نہین۔ علاوہ اسکے اپنے خطوط مین بڑی شد و مد سے شریعت پر عمل کرنیکو حرام کہتا ہے۔ اور شراب پینے اور گناہ کرنیکی اجازت
دیتا ہے اسی کے فتوے پر عمل کر کے عیسائیون نے باوجود اس اقرار کے کہ تورات کے احکام ہمیشہ رہینگے سب شریعت کو بالاے طاق
رکھدیا اور ہر ایک طرح کی بدکاری اور گناہ اور الحاد کو دل کھول کر کے عمل مین لاے۔ اسی لیے یورپ مین ملک کے ملک ایسے ملے دین اور ملحد
ہو گئے کہ جو خدا اور خدا کی باتون پر قہقہہ اڑاتے ہین جنکا اثر ہندوستان مین بھی پولوس ہند آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کے ذریعہ سے
نوجوان انگریزی خوانونمین پہنچا۔ اور شراب خوری اور زنا نے ازحد رواج پایا۔ اس مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو نہ تورات نے بیان کیا نہ صراحۃً
نہ کنایۃً نا انجیل اربعہ نے بیان کیا اور کسی لفظ باپ یا بیٹے وغیرہ سے اس مطلب کو سمجھنا محض خیال خام ہے تاویل کو بڑی گنجائش ہے۔
نہ پہلے کسی نبی نے اپنی امت کو تعلیم فرمایا اور کسطرح فرماتے حالانکہ یہ بدیہی البطلان اور صریح الفساد ہے بھلا کوئی دانشمند کہسکتا ہے کہ خطا
کرے کوئی اور اسکی سزا پاے کوئی؟ اور یہ کیا خدا کا انصاف ہے کہ دنیا کے گناہ ہونمین مسیح علیہ السلام سے مواخذہ کرے اور اسکو تڑپا تڑپا کر مارے
اور ملعون کرے اور تین روز جہنم مین ڈالے؟ اس بیہودہ خیال کو قرآن مین بہت جگہہ رد کیا ہے ازانجملہ یہ ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

۱؎ پولوس صاحب اپنی کتاب وقائع پولوس کے باب ۱ مین لکھتے ہین کہ کری ساسٹن صاحب اپنی اس تفسیر مین جو کتاب اعمال پر چوتھی صدی مین لکھی ہے یون ذکر کرتے ہین کہ فرقہ نذری جو ابتدا مذہب عیسوی مین تھا پولوس کی مکاری اور بے دینی کی وجہ سے اسکے ناجات کو (کہ جسکو آجکل عیسائی کلام الٰہی کہتے ہین) نہین مانتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ شخص بت پرست اور بڑا قزاق تھا اور
مکار اور جھوٹا چنانچہ (اول قرنتیون ۹ باب ۲۰-۲۲ - اور رومیون کے ۳ باب ۷ و ۸ اور فلپیون کے ۱ باب ۱۵ سے ثابت ہوتا ہے) یہ رسول مین اگر اس امید سے ختنہ کرائے اور یہودی ظاہر ہو کے شہر کے
ایک بڑے زاہد کی لڑکی سے شادی کرے کہ جسپر وہ عاشق تھا جو نکہ وہ اصل تھا (جیسا کہ اعمال ۲۲ باب سے ظاہر ہے) اپنی مولد سے نہ ہو نجاتا تو یہودیون سے جھگڑا پڑ پاکیا اور ختنہ اور یوم السبت کی تعظیم
اور شریعت سے موسوی مین خلل آنا ہوا اور اپنے آپ کو حواری مشہور کر کے عیسائیونمین ملگیا اور اسنے اپنی عمر بھر حضرت مسیح کو نہین دیکھا مگر حالانکہ حواری تھا ایک خواب بیان کر دیا کہ مکلم مسیح نے ظاہر ہو کے یون کہا
اسنے یہ خواب دیکھا اسپر بھروسہ کر کے اپنے کو حواری مشہور کر دیا اور اسکو رسول کہنے لگے اور اسکے خطوط کو بمنزلہ کلام الٰہی کے سمجھنے لگے ۱۲ منہ ۲؎ سود اور شراب جو تورات مین حرام ہے عیسائی اُسکو حلال

اور یہ بھی فرمایا کہ میری جناب عالی ہے جسطرح مین گناہون پر مواخذہ کرتا ہون بندہ کی عاجزی اور معافی مانگنے اور گریہ وزاری کرنیسے بخش بھی دیتا ہون اور کچھ پروا نہین کرتا مین کم ظرف اور تنگ حوصلہ نہین میرے غصّہ سے میری رحمت کا دامن فراخ ہو قال تعالیٰ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وَنَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وغیرہا من الایات - یہ بدعت بھی عیسائیون مین تیسری یا دوسری صدی مین مروّج ہوئی تھی کہ جسکا دفع کرنا حکمت الہی مین ضرور تھا[1] از انجملہ اس پولوس ذات شریف نے یہودیون کی ضد مین عیسائیونکو برباد کرنیکے لیے ایک اور فتوی دیا تھا کہ انسان کی نجات عبادت روحانی سے ہوتی ہے اور عبادت جسمانی محض ابتدا حالت مین تھی اب فضول ہے اسکی پابندی اچھی نہین عبادت روحانی یا تعلیم روحانی کیا ہے ؟ یہی یہودہ خیالات الوہیت مسیح و تثلیث و کفارہ اور عبادت جسمانی انبیاء کی شریعت نماز و روزہ اشیاء کی حلت و حرمت قربانی و ختنہ وغیرہا احکام - پس اس خام خیالی کو یہانتک ترقی دی کہ تورات کے جملہ احکام کو منسوخ کیا - بلکہ ملیامیٹ کر دیا اور اسپر لطف یہ کہ عدم نسخ احکام تورات کا دعوی - الغرض سبکو سانڈ بنا دیا جسطرح تکیون مین بھنگ گھونٹے جاتے اور لگے رگڑا مٹے جھگڑا کہتے جاتے ہین پھر تنکے پیر و مرشد سائین سونٹے شاہ بامدار بخش یہ تعلیم دیتے ہین کہ داتا عاشقونکی عبادت اور نماز روزہ تو عبادت روحانی ہے یعنی یہ سرور اور اسکی یاد مین مست رہنا باقی سب جھگڑے ہین اسیطرح عیسائی بھی انہین دو تین کفر کی باتون کو تعلیم روحانی اور پہلی شریعتونکی تکمیل اور سب کا عطر کہتے ہین باقی سب ہیچ غالباً دنیا مین عیسائی مذہب پھیلنے کا سبب یہی آزادی ہے ورنہ مذہب کی خوبی تو معلوم - اس یہودہ خیال کے بطلان پر بھی دلائل لانیکی کوئی ضرورت نہین کیونکہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہین نظری یعنے اعتقادیات جیسا کہ خدا کو وحدہ لاشریک جاننا اور اسکو بجمیع صفاتہ ازلی و ابدی رحیم و کریم اعتقاد کرنا رسولونکو برحق سمجھنا فرشتونکو خدا کی بھیجی ہوئی کتابونکو قیامت کے دنکو اور اسکے حساب و کتاب کو حق سمجھنا دوم عملیات انکی پھر دو قسم ہین عبادات اور معاملات عبادات جانی اور مالی جانی جیسا کہ نماز پڑھنا نجاست ظاہری دور کرکے اسکے سامنے دست بستہ کھڑا ہو کر اسکی ثنا و صفت کرنا اسکے آگے جھکنا اور اسکے آگے سجدہ کرنا اور نہایت درجہ کا اسکے آگے عجز و نیاز کرنا - اب یہ جسم کی پاکی اور اسکے آگے جھکنا کھڑا ہونا اس نیاز روحانی کی صورت ہے کہ جو اس ہیئت اور طریقے پر اچھی طرحسے ادا جاتا ہے نہ کہ مقصود اصلی اور مالی جیسا کہ زکوۃ دینا صدقہ دینا اسمین بھی اپنے دلکی محبوب چیز کو دیکر اور بنی آدم کی حاجت برآری کرکے تقرب روحانی پیدا کرنا ہے اور پہلی قسم تو سراسر تعلیم روحانی ہے اسمین جسم کو کچھ دخل ہی نہین اب رہے معاملات کسی پر ظلم نکرنا وغیرہ سو یہ بھی سراسر حکمت ہے اور زیادہ تشریح اسکی ہم آگے بیان کرینگے پس اسپر اعتراض کرنا میان پولوس صاحب کی خوش فہمی اور اسپر ہٹ کرنا عیسائیونکی ہٹ دھرمی ہے - اگر یہ تعلیم عیب ہے تو پھر نبی کی کیا ضرورت ہے ؟ کیا معجزہ ہی دکھانا مقصود ہے کہ جسکو مخالف نظر بندی اور کیا کیا کہہ سکتے ہین اس عقیدہ کو بھی خدا تعالیٰ نے رد کیا کہ رسول کی معرفت جو کچھ احکام الہی آتے ہین وہ عین حکمت ہوتے ہین اگر انسے کچھ فائدہ ہے تو بندیکا اور ترک سے نقصان ہی تو انہین کا جسطرح کہ کوئی طبیب سم کھانے سے منع کرے فقط اسقدر فرق ہے کہ سم کا اثر جسم

[1] بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرسٹین ہو گئے قرآن مجید پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابونکی از خود تصدیق کی پھر ان نجات کی باتونکو عمدًا چھوڑ دیا وغیرہ کو بڑے زور سے رد کیا اس سے قرآن کا کتاب الہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ ہادی صفدر علی نے میزان نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے مگر یہ اعتراض بینہ ایسا اعتراض ہے کہ جیسا کوئی چور و قزاق کسی عادل گورنمنٹ مین یہ عیب ثابت کرے کہ وہ چوروں اور قزاقونکو سزا دیتی ہے اس سے اسکی عدالت مین فرق ہے - اور قرآن نے ان کتابون کی کہ جنمین یہ ناپاک مضامین مندرج ہین کس جگہ مع خرابی ہے ذرا وہ آیت تو بیان کیجیے - کیا لوگونکی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسیٰ و عیسیٰ کے ہوئی ہو تورات و انجیل ہو سکتی ہے

ہوتا ہے اور نبی طبیعت روحانی ہے اسکے لوا مرنواہی کا اثر روح پر پہنچتا ہے جو لوگ اس نکتہ سے واقف نہین جیسا کہ پادری صفدر علی وغیرہ تو وہ عجب کج بحثی کرتے ہین کہ جسکو کوئی عاقل پسند نہین کرتا قال تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ الایہ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ الایہ علاوہ اسکے جب کوئی امر شرعی ہی باقی نرہا اور نہ خدا کیطرف سے کوئی چیز حلال وحرام رہی نہ فرض واجب تو عیسائیون سے کوئی پوچھے (۱) یہ کہ اب گناہ کس فعل کے کرنے یا نکرنے سے ہوتا ہی؟ پس گناہ کا وجود ہی نرہا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ الوہیت مسیح وتثلیث وکفارہ پر ایمان انسان جو چاہے سو کرے اسکے لیے کوئی امر گناہ نہین (۲) یہ کہ حضرت مسیح سے پہلے لوگ انبیا وصلحا کہ جنکی نجات متفق علیہا ہی اس امر پر ایمان رکھتے تھے یا نہین؟ اگر ایمان رکھتے تھے تو اُنکے لیے بھی سب پاک اور مباح تھا پھر آدم کا دانۂ گندم کھانے سے گناہ کیون شمار کیا گیا؟ اور پھر وہ نسل در نسل کیون چلا؟ اگر گناہ تو محض مخالفت نہی وامر الٰہی کا نام ہی اور امر ونہی شریعت ہی اور اگر اسپر ایمان نہ تھا تو معلوم ہوا کہ گناہ معاف ہونیکے لیے الوہیت مسیح وتثلیث وکفارہ پر ایمان رکھنا کوئی امر ضروری نہین (۳) اگر یہ ایمان رکھنا ایسا ضروری تھا تو کیون اس اہم مسئلہ اور ضروری بات کو انبیاء سابقین نے اپنی امتونکو تعلیم نہین فرمایا اور کیون اُنکی کتب مین صاف صاف درج نہوا؟ میرے ان سوالات کا عیسائی لوگ سوچکر جواب دین **از انجملہ** یہ کہ ان لوگونمین شادی نکرنا اور قلندرانہ اوقات بسر کرنا (جسکو رہبانیت کہتے ہین) رواج پا گیا تھا کہ جو پھر ان سے اچھی طرح نبہہ نہ سکا جسکا انجام یہ ہوا کہ رہبان لوگ اور پوپ وبشپ ظاہر مین تو شادی نکرتے تھے اور اسیطرح بہت سی عورتین کواریان کلیساؤن مین رہتی تھین مگر حرام کاری کی کچھ نہایت نہ تھی چنانچہ عیسائیونکے فرقہ پراٹسٹنٹ کے پیرو مرشد مارٹین لوتھر صاحب عمر بھر انکی ایک فاحشہ عورت کیتھرائن نامی کے ساتھ حرامکاری کرتے رہے (سمرن ڈی میٹ) اور مرآت الصدق مصنفہ پادری بیڈیلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء اس وجہ سے عیسائی لوگ جسکی شادی ہوتی تھی اُسکی بزرگی اور تقدس مین فرق سمجھتے تھے۔ اس خیال کو بھی خدا تعالےٰ نے رد فرمایا وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا الایہ اس زمانہ کے عیسائی باوجودیکہ فارقلیط نبی آخر الزمان کے منتظر تھے لیکن آنحضرت صلعم پر کثرت ازدواج کیوجہ سے ایمان لانے مین تردد کرتے تھے اور اسوقت تک کوئی دلیل اُنکے پاس آپکے عدم نبوت پر نہین لیکن محض انہین باتون سے نبی نہین جانتے اور آجتک اس رہبانیت کیوجہ سے پادری عماد الدین اور پادری رنڈر وغیرہما آپکی نسبت بڑے اعتراضات کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جس بناء پر ہم اعتراض کرتے ہین یہ محض خیال خام ہی علاوہ اسکے اور بھی گمراہیان تھین اور ہین کہ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہی (**چوتھا فریق**) کہ جنکا رد زیادہ قرآن مین ہوا **منافق** لوگ ہین۔ منافق دو قسم کے تھے ایک وہ تھے کہ جو زبان سے کلمہ توحید پڑھتے تھے مگر دلمین بالکل منکر انہین کے حق مین آیا ہے فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ دوسری قسم وہ تھے کہ جو اسلام مین بضعف داخل ہوئے تھے پس انمین سے بعض ایسے تھے کہ اپنی قوم کے تابع تھے اگر وہ ایمان لاے تو یہ بھی قائم رہے ورنہ انکے ساتھ یہ بھی پھر گئے۔ اور بعض وہ تھے کہ جنکے دلونمین اتباع لذات دنیا نے یہانتک جگہہ پکڑی تھی کہ خدا اور اُسکے رسول کی محبت کی

---

۱۲ الوہیت وغیرہا ۱۲ منہ ۱۳ گرچہ عیسائیونمین بیشمار فرقہ ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین مگر زیادہ دو فرقہ ہین ایک پراٹسٹنٹ جنکا پیشوا مارٹین لوتھر صاحب ہے جسکے لوگ لندن اور امریکہ وغیرہ ملکونمین رہتے ہین اور جو آجکل ہندوستانمین بکثرت پائے جاتے ہین دوسرا رومن کیتھلک جن مین روس وفرانس وغیرہا بلاد کے عیسائی شامل ہین ان دونون فریق مین باہمہ اتحاد کے ایک دوسرے کو گمراہ بتلاتا ہی ۱۲ منہ ۱۴ چنانچہ اُردو تاریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۰۰ء کے صفحہ ۲۰۵ مین ہی کہ ۱۸۰۰ء مین مونٹانس نے فروگیہ اور اشیا کو چکر کے دوسرے صوبونمین آکر فارقلیط ظاہر کیا کہ جسکے ظہور کا انتظار زمین پر مسیح کے دوسری بار آنے سے پیشتر الہام ربانی کے لیے بہتیرے دیندار کر رہے تھے بیشک بہتیرے ان ملکون مین اُسکے پیرو ہو گئے۔ انتہے ۱۲ منہ

جگہہ باقی نرہی تھی یا حرص مال وجاہ وحسد وکینہ سے اُنکے دل اسقدر پر تھے کہ جنمین مناجات وحلاوت عبادات کی گنجائش نرہی انہین کے حق مین ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى الآیہ اور بعض ایسے تھے کہ امور معاش مین اسقدر مشغول تھے کہ اُنکو امور معاد کی گنجائش اور آیات الہی مین تفکر کرنیکی مہلت ہی نہ تھی جنکی نسبت فرمایا اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَآ الآیہ اور بعض ایسے تھے کہ جنکے دلونمین آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت مین طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا ہوتے تھے گو دائرہ اسلام سے بالکل باہر نہوتے تھے اور ان خیالات کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت علیہ السلام پر احکام بشریہ جاری ہوتے دیکھتے تھے دوم شریعت محمدیہ ایک سلطنت آسمانی کے پیرایہ مین نازل ہوئی ہے پس وہ لوگ کبھی آپس مین ان خیالات کو ذکر کرتے تھے پھر جب قرآن مین ان امور پر تہدید ہوتی تھی تو بکے رہجاتے تھے قال تعالیٰ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ الآیہ اور زیادہ سبب اس نفاق کا یہ تھا کہ مدینہ منورہ مین آنحضرت کے تشریف لانے سے پیشتر عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول ایک شخص رئیس مدینہ نہایت مغرور آدمی تھا سب لوگونکی یہ مرضی تھی کہ اسکو سردار بنایا جاوے پس جب آنحضرت تشریف لائے اور تمام لوگونکو دل وجان سے حضرت پر اور آپکے صحابہ پر فدا ہوتے دیکھا تو ایک شعلۂ حسد حبّ ریاست کی وجہ سے اسکے دلمین بھڑک اُٹھا چونکہ تمام لوگ حضرت پر ایمان لاچکے تھے اس شوربخت کی کیا دال گلتی تھی ظاہر مین مقابلہ کرنیکی طاقت کہان تھی اسلیے لوگونکی دیکھا دیکھی یہ بھی اور اُسکے یار واَعشار بھی اسلام مین داخل ہوئے مگر خبث باطنی کی وجہ سے ہمیشہ حضرت کے صحابہ اور حضرت کی نسبت نکتہ چینیان کرتا رہا اور اسکے ساتھ اور بھی میلے دل کے دس بیس لوگ شریک ہوگئے چنانچہ سورہ منافقون وغیرہا سورتونمین ان لوگونکی توبیخ وتنبیہ مذکور ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ پر جو ایک بہتان اُٹھا تھا وہ بھی انہین لوگونکی سازش سے تھا جسکا سورۂ نور مین ذکر ہے۔ اور یہ لوگ غزوات مین شریک ہوتے تھے حیلہ وبہانہ کرکے پیچھے رہجایا کرتے تھے اور لوگونکو جانے سے منع کرتے تھے اور جب کوئی غنیمت کا موقع دیکھتے تھے تو موجود ہونے تاؤ دیکر سب سے پہلے آموجود ہوتے تھے اور حضرت کے جہاد وحرب کی خبرین خفیہ کفار کو بھیجا کرتے تھے یہ سب امور قرآن مین مفصل مذکور ہین لیکن قرآن کے اُن نصائح نے جو روح کو زندہ کرتی ہین ان لوگونپر بھی تدریجاً وہ اثر کیا کہ رفتہ رفتہ یہ لوگ بھی خلوص دل سے اسلام کے جانثار ہوتے گئے اور دو چار بدبخت ازلی جو تھے سو مرگئے آخر نزول قرآن تک کوئی منافق مدینہ مین باقی نرہا تھا یہ بھی قرآن کا ایک بڑا معجزہ ہے وللہ الحجۃ البالغۃ علاوہ انکے ضمناً تمام جہان کے کجرو لوگونکا رد بھی قرآن مجید مین مذکور ہے جیساکہ فرقہ مجوس اُنکے نزدیک آگ اور آفتاب کی پرستش ہے اور بدی کا خالق مستقل اہرمن کو اور خیر کا یزدان کو مانتے ہین۔ ان باتونکا غلط رد قرآن مین موجود ہے خدا کی حکمت بالغہ کا یہ مقتضی تھا کہ اپنے اخیر نبی کو ایسے پرآشوب زمانہ مین بھیجے کہ گمراہیونکے جسقدر اقسام ہین سب مجتمع ہوجائین تاکہ اُنکے رد سے الی یوم القیامۃ سب گمراہیونکا رد ہوجاے کیلیے کہ تمام گمراہیونکے اصل اصول یہی چار فرقے ہین اب جو کوئی نیا ہوگا انہین کی شاخ ہوگا ؛ ؛ ؛ ؛

علوم قرآن

فصل پنجم قرآن مجید مین بیشمار وہ علوم ہین کہ جنکی طرف بندونکو سخت حاجت ہی اور جن بغیر نصاب رسالت تمام ہی نہین ہوسکتا انہین سے یہ پانچ علم کثرت سے بیان کیے گئے ہین (۱) علم المخاصمہ یعنی گمراہون کے عقائد باطلہ کا رد جسکی تفصیل ابھی بیان ہوچکی ہے

اوّل

دوم علم کلام کی بنیاد انھین آیات اور اسی علم پر ہے (۲) علم التذکیر بالآء اللہ یعنی آسمانون اور زمین اور جملہ مخلوقات کی پیدائش کا بیان اور زمین وآسمان اور رات دن مین جو کچھ عجائب مخلوقات ہین کہ جو اُسکی ذات وصفات کے ثبوت کے لیے آیات بیّنات اور علامات ہین

آنکا ذکر بالخصوص اُن چیزوں کا کہ جو انسان کے مادہ منی سے پیدا ہونے اور پھر ہوش وحواس پاکر مدرک کلیات وجزئیات ہوجانے اور آسمان سے بارش ہونے اور اُسکی وجہ سے زمین سے نباتات وغیرہا انسان کے کارآمد چیزیں پیدا ہوتے اور ہواؤں کے ایک طرز خاص پر چلنے اور آفتاب وماہتاب کی چال معین پر چلنے سے متعلق ہیں۔ کہ جنسے تمام عالم کا انتظام اور تدبیر وابستہ ہے۔ اور اس بات کا بیان کہ خدا نے بندوں کو وہ چیزیں الہام کیں جو اُنکو دنیا و آخرت میں کارآمد اور مناسب ہیں۔ اور اپنی صفات کاملہ کا ثبوت اور نقص وعیوب سے تنزیہ اور تدبیر المنزل وسیاست مدن وتہذیب اخلاق کو بھی نہایت خوبی سے بیان فرمایا۔ یہ علم التذکیر بھی ایک مفہوم کلی ہے جسکی بیشمار افراد ہیں یا ایک دریائے بیکنار ہے کہ جسکے صدہا نہریں اور نالے ہیں اگر بطور نمونہ کے اس علم کی ہر صنف پر ایک ایک آیت ——— بھی پیش کروں تو یہ تمام مقدمہ اُسکو کافی نہو جو ایک بڑا حکیم یا فلاسفر دلائل فلسفیہ سے خدا کی ذات وصفات وحدوث عالم وغیرہ امور کو نہایت عمدہ طرح سے ثابت کرسکتا ہے اُس سے بھی بڑھکر قرآن مجید نے ان امور کو ثابت کردیا اور ایسے کھلے کھلے وجوہ اور دلائل بیان کیے جنکو ہر عالم وجاہل بدوی وشہری پڑھا اور اَن پڑھ برابر سمجھتا ہے۔ یہ بات طاقت بشر سے باہر ہے منجملہ وجوہ اعجاز قرآن کے ایک یہ بھی ہے۔ دیکھیے اکثر سورتوں میں مکرر سہ کرر نئے نئے عنوان سے ذات مبدء حق سبحانہ کا اسطرح سے اجمالاً ثبوت کیا کہ جسکو اپنی قوت فطریہ اور نور جبلی کی وجہ سے بغیر علم کلام پڑھے اور بدون حکمت الٰہیہ کے ممارست کیے ہر شخص سلیم الطبع یقین کرسکتا ہے فقال وَاللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا الآیۃ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ الآیۃ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ الآیۃ اپنی صفات کے ثبوت میں فرمایا ہو اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وقال قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ آسمان وزمین اور اُنکی درمیانی چیزوں کے پیدا کرنیکی نہایت فرمایا ہے قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ الآیۃ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا فِیْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ الآیات۔ چونکہ کنہ حقیقت باریتعالیٰ کا معلوم کرنا اور اُسکی صفات سے کماہی مطلع ہونا بندوں کی طاقت سے باہر تھا۔ اور بغیر علم ذات وصفات نہ تو بندوں کے نفوس مہذب ہوسکتی تھی نہ نبوت بری الذمہ ہوسکتی تھی نہ کتاب الٰہی اپنے اصلی مقصد کو پورا کرسکتی تھی اس لیے علم بالوجہ پر بس کیا اور صفات میں اُن صفات پر مدار رکھا کہ جو بندوں کے نزدیک قابل مدح ہیں اور جنکو وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جیسا کہ رحیم وکریم وسمیع وعلیم وحی وبصیر ومتکلم ومرید ہونا اور عرش پر قایم ہونا اور ہاتھ اور مونھ ہونا وغیرذالک لیکن انسان کی جبلی بات ہے کہ خواہ کوئی شے کسی ادنیٰ مناسبت سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیکر بیان کیوں نہ کیجاوے اور خاص استعارہ کیوں نہ مقصود ہو۔ مگر یہ حضرت اپنی قوت وہمیہ کی وجہ سے اُسکو پورا پورا مشبہ بہ ہی سمجھ بیٹھتا ہے اور سب احکام اُسکے اوپر جاری کردیتا ہے اسلیے بعض نے یہ سمجھ لیا کہ درحقیقت حق تعالیٰ کی دو آنکھیں اور دو دکان اور مضغہ گوشت زبان اسیطرح ہے کہ جسطرح ہمارے لیے ہے۔ اور وہ

۱؎ اس لیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

ایسے طرح جینا کہ جس طرح ہم کھا پیکر زندہ رہتے ہین اور اسیطرح سے اُسکے ہاتھ پاؤن منھ بھی ہے کہ جس طرح ہمارے لیے ہے اور اپنے عرش پر بھی اسیطرح بیٹھا ہے کہ جسطرح دنیا مین بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہین وغیر ذالک من التشبیہات (اور احادیث صحیحہ مین بھی چونکہ اسی اصل غرض قرآن کو اسی عنوان سے بیان کیا ہے تو اس سے اور بھی خیال ہین یہ تشبیہات دلنشین ہوگئین) لیکن یہ خیالات بالکل خلاف واقع ہین کیونکہ یہ وہی تشبیہہ تو ہے کہ جسکے یہود قائل تھے علاوہ اسکے خدا کا حادث ہونا اور مجسم ہونا اور زمد و مکان ہونا وغیرہ وہ عیوب بھی اُسمین ثابت ہوتے ہین کہ جو اُسکی ذات مقدس اور الوہیت کے منافی ہین اسلیے قرآن مجید مین اس مرض کی دوا بھی نازل فرمائی۔ اور ان اوہام کو یہ فرماکے رد کردیا لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ تاکہ صفات اور ممکنات اور اوصاف بشریہ سے اُسکو بری اعتقاد کیا جاوے اور اُسکو مجسم ہونے۔ اور بشر یا کسی اور چیز کی صورت مین ظاہر ہونی اور مکان و زمان و مایلزمہما سے صدہا منازل دور اور بالکل نفور سمجھا جاوے

وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ (۳) علم اللہ کیہ بایام اللہ یعنی اُن واقعات اور حوادثات کا بیان کرنا کہ جنمین خدا تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندونکی خوبیان اور اُنپر انعام الہی مذکور ہون اور نافرمان اور سرکشونکے ساتھ جو کچھ دنیا مین پیش آیا اور جو کچھ آخرت مین آئیگا اُسکا بیان ہو۔ اس سے بھی انسان کو ایک عبرت اور نصیحت ہوتی ہے۔ پس جبکہ مقصود یہ تھا تو قرآن مین سابقین کے قصص بیان کرنے مین ان چند امور ضروریہ کی رعایت کیگئی (۱) یہ کہ قصہ کو تاریخ کے طور پر من اولہا الی آخرہا بترتیب وقوع نہ بیان کیا۔ جیساکہ پانچون توریت اور چارون انجیلون اور کتاب التاریخ و کتاب السلاطین وغیرہ کتب بائبل کے مصنفون نے کیا ہے یا جسطرح اور تمام اہل تاریخ اور روزنامچہ نویس کرتے ہین کیونکہ اس سے مقصد اصلی جو عبرت اور نصیحت ہے فوت ہوجاتا ہے کیلیے کہ ایسے بہت کم قصے ہین کہ جنمین اول سے لیکر آخر تک عبرت ہو بلکہ بہت سے اور باتین خارج بحث بھی ہوتی ہین۔ اگر کوئی ایسا قصہ ہو تو اُسکو بتمامہا بیان کرنا کچھ مضائقہ نہین جیسا کہ یوسف علیہ السلام کا قصہ۔ یہ تاریخ گوئی مورخین کی شان ہے نہ کہ رب العالمین کی (۲) مخاطبین کے نزدیک وہ قصے بیان کیے کہ جنسے اُنکے کان آشنا تھے جیساکہ اجمالاً عاد و ثمود اور نوح علیہ السلام کا قصہ کیونکہ انکو عرب اپنے آباؤ اجداد سے سنتے چلے آتے تھے اور جیساکہ حضرت ابراہیم و انبیاء بنی اسرائیل و ذی القرنین وغیرہ کا قصہ کیونکہ اہل کتاب کے میل جول سے عرب ان قصونکو جانتے تھے بخلاف ایران و ہند وغیرہما بلاد کے قصص کیونکہ انکے سننے سے بجاے عبرت کے اُن لوگونکو حیرت ہوتی (۳) ان قصونکو کہ جنسے زیادہ عبرت و نصیحت مقصود ہے اُن جہلاء کے مقابلہ مین مختصراً ایک ہی جگہہ ذکر کیا بلکہ الگ الگ اسلوب سے مکرر سہ کرر سورتون مین بیان کیا تاکہ خوب طرح سے ذہن نشین ہوجائین۔ اور اُن واقعات کی تصویر اُنکے روبرو ہر وقت کھڑی رہے پس وہ قصص یہ ہین۔ قصہ آدم علیہ السلام کے زمین پر پیدا ہونے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کی نافرمانی کا۔ قصۂ مخاصمہ نوح۔ وہود۔ وصالح۔ وابراہیم۔ ولوط۔ وشعیب اور اُنکی اقوام کا قصہ اس بیان مین کہ اُنہون نے اپنی قوم کو توحید کی تعلیم کی۔ اور نیکی کی باتین تعلیم فرمائین اور وہ لوگ شبہات ضعیفہ سے پیش آئے پھر خدا نے اُنکے شبہات کا جواب دیا اور اُن سرکشونکو عذاب دیا اور اپنے انبیاء کی مدد فرمائی۔ اور قصہ موسےٰ کا جو فرعون سے اور بنی اسرائیل کے نافرمانیون سے پیش آیا اور جو کچھ معاملہ چالیس برس کے اندر اُن منزلونمین پیش آیا جو مصر کے درمیان ہین اجمالی طور پر۔ اور قصہ خلافت داؤد و سلیمان

---

(۱) کہان ہے وہ قصہ کہ جسمین شان جو مفسر پر سورہ یوسف کے غیر الہامی ہونیکا اس بیان سے الزام لگاکر اس تفسیر شریف کو عالم مسلمانونکے نزدیک غیر قابل اعتبار بنانا چاہتا ہے حکیم غلام حسن

اور اُنکی آیات و کرامات اور قصہ[۱۰] مصیبت ایوب و یونس[۱۱] اور قبول کرنا دعا زکریا علیہ السلام کا۔ اور قصہ[۱۳] حضرت عیسےٰ کا کہ بوقت تولد جو کچھ معجزات و کرامات اُنسے ظہور مین آئے۔ اور جو قصہ کہ صرف ایک بار یا دو بار قرآن مین مذکور ہوے یہ ہین۔ حضرت[۱] ادریس کا آسمان پر جانا حضرت[۲] ابراہیم کا نمرود کے ساتھ مناظرہ کرنا۔ جانورونکو زندہ ہوتے دیکھنا۔ اپنے[۳] فرزند اسمعیل کو قربانی کرنا حضرت[۵] یوسف کا قصہ۔ حضرت[۶] موسیٰ کی ولادت کا۔ اور دریاے[۷] نیل مین ڈالے جانیکا۔ پھر[۸] فرعون کے گھر مین پرورش پانیکا۔ اور قبطی کو مکا مارنیکا۔ اور مصر[۱۰] سے بھاگ کر مدین کیطرف جانیکا۔ اور[۱۱] وہان نکاح کرنے اور[۱۲] مصر کیطرف لوٹتے وقت رستہ مین آگ کا شعلہ درخت پر دیکھنے۔ اور[۱۳] اُس سے کلام سننے کا بیان۔ اور[۱۴] بنی اسرائیل کا گاےکو ذبح کرنے۔ اور[۱۵] موسیٰ اور خضر کے باہم ملاقات کرنیکا قصہ۔ اور[۱۶] قصہ طالوت اور جالوت کا۔ اور[۱۷] قصہ ذی القرنین۔ اور[۱۸] اصحاب کہف کا۔ اور[۱۹] قصہ ان دو شخصونکا کہ جنکا باہم مناظرہ ہوا تھا۔ اور[۲۰] قصہ باغ والونکا۔ اور[۲۱] قصہ حضرت عیسےٰ کے تینون حواریونکا جو شہر انطاکیہ مین منادی کرنے گئے تھے۔ اور[۲۲] قصہ اُس مومن کا (جسے نجار) جسکو کفار نے شہید کر ڈالا تھا۔ اور[۲۳] قصہ اصحاب الاخدود کا جو سورہ بروج مین اشارتاً مذکور ہے۔ اور[۲۴] قصہ اصحاب فیل کا۔ اور[۲۵] قصہ بیت المقدس پر دوبارہ چڑھائی ہونی۔ اور[۲۶] قصہ حضرت عزیر کا اسکی بربادی پر تعجب کرنے۔ اور[۲۷] پھر سو برس تک مردہ ہوکر زندہ ہوجانیکا۔ ان قصونسے صرف مقصود یہ ہے کہ اُنکو سنکر دلمین شرک اور معاصی کی برائی بیٹھے اور خدا کے عذاب سے خوف پیدا ہو۔ اور مخلصین کو اُسکی عنایت اور مدد پر بھروسا ہوجاے جیساکہ ہم ابھی کہہ چکے ہین۔ اسمقام پر یہ چند امور ملحوظ رکھنے چاہئین (۱) یہ کہ ان قصص کے مکرر آنیکا علاوہ اُس سبب کے جو پہلے بیان ہوا ایک اور بھی سبب ہے وہ یہ کہ آپ تو معلوم کر ہی چکے ہین کہ ان قصص سے مقصود وعظ و پند ہے پس کبھی ایک شخص کا واقعہ چند امور قابل عبرت کو متضمن ہوتا ہے اسکو ایکبار پورا بیان کرنے سے غرض متکلم کی جو اُن امور پر تنبیہ کرنا ہی حاصل نہین ہوتی اسلیے اُن اغراض کے لیے بار بار ربط دینے کیلیے وہ قصہ بیان کیا جاتا ہے جسطرح دہلی کے غدر کا قصہ جو صدہا عبرت کو متضمن ہے ہر عبرت کے لیے اُسکو ذکر کیا جاے اسی لیے حضرت موسیٰ کا قصہ قرآن مین بہت بار وارد ہوا ہے پھر اس سے کم اور قصے (۲) باوجود اس تکرار اور بار بار آنیکے ہر قصہ اپنے اپنے موقع پر ایک نیا لطف دیتا ہے۔ اس خوبی سے اُس قصہ کا دوبارہ اعادہ کیا ہے کہ گویا یہ قصہ پہلے مذکور ہی نہوا تھا۔ اُسکے سُننے کو ابتدائی قصہ کیطرح کان مشتاق رہتے ہین یہ بات بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت کے لیے بڑی برہان قوی ہے ورنہ کیسا ہی کوئی بلیغ کیون نہو اُسکے کلام کو تکرار سے لطف کر ڈالتا ہے (کیون نہو قرآن معجزہ ہے یہ اسیکا کام ہے) (۳) خدا پاک چونکہ بندونکے محاورے مین کلام کرتا ہے تو اپنے کلام مین ضرور اُن باتونکی رعایت رکھتا ہے کہ جسکی بندے رکھتے ہین پس اسلیے کہین لفظ لعل بول جاتا ہے کہ جسکو بلغاء امر مظنون مین بولتے ہین اور کہین لیعلم اللہ فرماویتا ہے کہ جسکو بلغاء اپنے محاورہ مین وہان بولتے ہین کہ جہان اُنکو پہلے سے علم نہین ہوتا۔ اور کہین جسکو بلغاء شک کا کلمہ بولتے ہین وہان وہی کلمہ ارشاد فرماتا ہے جیسا یونس علیہ السلام کے قصہ مین مائۃ الف او یزیدون کہ وہ لوگ لاکھ کہتے تھے یا زیادہ خدا کو اُنکی تعداد مین کوئی شک یا تردد نہ تھا مگر ایسے موقع پر بلغا یون ہی بولتے ہین۔ پس جو مفسر اس نکتہ سے واقف نہین وہ تکلف کرکے تاویلات کی مشقت مین پڑتے ہین اور عماد الدین وغیرہ ناواقف لوگ تو اسکو قرآن پر اعتراض جمانیکا اچھا موقع جانتے ہین (۴) یہ کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ جنس انسان کی ایک جبلی عادت بیان کرتا ہے کہ انسان کی عادت یون ہے کہ جب اُسکے

[۱] بنی اسرائیل کے وہ واقعات کہ جنپر بحر کامل نظر کے اور کوئی واقف نہین ہوسکتا قرآن نے انہین کو بار بار بیان فرمایا اور اختلاف نہونے دیا برخلاف کتب بائبل کے کہ انہین باہم بڑا اختلاف ہے توریت اور کتاب تاریخ اور جبرئیل کی کتاب کو لیکر یا خود چاروں انجیلون کو ایک معاملہ مین مقابلہ کرکے دیکھو پھر جو شخص بظاہر امی ہوا اور کتب قدیمہ اُسکے پاس نہون پھر بار بار بیان فرمائے اور غلطی سے محفوظ رہے اگر یہ اعجاز نہین تو اور کیا ہے ۱۲ منہ

اور سختی ہوتی ہے تو خدا کو یاد کرتا اور اُس سے بڑی گریہ وزاری کے ساتھ سوال کرتا ہی اور جب فراغ دستی اور حصول مراد کا وقت آتا ہی تو اپنی شیطانی باتونکی طرف آجاتا اور علت حقیقی کو چھوڑکر اسباب ظاہری کی طرف یا اپنے خیالی معبودونکی طرف اُس نعمت کو منسوب کرتا ہی چنانچہ سورۂ اعراف مین فرماتا ہی هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا الآیہ کہ خدا نے ایک جان سے تم کو پیدا کیا اور زوجہ بھی اُسی سے بنائی اب آگے خدا تعالیٰ جنس زوج وزوجہ کا جعلی حال بیان فرماتا ہی کہ جب بیوی حاملہ ہوتی ہی تو دونون میان بیوی خدا سے دعا کرتے ہین کہ اگر تونے ہمکو اچھا بچا عنایت کیا تو ہم تیری شکرگزاری کیا کرینگے پس جب اُنکی مراد کے موافق دیا تو غیر کیطرف رجوع ہوئی اور شریک بنانے لگے بعض مفسرین جو اس نکتہ سے واقف نہین انہون نے بجاے جنس زوج اور زوجہ کے خاص حضرت آدم اور حوّا کیطرف بتعین نفس واحدۃ ضمیر پھرائی اور پھر اُن محدثین نے کہ جنکے اختیار مین اسناد ہی وہ اسناد کے تابع نہین اسکی تائید مین عبد الحارث[1] اور شیطان کا ایک قصہ روایت کردیا اور حضرت آدم کی شان نبوت کیطرف کچھ خیال نکیا مخالفین اندمن مراد آبادی وغیرہم کو انبیاء علیہم السلام کی جناب مین گستاخی کرنے اور شرک کی تہمت لگانیکا اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ مگر ایسی بے بنیاد باتونکے اعتماد پر اعتراض کرنا اپنی کم استعدادی اور ناانصافی کو ظاہر کرنا ہی ایسی باتونسے انبیاء علیہم السلام پر کوئی عیب ثابت نہین ہوتا (واضح ہو) کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمعصر اہل کتاب کو تو ان قصص کی بابت سوائے تسلیم کے اور کچھ بن نہ پڑا اور کسی نے کبھی اگر یہ نہ کہا کہ یہ قصے جو قرآن مین ہین یا فلان شخص کا تذکرہ جو قرآن نے بیان کیا ہے خلاف واقع ہے یا وہ ہماری کتابون مین نہین مگر اس زمانہ مین پادریون نے دھوکہ مین ڈالنے کے لیے عجب غوغا مچایا کہ یہ قصص محض سنکر غیر محققانہ طور پر قرآن مین محمد صاحب نے ذکر کردیے ہین چنانچہ پادری فنڈر میزان الحق کے ۳ باب کی فصل مین لکھتے ہین **قولہ** اب اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر مین قرآن کے درمیان پائی جاتی ہین کئی ایک بطریق نمونہ کے ہم یہان ذکر کرینگے مثلاً مجموعہ سورۂ بقر کے اوائل مین ہی کہ فرشتون نے الخ اسمقام پر لوادر بھی مختلف اللسان ہین بعض اعتراضات کو بعض لوادر خود ہی رد کرتے ہین چنانچہ دین حق کی تحقیق کا مصنف صفحہ ۱۰۴ مین اور اسیطرح نیا نامہ کے مصنف نے حضرت یوسف کے قصہ کی بابت اعتراض کیا ہی کہ یہ بالکل کتاب مقدس کے خلاف ہی پھر اسکی بابت ان دونونکا قبلہ گاہ فنڈر صاحب میزان الحق کے صفحہ ۲۰۹ مین یون کہتا ہی **قولہ** اور یوسف کی گذارشات جو سورہ یوسف مین ہین موسی کی پہلی کتاب کے ۳۷ و ۳۹ سے ۴۷ باب تک صحیح صحیح مندرج ہین انتہے۔ پس معلوم ہوا کہ بعض لوادر تو بے تک مانتے ہین۔ اور اب مین پادری فنڈر صاحب کے اختلاف کا نقشہ لکھکر جواب دیتا ہون۔

نمبر	مضامین قرآن	مخالفت باکتب مقدسہ	جواب تفصیلی
	فرشتون کا آدم کو سجدہ بحکم الٰہی کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا۔ اور فرشتون کا مباحثہ کرنا۔	یہ تورات کے خلاف ہی خدا نے ایسا حکم نہین دیا اور ابلیس اس عالم سے پیشتر نافرمانی کرکے شیطان ہوچکا تھا۔ سید احمد خان بھی اس امر مین ہمارے مقلد ہین۔	تورات مین کہین نہین کہ خدا نے حکم سجدہ کا نہین دیا اور عدم ذکر عدم حکم کو مستلزم نہین ورنہ صدہا چیز تورات مین مذکور نہین عجب اینیوکے باب ۳۱ مین ہی جب پہلوٹھی کو دنیا مین لایا تو کہا کہ خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کرین۔

[1] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ محدثین نے اس حدیث کو موضوع کہا ہی۔ اور نیز مفسرین قرآن مین جو صحیفہ جمیع ہی اس بات کی صاف تصریح ہی کہ آدم علیہ السلام اور حوّا مراد نہین بلکہ نوع انسانی ۱۲ سنہ یعنی آدم

۲	سورۂ عنکبوت مین ہی کہ بوقت طوفان نوح نوسو پچاس برس کے تھے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ	حالانکہ موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۱ باب ۱۱ آیت مین ہی کہ جب طوفان آیا نوح چھ سو برس کا تھا اور ۷ باب کے ۲۸ آیت مین ہی کہ بعد طوفان نوح تین سو پچاس برس تک زندہ رہا پس نوح کی کل عمر نوسو پچاس برس کی تھی۔	اس آیت مین یہ کہین نہین کہ فلان عمر مین طوفان آیا اور بعد طوفان کے اسقدر عمر تک زندہ رہے بلکہ مجملاً نوسو پچاس برس رہنا ثابت ہی کہ جسکو خصم بھی تسلیم کرتا ہے۔ پس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ نوح نوسو پچاس برس تک زندہ رہے۔ اور اُنکی قوم نے نہ مانا تو طوفان آیا۔
۳	سورہ ہود کے اوائل مین ہی کہ نوح کے ایک بیٹے نے کشتی مین بیٹھنے سے انکار کیا سو وہ طوفان مین ڈوب مرا۔	لیکن موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۷ باب ۹ باب مین صاف لکھا ہی کہ نوح کے سب بیٹے کشتی مین تھے اور سب نے طوفان سے نجات پائی۔	پادری صاحب نے چونکہ قرآن کو نہین سمجھا اسلیے اعتراض کیا اس بیٹے کو تو قرآن نے اولاد ہی سے خارج کر دیا لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ فرما دیا پس اب اُس کل اولاد کے شمار مین جو کہ ایماندار تھے اسکا نہ ہونا توریت مین نہونا اور قرآن مین ہونا کوئی مخالفت نہین۔
۴	سورۂ یوسف مین ہی کہ یوسف نے گویا اپنے مالک کی جورو کی خواہش کی تھی جیسا کہ مذکور ہے۔	مگر موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۳۹ باب مین کھلا کھلی بیان ہوا ہے کہ یوسف نے بالکل انکار کیا اور بری فکر کو دلمین جگہ بھی ندی۔	اُس کتاب کی نقط یہ عبارت ہی۔ اور ہر چند یوسف کو روز ورغلاتی رہی پر اُسنے اُسکی ایک نہ سنی کہ اُسکے ساتھ سوویا یا اُسکے ساتھ رہی انتہی اس سے یہ کہان نکلا کہ بری فکر دلمین جگہ بھی ندی دوم قرآن سے بھی بدارادہ کرنا ثابت نہین کیونکہ ہَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ الخ جزا ہی یعنی اگر خدا کی دلیل نہ دیکھتا تو یوسف قصد ہی کر چکا تھا۔
۵	سورۂ قصص کے اوائل مین ہی کہ فرعون کی بیوی نے موسیٰ کو بجاے فرزند پرورش کیا۔	مگر موسیٰ کی دوسری کتاب کے دوسرے باب مین ہی کہ فرعون کی بیٹی نے موسے کو پرورش کر کے بجاے فرزند رکھا تھا۔	قرآن سے صرف اسقدر بات ثابت ہی کہ فرعون کی بیوی نے یہ کہا تھا کہ اسکو قتل نکرو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اسکو بیٹا بنا وین اب عام ہی کہ خاص بیٹی نے موسیٰ کو بیٹا بنا کے رکھا یا اسکی ماں فرعون کی بیوی نے اگر بیٹی ہی بنایا ہو تو اسکی ماں بھی اسکو بیٹا کہہ سکتی ہی اور اسی لیے نَتَّخِذَهٗ کہا اتخذہ نہ کہا چونکہ پادری قرآن کو نہین سمجھ سکتے اس لیے اعتراض کیا
۶	سورہ مریم کے شروع مین مذکور ہی کہ مریم ایک دور دراز جگہہ چلی گئی تھی اور شوع درخت خرما کے تلے پیدا ہوا تھا۔	لیکن انجیل لوقا کے دوسرے باب مین مذکور ہے کہ مسیح بیت اللحم مین اصطبل کے اندر پیدا ہوا اور بیت اللحم ملک یہودیہ مین مریم کے باپ کا شہر تھا۔	مکانا قصیا کے معنی پادری دور دراز سمجھ گئے جسپر اسقدر چونکے کاش کسیقدر عربی پڑھ لیتے تب لکھنے بیٹھتے اسکے معنی گوشہ ہی یعنی دور وہ درخت ایک گوشہ مین چلی گئی علم ہی کہ وہ اصطبل تھا یا کچھ اور اصطبل مین خرمہ کا درخت کچھ محالات سے نہین۔ اب دونو مین کچھ مخالفت نہین رہی۔

۵ پادری صفدر علی نیاز نامہ مین لکھتا ہے کہ قرآن و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نوح کا ایک بیٹا کنعان نہادہ اور اسکی والدہ کشتی مین داخل نہوے الخ پادری صاحب وہ کونسی آیت قرآن کی ہے کہ جس مین کنعان نام لکھا ہے اور جس مین اسکی والدہ کا غرق ہونا مذکور ہے اس جھوٹھ یا جہالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ ۹

ایک اور اعتراض پادریون نے کیا ہے کہ قرآن مین ایسے بھی بہت سے قصے ہین کہ جو محض جھوٹھ اور بے اصل ہین منجملہ اُنکے ابراہیم کا قصہ کہ انہون نے اپنے باپ کے بت توڑ ڈالے اور اُسکی قوم نے اُسکو آگ مین ڈالا۔ اور یہ کہ داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرند تسبیح کرتے تھے اور یہ کہ سلیمان کے جنات تابع تھے اور یہ کہ چیونٹی نے سلیمان سے گفتگو کی اور یہ کہ سلیمان کے مرنے کے بعد جنات نے سلیمان کو زندہ سمجھکر فریب کھایا اور یہ کہ سبا کی شہزادی بلقیس اُنکے پاس آئی اور اُسکا تخت طلب کیا گیا اور یہ کہ سلیمان تمام جہان کا بادشاہ تھا اور حیوانوں کی بولیان بھی سمجھتا تھا اور کہ سلیمان کے ہوا تابع تھی ہوا پر تخت اُڑتا تھا اور یہ کہ سکندر رومی نے سورج کو دلدل کی ندی مین ڈوبتے پایا اور اُسنے پیتل اور لوہے کی بڑی بڑی دیوارین یاجوج ماجوج کے بند کرنیکو بنائین اور محمد صاحب باوجود یکہ وہ بت پرست تھا اُسکو نبی کہتے ہین اور یہ کہ حضرت مسیح نے ہنڈولے مین باتین کین اور اڑکپن مین اُس سے معجزات ظاہر ہوئے اور مٹی کے جانور بنا کے اُڑائے اور خضر اور موسی کی ملاقات اور اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو سورہ کہف مین ہے اسقبیل مختصراً

اقول جواب سے پیشتر دو بات عرض کیے دیتا ہون تاکہ منصف مزاج عیسائی انہین پر بس کرین (۱) یہ کہ ان امور کا بے اصل اور جھوٹھ کہنا جب وقت رکھتا کہ اہل کتاب کے پاس کل کتابین سماوی ہوتین اور پھر تمام جہان کے واقعات اور سرگزشت انہین موجود ہوتی کا دعوی بھی ہوتا پس جب انہین یہ واقعات نہ ہوتے تو انکو جھوٹھ کہتے لیکن یہ دونون باتین اہل کتاب کے نزدیک بھی نہین اول تو یون نہین کہ خود بائبل مین بلکہ موسٹی کی تورات وغیرہا کتابون مین ایسی کتابون کے حوالے ہین کہ جنکا مجموعہ پندرہ کتابین ہین اور وہ اب مفقود ہین اول جنگنامہ جسکا حوالہ سفر عدد کے ۲۱ باب مین ہے دوم کتاب الیاشر کہ جسمین ایسا بڑا محال حوالہ ہے کہ جسکو کوئی ذی عقل بھی نہین مانتا۔ کہ آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھہر گیا اور قریب دن بھر کے پچھم کیطرف مائل نہوا انتہے سوم کتاب یاہو۔ چہارم کتاب سموئیل کی پانچوین کتاب وغیرذالک کذالانخفی۔ اور دوسری بات کا اگر کوئی صاحب عقل بھی اقرار نہین کرسکتا اور کیونکر کرسکتا ہے حالانکہ ہندو جین بلکہ خاص انہین ملک کے ہزارہا صحیح واقعات کتب سماویہ مین درج نہین ہوئے (۲) یہ کہ بانیہمہ یہ باتین ایسی ہین کہ جنکو جمہور یہود اور متقدمین نصاریٰ سب تسلیم کرتے تھے قطع نظر اور حوالونکے مین خاص پادری فنڈر صاحب ہی متعصب اور انصاف کے منہ سے اقرار کرا دیتا ہون۔ پادری صاحب میزان الحق کے ۳ باب کے ۴ فصل مین لکھتے ہین قولہ پھر قرآن مین بہت حکایتین ایسی مرقوم ہین کہ جو کتب عہد عتیق وجدید سے لی گئی ہین الخ اور ایسی اور حکایتین بھی قرآن مین پائی جاتی ہین کہ جو کتب عہد عتیق وجدید سے اخذ کی گئی ہین لیکن اتنا فرق ہے کہ باتون قرآن مین کم وبیش بیان ہوئی ہین یا کچھ تبدل وتغیر سے لکھی گئی ہین الخ اور پچھلی باتونکی نسبت لکھتے ہین قولہ یہ سب یہودیونکی حد سے بڑھی ہوئی اور تواتر سے لیا گیا ہے چنانچہ اس زمانہ مین بھی اس قسم کی بیحد ظلمات وگمرہی وضخار ومیدراس نامی یہودیون کی اور اور کتابون مین بھی منضبط ہین الخ باقی حضرت مسیح کے معجزات طفولیت انجیل طفولیت مین مندرج ہین۔ اور اصحاب کہف کا قصہ اقرائم کی تصنیف مین ابتک پایا جاتا ہے انتہے

یہ نیاز نامہ کے مصنف کا اعتراض ہے اسکا یہی جواب بس ہے کہ ہمنے قرآن نہین پڑھا انمین یہ بات کہین نہین ۱۲ منہ ۵۲ یا اعتراض ہین حق کی تحقیق مسیح سے اسکے مصنف بھی علوم اسلام سے بیخبر ہین کیونکہ سکندر رومی کا قصہ کسی جگہ بھی قرآن بلکہ احادیث مین بھی نہین نہ کوئی اسکو نبی کہتا ہے اور دلدل کی ندی مین آفتاب ڈوبنے کو بھی سمجھے کیونکہ مراد یہ ہے کہ ایک صاف میدان مین دور الفق مین پہنچے کہ اسکے مغرب سمت مین دلدل تھی پس آفتاب غروب ہوتا ہوا دلدل مین معلوم ہوتا تھا جسطرح سمندر مین آفتاب پانی مین ڈوبتا معلوم ہوتا ہے حالانکہ پانی اور دلدل مین نہین ڈوبتا اسکو ہر ذی عقل جانتا ہے ۱۲ منہ ۵۳ حضرت محمد صلعم نے سکندر رومی کو جو بت پرست تھا کبھی نبی نہین کہا یہ جھوٹا الزام ہے ۱۲ منہ ۵۴ بعض عیسائی یہ کہتے ہین کہ یہ کتابین الہامی نہین اسکا جواب یہ ہے کہ الہامی کتاب مین تاریخی واقع کا بغیر الہامی کتاب کے حوالہ دینا دلیل ہے اسبات پر کہ عیسائیون کا الہام علم مورخین کی مانند ہے دوم یہ کہ صاحب الہام کو ایسے واقعات کا علم محض تاریخی کتابون سے ہو جو صاحب الہام سے خالی نہین پھر اس الہام کو نبوت کا حصہ ٹھہرانا محض عبث ہے ۱۲ منہ ۵۵ پراٹسٹنٹ عیسائی چونکہ نیچریت اور فلسفہ کے بہت پابند ہین اسلیے باتین ایسی باتون کو جو صاف مشق القدرت ہین جیسے معجزہ کہ محال کہا کرتے ہین اسلیے الزاماً اسکو محال کہا گیا ورنہ اس کتاب مین اکثر روسخن انہین لوگونکی طرف ہے کہ ایک پرانے کرسٹان نے اسکو تحقیقی جواب سمجھا مصنف علامہ پر اعتراض کرکے بڑی تعالیت جتلائی ہے حالانکہ کتب روضہ صلوۃ مین اس قسم کی گفتگو کثرت سے ہے حکیم غلام حسن ۶۶ تاریخ کلیسیا مطبوعہ ولیم میور صاحب مین اس قصہ کو تحقیقی تسلیم کیا ہے ۱۲ منہ۔ ✦

ملخصاً۔ اب مین اُن اعتراضات اور انکی اور دیگر اعتراضات کا دوسری طرح پر جواب دیتا ہون کہ حسکا رد قیامت تک عیسائیونسے نہو سکیگا وہو ہذا۔ ان اعتراضات کا دو چیز منشا ہین (۱) یہ کہ یہ حکایات کتب مقدسہ کے برخلاف ہین جو کلام الہی ہین (۲) بعض ایسی حکایات بھی ہین کہ جو کتب مقدسہ مین موجود نہین گو کسی اور کتاب مین اُنکی سند ہو۔ اول بات کی نسبت پادری صاحبکو واجب ہی کہ یہ چند امور برابہین قاطعہ سے ثابت کرین (۱) یہ کہ یہ کتب مقدسہ جو بالفعل اہل کتاب کے ہاتھ مین ہین اور جنکی مخالفت سے قرآن پر الزام لگایا جاتا ہی کلام الہی بھی ہین کیونکہ محض توراۃ وانجیل وزبور اُنکے نام مقرر کرنیسے یہ کلام الہی نہین ہو سکتین کیا لوہے کا نام چاندی رکھنے سے چاندی ہو جائیگا؟ پس اول مرتبہ یہ ثابت کرنا ضرور پڑیگا کہ جس توراۃ وانجیل وزبور کا قرآن مین ذکر ہے وہ یہی کتابین ہین۔ اور اس امر کے ثبوت مین یہ کہنا کافی نہوگا کہ اگر یہ وہی کتابین نہین تو اصلی کتابین تم لاکر دکھاؤ۔ کیونکہ جب ان اصلی کتابونکا باقرار علماء یہود و نصاریٰ صفحۂ عالم پر وجود ہی نہین تو کوئی کہانسے لاکر دکھاوی؟ (۲) یہ کہ یہ کتابین بلاتفاوت ویسی ہی ہین کہ جسطرح اُنکو اُنکے مولفین نے تصنیف کیا لیکن اسکا ثبوت محالات سے ہی کیونکہ باقرار علماء اہل کتاب باب کے باب اور بہت سی آیات انمین لوگون نے داخل کر دیے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبرآباد صفحہ ۵۳ مین خود مقر ہین کہ تخمیناً لاکھ ڈیڑھ لاکھ جگہہ ان کتابونمین غلطیان واقع ہوئین جنکو ورس یوس ریڈنگ کہتے ہین اور زیادہ تفصیل اسکی آگے آتی ہی (۳) اگر ان اختلافات کی وجہ سے قرآن غلط ہی تو پھر باہم کی ان کتابونمین جو فحش اختلاف اور صریح غلطیان ہین اُنسے اپنی کتابونکو بھی غیر انصافی کہین شاہد اول درس ۲ باب ۲۲ کتاب ۲ اخبار الایام مین جبری ترجمہ کے موافق یہ لکھا ہی کہ اخزیاہ بیالیس ۴۲ برس کی عمر مین بادشاہ ہوا حالانکہ یہ صریح غلط ہی کیونکہ جس سال یہ بادشاہ ہوا اور اُسکا باپ یہورام مرا تو اُسکی چالیس برس کی عمر تھی چنانچہ اس کتاب کے باب ۲۱ مطبوعہ ۱۸۴۲ء مین ہی کہ یہورام بتیس ۳۲ برس کی عمر مین بادشاہ ہوا اور آٹھ برس تک بادشاہت کرتا رہا پس اخزیاہ کی تخت نشینی کیوقت بیالیس برس کی عمر تھی اور اُسکے باپ یہورام کی چالیس برس کی بیٹا دو برس باپ سے بڑا تھا اس سے زیادہ بھی کوئی غلطی ہوگی؟ مگر پھر اُسکو کتاب الٰہی کہتے ہین (۴) کتاب اول صموئیل ۶ باب آیت ۱۹ مین ہی کہ اُسنے پچاس ہزار اور ستر مارے اور عربی اور سریانی نسخہ مین بقول ہارن حاشیہ مفسر پانچہزار ستر لکھے ہین اور یوسفیس مورخ جو عیسائیونکے نزدیک بڑا محقق ہی کل ستر آدمی ہی بتلاتا ہی۔ اس اختلاف کا کیا ٹھکانا ہی؟ (۵) کتاب التاریخ ۲ باب ۱۶ مین ہی کہ آسا کی سلطنت کے چھیسوین برس بعشا یہود پر چڑھا اور اول سلاطین ۱۵ باب مین ہی کہ آسا کی سلطنت کے تیسرے سال بعشا تخت نشین ہوا اور ۲۴ برس سلطنت کی ان مین ایک ضرور غلط ہے اور اسطرح کی صدہا غلطیان ہین کہ جنکو مفسرین اہل کتاب بھی تسلیم کرتے ہین پس ایسی غلط کتابونکے اعتماد پر قرآنی واقعات کو جھوٹھ کہنا بڑی سینہ زوری ہی۔ کیا انکے اغلاط کے لیے قرآن اصلاح دہندہ نہین ہو سکتا؟ دوسری بات کی نسبت یہ کلام ہی کہ ہر واقعہ کی صحت اسپر موقوف نہین کہ وہ کتب مقدسہ مین بھی موجود ہو کیونکہ اگر یہ موقوف ہو تو بہت سے واقعات لازم آوینگے (۱) یہ کہ خود بائبل کی حکایتین غلط ہو جاوینگی کیونکہ جو بائبل کو نہین مانتا اُسکے نزدیک حکایات کے ثبوت صدق کے لیے کونسی دلیل ہی؟ پھر پادری صاحب کو لازم ہی کہ ان واقعات کو یا تو کسی اور کتب مقدسہ مین جو بائبل کے علاوہ ہو دکھلائین ورنہ انکو بھی جھوٹھ کہین (۲) یہ کہ خود عہد عتیق وجدید کی کتابون مین ایسے واقعات ہین کہ جنکو کسی اور نے نہین لکھا بلکہ خاص

ل۱ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے یقص علے بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون ۱۲ ف اہل کتاب کی کتابون مین جو کچھ باہم واقعات تاریخیہ کے بیان مین اور دیگر باتون مین اختلاف شدید ہے اسکا ایک نقشہ طیار کیا جاوے کہ جسپر پادری اسکاٹ اور ہارن اور سہری کو دستخط کرنے مین ذرا بھی انکار نہوگا تو ایک مبسوط کتاب طیار ہو جاوے اسلیے چند نمونون پر قناعت کی گئی اور زیادہ دیکھنا ہو تو مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کی کتاب اعجاز عیسوی اور ازالۃ الاوہام وغیرہا کتب ردنصاریٰ کو ملاحظہ کرو۔ ۱۲ منہ

ایک ہی شخص نے لکھا ہے چنانچہ (۱) باپ بیٹے روح القدس کے نام بپٹسمہ دو۔ یہ صرف انجیل متی مین ہے اُسکو کسی نے نہین لکھا۔ سو یہ بھی جھوٹھ (۲) مجوسیونکا ایک ستارے کو دیکھکر مسیح کے لیے آنا سوای انجیل متی کے اور کسی انجیل مین نہین سو یہ بھی جھوٹھ (۳) یسوع کی پیدائش بیت اللحم مین اور گڈریونکا فرشتہ کو دیکھنا اور باتین کرنا سوای انجیل لوقا کے اور کسی انجیل مین نہین سو یہ بھی جھوٹھ۔ علاوہ اسکے انجیل متی کے ۲ باب مین ہے کہ وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہوا کہ وہ ناصری کہلائیگا الخ بتلایئے کس نبی کی کتاب مین لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم ناصری کہلائیگا؟ سو یہ بھی جھوٹھ۔ اور اسیطرح وہ جو انجیل متی کے ۲۷ باب مین لکھا ہے کہ جب مسیح کو صلیب پر کھینچا تو (۵۱) ہیکل کا پردا اوپر سے نیچے تک پھٹگیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے (۵۲) اور قبرین کھل گئین اور بہت لاشین پاک لوگونکی قبرونسے نکلکر شہر مین بہتونکو نظر آئین انتہے اور وہ جو انجیل لوقا کے ۲۳ باب مین ہے اور چھٹوین گھنٹے کے قریب تھا کہ ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور نوین گھنٹے تک رہا اور سورج تاریک ہوگیا[۵۱] یہ بھی سب جھوٹھ ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کو جو حیرت افزا تھا اور تمام عالم پر گزرا تھا آجتک کسی نے نہین لکھا نہ کسی یہودی نے نہ مجوسی نے نہ سامری نے نہ ہندو نے نہ ترک نے نہ عرب نے ؎ اندکے یاد بگفتیم و بدل ترسیدیم ۔ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست ۔ واللہ الہادی (مہارم) علم اللہ بصیر بالموت وما بعدہ یعنی خدا تعالےٰ نے جسطرح سے کہ انسان بلکہ عالم کی ابتداء و آفرینش کا اجمالاً حال بیان فرمایا اسیطرح سے اُسکے فنا ہونیکی کیفیت کو اور فنا ہونیکے بعد جو کچھ اسپر گزریگا اُسکو بھی قرآن مین مختلف سورتونمین ذکر کیا۔ پس جسطرح سے کہ انسان کا نطفہ سے علقہ اور مضغہ بنکر پیدا ہونا بیان فرمایا تھا اسیطرح اسکی موت کی کیفیت اور ملائکہ کا اُسکی روح قبض کرنا اور اُسکا عاجز ہونا اور اُسکو دوزخ و جنت کا دکھایا جانا اور ملائکہ عذاب کا ظاہر ہونا ذکر کیا۔ اور اسیطرح اس عالم کی فنا یعنی قیامت کی علامات حضرت مسیح کا نازل ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور قوم یاجوج وماجوج کا زمین پر زور پکڑنا اور نفخ صور اور اس عالم کی بیخ و بنیاد کا گرایا جانا آسمانون اور ستارونکا ٹوٹنا پہاڑونکا بادلون کیطرح زلزلہ عظیم سے اُڑتے پھرنا اور پھر دوبارہ صور پھونکنا اور تمام لوگونکا زندہ ہونا اور تخت رب العالمین کے روبرو حساب کے لیے حاضر ہونا اور ملائکہ کا صف بستہ کھڑا ہونا اور نامہ اعمال کا دائین اور بائین ہاتھ سے دیا جانا اور ہاتھ پاؤنکا شہادت دینا اور اعمال کا متمثل ہوکر نظر آنا اور پلصراط پر سے گزرنا پھر اہل جنت کا جنت مین داخل ہوکر طرح طرح کی نعمتین حاصل کرنا یعنی حور و قصور باغ و انہار اچھے کھانے اور عمدہ عمدہ لباس پہنکر آپس مین ملاقاتین کرنا اور خدا کے جلال و تجلی کی کیفیات سے محظوظ ہونا اُسکے دیدار سے مشرف ہونا ابدالاباد وہان راحت و آرام سے زندہ رہنا ذکر کیا اور بدلوگونکا اپنے اعمال کی سزا پانا جہنم مین جانا اور جہنم کی کیفیات طوق و زنجیر گرم پانی وغیرہ کو بھی نئے نئے اسلوب سے مختلف سورتونمین ذکر کیا کہ جسکو سنکر انسان کے دل پر عجب کیفیت پیدا ہوتی ہے خدا کی محبت ظہور کرتی ہے اور دنیا و ما فیہا نظر و نمین سرد اور گرد معلوم ہوتی ہے یہ بھی قرآن مجید کا معجزہ اور خاصہ مختصہ ہے۔ اگلی کتابین جسطرح سے کہ اور علوم مین ناقص البیان ہین اسیطرح سے اس علم کو بھی عمدہ طرح سے نہین بیان کرتین تورات و اناجیل موجودہ مین ذرا سا اشارہ ہی ان چیزونکی طرف ہے۔ اس مقام پر بھی ایک بات قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ یا تو محض تعصب سے تجاہل عارفانہ کے پیرایہ مین یا محض بیخبری اور لاعلمی سے اسمقام پر پادری صاحب اور اُنکے مقلد بعض ہنود عجب غوغا مچاتے ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب نے میزان الحق مین اور صفدر علی نے نیاز نامہ مین اور عماد الدین نے ہدایت المسلمین مین اور پھر ہر پادری نے اپنی تصانیف مین

[۵۱] فنا سے مراد عدم محض نہین ہے [۵۲] ان کا پرانا مقلد بھی محمد صادق اور محمد صالح کے نام سے تفسیر خیالی پر اس قسم کے نعرے خصوصاً گندم گون حور کے ملنے پر اعتراض کرتا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن۔

جنت و دوزخ کی کیفیات عذاب و ثواب پر اعتراض کر کے سخت سخت زبان درازی کی سمجھے بوجھے کلام الہی پر کی ہی چنانچہ ہدایت المسلمین کے ۵۹ صفحہ مین لکھا ہے **قولہ** محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذاب قبر کی بابت ایسے ایسے مضمون صریح البطلان جو ہرگز عقل و نقل قبول نہین کرتی

اُس جاہل ملک کو سُنا کر ڈرایا الخ صفدر علی نیاز نامہ کے ۱۵ صفحہ مین لکھتے ہین **قولہ** الغرض بموجب تعلیم قرآن و حدیث کے سعادت اخروی یہی ہی کہ جسمانی خواہشونکا پورا ہونا کہ جو آدمی کی خواہش وہان ہو پوری ہو جاتی ہے الخ اور انہین کی تقلید مین آنریبل سید احمد خانصاحب نے ان نصوص قرآنیہ کا الکا تاویل کے پیرایہ مین کیا ہی ان سب لغو اور بیہودہ اعتراضات کا جواب ہم پہلے دے چکے ہین ان معترضونکو لازم ہی کہ اس مقام کو غور کر کے سمجھین اور جنت کی حقیقت پر مطلع ہو دین پھر اعتراض کرین ورنہ آخرت مین مخبر صادق کے فرمانیکے بموجب جب یہ چیزین مومنونکو ملینگی اور وہ عذابات پادریون اور منکرون اور ملحدونکو نصیب ہونگے اس خبر کی خود تصدیق ہو جائیگی ذرا صبر کرین - اور دلیل عقلی و نقلی جو پادریصاحب نے ذکر فرمائی ہم تو آجتک مشتاق اُسکے سننے کے رہے مگر کسی پادری نے ان کیفیات کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہ بیان کی اور کیا خاک کرینگے محض زبانی جمعخرچ ہے اور بس (پنجم) علم الاحکام یعنے بندونکے لیے دین و دنیا مین جو جو امور ضروریہ اور نافع ہین انکو فرض واجب مستحب بنایا اور جو چیزین مضر ہین انکو انکے ضرر کے لحاظ سے حرام و مکروہ تحریمی و تنزیہی قرار دیا کیونکہ جو چیز اشد ضروری ہی وہ فرض ہی اور جو اُس سے کم تو واجب پھر اس سے کم مستحب اسیطرح جسکا سخت ضرر انسان کے دنیاوی معاملات پر یا روح پر پہنچتا ہے تو اُسکو حرام پھر جو اُس سے کم ہے تو اسکو مکروہ تحریمی اور جو اُس سے کم تو وہ مکروہ تنزیہی ہے اور جو مساوی الطرفین ہے کہ نہ مضر نہ ضروری اُسکو مباح کہا - آپکو یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ خدا تعالی بیفائدہ اور عبث کسی چیز کا حکم نہین دیتا بلکہ جسطرح طبیب محض مریض کے نفع و ضرر پر لحاظ کر کے دوا اور غذا کا حکم دیتا ہی اسیطرح نبی جو طبیب روحانی ہے حکم دیتا ہی قال تعالی يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ الایہ پس ان مجموعہ احکام کا نام شریعت ہی کہ جسکو پادری لوگ شریعت اخلاق اور احکام باطنی اور اصل شریعت کہتے ہین - پھر ان احکام کی دو قسم ہین ایک نظری کہ جن مین ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضاء کے فعل کی حاجت نہین بلکہ دل سے متعلق ہین جیسا کہ خدا تعالی کو وحدہ لاشریک جاننا اور جسمانیت اور جمیع عیوب سے اُسکو پاک سمجھنا وغیر ذلک کہ جنکی تفصیل علم عقائد مین ہی یہ احکام لوگون اور زمانیکے بدلنے سے نہین بدلتے اور اسی لیے یہ منسوخ بھی نہین ہو سکتے دوم عملی کہ جن مین اعضاء کو دخل ہی پھر ان احکام عملیہ کی بھی دو قسم ہین قسم اول وہ احکام کہ جو خدا تعالی کے ساتھ بالخصوص متعلق ہین جیسا کہ اُسکی عبادت کرنا اور علاوہ روح کے اپنے تمام اعضاء سے اُسکی شکرگزاری کرنا جسکو عرف شرع مین نماز کہتے ہین اسقدر تو سبکے نزدیک اصل ہے باقی اس نماز کے طریقے (کہ کسی وقت محض سجدہ تھا اور کبھی قیام اور کبھی فقط زبان سے اُسکی ستائش کے راگ گانا) مختلف ہین اس اخیر نبی کے عہد مین نماز کے اندر وہ سب باتین مجتمع کر دی گئین اور روح اور جسم

نماز ف کے نیچے کا حاشیہ

۵۱ واضح ہو کہ نیاز نامہ کا مصنف صفحہ ۳۰ مین خود اقرار کرتا ہی کہ وہ قدوس اپنے بندونکو ان اعمال و افعال کا حکم دیتا ہی جو بذات خود نیک ہین اور انسے منع کرتا ہی جو از خود بد اور نفرتی ہین الخ پھر اُسکے بعد حضرت موسی اور تمام انبیاء کی شریعت کو بالکل مٹانیکے لیے یہ کہنا **قولہ** اگر کسی شریعت وہ ہی جو کسی چیز کا حکم دیتا ہی اور کسی سے منع کرتا ہی مگر وہ کام نہ اخود نیک ہین نہ بد الخ پہلے قول کے لیے صریح نقیض ہی ۱۲ منہ **ف** عذاب قبر اور دوزخ کی بابت جسکو بڑا الزام ہی حضرت مسیح علیہ السلام کا بیان پیش کرتا ہون جو انجیل لوقا کے سولہوین باب مین انیسوین آیت سے شروع ہوتا ہی حضرت ابرہام فلس اور ایک دولتمند کے مرنیکے بعد حال بیان فرماتے ہین کہ مرکر حضرت ابراہیم کی گود مین فرشتون نے رکھدیا اور دولتمند کو دفن اور پیاس ستا رہی تھی اور وہ ابراہیم علیہ السلام سے درخواست کرتا تھا کہ لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا بھگو کر میرے لب تر کرے مین دوزخ مین جلتا ہون الخ یہ عذاب قبر نہین تو اور کیا ہی کیلے کہ قیامت سے پہلے کا ذکر ہی جو مرنیکے بعد پیش آیا اور اسی عالم کو

دونونکو شامل کرلیا گیا پھر اس نماز کے لیے طہارت بدن وجامہ شرط قرار دیگئی کیونکہ جب عقلاً ونقلاً بغیر طہارت کے روح پر کثافت ہوتی ہے اور آپسمین بھی امراء وشاہونکے دربار مین ہاتھ پاؤن دھوکر نجاست ومیل کچیل سے صاف ہوکر جاتے ہین پس شاہنشاہ حقیقی کے روبرو خراب حالت بناکر جانا اور دلکو مکدر اور بوجھل کرکے اُسکی طرف لگانا دشوار اور نازیبا ہے۔ اسکی قرآن مین جابجا تاکید ہے اور لفظ واقیموا الصلوٰۃ سے اسکو تعبیر کیا ہے مگر اسکی تمام ہیئت پیغمبر علیہ السلام نے ادا کرکے اور زبان سے کہہ کے تعلیم فرمادی ہے۔ اور اسلیے اُسکو اسلام کا رکن قرار دیا ہے۔ اور جیساکہ اپنے نفس کو اُسکے لیے تمام خواہشون اور کھانے پینے جماع کرنیسے روکنا اور قوت بہیمیہ کو مغلوب کرکے روح کو اُسکے اذکار سے منور اور تازہ کرنا جسکو **روزہ** کہتے ہین یہ بھی تمام شریعتون مین تھا مگر اُسکے آداب اور طریقے اور حدود پیغمبر علیہ السلام نے بوضاحت تعلیم فرماے اور قرآن مین کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کے لفظ سے تاکید کیگئی اسلیے یہ دوسرا رکن اسلام کا قرار پایا۔ اور جیساکہ اپنے مال مین سے ایک حصہ معین خدا کے نام پر تصدق کرنا اور اُس محبوب عالم کی محبت کو دلمین جگہہ دینا اور روپیہ اور مال کو کہ جسکی طرف انسان کی اکثر طبیعت مائل رہتی ہے اُسکے لیے ہاتھ سے چھوڑنا پھر اُس سے اُسکے بیکسون اور یتیمونکی مدد کرنا اُسکو **زکوٰۃ** کہتے ہین یہ بھی پہلے تھی مگر اُسکے حدود وآداب وتقرر حصص وتعین مصارف اسلام نے نہایت مناسب طور پر قرار دیے اور قرآن مین مطلقاً بلفظ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ اسکا مطالبہ کیا ہے۔ اسلیے یہ تیسرا رکن قرار پایا۔ اور جیساکہ کسی موضع متبرک مین کہ جہان اُسکے بڑے بڑے محبوب اور رہنماؤن سے خدا نے کلام کیا اور اپنی تجلّی سے اُنکو مشرف بنایا ہو اور جسکو ایسے اعتبارات سے تمام زمین پر شرف ہوجانا اور عاشقانہ ہیئت بناکے اُسپر تصدق ہونا اور دعا ومناجات کرنا جسکو **حج** کہتے ہین یہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے مگر نبی اسلام نے اسکے بھی آداب وطریقے الہامی طور پر عمدہ قایم کیے اور جو خرابیان پیش آگئی تھین انکو دور کرکے خاص ابراہیمی طرز کو برقرار رکھا اسکے فوائد واسرار بیان کرنیکی یہان گنجایش نہین آگے بیان کرینگے چونکہ یہ بھی ایک روح کو تازہ کرنیوالی عبادت ہے اسلیے اسکو بھی قرآن مین وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ کے لفظ سے طلب کیا اسلیے یہ بھی چوتھا رکن اسلام کا قرار پایا۔ اور جیساکہ اُسکی توحید اور اُسکے رسول کے برحق ہونیکا لوگونمین زبان سے اقرار کرنا گو دل سے سچ جانا تو ہر وقت ہی فرض ہے مگر احکام ظاہریہ کے لیے ایکبار مُنہ سے بھی اقرار کرے جسکو **ادائے شہادت** کہتے ہین اسکو بھی قرآن مین جابجا بیان فرمایا اسلیے یہ پانچوان رکن اسلام کا قرار پایا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنے بندونکے حال پر بڑی مہربانی ہے وہ خود اور اُسکی توحید تمام عالم پر آشکار ہے اسلیے جب بندیکو مجبوری ہو جیسا اُسکی زبان از خود بند ہو یا کوئی ظالم بزور بند کرے تب اسکے ذمہ پر یہ ادائے شہادت فرض نہین ہان اگر اس مصیبت پر بھی ادا کریگا تو شہید ہوگا اجر پائیگا۔ پادری لوگ بالخصوص صفدر علی ظلمات تعصب مین بالکل غرق ہین انکو یہ سب معلوم نہین اسلیے نیاز نامہ کے صفحہ ۳۳ مین غل مچاتے ہین کہ اسلام نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی جھوٹ پر پادریونکے مذہب کی بنا ہے جیساکہ پولوس مقدس فرماتے ہین کہ سارا اسلیے انکو ہر جگہہ جھوٹ ہی نظر آتا ہے۔ ان سب امور کے انتظام اور قیام کے لیے ایک حکم جہاد کا دیا یعنے جسطرح ہر گورنمنٹ اپنے احکام وقوانین کو اپنی سطوت اور زور سے نافذ کرتی ہے خواہ چور مانے یا نہ مانے مگر سلطنت ضرور اُسکو زبردستی سے قید کرتی ہے علی ہذا القیاس اور کیونکر نہ کرے اگر گورنمنٹ ایسا نکرے تو اُسکا ظالم ہے پس اس تنفیذ کو سوای جاہل اور کم اندیش کے کوئی شخص گورنمنٹ کا ظلم نہین کہہ سکتا۔ اسیطرح خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ سب سے پہلے رسول کو بھیجے اور علاوہ صدہا معجزات وآیات بینات اور پر اثر وعظ کے

سر جہاد

اُسکو دنیا مین اپنا نائب بنائیے اور اپنے احکام حیات بخش کی کہ جنسے خاص بندون ہی کا نفع اور بھلائی ہی اس رسول کی معرفت بزور تعمیل کرائی اور سراسکا یہ ہی کہ اُس نبی آخرالزمان کا وجود تمام عالم پر خدا کی رحمت ہی پس مقتضاے رحمت یہ ہوا کہ اخیر زمانہ مین کہ جب قوت بہیمیہ[۱] اور شیطان کا غلبہ زیادہ ہو ماں باپ مہربان یا طبیب شفیق جسطرح اپنے بچہ کو زبردستی دوا پلاتے اور گھرک کر مضر چیز سے روکتے ہین اسیطرح اُن احکام پر اُنکو چلائے ایسا نہو کہ گناہ مین پڑکر ہلاک ہون۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا کے ساتھ جسقدر لوگ گستاخی کرتے ہین شرک کرتے ہین نجس چیزونکو پوجتے ہین اُن چیزونکو مٹا کر دنیا کو پاک صاف کردے مظلوم کی اعانت کرے ظالم کے شر کو دفع کرے اعلانیہ فحش سے مانع آئے چوری اور حرامکاری اور رہزنی کو روکے اور دنیا مین عدالت قائم کرے سو اس تمام کو خدا نے جسکا[۱۵۲] زبور مین وعدہ کیا تھا پورا کر دیا کہ جزیرہ عرب مین ایک شخص یتیم و بیکس کو کہ جسکے پاس نہ فوج نہ ملک نہ مال و زر تھا پیدا کیا اور روم[۱۵۳] و ایران وغیرہ اسوقت کی بڑی سلطنتونکو اُسکے پیرو ونکے ہاتھ مین دیدیا اور اُسنے اور پھر اُسکے جانشینون نے اس حکم کی نہایت عمدہ طور پر تعمیل کی۔ اور اسکا نام جہاد ہے سو اسکا بھی قرآن مین چند سورتون مین ذکر ہے اور مختلف الفاظ سے اسکو طلب کیا ہی کہین جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ فرمایا کہین كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ کہا وغیرہا من الآیات مگر باوجود اسکے اسلام کے قبول کرنے پر کسیکو مجبور نہین کیا اور لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فرمادیا۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ سُنا دیا اور یہ جہاد بھی حضرت موسیٰ اور انبیاء بنی اسرائیل مین جاری تھا چنانچہ کتاب یشوع وغیرہ مین بھی حضرت موسیٰ اور یشوع وغیرہ انبیا کا جہاد[۱۵۴] مذکور ہے اور بزور احکام پر چلنے کی تاکید ات مین صراحت سے چنانچہ سفر خروج ۲۲ باب مین یہ حکم ہے۔ توجادوگرنی کو جینے مت دے۔ جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارڈالا جاے۔ جو کوئی فقط خداوند کے سوائے کسی معبود کے لیے قربانی کرے وہ غدر سے مارڈالا جاوے۔ ۲۱ باب مین ہے۔ اور وہ جو اپنے باپ یا ماں پر لعنت کرے البتہ مارڈالا جاوے۔ پھر سفر احبار کے ۲۰ باب مین زانی کے قتل کا حکم ہے۔ اور نوندے بانا اور چارپائے سے جماع کرنیوالیکو قتل کا حکم دیا ہے۔ اب بعض ناانصاف پادریون نے جو شریعت موسوی کے دشمن ہین آنحضرت علیہ السلام کے جہاد پر طعن کیا ہی اُنکو لازم ہی کہ پہلے تورات اور موسیٰ پر طعن کرین ورنہ وہ کیا بات نئی ہے جو حضرت نے خلاف عقل و نقل جاری فرمائی قسم دوم وہ احکام جو بندونکے ساتھ متعلق ہین پھر اُنکی تین قسم ہین کیونکہ اگر خاص ایک[۱] ہی شخص کے حالات اور معاملات کی درستی سے متعلق ہین تو اُنکو تہذیب الاخلاق کہتے ہین جیسا کہ چوری نکرنا جھوٹھ نہ بولنا تکبر نکرنا حسد و بغض و کینہ و حرص نکرنا خوشخوئی سے پیش آنا لوگونکے ظلم کی برداشت کرنا توکل اور قناعت سے دنیا مین رہنا عدل و انصاف کو اپنا شیوہ بنانا وغیرذالک ان امور کو بھی قرآن نے کس کس خوبی سے بیان کیا ہے کہ طاقت بشریہ سے باہر ہی پھر ان سب باتونکو ایک آیت مین کس خوبی کے ساتھ جمع کر دیا کہ جسکا نظیر ممتنع ہے نقال قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا الآیہ اور اگر ایک گھر کی معاشرت اور انتظام سے علاقہ رکھتے ہین تو اُنکو تدبیر المنزل کہتے ہین کہ باپ بیٹے سے کسطرح پیش آئے اور جورو خسم باہم ملکر کسطرح سے گزران کرین

---

[۱] اور یہ اسلیے کہ آدم مین جسقدر شرف اور علو اور غلبہ قدرت ملکیہ دیا گیا تھا وہ اُسکی اولاد مین جسقدر انفصال ہوتا گیا کم ہوتا گیا کیونکہ جسقدر مبدء سے بعد ہوتا جاتا ہو قوت کم ہوتی جاتی ہی ۱۲

[۱۵۲] اس زبور مین آنحضرت کی نسبت یہ الفاظ ہین۔ اے بہادر تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر اقتدار امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو تا کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبتناک کام دکھائیگا ۱۲ منہ [۱۵۳] نیازنامہ کے صفحہ ۹ مہین ہادی صفدر علی کہتے ہین کہ موسیٰ اور یوشع کے قتال کو اپنے جہاد پر قیاس نکرین کیونکہ کتاب مقدس مین کسی جگہ موسیٰ و یوشع کو یہ نہ فرمایا کہ تم کفار سے دعوت ایمان کرو اگر نہ مانین تو قتل کرو الخ یہ عند بدیہۃ ازگناہ ہے اگر موسےٰ اور یوشع کا کفار نیون وغیرہم کو قتل کرنا خدائی حکم سے نہ تھا اور اُسکے لیے نہ تھا تو معاذ اللہ خدا کی عدالت اور موسےٰ کی رسالت کیا تھی ایک ظلم تھا جو بلاوجہ بندگان خدا کو بیرحمی کے ساتھ قتل کیا۔ ۱۲ منہ۔

[۱۵۴] روم کے لفظ پر بھی امام پادری بڑے گھبراتے ہین کہ یہ ملک خلفاء نے بعد مین فتح کیا تھا نہ کہ صحابہ نے۔ اول روم سے مراد الشیا اور کوچک ہے سو وہ بھی صحابہ نے فتح کرلی تھی اور روم خود صحابہ کا اطراف روم مین قبضہ کرنا واقدی وغیرہ نے لکھا ہی عمر بن عبدالعزیز کے عہد مین تو قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا ہے۔ ۱۲ حکیم غلام حسن۔

اور نکاح بیع وشراء قرض وامانت مین کسطرح سے برتاو کرین ؟ ان امور کو بھی قرآن نے بہت سی سورتونمین مختلف عنوان سے بیان کیا ہے والدین کی نسبت فرمایا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اور فرمایا لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وغیرہا من الآیات - اور اگر شہر اور ملک کے متعلق ہین تو انکو **سیاست ملک** کہتے ہین یعنی چور اور قزاق اور اسی عالم مین خلل انداز کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے زانی اور غاصب کے ساتھ کیون کرنا چاہیئے اپنے سردار اور بادشاہ کی کسطرح سے اطاعت کرنی چاہیے - اس امر مین بھی قرآن مین بہت کچھ مذکور ہے فرماتا ہے وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ - وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ پس حکمت عملی حکمت نظری بتمام وکمال قرآن مین مذکور ہے - طہارت ظاہریہ وباطنیہ حدود وقصاص میراث وطلاق کی بابت کوئی بات قرآن نے نہین چھوڑی اور اسیطرح جو چیزین ناپاک اور نجس طبعی تھین اُنکی حرمت اور پاک اور ستھری چیزونکی حلت بھی بیان کردی **پادریون** نے پولوس کے بہکانے سے حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی تمام شریعت کو چھوڑ دیا اور بات یہ بنائی کہ تمام انبیاء سابقین ناقص اور اُنکی شریعتین غیر کامل تھین مسیح نے آکر سبکی تکمیل کردی قربانی کی جگہہ خود کفارہ ہوگئے اسیطرح جانورونکی حلت وحرمت بھی ایک بیفائدہ چیز تھی - پھر فنڈر صاحب اور صفدر علی وغیرہما نے ایک اور حیلہ کیا کہ شریعت کی دو قسم ہین ایک اخلاقی دوسری رسمی پس مسیح نے رسمی کو چھڑایا یعنی کامل کیا ہی نہ اخلاقی کو - اور قرآن مین سراسر شریعت رسمی ہی بھری پڑی ہی - اور قرآن مین یہ نقص ہی کہ وہ شریعت اخلاقی کو جو ابدی سے منسوخ بتلاتا ہی الخ چنانچہ پادری صفدر علی نیاز نامہ کے صفحہ ۲۰ سے لیکر ۳۰ تک اس امر مین بڑی قابلیت جتلا رہے اور قرآن مجید پر منہ آرہے ہین لیکن پادریونکا اس بارہ مین ایسا ناطقہ بند ہی کہ اگر مگر بہت ہی کچھ کرتے ہین مگر کوئی بات نہین بن آتی کیونکہ یہان چند امر ہین (۱) تو بقول حضرت مسیح آسمان وزمین ٹل جائین گے مگر یہ باتین نہ ٹلین گی (مرقس باب ۱۳) پھر انجیل متی مین پانچوین باب کی ۱۷ - آیت ہے - یہ خیال مت کرو کہ مین تورات یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے آیا ہون کیونکہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان وزمین نہ ٹل جائین ایک نقطہ یا شوشہ تورات کا ہرگز نہ مٹیگا - اخلاقی اور رسمی کی تمیز نہین پس جب رسمی کو بھی نہ مانا تو شوشہ کیا بلکہ ورق کے ورق اور باب کے باب ٹل گئے (۲) نیاز نامہ کے صفحہ ۲۰ مین اول یہ اقرار کرنا کہ وہ قدوس سبحان اپنی اس ذاتی پاکی ودین کی خوبی کے اقتضاء سے اپنی تمیز دار مخلوق کو اُن اعمال وافعال کے کرنیکا حکم دیتا ہے کہ جو بذاتہ نیک ہین اور انسے منع کرتا ہے جو بذاتہ بد ہین الخ پھر رسمی شریعت بنانیکے لیے یہ کہنا صـ۲۲ - اب باقی رہے وہ افعال جو از خود نہ بُرے ہین نہ بھلے اجتماع المتضدین ہی کہ جسکا کوئی عاقل قائل نہین اُسکے بعد نتیجہ نکالنا **قولہ** صـ۲۳ لہذا جو کچھ خدا نے بنایا ہے اور پیدا کیا ہی وہ بذاتہ ناپاک نہین ہوسکتا ہی ہر چہ از محبوب رسد عین عبادت ہے - عیسائیونکے لیے گوہ اور موت اور تمام نجاسات کو پاک قرار دینا ہی - دوم تورات سفر احبار ۱۱ باب کے مخالف ہے کیونکہ اُسمین بہت سی چیزونکو ناپاک لکھا ہی اور یہ بھی سہی کہ یہ چیزین از خود ناپاک نہین حکم الٰہی سے ہین مگر باوجودیکہ انکی ناپاکی حکم الٰہی سے بیان ہوچکی پھر انکو شریعت رسمی کہکے پاک کرنا تورات کو منسوخ کرنا اور آسمانی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلانا ہی (متی ۵ باب) (۳) رسمی کے علاوہ اخلاقی شریعت کو بھی تو منسوخ کرڈالا اور اُسکے ابدی ہونیکا کچھ خیال نکیا کیونکہ حسب بیان مصنف نیاز نامہ صـ۲۴ رسمی شریعت کو ماکولات اور مشروبات مین منحصر کیا ہی اور رسمی کے احکام عشرہ کو خود اخلاقی شریعت قرار دیا ہی حالانکہ انمین سے کسیکی پابندی بھی نصاریٰ کے نزدیک فرض نہین پھر اب وہ کونسی بات شریعت کی باقی رہگئی ہے کہ جسکو اخلاقی اور باطنی کہہ کے پادری صاحب پابند شرع کہلاوینگے ؟ کیونکہ اناجیل

کہا جاتا تھا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اس امر میں سب کا اتفاق ہے کہ قرآن مجید معجز ہے اور کیونکر اتفاق نہو حالانکہ اعجاز قرآن

دلیل اول

بدلائل واثقہ وبراہین قاطعہ ثابت ہی منجملہ دلائل کے اول دلیل یہ ہی کہ قرآن میں حکمت علمیہ وحکمت نظریہ کو بتمامہا اس خوبی سے بیان کیا ہی کہ جسکو ایک بڑے سے بڑا حکیم یا فلاسفر اور ایک اونٹ چرانیوالا جنگلی کہ جسکو علوم حکمیہ سے ذرا بھی مس نہو برابر سمجھتے ہین اول تو اتنے علوم کا ایک کتاب مین جمع کرنا کہ جسکا مثل آجتک کسی کتاب مین نہین پایا جاتا دوم ایسے شخص کا جمع کرنا کہ جو ایسے وحشی ملک کا رہنے والا ہو کہ جہان سوائے گفت و خون اور چوری وغارتگری کے نہ کسی علم کا گزر ہو نہ کسی ہنر کا اور نہ اُسنے کسیکی تعلیم پائی ہو نہ اچھی طرح ماں باپ کی تربیت نصیب ہوئی ہو باوجود اسکے وہ شخص نہ علوم وفنون وشعر وشاعری کا مشاق ہو نہ کبھی کسی نے اُنھین مصروف دیکھا ہو بلکہ ہمہ وقت عبادت الہی مین مستغرق رہتا ہو اور علاوہ اسکے صدہا نہین بلکہ ہزارہا دنیاوی مصائب اور دلخراش باتین اُسکو ہر دم پیش آتی ہون سوم پھر اس خوبی اور اس اسلوب سے جمع کرنا کہ جسکو تمام نفوس نہایت عمدہ طور پر قبول کرتے ہون مضامین دردانگیز اور شیرین عبارت پر ہر وحشی بھی دم و دیوانہ اور شمع کا پروانہ ہو الیتہ مردہ کو زندہ کرنیسے بڑھکر ہے بلکہ ہزار درجہ بڑھکر کیونکہ مردہ کو زندہ کرنیمین تو ڈھٹ بندی اور شعبدہ بازی یا کسی فریب یا اثر دوا یا سکتہ وغیرہ امراض کا بھی احتمال ہوسکتا ہی اور یہان نوان احتمالات کو دخل بھی نہین پس معجزہ ہونا بخوبی ثابت ہوا کیونکہ معجزہ اُس امر خارق عادت کو کہتے ہین کہ جو مدعی نبوت سے ظاہر ہو اور جسکا مثل مقابل نہ لاسکے سو یہ سب باتین قرآن پر بدرجہ اتم صادق آتی ہین کما لایخفی

دوسری دلیل

قرآن باعتبار خوبی مضامین وعبارت کے یا تو انسانونکے کلام سے اسقدر زائد ہے کہ عادتاً اسقدر زائد ایک کلام دوسرے سے نہین ہوتا یا مساوی یا زائد بقدر معتاد یا کم چوتھی شق تو بدیہی البطلان ہی دوسری اور تیسری شق مین بھی مدعا ثابت ہی کیونکہ جب قرآن لوگونکے کلام کے مساوی یا زائد بقدر معتاد تھا اور پھر ایک ایک کیا بلکہ سب سے ملکر بھی باوجود توافر دواعی اور کثرت تحدی کے قرآن کی ایک سورہ کی مانند بھی نہ بنسکے تو یہ خارق عادت ہے اور جو امر خارق عادت مدعی نبوت سے ظاہر ہو وہ معجزہ ہی سو یہ بھی معجزہ ہی اور شق اول پر تو مدعا بالکل ظاہر ہی کیونکہ ایک شخص کا کلام تمام لوگون سے خلاف عادت زائد ہو تو صدہا معجزا مین داخل ہی

تیسری دلیل

قرآن کا مثل بنانا لوگون سے بوقت معارضہ ممکن تھا یا نہین اگر ممکن نہ تھا تو مدعا ثابت ہی کیونکہ انسانون مین سے ایک کا کلام اسقدر بلیغ ہونا کہ اسکا مثل لوگون سے ممکن نہو خارق عادت ہی اور جو خارق عادت مدعی نبوت سے سرزد ہو معجزہ ہی پس قرآن معجزہ ہی اور اگر ممکن تھا پس باوجود امکان اور عاردلانیکے اسکا نظیر وقوع مین نہ آنا اول سے بھی خارق عادت ہی پس قرآن معجزہ ہی وذالک ما اردناہ۔ علاوہ ان دلائل کے اور بھی دلائل اعجاز قرآن پر ہین مگر یہان سب کی گنجایش نہ تھی اسلیے انہین پر بس کیا

ف ۲

معجزہ اُس امر خارق عادت کو کہتے ہین کہ جو مدعی نبوت سے سرزد ہو اور خارق عادت وہ فعل ہی کہ جو اسباب پر مبنی نہو اور عادتاً وقوع مین نہ آتا ہو خواہ فعل ہو اور پر اُترتا ہو خواہ سیر آدھ سیر پانی سے لشکر کو سیراب کردینا خواہ درختون سے کلام کرنا اور انکو بلانا خواہ مردے کو زندہ کرنا خواہ کوئی کلام ہو۔ اور اگرچہ آنحضرت کے بیشمار معجزات ہین کہ جنکو اُن ثقات نے روایت کیا ہے کہ جو تورات وانجیل کی رواۃ سے ہزار درجہ قوی ہین اور خود قرآن مین بھی مذکور ہین پس بعض نا سمجھ لوگ کیا یہ کہنا کہ ہم حدیث کو نہین مانتے قرآن مین کل معجزات کیون مذکور نہین اور جسطرح ہم عیسائی انا جیل مین معجزات مسیح دیکھتے ہین تم قرآن مین دکھاؤ محض دھوکا ہے کیونکہ اول تو قرآن مجید آنحضرت کے وقائع عمری کی کوئی تاریخ نہین کہ اسمین بعضمن احوال آنحضرت معجزات کا مذکور ہونا بھی ضروری

ہوتا و دم باانہمہ بطور تی امتنان پھر بھی قرآن مین معجزات مذکور ہین کما سیظہر لک ۔ اور یہ تورات و انا جیل اربعہ اصل انجیل و تورات منزل علی موسیٰ و عیسیٰ نہین بلکہ حسب اقرار علماء اہل کتاب تاریخ اور روزنامچہ ہین کہ جنمین بہت عرصہ بعد انبیاء اور حضرت مسیح کے احوال کو ابتدا سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل کیا ہی بخلاف احادیث صحیحہ کے کہ انکو نہایت احتیاط اور سند متصل سے جمع کیا ہے پھر ان احادیث کو غیر معتبر اور ان کتب تاریخ کو معتبر کہنا اگر اسلیے ہو کہ ان کتب کو مجازاً تورات و انجیل کہتے ہین کتب احادیث کو قرآن نہین کہتے تو یہ بچونکی سی باتین ہین لیکن قرآن مجید کا معجزہ جمیع معجزات سے افضل ہے (۱) اسلیے کہ اور معجزات ایک طرفۃ العین مین واقع ہوکر کچھ مخصص حکایات ہی حکایات رہجاتے ہین پس اُن سے جو تصدیق کامل حاصل ہوگی تو خاص اُنکو کہ جنہون نے اُنکا مشاہدہ کیا ہی اور باقی سننے والیکی نسبت تو محکم ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ ویسا اثر نہین بخشتا بلکہ ایسا اوقات رواۃ پر لحاظ کرکے دلمین کچھ اور ہی خیال آجاتا ہی بخلاف قرآن مجید کے کہ یہ معجزہ وقت نزول سے قیامت تک باقی ہی جو ذوق سلیم نہین رکھتا اور عبارت عربیہ کے لطف سے واقف نہین تو مضامین کی خوبی پر عش عش کرجاتا ہے اور جو ایسا ہی کوئی کوڑ مغز اور بعدی سمجھ کا ہو تو اسکا کیا ذکر ہے (۲) اور معجزات سے محض تصدیق نبی کا فائدہ ہوتا ہے بخلاف قرآن کے کہ اسمین دونون بات ہین تصدیق نبوت اور قانون ہدایت (۳) ہر نبی کو اکثر وہ معجزات عطا ہوتے ہین کہ جنکا اُس زمانہ مین چرچا ہوتا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ کے عہد مین سحر کا زور تھا اُنکو ید بیضا اور عصیٰ ملا کہ جس سے تمام جادوگرونکا طلسم بند ہوگیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد مین جالینوس کی طب کا بڑا چرچا تھا اُنکو مردہ کو زندہ کرنے اور بیمار کو تندرست کرنیکا معجزہ ملا کہ جس سے اطباء عاجز آگئے اور آنحضرت کے عہد مین عرب کے لوگ فصاحت و بلاغت اور شعر گوئی مین عجب یدطولی رکھتے تھے اچھے فقرون پر عرب کو وجد[1] آتا تھا پس اسلیے اُنکو وہ کتاب ملی کہ جس سے تمام عرب حیرت مین آگئے اور سحر مبین کہنے لگے پس جسطرح بلاغت کو عموماً عرب جانتے تھے اسیطرح اعجاز قرآن بھی عموماً متحقق ہوا بخلاف مریض کو اچھا کرنے اور مردونکے جلانیکے کیونکہ تحقیقاً اسپر طبیب وغیرہ حذاق ایمان لاسکتے ہین ورنہ عموماً جہلاء کے پاس کوئی دلیل فارق معجزہ اور نظر بندی مین بجز اپنے اعتقاد کے اور کچھ نہین فتامل جداً تمام امت کا اسبات پر تو اتفاق ہی کہ قرآن معجزہ ہی لیکن وجہ اعجاز ہر ایک محقق کے نزدیک جداگانہ ہی مگر جمہور بلاغت قرار دیتے ہین کوئی مضامین اُنکی خوبی کو کوئی پند و نصائح کا اثر حد آفرین کوئی اخبار غیبیات کو کوئی ترکیہ روح کو کوئی حالت غضب و رحم و سخاوت و کفایت شعاری وغیرہ صفات متضادہ مین استقامت کہتا ہی مگر یہ نزاع لفظی ہی کیونکہ جو ایک چیز کا مقر ہے دوسرا اُسکا انکار بھی نہین کرتا اور جو ایک آدھکو عقل نے کیا بھی تو وہ کس شمار و کس قطار مین ہی ؟ جیساکہ نظام معتزلی وہ کہتا ہی اگر نفس عبارت قرآن پر لحاظ کیا جاوے تو ویسی عبارت ممکن ہے مگر جب معانی اور نفیس مطالب بھی اُسکے ساتھ لحاظ کیے جاوین تب ممکن نہین ہے کیا سید احمد خان صاحب کے انکار ملائکہ و معجزات سے اس امر پر اجماع امت مین کچھ فرق آسکتا ہے ؟ پس حق یہ ہی کہ قرآن کا اعجاز بجمیع وجوہ مذکورہ ہے یہ اور بات ہی کہ کوئی کسی وجہ کو کوئی کسی اور کو ترجیح دیتا ہی ع وللناس فیما یعشقون مذاہب ۔ اب مین

---

[1] مروی ہی کہ جب لبید بن ربیعہ نے یہ آیت سنی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ تو کہا واللہ ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ و مروی ہی کہ ایام حج مین کفار قریش نے ایک مجلس اسلیے منعقد کی کہ آنحضرت کے لیے جادوگر یا شاعر ایک بات مقرر کیجائے جب حج کے لیے آدمین قبائل پر لوگ مجتمع ہوئے اور یہ کہمین متحد کی بات نہ سنا پس نضر نے کہا اسکا جادوگر کہو اس پر کہ ہم نے رد کردیا اور کہا کوئی بات بھی نہین بعض نے کہا شاعر کہو ہم شعر اور رجز بول اُٹھے اُسکا کلام شعر بھی نہین شعر مین بھی کہان پس کسیکے کہا مین کہا اس فن کے لوگ بول اُٹھے کہ نہ وہ جھاڑا پھونکی کرتا ہی نہ تعویذ گنڈا ۔ الغرض اس کلام کی خوبی سے سب حیران تھے مروی ہی کہ کسی شاعر نے خانہ کعبہ پر کچھ قصائد لکھ کر لٹکا دیے تھے پس سورہ کوثر نازل ہوئی تو سب کے سب حیران ہوگئے اور اُنکو اُتار پھینکا ایک عربی نے یہ آیت سنی فاصدع بما تؤمر ۔ سنکر سجدہ مین گر پڑا اور کہا مین اسکی فصاحت پر سجدہ کرتا ہون ۱۲ منہ

مضامین قرآن

قبل اسکے کہ کسیقدر بلاغت قرآن بیان کرون اُسکے مضامین کی نسبت عرض کرتا ہون۔ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہین کہ جسمین ان عمدہ خوبیون مین سے کوئی نہو (۱) صفات الہیہ مثلاً اُسکا رحیم وکریم وازلی وابدی وغفور وقادر وعلیم وحکیم وحی وقدوس ومحی ومیت ومعز ومذل ہونا۔ (۲) خدا کا جمیع نقائص اور عیوب سے پاک ہونا جیساکہ حدوث وعجز وجہل وظلم وغیرہ (۳) توحید خالص کیطرف بلانا اور شرک اور اُسکی شاخ تثلیث کو مٹانا (۴) انبیاء علیہم السلام کا اسطرح ذکر کرنا کہ جو لوگو نکو نیک چلنی کیطرف داعی ہو نہ یہ کہ اُنکی برائیان بیان ہون کہ جس سے گمراہی پر لوگونکو جرءت ہو۔ (۵) ملائکہ کا مخلوق الٰہی ہونا اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کرنا (۶) اللہ اور اُسکے رسولون پر ایمان لانیوالونکی مدح (۷) منکرونکی برائی (۸) اللہ اور ملائکہ اور انبیاء پر اور روز حساب پر ایمان لانیکی تاکید (۹) یہ وعدہ کہ انجام کار ایمان والے ہی ایمانونپر غالب رہینگے (۱۰) قیامت اور جزار اعمال کا بیان (۱۱) جنت و دوزخ کا ذکر (۱۲) دنیا کی برائی اور اُسکی بے ثباتی (۱۳) عقبےٰ اور اُسکے ثبات کی مدح۔ (۱۴) اشیاء کی حلت وحرمت (۱۵) احکام تدبیر المنزل کا بیان (۱۶) احکام سیاست مدن کا بیان (۱۷) تہذیب الاخلاق کی تعلیم اور مکارم اخلاق کی خوبی (۱۸) محبت الٰہی اور اُسکے پاک لوگونکے ساتھ محبت کرنیکی ترغیب (۱۹) اُن امور کا بیان کہ جو خدا تک رسائی کا ذریعہ اور اُسکی خوشنودی کا باعث ہین (۲۰) فجار اور فساق کی صحبت سے حذر (۲۱) عبادت بدنیہ اور مالیہ مین خلوص نیت کی تاکید (۲۲) ریاکاری اور دکھلاوے کی عبادت کی مذمت۔ (۲۳) اخلاق ذمیمہ پر تہدید (۲۴) بری باتونکے ترک کرنیکی تاکید جیساکہ غضب اور تکبر اور بخل اور جبن اور ظلم وغیرہ (۲۵) احکام شرعیہ کا بیان (۲۶) ذکر الٰہی کیطرف ترغیب (۲۷) زمین وآسمان مین اپنے آثار قدرت وحیرت کا بیان (۲۸) عالم کبیر وعالم صغیر مین غور اور تامل کرنیکا حکم (۲۹) اگلے لوگونکے سچے سچے واقعات کہ جنکے سننے سے انسانکے دلپر خدا کے غضب سے ڈر اور رحمت کی امید پیدا ہو (۳۰) یہ بات کہ اس عالم کی جسقدر مخلوقات ہی سبکا وجود ظلی اُسکی طرف سے آیا ہی اور پھر اُسیکی طرف لوٹ جائیگا علاوہ انکے اور بھی بہت سے عمدہ عمدہ مضامین قرآن مین ہین کہ جنکے ذکر کی یہان گنجایش نہین اور اسی لیے قرآن کو دریاسے بیکنار کہا گیا ہی اور اسکے لیے ظہر اور بطن آیا ہی۔ اب منصف خود کہے کہ اسقدر مضامین کو جنکی خوبی اور ضروری ہونے مین کسی اہل عقل کو کلام نہین قرآن نے کس بلاغت وفصاحت سے ادا کیا (۱) تو وہ مفردات الفاظ اپنے کلام مین لایا کہ جو غرابت[1] اور تنافر[2] حروف اور مخالفت[3] قیاس سے بری ہین اور پھر مجموعۂ کلام کو ضعف[4] تالیف اور تنافر[5] کلمات اور تعقید[6] لفظی ومعنوی سے بچایا (۲) کلام کو مقتضاء حال کے مطابق کیا یعنی جہان تقدیم مسند الیہ کا موقع تھا وہان تقدیم کی جہان تاخیر کا

ل۱ بخلاف عہد عتیق کے کہ اُسمین انبیاء کا زنا کرنا وغیرہ باتین مذکور ہین ۱۲ منہ ل۲ اب مین ہادی عماد الدین وغیرہ متعصب لوگونکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ خدا سے ڈرکر کہو کہ اس تعلیم محمدی مین کونسی بات قابل اعتراض ہی پھر آپ صاحبون نے بندگان خدا کو گمراہ کرنیکے لیے ہدایت المسلمین اور تعلیم محمدی ومیزان الحق وغیرہ کتابون مین جزء کے جزء کیون سیاہ کیے ہین اور لوگونکو دھوکے کیون دیے ہین؟ کیا ان چپیری چلنی باتون سے تعلیم محمدی مین کچھ دھبہ لگ سکتا ہی نہین ہرگز نہین ہان اگر آپ کو اسوقت کے مسلمانونکے خلاف سنت رسم ورواج پر اعتراض ہو تو بجا ہی مگر اس سے آپ صاحب بھی بری نہین۔ اور اسیطرح مین عدم ضرورت کتاب کے مؤلف سے عرض کرتا ہون کہ ہادی صاحب کو قرآن اور بائبل کا موازنہ کرنا تھا تو ایک کلام مین ان مضامین قرآن کو لانا تھا اور دوسرے مین انکے مقابل بائبل سے مضامین لکھتے تب ضرورت قرآن آپکو معلوم ہوتی آپنے تورات وانجیل کا مقابلہ کیون نکیا یہود کے نزدیک انجیل کی کیا ضرورت ہی؟ ۱۲ منہ ل۳ اگر کوئی کہے کہ موافق بیان تفسیر لقان کے قرآن مجید مین علاوہ زبان حجاز عربی کے اور غیر زبانونکے بھی بہت سے الفاظ آگئے ہین پھر غرابت سے کیون کر قرآن بری ہو سکتا ہی؟ تو مین کہتا ہون کہ غیر زبانونکے الفاظ مستعمل ہونیکی دو صورت ہین اول یہ کہ وہ الفاظ اس زبان مین مستعمل ہون دوم یہ کہ مستعمل ہون اول صورت مین بیشک غرابت ہی اور دوسری مین غرابت نہین بلکہ عین فصاحت ہی مثلاً ہماری اردو زبان مین جو الفاظ انگریزی مثلاً لیب وپولیس وغیرہ مستعمل ہین اگر کوئی دہلی کا فصیح انکو اپنے کلام مین لاویگا تو ہرگز اُسکی فصاحت مین کچھ فرق نہ آئیگا بلکہ بڑا فصیح گنا جائیگا ہان اگر غیر مستعمل لفظ لاویگا تو اُسکے کلام مین نقص ہوگا پس قرآن مجید مین جسقدر الفاظ غیر زبانونکے وارد ہین وہ ان کو جو عرب کے تو ہر کنارہ اور

مقام تھا تاخیر کی تاکید جسقدر جہان مطلوب تھی وہان اُسیقدر تاکید کی جہان وصل کا موقع تھا وہان وصل کیا جہان فصل کا مقام تھا فصل کیا جہان نکرہ لانیکا موقع تھا نکرہ لایا اور جہان معرفہ لانیکی جگہہ تھی وہان معرفہ کا استعمال کیا اسناد حقیقی کے موقع پر اسناد حقیقی اور مجازی کے موقع پر مجازی قصر جس درجہ کی مطلوب تھی وہان اسی درجہ کی قصر انما وغیرہا اُدات قصر سے کی جہان مفعول ظاہر کرنے کا موقع تہا وہان مفعول ظاہر کیا اور جہان ترک کا موقع تھا ترک کرکے فعل کو عام یا لازمی کیسا بنا دیا جہان ایجاز مطلوب تھا ایجاز اور جہان اطناب مقصود تھا وہان اطناب اور مساوات کی جگہہ مساوات کی رعایت رکھی۔ اب مین ایجاز قصر کی ایک مثال پیش کرتا ہون۔ عرب مین قصاص کے بارہ مین یہ قول مشہور تھا القتل انفی للقتل اسکی جگہہ قرآن مین یہ نازل ہوا۔ فی القصاص حیوٰۃ اب دیکھیے یہ کلام پہلے کلام سے چند وجوہ بڑھکر ہے (۱) تو باوجود مقصود پورا ادا کرنے کے اسکے حرف کم ہین کیونکہ اسکے گیارہ حرف ہین اور اُسکے حروف ملفوظہ چودہ ہین (۲) اسمین مقصود اصلی (قصاص سے لوگونکی زندگی) کی تصریح ہے اسمین نہین (۳) حیوٰۃ کی تنوین مین تعظیم پائی جاتی ہے یعنی قصاص سے تمہارے لیے بڑی زندگانی حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب قصاص جاری ہوگا تو کوئی کسیکو نہ ماریگا ورنہ ایک شخص کو مثلاً کوئی مارتا اور اُسکے بدلے مین قاتل اور اُسکے مددگار قتل کیے جاتے اب ایک جماعت قتل سے بچگئی تو قصاص مین بڑی حیات حاصل ہوئی (۴) یا یہ تنوین نوعیت کا فائدہ دیتی ہے اور وہ یہ کہ قاتل کو قصاص مین مارے جانیسے بسبب باز رہنے کے اور مقتول کو قتل ہونیسے حاصل ہوئی (۵) یہ ہر موقع پر صادق آتا ہے کیونکہ کوئی ایسا قصاص نہین کہ جسمین حیات نہو بخلاف القتل الخ کے کیونکہ ہر قتل قتل کو نہین مٹاتا بلکہ جو قتل ناحق ہو وہ تو اور بھی قتل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶) حشن کے لیے پادریون مین بڑی قابلیت جتلائی ہے اور ہدایت المسلمین مین چند فصول رد قرآن مین لکھی ہین فصل اول جو صفحہ ۳۰۲ سے صفحہ ۳۱۲ تک ہے اسمین کسیقدر مٹے تک مختصر المعانی کی عبارت فصاحت و بلاغت مین لکھکر ترجمہ کیا ہے اور چند لغو باتین بھی کہی ہین (۱) صفحہ ۳۱۲ مین لکھا ہے قولہ بعضے صحیحی علمانے بھی مثل مزوار و معمر اور نطقام کے اُسکے اعلےٰ درجہ کی فصاحت کا انکار کیا ہے انتہےٰ۔ یہ بالکل جھوٹھ اگر سچے ہو تو ثابت کرو (۲) یہ کہ فصاحت و بلاغت کے قواعد از خود مسلمانون نے گھڑ لیے ہین قرآن کو اشعار عرب سے مقابلہ کرکے دکھاتے تو ہم جانتے۔ **اقول** یہ لغو گفتگو ہے اگر آپ کو ان اشعار کا علم نہو تو یہ تمہارا ہی قصور ہے خود اتقان مین ہے کہ عبداللہ بن عباس نے اُن محاورات کے ثبوت مین جاہلیت کے اشعار سند مین پڑھکر سنائے اور یہ قواعد تو ایسے ہین کہ جنکو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے اور ہر زبان مین جاری ہو سکتے ہین اور اکثر جاہلیت کے اشعار سے مستنبط ہین خود اہل صحافی نے ان اشعار کو لکھا ہے علاوہ اسکے اگر ان قواعد مین قصور ہو تو بیان کرو (۳) جہان اتقان مین علاوہ حجاز عرب کے اور زبانونکے الفاظ گنوائے ہین اور ان زبانونکی تفصیل لکھی ہے وہان نہ یہ کہا ہے کہ یہ لفظ غیر یا فوستہ الاستعمال ہین نہ انکو وحشی بتلایا ہے یہ فقط آپکی جہالت ہے اور نہ یہ کہا ہے کہ اور زبانین جٹا شاہی اور لغو اور بیہودہ ہین کیونکہ یہ بات کسی زبان کی نسبت نہین کہی جاتی۔ اب مین پادری صاحب سے پوچھتا ہون کہ آپنے جو صفحہ ۳۰۲ تا صفحہ ۳۱۲ تک تغیر اتقان سے ۱۸ لفظ غیر زبانونکے نقل کیے ہین اور پھر سخت زبان درازی کی ہے اور قرآن سے مقامات حریری کو بہتر نکلا ہے یہ تو فرمائیے کہ ان مین سے کونسا لفظ غریب ہے اور غریب کے معنی اہل صحافی نے لکھے ہین (وہی کون الکلمۃ وحشیۃ غیر ظاہرۃ المعنی ولا فوستہ الاستعمال) انمین سے کس پر صادق آتے ہین؟ جب آپ خود اقرار کر چکے ہین کہ مکہ مین میلہ ہوتا تھا ہر ملک کے لوگ آتے تھے یہ لغات سب نے انسے سیکھ لیے تھے الخ تو پھر یہ کہانسے آپنے ثابت کیا کہ یہ الفاظ خاص محمد صلعم نے سیکھے تھے؟ بلکہ آپکے اقرار کے بموجب تو انکو عام طور پر جانتے کیا بلکہ روزمرہ بولتے تھے پس جبکہ یہ مستعمل تھے تو گو اہل انکی اور زبانونسے ہوا کے استعمال سے کوئی نقص لازم نہین آتا کیا آج انگریزون کے میل جول سے دیلی و لکھنؤ کے فصحا صدہا الفاظ انگریزی جو کہ مستعمل ہین نہین بولتے؟ پھر کیا انکو گنوار اور جٹا شاہی بولی کہہ سکتے ہین؟ انصاف فرمائیے۔ اب جبتک آپ ان الفاظ پر غرابت مصطلحہ کے معنی صادق نہ کرین اعتراض نکرین گے مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے کبھی چند سبق مختصر المعانی کے پڑھے تھے کج طبعی آپ کی جبلی ہے اصل معنی غرابت کے نہ سمجھے غیر زبان کا ہونا خوب ہونا سمجھ بیٹھے اور ایک فصل کی فصل اس بارہ مین لکھدی تاکہ مشن مین تنخواہ کا اضافہ ہو جاوے مگر اہل علم مین اپنی قلعی کھلوائی مدارس کے طلبا بھی آپکی لیاقت پر ہنستے ہین۔ اب یہ جسطرح آپکی فصل کا جواب تحقیقی ہو چکا ہو آپکے ہمصفیر اسٹر انجمد وغیرہ نادانون کا جواب بھی ہو چکا۔ آپکو علم نہ تھا کاش عقل سلیم ہی ہوتی آپ یہ نہ سمجھے کہ اگر یہ الفاظ وحشی اور غیر یا فوستہ الاستعمال ہوتے تو حضرت محمد صلعم کہ جنکی عقل سلیم کے تو جمہور عیسائی بھی مقر ہین باوجود دعوی فصاحت کے کاہیکو قرآن مین داخل کرتے بھلا کوئی بھی عاقل ایسا کرتا ہے اور اگر یہ تھا تو آپ کیسے ہندی نژاد کو یہ نکتہ چینی ممکن ہوئی تو کیا قریش کو نہ ہوئی تو کہہ نہ سکتے کہ حضرت آپ کہانکے الفاظ بول رہے ہین ذرا دل مین شرمائو اور عذاب اُخروی سے ڈرو واللہ الہادی ۱۲ منہ

کی ترغیب دیتا ہو (۶) اسمین لفظ مکرر نہین (۷) اسمین مقدر کرنے محذوف کی ضرورت نہین (۸) صنعت مطابقت حاصل ہو کیونکہ قصاص اور حیوۃ مین تقابل ہو اور جمع متقابلین سے صنعت مذکورہ حاصل ہوتی ہو (۳) باوجود ان رعایتونکے کلام مین ظہور اور خفاء مراد کا لحاظ کیا پس کبھی تشبیہ دیکر بیان فرمایا اور تشبیہ مین جہت شبہ اور مشبہ بہ کی پوری رعایت رکھی جہان زیادہ مبالغہ تشبیہ مین مقصود ہوا وہان کاف وکان وغیرہا ادوات تشبیہ کو بالکل حذف کردیا۔ اور جہان استعارہ کا موقع دیکھا وہان استعارہ تخییلیہ یا مکنیہ یا تبعیہ کو جیسا جسکا موقع دیکھا مع قرائن حالیہ ومقالیہ کے ذکر فرمایا۔ اور جہان کنایہ مناسب جانا وہان کنایہ سے کام لیا اور اسیطرح تمثیل کے موقع پر تمثیل کو مع رعایت شرائط ذکر کیا۔

(۴) ان سبکی رعایت کے بعد پھر کلام مین ان وجوہ کی رعایت رکھی کہ جنسے کلام مین اور بھی حسن وخوبی پیدا ہوجاتی ہے اور یہ دو قسم ہین ایک معنویہ دوم لفظیہ وجوہ معنویہ یہ ہین سے (مطابقت) اور (مراعات النظیر) اور (تشابہ الاطراف) اور ارصاد اور مشاکلت اور ایہام اور استخدام اور لف ونشر اور جمع اور تفریق اور جمع مع التفریق اور جمع مع التقسیم اور حسن تعلیل وغیر ذلک کو ذکر کیا اور محسنات لفظیہ مین سے تجنیس اور رد العجز علی الصدر اور قلب کو کہ جو حروف کو الٹنے سے پھر وہی جملہ مرکب ہوجاوے جیسا کہ کل فی فلک اور سجع مکلف اور لزوم مالایلزم کو بھی اور وہ یہ ہو کہ حرف روی اور اسکے قائم مقام کے پہلے وہ لایا جاوے کہ جسکا لانا کچھ ضرور نتھا لیکن کلام کو رونق ہوجاتی ہو جیسا کہ اما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر اور سجع کو ملحوظ رکھا مگر قرآن مین اسکو فواصل کہتے ہین اور یہ نثر مین ایسی چیز ہے کہ جیسا نظم مین قافیہ ہوتا ہو (۵) ایک ایسی بات کی رعایت رکھی کہ جسکی رعایت کرنا شعراء کو محال کیا بلکہ محال سے بھی بڑھکر ہو بلکہ کوئی کیسا ہی بلیغ وفصیح کیون نہو وہ بھی اسکو نہین پورا کرسکتا چہ جائیکہ جناب رسول اللہ صلعم کہ جنہون نے ساری عمر کوئی شعر بھی نہین کہا نہ شعراء کی مجالس مین بیٹھے پس معلوم ہوا کہ یہ اوسی قادر مطلق کا کلام ہو اور اس بات کے بیان کرنیسے پہلے ہم ایک مقدمہ بیان کرتے ہین تاکہ یہ بات بخوبی سمجھ مین آجاوے مقدمہ کل آباد اور شایستہ ملکونکے رہنے والونکی ایک جبلی عادت ہو کہ انکو کلام مسجع اور مقفی مین خواہ وہ نظم ہو خواہ نثر ایک عجیب لذت اور سرور معلوم ہوتا ہو اور کلام موزون سے ایک کیفیت معلوم ہوتی ہو دیکھیے جب ایک کلام (کہ جسکے بعض اجزاء باہم موافق ہوتے ہین) مخاطب سنتا ہو کہ مقدر محفوظ ہوتا ہو اور جب دوسری بیت اسیطرح کی اسکے کانمین پڑتی ہو تو اور بھی لذت آتی ہو اور جب تیسری بیت سنتا ہو کہ جو دونو سے قافیہ مین شریک ہے اور بھی دل خوش ہوتا ہو (شاید یہ اور دونکو معرفۃ معلوم ہوتا ہو) پس اسقدر مین تو عرب وعجم وہند وانگریز سب شریک ہین مگر بحر کے توافق اجزاء اور قافیہ مین اختلاف ہو پس عربونے تو وہ قانون اختیار کیا کہ جسکو خلیل نے وضع کیا ہو کہ وہ متفعلن کیجگہ مفاعلن ومفتعلن قائم کرتے اور فاعلاتن اور فاعلتن کو ایک ہی قاعدہ پر سمجھتے ہین اور حشو مین بہت سے زحافات جائز رکھتے ہین بخلاف شعراء ایران کے کہ انکے نزدیک زحاف مکروہ ہو اور اسیطرح عرب کے نزدیک اگر ایک بیت مین قافیہ قبود ہو تو دوسری مین نہین رہسکتا اور اسیطرح ایک کلمہ کا ایک حرف ایک مصرع مین اور باقی دوسرے مصرع مین جائز رکھتے ہین وقس علی ہذا اور اہل ہند کے نزدیک اشعار مین حروف کا شمار برابر ہونا چاہیئے باقی حرکت وسکون کی موافقت کچھ ضروری نہین اسیطرح بعض لوگونکے نزدیک دونون مصرعونکے حروف مین برابری بھی کوئی شرط نہین جنسے انگریزی کے اشعار اور بدوئونکی تغزلات اور ہندوستان مین دیہاتیونکی نظم اور دھوبی سقون کے کھنڈسے ہونگے وہ اس بات سے بخوبی ماہر ہونگے۔ اور کلغی اور طرہ والونکی مرہٹی اور خیال

مقدمہ

(۱) اس کلام مین باوجود یکہ بسان طور پر اس بات کا ذکر ہے کہ ہر ایک قوم کا شعار اور اسکے اوزان جدا گانہ ہین ہوا تاہم کہ دھوبی سقونکے کھنڈ بھی ایک کلام موزون ہو کہ جسکو وہ شعر سمجھتے اور اس سے محظوظ ہوتے ہین اور اسلیے حکماء کے تعریف شعر کی حقیقت کی تعیین نہین ہوئی۔ اور یہ بات بدیہی ہو نہ اس سے یہ مقصود ہو کہ قرآن مین دھوبی سقونکے کھنڈ ہین یہ بات تو ہمارے سیطرح بھی سمجھی نہین جاتی) مگر امام باوری کے فہم سلیم پر آفرین ہو کہ اتنے ہی سمجھ لیا اور جواب سے عاجز ہوکر عام مسلمانونکو تفسیر ابن عربی سے بدا عتقاد کرنیکے لیے غل مچادیا کہ مفسر قرآن مین دھوبی سقونکے کھنڈ موجود ہونا بیان کرتا ہو لیکن اسکے

اسی قسم کے ہین الغرض ہر ایک قوم اور ہر ایک زمانہ مین ایک قاعدہ خاص ہی کہ جسکی رعایت رکھنے سے اُن لوگونکا کلام مین لذت حاصل ہوتی ہے جسطرح کہ راگ مین آواز موزون سے ہر ایک قوم لذت پانے پر متفق ہی باقی راگ اور راگنیون اور سر وغیرہ کے قاعدے ہر ایک قوم کے اپنے اپنے مذاق پر الگ الگ ہین حاصل کلام یہ کہ کلام کی موزونیت پر تمام متفق ہین اور اتفاق یا ایک تخمینی اور انتزاعی امر ہین ہی کہ جسسے بخوف مشخصات حاصل ہوتا ہی جس طرح کہ تمام آدمیونکی صورتین مختلف ہین اور نہایت فرق ہی مگر پھر سب ایک امر خاص مین شریک ہین کہ جسکو انسانیت کہنا چاہیے پس جب آپکو یہ معلوم ہوچکا تو اب ہم وہ بات بتلاتے ہین کہ جسکی خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مین رعایت رکھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کو یہ مقصود تھا کہ اپنے بندونسے اسطرح کلام کرے کہ جس سے انکو لذت آئے اور چونکہ یہ کتاب تمام جہان کے لیے بھیجی گئی ہے اور اولاً باندات عرب مخاطب بنائے گئے ہین اسلیے اُنکی زبان تو عربی رکھی مگر اسکی موزونیت مین تمام جہان کی طبایع کی رعایت رکھی یعنی اُس امر مطلق کی رعایت رکھی کہ جسمین مشترک ہی اور وہ قاعدہ جاری کیا کہ جو ہر زمانہ مین ہر قوم کے ذوق سلیم سے مناسبت رکھتا ہے اور وہ قاعدہ یہ ہی کہ یہ تمام بنی آدم کی جبلی عادت ہی کہ چند کلمات کے بعد دم ٹوٹ جاتا ہی گو مشقت سے دم کھینچ سکتا اور کم بھی کرسکتا ہی کیونکہ جب دم لیکر کوئی بات منہ سے بولتا ہے تو جسقدر دم کم ہوجاتا ہی اُسیقدر طبیعت پر اضمحلال پیدا ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ جب یہ دم تمام ہوجاتا ہی تو بالکل چپ ہوجاتا ہی پھر دوسرا دم لیکر بات کرتا ہی پس جہانتک کہ ایک سانس مین کلام کرتا ہی وہ ایک حد مبہم غیر معین ہی لیکن یہ مقدار کم سے کم دو کلمہ کی اور زیادہ سے زیادہ چار کلمہ کی گنجائش رکھتی ہی پس اس حد کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مین ایک وزن خاص معین فرمایا ہے جسطرح کہ شعرا اپنے اشعار کے لیے کوئی وزن اور بحر خاص معین کرتے ہین اور جسطرح اُس وزن مین اوتاد اور اسباب اور بعض ارکان کے تقدیم کی بعض پر گنجائش ہوتی ہے اسیطرح اس حد مبہم مین ہے اور اس حد مبہم کو آیت کہتے ہین پھر ان آیات کو تین قسم پر منقسم کیا ہے طویل جیسا کہ سورہ نسا مین ہین اور متوسط جیسا کہ سورہ اعراف اور انعام مین ہین اور قصیر جیسا کہ سورۂ شعرا اور دخان مین ہین اور پھر جسطرح کہ ہر شعر مین قافیہ اور ردی ہوتی ہی اسیطرح آیات مین جس کلمہ پر کہ دم ٹوٹتا ہی اُسکو بجاے ردی اور قافیہ کے مقرر کیا اور جسپر دم ٹوٹتا ہے وہ مدہ[۱] ہی کہ جسسے پہلے کوئی حرف قافیہ ضرور ہوتا ہی کہ جسکے بار بار آنیسے صاحب ذوق سلیم کو لذت اور کیفیت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ رحیم و کریم لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مین یہ وسعت رکھی کہ ایک آیت مین مدہ ہو تو اُسکے بعد دوسری آیت مین خاص اُسی مدہ کی اور اُسکے ماقبل کے حرف کی تخصیص نہین کی بلکہ دوسری آیت مین کوئی مدہ ہو خواہ الف ہو خواہ یا ر ہو یا واؤ ہو اور اُنکے پیشتر خواہ یا ر ہو خواہ لام اور اسیطرح اخیر کا کوئی حرف کیون نہو پس یَعْلَمُوْنَ ۵ اور مُؤْمِنِیْنَ ۵ اور مُسْتَقِیْمٍ ۵ موافق ہین اور اسیطرح مریج و تجدید و تبار و فواق و عجاب سب ایک ہی قاعدہ پر ہین۔ اور اسیطرح سب سے اخیر الف کا آنا بھی ایک لذت دیتا ہے گو حرف روی مختلف ہو جیسا کہ ایک جگہہ رحیما اور ایک جگہہ حدیثا ۵ اور ایک جگہہ نصیرا۔ اور اگر موافقت حرف روی کا بھی التزام ہوگا تو اور زیادہ لطف معلوم ہوگا جیسا کہ اوائل سورۂ مریم اور سورۂ فرقان مین واقع ہوا اور اسیطرح سب آیات کا ایک حرف مین شریک ہونا اور بھی لطف دیتا ہی جیسا کہ سورہ قتال مین سب کے اخیر مین اور سورۂ رحمن مین نون ہی۔ اور اسیطرح ایک جملہ کا اعادہ کرنا بعد ایک کلام کے عجب کیفیت بخشتا ہی جیسا کہ سورہ قمر اور سورہ الرحمن اور سورہ مرسلات مین واقع ہی کہ بار بار فبای الاء ربکما تکذبان

[۱] مدہ اصطلاح صرف مین اُن حروف علت یعنی واو۔ یا۔ الف کو کہتے ہین کہ جو ساکن ہون اور اُن سے پیشتر کے حرف ہر حرکت ہو وہ اُنکے موافق بھی ہو جیسا کہ غفور مین واو ساکن ہے پیش

وغیرہا آیات کا اعادہ کیا گیا ہے جیساکہ شعرا ہر چار مصرعونکے بعد ہر جگہہ ایک پانچوان مصرعہ لگایا کرتے ہین - اور کبھی ذہن سامع کو طرب و نشاط دینے کے لیے یہ بھی کیا ہے کہ فواصل کلام کو بدل دیا ہی مثل اذا وہذا اخیر سورہ مریم مین اور سلاما و کراما اخیر سورہ فرقان مین اور طین و ساجدین و ینظرون اخیر سورہ صاد مین وارد ہی باوجودیکہ ان سب کے اوائل مین اور فواصل ہین کمال التجنیس - اور ایک لطف اور کیا کہ آیت کا حرف اخیر اگر قافیہ ہونیکی صلاحیت رکھتا ہے تو خیر ورنہ اسکو دوسرے جملہ سے ملادیا کہ جسمین دعاء الہی کا ذکر ہی یا مخاطب کو تنبیہ ہی جیساکہ فرماتا ہی وہو العلیم الخبیر وکان اللہ علیما حکیما - وکان اللہ بما تعملون خبیرا العلکم تتقون ۵ اور کبھی ان مواضع مین کلام کو دراز کردیا مثل فاسئل بہ خبیرا - اور کبھی تقدیم اور کبھی تاخیر اور کبھی قلب اور کبھی زیادت کو تحسین کلام کے لیے عمل مین لایا الیاس کیجگہہ الیاسین اور طور سینا کیجگہ طور سینین کہا - اور کہین پہلے فقرہ سے دوسرا چھوٹا کردیا اور کہین تکسیر کیا جیساکہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ - اور کبھی ایک آیت مین چند فواصل جمع کیے جسطرح کہ بعض شعرا اپنے اشعار مین متعدد قوافی لاتے ہین جیساکہ اس بیت مین ۵ کالزہر فی ترف والبدر فی شرف ۵ والبحر فی کرم والدہر فی ہمم ۵ الغرض اسطرح کی وہ وہ رعایتین رکھین کہ جنکو ہر ایک قوم اور ہر زمانے کے لوگ اپنے اشعار مین مرعی رکھکر لذت اٹھاتے اور لطف پاتے ہین جو شخص فواصل قرآن اور ہر ملک کے اشعار کو جانتا ہی ہمارے کلام کی تصدیق کریگا مگر مین اس مختصر مین انکے بیان کرنیسے قاصر ہون ۵ والمان نکہۃ تنگ گل حسن تو بسیار ۵ گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد ۵ (۶) باوجود ان سب خوبیونکے اپنی عظمت اور جلال کبریائی کو مرعی رکھا سور قرآن کو شاہی فرمانونکی صورت مین نازل فرمایا اور ابتدا سے انتہا تک اسکو ملحوظ رکھا جسطرح سے کہ بادشاہ بعض فرمانونکی ابتداء مین حمد الہی ذکر کرتے ہین - اور بعض مین محض غرض اور مطلب ہی پر بس کرتے ہین اور بعض کو مرسل اور مرسل الیہ کے نام سے شروع کرتے ہین اور بعض بغیر عنوان ہی کے رقعہ ہوتے ہین اور بعض مطول اور بعض مختصر ہوتے ہین اور بعض کی ابتداء مین چند الفاظ مقررہ سے کسی غرض کیطرف اشارہ ہوتا ہی یا وہ حروف جملون سے اختصار کے طور پر لیے جاتے ہین جس طرح عنوان نامہ پر خلاصہ مطلب لکھدیتے ہین اسیطرح ان حروف سے اشارہ اس مطلوب کیطرف کردیتے ہین - اسیطرح خدا تعالی نے اپنی بعض سورتونکو حمد سے شروع کیا اور بعض کو تسبیح سے اور بعض کو غرض املاء سے جیساکہ فرمایا ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین وقال سورۃ انزلناہا وفرضناہا اور بعض مین اپنی طرف سے ہونا بتلادیا ہے جیساکہ فرمادیا تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم - اور بعض کو بغیر عنوان کے شروع فرمایا جیساکہ اذا جاءک المنافقون وقد سمع اللہ الایہ و یاایہا النبی لم تحرم - اور بعض کی ابتدا مین حروف مقطعات لایا الم - حم وغیرہا - (۷) وہ بات بھی ملحوظ رکھی کہ جو عرب اپنے قصائد مین رکھتے تھے وہ یہ کہ اپنے قصائد مین جب بلاغت و فصاحت کا زور دکھانا چاہتے تھے تو قصیدہ کے اول مین مواضع عجیبہ اور وقائع ہائلہ کا ذکر کرکے تشبیب سے شروع کرتے تھے خدا تعالی نے بھی بعض سورتونمین اسی طرز کو اختیار فرمایا جیساکہ فرمایا ہے والصافات صفا فالزاجرات زجرا الآیات والذریات ذروا فالحاملات وقرا ہ اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت - (۸) سب مین بڑھکر بلاغت کلام کیلیے یہ امر ضرور دیکھا جاتا ہی کہ اسکی ابتدا اور وسط اور اخیر کو کیا نسبت ہی ؟ اگر تینون موقعون پر کلام عالی اور مطلب خیز ہی تو ٹھیک ورنہ وہ کلام درجہ اعتبار سے ساقط ہوجاتا ہے آپنے بعض انجمنون اور کمیٹیونمین لوگونکو لکچر دیتے اور اسپیچ یا خطبہ پڑھتے سنا ہوگا بعض صاحبونکے کلام مین ابتدا مین بڑا زور ہوتا ہی وسط مین کلام نے لطف ہوتا ہی اور اخیر تو بالکل پھیکا اور نے نمک ہوتا ہی گویا کہ اسکو اول کلام سے کچھ ربط ہی نہین یہ ایسی بات ہی کہ جیسا کسی چیز کو بلند اٹھایا اور پھر دھم سے زمین پر دے مارا اور بعض صاحبونکے کلام مین اخیر پر زور ہوتا ہے اور بعض کسیقدر بیچ مین

گرم ہوتے ہین ورنہ یون ہی بیچ بیچ کرکے رہجاتے ہین اور بعض کلام تو محض خواب کا بذیان اور تقریر پریشان ہوتی ہی مگر قرآن مجید مین ان تینون موقعون پر کمال درجہ کی بلاغت ہی اور آخر سورہ مین وہ کلمات جامعہ ذکر فرمائے ہین جو احکام سابقہ اور کلام گذشتہ کے لیے ایک مہر کہین تو بجا ہی اور تنبیہ کہین تو روا ہی دیکھیے سورہ بقرہ مین بنی اسرائیل سے جب مخاصمہ شروع کیا تو یا بنی اسرائیل اذکروا الایہ کیا اور جب انکو الزام دیکر سخن تمام کیا تو اسکو پھر یاد دلایا اور سیطرح آل عمران مین یہود نصاریٰ سے جب گفتگو شروع کی تو ان الدین عند اللہ الاسلام کہدیا تاکہ محل نزاع قرار پاوے پھر اسکے بعد ادلہ قائم کرکے کس خوبی سے اس دعوی کو ثابت کردیا ولہ المثل الاعلی (۹) سب سے بڑکر یہ بات ہے کہ قرآن مجید مین استبا ہی اور سچائی کے ساتھ بلا مبالغہ شاعرانہ کلام ہی مگر بلاغت مین اعلیٰ مقام ہی ورنہ جو اسبا کا التزام کرتا ہی اسکا کلام بے نمک ہوجاتا ہی اسلیے حسان اور لبید کے وہ اشعار جو زمانہ جاہلیت کے مین نہایت بلیغ ہین اور اسلام کے ذرا پھیکے ہین (۱۰) شاعری جتلانے اور فصاحت و بلاغت کے گھوڑے دوڑانیکا میدان رزم و بزم مدح حسن و جمال وصف زلف و خال وغیرہ امور حسیہ ہوتے ہین اور حکیمانہ باتو نمین اگر قافیہ تنگ ہوجاتا ہی ذرا کسی بڑے شاعر سے دو چار جز مسائل میراث وفقہ مین تو لکھوا یئے پھر شاعری ملاحظہ فرمایئے مگر قرآن مین باوجود اس التزام کے پھر اعلےٰ درجہ کی بلاغت ہی (۱۱) جب کوئی فصیح و بلیغ ایک مضمون کو ایکبار کہہ کے پھر کہتا ہے تو وہ لطف نہین رہتا لیکن قرآن نے مکرر مضامین بیان فرمائے مگر ہر ایک جگہہ جدا لطف ہی (۱۲) ہر ایک فصیح و بلیغ ایک خاص امر مین مشہور ہوتا ہی کوئی رزم مین کوئی بزم مین مگر قرآن ہر بات مین یکسان بلاغت رکھتا ہے۔ اب کوئی شخص ان پڑھ ایسے ملک کا باشندہ اور ایسا جو کہ شعر و سخن سے آشنا بھی نہو ایسے مضامین کو ان امور کی رعایت کے ساتھ بیان کرکے تو دکھائے حق یہ ہی کہ عہد آدم سے لیکر اب تک (اور انشاء اللہ قیامت تک) کوئی فصیح و بلیغ حکیم و ذکی ایسی کتاب کا سوان حصہ بھی تصنیف نکرسکا اور نہ کریگا۔ آج فرانس اور جرمن بالخصوص شام مین عیسائی علماء عربیت مین بڑا ید طولی رکھتے ہین کسینے قرآن مین کوئی نقص نہ ثابت کیا بلکہ بالاتفاق سب نے اعلےٰ درجہ کی بلاغت کا اقرار کیا مگر صد افسوس کہ جن پادریون[1] اور کرسٹینو نکو اچھی طرح اردو زبان بھی

---

[1] عماد الدین کرسٹین نے ہدایت المسلمین کے صفحہ ۳۴۲ سے لیکر صفحہ ۳۵۱ تک ۳۰ مقام قرآن مجید کے ایسے بیان کیے ہین کہ جو انکے نزدیک غیر فصیح نو کیا بلکہ بالکل اغوا و غلط ہین اور ہر فقرہ پر کہتے گئے ہین واہ صاحب ہی فصاحت ہی واہ حضرت سبی برتے پر یہ سخت دعوی الخ اور در اصل یہ وہ مواضع ہین کہ جہان مفسرین یہ بات ظاہر کیا کرتے ہین کہ محاورہ یہ ہی کہ محاورہ چھوڑ دیجیے پس اسلیے بہت سے مواضع مین قرآن نے کہین حذف کو کہین اوصال کو کہین تقدیم کہین تاخیر وغیرہ امور کو جو فصحاء کے نزدیک پسند ہین اختیار فرمایا اس امر کی مثال اردو مین دیکھیے ولی کی زبان مین جو اردو کا سمجھ ہی بہت سی باتین بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہین لیکن محاورے کے مطابق ہین (۱) مے اتفاقی سیان کرتے ہین یون بولتے ہین اب خبر بھی نہو جیسے مگر دیجاتی اس فقرہ کو غلط کہیے گا اور یون اصلاح دیگا کہ خبر دار نہو یون (۲) مین بحر کون مرگیا۔ عماد الدین کیسے دہائی دینگے یہ غلط بلکہ یون کہنا چاہیے تھا کہ بحر کو کھا مرگیا (۳) استانی جی۔ عماد الدین اسکو بھی غلط کہیگا اور استانی جی صحیح بتلائیگا۔ الغرض اور سیطرح صدہا محاورات ہین جو بظاہر خلاف قاعدہ معلوم ہوتے ہین مگر اہل زبان بولتے ہین اور نہین مواضع مین اہل زبان اور غیر زبان مین فرق معلوم ہوتا ہی انہین محاورات کی رعایت سے ذوق اور مزا اور شعر مین استادگنے جاتے ہین۔ یہ بات ہر زبان مین ہی۔ پس عماد الدین نے تفسیر اتقان سے چند مواضع کو نقل کیا اور کچھ اپنا بنایا ہوا کلام کو کر فرمایا ان مواضع کا اجمالی جواب تو آپ مسن چکے تفصیلی مفسرین نے اپنی تفاسیر مین مع شواہد اشعار عرب ذکر کیا ہی شاف ہی کو ملاحظہ فرمایئے۔ مگر مین بادہی علی عربیت کو بطور نمونہ کے لوگونکے روبرو بیان کرتا ہون کہ جس سے یہ بات معلوم ہوجائے کہ عماد الدین کو صرف و نحو سے بھی شبہ نہین جیسا کہ فصاحت و بلاغت کے اسرار سمجھا تا۔ شاہد (اول) قولہ افقرہ اسی مین ہی لاجرم فی الثمین نحو اہم الاس امر بصدقہ یہ عبارت بھی قرآن مین غلط ہی کیونکہ نحو و فعل ہی اور من اسم ہی پس اسم کے استثناء و عرض کرا مر کے موافق فعل سے جائز نہین تھے۔ واہ بادہی کیا کہنے ہین نحو افعل اور من اسم کسنے کہا ہی اسی فیاقت پر یاد یونہین لال بجھکڑ بنے تھے۔ شاہد (دوم) قولہ فقہ فہمن قرآن مین غلط بولا گیا ہی کیونکہ لفظ شہر مذکر ہے اسکے لیے ضمیر مؤنث کی بولنا جائز نہین اشھلے فیہن کا مرجع شہر کو بنانا اور اشہر کو جو جمع ہی جمع مؤنث غیر عاقل کے لیے صحیح ہی اس امر کو عماد الدین کے نزدیک اشہر اور شہر دونون ایک ہین۔ شاہد (سوم) قولہ اہل بدہ القریہ غلط ہی بدا کی جگہہ تلک بولنا لازم تھا کیونکہ گاؤن دور تھا نہ قریب انتہے۔ معلوم ہوا کہ دور کے لیے تلک آتا ہی اور بدہ اور تلک مین بھی فرق ہی یہ محض جہالت ہی اسپیطرح کے اور بہوت سے اعتراضات ہین کہ ایک صفحہ دو ایک سطرون مین پہلے سے تین مین ان الخرافات۔ شاہد (چہارم) قولہ صفحہ ۳۴۴ ہی ہین ہو مین لم یطعم ہی الماء غلط بولا ہی یون بولنا چاہیے تھا ومن لم یشربہ کیونکہ پانی کو کھایا نہین بولا کرتے ہین پیا بولا کرتے ہین پیا لیا قت پر قرآن پر اعتراض کرنے بیٹھے تھے الطعم کے معنے چکھنا ہی نہ کھانا پس پانی کو چکھنا بھی بولتے ہین جہانتک بالکل مخالفت مقصود ہوتی ہی آپ طعم کے معنی کھانے کے سمجھ گئے اور طعم اور اکل مین کچھ تمیز نہ کی۔ شاہد (پنجم) قولہ صفحہ ۳۴۴ فقرہ اسی مین ہی وہ را بکم التی فی حجورکم نہماری وہ بیٹیان حرام ہین جو تمہارے گھر و نمین ہین الخ حجور جمع حجر کی ہی جسکے معنے گود اور پرورش مین عماد الدین نے حجر کے معنی گھر کے اپنے گھر سے نکالے اور اسپر اعتراض کیا واہ ری لیاقت عماد الدین اول

نہین آتی انہون نے منہ کھولکر قرآن پر اعتراض کیا اور مقامات حریری کو (کہ جسکا مصنف قرآن پر ایمان لاے ہوئے تھا) قرآن سے بہتر کہا مگر سچ ہی جسکو قوت شامہ نہو تو وہ اگر بدبو اور عطر کو یکسان کہے تو بعید نہین ولله در من قال ؎ چون نیست در شام عماد ہیچ امتیاز ۔ سرگین بامش و عنبر سارا برابر ست ۔ ف واضح ہو کہ متکلم کا مقصود اپنے کلام سے کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو صرف خبر دار کردے اور کبھی یہ کہ اُس مضمون کی تصویر اُسکے دل پر لکھدی پس خبر دینا تو ایکبار بیان کرنیسے بھی حاصل ہوجاتا ہے مگر دوسرا مطلب بغیر بار بار لانے کلام کے حاصل نہین ہوتا۔ اور اس مکرر لانیمین جسطرح ایک خوبی ہے اسیطرح ایک قباحت بھی ہو کہ مکرر چیز سے نفس کو نفرت ہوجاتی ہے ؎ مکرر گرچہ سحر آمیز باشد ۔ طبیعت را ملال انگیز باشد ۔ پس ضرور ہوا کہ اس مکرر لانیمین کوئی نیا لطف بھی ضرور ہو خواہ وہ عنوان کے تغیر سے حاصل ہو خواہ خوش آوازی یا کسی اور وجہ سے۔ اسی لیے راگ مین ایک کلمہ کو بار بار اعادہ کرنیسے مزہ آتا ہو کیونکہ خوش آوازی پر ہر بار نفس کو جدا تنبہ حاصل ہوتا ہے اور محبوب کا نام بار بار لینے سے دل کو حظ آتا ہو پس جب خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ بعض مطالب ضروریہ کی بندونکے دلونپر تصویر کھینچے تو مکرر لایا اور اس تکرار کے عیب کو لطف تغیر عنوان سے دفع کیا۔ اسلیے جن مضامین کو خدا تعالیٰ قرآن مین مکرر لایا ہو وہان طرز کلام کو اجمال یا تفصیل یا کسی اور خصوصیت سے اسطرح بدلا ہو کہ گویا وہ مضمون نیا معلوم ہوتا ہو پس کئی جگہ جب نفس مشتاق ہوکر سنے گا تو ان مضامین کی تصویر دل پر کھچ جائیگی۔ اور یہی حکمت ہو کہ قرآن کی تلاوت فرض کی گئی محض مطلب سمجھنے پر انحصار نکیا۔ اور اسی لطف عنوان اور فصاحت کلام کی وجہ سے قرآن کا دل پر منقش ہونا سہل ہوگیا اسی لیے ہر جگہ آپکو حفاظ قرآن دکھائی دیتے ہین بھلا کوئی اور کتاب تو اسطرح حفظ کرکے دکھادے؟ اور اسی مقصود کے لیے خدا نے علوم خمسہ قرآن کو بترتیب ابواب وفصول محصور نہین کیا واللہ اعلم (فصل ششم) لفظ تفسیر فسر سے مشتق ہو کہ جسکے معنے کشف مراد ہو یعنی اسطرح سے مراد متکلم کا ظاہر کرنا جسمین کوئی شک وشبہ باقی نرہے اسلیے تفسیر بالرائے حرام ہوئی۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم وفی روایہ برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار اخرجہ الترمذی وحسنہ بخلاف تاویل کے کیونکہ لفظ تاویل اول سے مشتق ہو کہ جسکی معنی رجوع ہین یعنی ایک کلام کو (کہ جسمین چند احتمال ہون) ایک احتمال خاص کیطرف قرائن سے رجوع کرنا پس اسجگہہ قرائن سے تشبیہ دینا کافی ہے نص شارع کی حاجت نہین اسلیے کلام مفسر کلام مؤول سے قوی الدلالۃ ہو لیکن ان لغوی معنی کے لحاظ سے تفسیر فقط جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار کے اقوال ہی مین منحصر ہوگی پس جو کچھ علوم خمسہ کی بابت کسی آیت مین انہون نے فرمایا ہو درحقیقت وہی تفسیر ہو مگر بعد صدر اول کے تابعین وتبع تابعین کے زمانہ سے لیکر یوماً فیوماً علوم لسان قرآن کیطرف بھی حاجت پڑتی گئی اور یہ مجموعہ ایک سے دوسرے تک نقل ہوتا چلا آیا اور یوماً فیوماً اسمین تحقیقات اور تدقیقات زائد ہوتی گئین پس ایک علم مدون ہوگیا کہ جسکو علماء نے کتابونمین لکھنا شروع کیا اور جسطرح کہ اور علوم کتب مین مدون کیے گئے یہ بھی کیا گیا۔ پس اب فن تفسیر وہ نرہا جو کہ خاص صحابہ کے عہد مین تھا اور جسمین بالرائے کلام کرنا حرام تھا بلکہ اب علم تفسیر دو جزء سے مرکب ہوا ایک جزء اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جزء حل لغات وبیان محاورات ودفع اشکالات وغیرہا علوم جزء اول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار سلف واحوال قدماء کی طرف مستند ہو جسکی شاخین معرفت ناسخ ومنسوخ۔ واسباب النزول ومقاصد آیات وشرح مجمل قرآنی ہے۔ اس فن کے ائمہ طبری وقتادہ وسدی وابو العالیہ وغیرہ مفسرین ہین ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے کہ جنکا انتقال تین سو دس ۳۱۰ ہجری مین ہوا ہی اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کردیا ہے اور اسیطرح حافظ ابو بکر عبد اللہ ابن ابی شیبہ وغیرہ محدثین نے اپنی

جو سلف کا ہی مگر اسوقت اسلام پر علوم جدیدہ سے وہ مصیبت برپا ہی جو بنی العباس کے عہد مین یونانی فلسفہ سے برپا تھی جسطرح اسوقت کے علماء نے اُنکے جواب دینے کے لیے علم کلام بنایا یا مینے بھی ان اعتراضات کے دفع کرنیکے لیے کلام جدید کی بنیاد ڈالی اور اسوقت کی مصیبت پہلے سے کہین زیادہ ہے کیونکہ پہلے تو علماء حجرون مین بیٹھکر خیالی دلائل بناکر ہی دفع کردیتے تھے اور اب تو مخالفین دوربینون وغیرہ آلات کے ذریعہ سے مشاہدہ کرادیتے ہین انتہے۔ یہ مضمون حضرت نے اخبار الاسلام اور علیگڈھ گزٹ مین چھپوایا ہے اور اسکے ہر فقرہ پر حضار مجلس نے بتقلید یورپ بڑی تالیان بجائی ہین خانصاحب سے کوئی پوچھے کہ دوربین وغیرہ آلات سے تو محسوسات نظر آیا کرتے ہین انسے غایۃ مافی الباب محسوسات کی غلطی ظاہر ہوجاتی ہے مگر فرمایئے وجود ملائکہ اور معجزات انبیاء وغیرہا امور کا رکہ جنکا آپنے ملحدونکا مقلد بنکر انکار کیا ہے) کونسی دوربین اور کس آلہ اور کونسے علوم جدیدہ سے بطلان ہوتا ہے؟ بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ اسلام نے کسی ایسی بات کا دعوی ہی نہین کیا کہ جسکو کوئی کسی آلہ یا کسی علم جدید یا کسی کمسٹری کے استحالہ وغیرہا سے باطل کردے مگر آپ اس بات کو کیا جانین؟ خیر عامیون مین آپ کلام جدید کے مدون تو کہلائے۔ آپسے تو پادریونکے بیہودہ اعتراضات بھی دفع نہوسکے آخر الامر پادری فنڈر کی بولی آپ بھی بولنے لگے ذرا میزان الحق کو ملاحظہ فرمالیجیے۔ **الغرض** اس قسم کی بے اعتدالیان مفسرون نے کی ہین خدا اُنکو معاف کرے **المختصر فن تفسیر** جب ان چیزون سے مرکب ہوا تو اسکی یون تعریف کرنی چاہیے کہ علم تفسیر وہ علم ہی کہ جسمین احوال قرآن من حیث القرآن بیان کیے جاتے ہین اور بقدر طاقت بشریہ الفاظ سے جو کچھ خدا پاک کی مراد ہے وہ ظاہر کیجاتی ہے **موضوع** اس فن کا **قرآن مجید** ہے اور **غرض** اس علم سے معانی اور مطالب قرآن کا جاننا ہی اور **مبادی** اُسکی یعنی اس علم مین کار آمد صرف ونحو۔ ولغت ومعانی۔ وبیان وفقہ۔ واصول۔ وحدیث وکلام وغیرہ علوم ہین پس جو شخص اس زمانہ مین ان علوم اسلامیہ سے محروم ہے خواہ کیسا ہی حکیم کیون نہو معرفت مطالب قرآن سے محروم ہی قرآن وہ کلام الہی ہے کہ جو بواسطہ جبرئیل جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور آنحضرت کے بعد مصحف ابوبکر مین جمع کیا گیا +

فصل ہفتم ۔ وہ امور کہ جنسے بحث کرنا مفسر کو ضرور ہے اور جنکے نہ جاننے سے مطالب فہمی قرآن مین قصور آتا ہی یہ ہین (۱) ناسخ ومنسوخ کا پہچاننا واضح ہو کہ نسخ کے معنی لغت مین کسی شے کا کسی شے کے ساتھ مٹانا ہے[1] پس صحابہ وتابعین وقدماء تو اس معنی لغوی کے لحاظ سے نسخ کا بہت سے معانی پر اطلاق کرتے تھے اول یہ کہ ایک آیت کا وصف دوسری آیت سے انتہاء عمل مین بدلجائے۔ دوم معنی متبادر چھوڑکر دوسری آیت سے معنی غیر متبادر مراد لیے جائین سوم کسی قید کو اتفاقی بیان کردیا جائے۔ چہارم عام کو خاص بنایا جاوے پنجم منصوص مین اور جسکو اسپر ظاہراً قیاس کیا گیا ہے کوئی فرق بیان کردیا جاوے ششم جاہلیت کی رسم کو مٹایا جاوے۔ ہفتم پہلی شریعت کو اُٹھا دیا جاوے۔ پس ان عام معانی کے لحاظ سے نسخ کا اطلاق بہت سی آیات پر ہوسکتا ہی اسلیے علماء نے پانسو آیات کو منسوخ شمار کیا ہی لیکن متاخرین نے جب نسخ کے معنی مین خوب غور کیا تو خاص اول معنی کو باقی رکھا پس اس اعتبار سے آیات منسوخہ بہت ہی کم ہین۔ محققین کے نزدیک کل پانچ آیت منسوخ ہین (اول) سورہ بقرہ مین یہ آیت کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْآيہ اس آیت مین وصیت فرض تھی جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم اُٹھ گیا اور آیت میراث جو اسکی ناسخ ہے یہ ہے يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیہ اور حدیث

[1] النسخ فی اللغۃ یجیء لابطال الشیء وقال القفال انہ للنقل والتحویل لنا انہ یقال نسخت الریح آثار القوم اذا عدمت ونسخت الشمس الظل اذا عدم ۱۲ تفسیر کبیر

قسم دوم فصل اول ناسخ ومنسوخ کی بحث

تعریف علم تفسیر

لاوصیۃ لوارث اسکی نہین ہے (دوم) یہ آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ الی قولہ مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ اس آیت مین ایک سال بھر کی عدت فرض تھی یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہوگئی اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا اس آیت مین حکم آگیا کہ جس عورت کا خاوند مرجاوے صرف چار مہینے دس دن تک عدت مین رہے (سوم) سورہ انفال مین یہ آیت اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیہ اس آیت مین اپنے سے دہ چند کفار کے ساتھ مقابلہ فرض تھا یہ حکم اسکے مابعد کی آیت سے منسوخ ہوگیا اور دو چند سے مقابلہ کرنا باقی رہگیا (چہارم) سورہ احزاب کی یہ آیت لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الایہ (کہ جس مین آنحضرت علیہ السلام کو سوائے موجودہ بیویونکے اور نکاح کرنا منع تھا) منسوخ ہوگئی اس سے پہلی آیت اسکی ناسخ ہے اور بعض کہتے ہین اس آیت سے اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ (پنجم) سورہ مجادلہ مین سے یہ آیت اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ الایہ منسوخ ہے اسکے بعد کی آیت سے اس آیت مین یہ حکم تھا کہ جب کوئی رسول سے سرگوشی کرے تو پہلے کچھ صدقہ دیوے پھر یہ حکم جاتا رہا۔ ان آیات کے علاوہ اور کوئی آیت منسوخ نہین بلکہ عام کی تخصیص وغیرہ قیودات کا فرق ہے کہ جسکو نسخ نہین کہہ سکتے۔ اس نسخ کے کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کو اول مین نہ معلوم ہوا بعد مین پھر سمجھا جیساکہ پادری الزام لگاتے ہین۔ یہ احکام جنکو ہم منسوخ کہہ آئے ہین موقت تھے یعنی انکا حکم ایکوقت تک تھا اور جب مصلحت مقتضی ہوئی تو یہ حکم دور کردیا اور کیون نہو احکام مصلحت پر مبنی ہین اور مصالح بدلتے رہتے ہین اور اگر پادری صاحب اب بھی نہ سمجھین گے اور پھر وہی سخن پروری کرینگے تو تورات و انجیل مین بہت سے احکام منسوخ ہین ہم انکا حوالہ دینگے **اول** بضرورت بہن بھائی کا نکاح عہد آدم مین درست تھا بلکہ سارا حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تھی جیساکہ تورات سفر تکوین کے باب ۲۰ مین مصرح ہے حالانکہ یہ حکم حضرت موسےٰ کے عہد مین منسوخ ہوگیا جیساکہ سفر احبار کے باب ۱۸ مین اس نکاح کا حرام اور بنسبت لذتا کے ہونا مذکور ہے **دوم**۔ نوح علیہ السلام اور انکی اولاد کے لیے تمام جانور جو زمین پر چلتے ہین حلال تھے جیساکہ سفر تکوین کے ۹ باب مین مذکور ہے پر حضرت موسیٰ کی شریعت مین بہت سے جانور حرام ہوگئے منجملہ انکے خنزیر ہے جیساکہ سفر احبار کے ۱۱ باب مین مذکور ہے۔ **سوم** حضرت یعقوب کے عہد مین دو بہنون سے ایک ساتھ نکاح کرنا درست تھا چنانچہ خود حضرت یعقوب کے نکاح مین دو بہن تھین ایک **لیا** دوسری راخیل جو دونون انکے ماموں کے بیٹیان تھین جیساکہ سفر تکوین کے ۲۹ باب مین مذکور ہے پھر یہ نکاح حضرت موسیٰ کی شریعت مین حرام ہوگیا جیساکہ سفر احبار کے ۱۸ باب مین مذکور ہے **چہارم** حضرت موسیٰ کی شریعت مین بہت سے جانور حرام تھے جیساکہ سفر احبار مین تصریح ہے ان سبکو پولوس نے یک لخت حلال کردیا جیساکہ اسکے اس خط کے پہلے باب مین تصریح ہے کہ جو اسنے طیطوس کو لکھا تھا (کہ پاکونکو سب چیزین پاک ہین) **پنجم** احکام اعیاد بالخصوص تعظیم سبت[1] واجب تھی اور اسکو ابدی کہا ہے اور نہایت تاکید فرمائی ہے کہ جو اس روز کام کرے قتل کیا جاوے چنانچہ سفر تکوین کے ۲ باب اور سفر خروج کے ۲۰ باب مین تصریح ہے اور بہت جگہ تورات مین مذکور ہے لیکن اس حکم مؤکد کو پولوس نے بالکل رد کردیا چنانچہ اسکے ان خطوط مین جو اسنے اہل رومیہ اور طیطوس کو لکھے ہین اسکی تصریح ہے اور سب عیسائی اسکے فتوی پر چلتے ہین **ششم** ختنہ کرنا حضرت ابراہیم کی اولاد مین ایک حکم ابدی تھا چنانچہ تورات سفر احبار کے ۱۲ باب مین اسکی تاکید ہے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ختنہ کیا گیا تھا جیساکہ انجیل لوقا کے ۲ باب مین مذکور ہے لیکن پولوس نے اس حکم کو نہایت سختی سے رد کیا چنانچہ اسکے اس خط مین جو اہل غلاطیہ کو لکھا ہے اسکے باب ۵ مین مذکور ہے **ہفتم** سب حواریون نے مشورہ کرکے

اول

دوم

سوم

چہارم

پنجم

ششم

ہفتم

[1] ہفتہ کے دن کی تعظیم جیساکہ اب تک یہود یون مین ہے ۱۲ منہ

توراۃ کے جمیع احکام کو منسوخ کردیا فقط چار حکمونکو باقی رکھا (۱) بیحرمتی (۲) قتل (۳) زنا (۴) چوری۔ چنانچہ اعمال حواریونکے ۱۵ باب مین مذکور ہے پھر چندروز کے بعد پولوس نے انمین سے فقط حرمت زنا کو باقی رکھا اور سبکو منسوخ کردیا جیساکہ گزرا پھر جب زنا پر بھی کوئی سزا معین نہ رکھی تو گویا اسکو بھی حلال کردیا۔ اب اس سے زیادہ کیا نسخ ہوگا؟ ہشتم انجیل متی ۱۰ باب مین ہے کہ حضرت عیسیٰ نے حواریونکو حکم دیا تھا کہ سامریونکی بستی مین نہ جانا اور یوحنا کے ۴ باب مین ہے کہ سامریونکی بستی مین گئے اور دو روز مہمان رہے نہم حضرت مسیح نے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو (لوقا ۹ باب) اور پھر حکم دیا کہ اسباب سفر ساتھ لو (لوقا ۲۲ باب) دہم تمام عہدنامہ موسوی کو کمزور اور بیفائدہ کہکے پولوس نے لغو کردیا کہ (پرانا حکم اسلیے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیونکا ۷ باب) یازدہم شریعت پر عمل کرنے والیکو پولوس ملعون کہتا ہے چنانچہ نامہ اہل غلاطیہ کے ۳ باب مین مذکور ہے بلکہ اسی مقام پر حضرت مسیح کو بھی اپنے بدلہ مین ملعون لکھا ہے العیاذ باللہ دوازدہم انکے پیرو مرشد لوقا تھکر کی یہ تعلیم ہے کہ خوب دلیری سے گناہ کرو اور ایکدن مین ہزار دفعہ حرامکاری اور خون کرو مگر ایمان رکھو تمھارے لیے ایسی نجات الیقینی ہے کہ جسطرح مسیح کے لیے (مرآت الصدق مصنفہ پادری بیڈلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۲۲) اب نسخ مین کونسی بحث باقی ہے تمسے زیادہ بھی کوئی نسخ کا قائل ہے اگر یہی تکمیل ہے تو پھر نسخ کیا چیز ہے؟ ف قال اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا الایہ اس آیت کے ظاہری معنی پر لحاظ کرکے اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ نسخ قرآن کی تین صورتین ہین اوّل یہ کہ حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہو جیسا کہ وہ پانچ آیتین کہ جنکا ہم ابھی ذکر کرآئے ہین دوم یہ کہ تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہو جیساکہ یہ آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم۔ ولو کان لابن آدم وادیان الایہ انکا حکم باقی ہے مگر آنحضرت علیہ السلام ہی نے انکو مجموعہ قرآن سے بحکم الٰہی جدا کردیا تھا سوم یہ کہ حکم اور قرارت دونون منسوخ ہون جیساکہ سورہ برارت کا ادائل کہ جسکو ننسہا کا مصداق کہنا چاہیے مگر یہ بھی حضرت ہی کے روبرو ہوا اس سے کسیطرح کی قرآن مین تحریف نہین ثابت ہوتی ہان اگر بعد مین آپکے یہ ہوتا تو تحریف و تبدیل کہہ سکتے تھے مگر بعض علماء جیساکہ ابومسلم ان سب سورتونکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مجید مین کسیطرح کا بھی نسخ نہین پایا جاتا نہ نسخ محض احکام کیونکہ جن آیات مذکورہ کے احکام کو تم منسوخ کہتے ہو وہ حقیقۃً منسوخ نہین کیونکہ وہ پانچون حکم مشروع اور جہت سے تھے اور اب اٹھ جوگئے تو اور جہت سے۔ نہ نسخ تلاوت کیونکہ جن آیات کو آپ منسوخ التلاوۃ کہتے ہین انکا جزو قرآن ہونا کسی وقت یقینی طور پر ثابت نہین ہوا بلکہ اصل حال یہ ہے کہ بعض صحابہ نے یہ کلمات اثناء تلاوت مین آنحضرتؐ سے سُنے تھے جنکو آپنے بطور تفسیر کے پڑھا تھا پھر جب خود انہین لوگون نے ان کلمات کو نہ حفاظ کی لوح حافظہ پر پایا نہ آنحضرت نے انکو کاتبین سے لکھوایا تو بقرینۂ آیت ما ننسخ[۵۱] انکو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے اور بعض روایات تو اس بارہ مین بالکل غلط اور بے اصل یا خبر احاد ہین۔ جب یہ دونون احتمال نہین تو مجموعہ مرکب ان سے کسیطرح بھی صحیح نہین ہوسکتا دوسری بحث اس مقام پر اور ہے وہ یہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا ہے یا نہین؟ جمہور کہتے ہین واقع ہوتا ہے اور اسکی دو قسمین ہین اول نسخ الکتاب بالسنۃ جیساکہ یہ آیت لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ الایہ حدیث عائشہ سے منسوخ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو خبر دی ہے

[۵۱] یعنی توریت کو ۱۲ منہ ۱۲ اس آیت مین من آیۃ سے آیت قرآنی ابومسلم کے نزدیک مراد نہین بلکہ آیات قدرت جس سے یہ مراد کہ ہم آیات قدرت مین سے اگر کسیکو مٹادین۔ یا بھلا دین تو اپنی نشانی دوسری اُس سے بہتر یا ویسی اور دکھاتے ہین پھر منکر کہانتک ہماری قدرت و کمال کا انکار کریگا اور دہریہ ہن ہر روز ہم ایسا ہی کرتے ہین ایک آیت یعنی نشان کے بعد دوسری دکھاتے ہین اور

کہ خدا نے انکو جسقدر عورتین چاہین[۵۱] مباح کردین۔ رواہ عبد الرزاق والنسائی واحمد والترمذی والحاکم اقول غیہ نظر کیسلیے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہو کما مر دوم[۵۲] نسخ السنۃ بالکتاب جیسا کہ بیت المقدس کیطرف نماز مین منہ کرنا سنت سے ثابت تھا اُسکو قرآن کی اس آیت نے منسوخ کردیا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور کعبہ کیطرف منہ کرنیکا حکم دیا اس امر مین بھی علماء کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی وغیرہ محققین اسکے بھی منکر ہین اور اسکو باعث طعن مخالفین سمجھتے ہین۔ مگر ہمارے نزدیک طعن کی کوئی بات نہین کس لیئے کہ نسخ ایک حکم مبہم المدت کی مدت کو بیان کردینا ہی یعنی خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو ایک حکم دیا اور اُسکی کوئی مدت بیان نہ کی پس ایک زمانہ تک اُسپر عمل ہوتا رہا پھر بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو بیان کردیا کہ اسکی یہانتک مدت تھی اسمین عقلاً و نقلاً کوئی قباحت نہین لازم آتی پس جسطرح تورات نے بعض احکام سابقہ کو بنظر مصلحت موقوف (منسوخ) کردیا اور حضرت مسیح نے اور انکے حواریون نے تو تمام شریعت موسویہ ہی کو (بقول عیسائیان) منسوخ کیا معطل کردیا اسیطرح قرآن مجید نے تورات وانجیل کے بعض احکام کو موقوف کردیا خواہ اس موقوف کرنیکو منسوخ کہو خواہ اسکا نام تکمیل رکھو خواہ اسکو تغیر وتبدیل کہو ہم اہل اسلام یہ نہین کہتے کہ قرآن نے تورات وانجیل کو بالکل رد کردیا اونکے تمام احکام مین تغیر کردیا بلکہ جسقدر تغیر مصلح کے لیے ضرور ہے اسیقدر تغیر کیا اور یون اُن کتابونکی مدح اور تصدیق کی گو وہ کتابین نزول قرآن کے وقت بجنسہ صفحہ عالم پر نہ تھین اب پادری فنڈر صاحب وصفدر علی وغیرہم نے جو کچھ زبان درازی کی ہو اہل انصاف کے نزدیک محض تعصب اور سخن پروری ہی ہو امر دوم۔ (شان نزول) اسمین متقدمین ومتاخرین کا اختلاف ہے صحابہ وتابعین سبب نزول کو عام معنی پر مستعمل کرتے تھے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ جن چند امور پر آیت صادق آتی ہو انمین سے بعض جو آنحضرت کے عہد مین یا بعد مین واقع ہوتے تھے اُسیکو سبب نزول کہدیتے تھے اور اس موقع پر جمیع قیود کا منطبق ہونا کچھ ضرور نہین بلکہ اصل حکم کا منطبق ہونا کافی ہے۔ اور کبھی ایک حادثہ جو آنحضرت کے عہد مین واقع ہوا اور آپنے اُسکا حکم اس آیت سے مستنبط کرکے وہان اس آیت کو پڑھدیا تو صحابہ اسکو بھی سبب نزول کہتے تھے گو اس حادثہ سے پیشتر یہ آیت نازل ہوچکی تھی اور کبھی اس صورت مین صحابہ یہ بھی کہتے تھے کہ اس حادثہ مین خدا نے یہ آیت نازل کی اور یہ اسلیے کہ ایسے امر مین آنحضرت کے دلمین اس آیت نازل شدہ کا القاء کرنا بھی ایک قسم کی وحی اور نزول ہے۔ اور ایسے مواقع پر کہہ سکتے ہین کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی اور کبھی محدثین اُس موقع کو (کہ جس مین صحابہ نے آیت کو مناظرہ مین سند پکڑا تھا یا انہون نے اسکو آیت کی مثال مین ذکر کیا تھا۔ یا آنحضرت نے وہان اپنے کلام شریف مین آیت کو بطور استشہاد پڑہا تھا) شان نزول کہتے ہین اور درحقیقت یہ سبب نزول نہین پس ان امور کا اعتماد کرنا مفسر کے لیے کچھ ضرور نہین بلکہ درحقیقت سبب نزول ہر آیت کا یا سورہ کا بندونکی حاجت اور ضرورت ہی کیونکہ مقصود اصلی نزول قرآن سے نفوس بشریہ کی تہذیب اور عقائد باطلہ کا بطلان اور اعمال فاسدہ کی نفی ہے پس لوگون مین عقائد باطلہ کا پایا جانا آیات محکمہ کے نزول کا سبب ہو اور اعمال فاسدہ کا پایا جانا اور باہم معاملات کا پیش آنا آیات احکام کے نزول کا سبب ہی۔ اور لوگونکا نڈر ہونا یا

شان نزول کی بحث

---

۵۱ بعض خفیہ کرشان آنحضرت صلعم کے لیئے نکاح کے محدود نہونے کو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث کو بہ پیرایہ خیر خواہی اسلام بلا قاعدہ محدثین جھوٹی بتاتے ہین اب ان ناواقفونسے کون کہے کہ حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام کے پاس کسقدر عورتین تھین ۹ حالانکہ وہ نبی اور انکی کتاب الہامی تسلیم کی جاتی اور شمون مین پڑہی جاتی ہے ۱۲ منہ

۵۲ یعنی امام شافعی کے نزدیک نہ کتاب کو سنت نسخ کرسکتی ہے نہ سنت کو کتاب بلکہ کتاب کی ناسخ کتاب اور سنت کی سنت ہوسکتی ہی من اصول فقہ مین اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ۔

یا اسکی رحمت سے نا امید ہونا آیات تذکیر بایام اللہ و آلاء اللہ کے نزول کا سبب ہی۔ وقس علی ہذا۔ پس وہ جو بعض مفسرین آیات کیلیے ہر جگہہ ایک قصہ طول طویل نقل کرکے اسکو شان نزول بتلاتے ہین محض تکلف فضول ہی بلکہ یہ طویل وعریض قصص انبیا جو مفسرین نے اپنی کتابون مین نقل کیے ہین بیشتر علما[۵] اہل کتاب سے منقول ہین اور صحابہ و تابعین بسا اوقات مذہب مشرکین و یہود اور اُنکے عقائد اور عادات کی وضاحت کے لیے قصص جزئیہ بھی نقل کرکے یہ کہتے تھے کہ اس امر مین یہ آیت نازل ہوئی اور غرض اُنکی یہ ہوتی تھی کہ ایسے موقع مین یہ آیت نازل ہوئی خواہ یہی قصہ ہو یا اسکے مشابہ کوئی اور ہو اور یہ قصہ محض اُس امر مجمل کی توضیح و تصویر کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہی سبب ہی کہ شان نزول مین صحابہ کے اقوال مختلف ہوتے ہین کہ کوئی اُس امر کلی کا مصداق کسی جزئی کو اور کوئی کسیکو توضیح کیلیے بیان کرتا ہے۔ اور اسیطرح سے قرآن مجید مین کبھی انسان کی نیکی اور بدی کی حالت نکلو اور اُسکے نیک و بد نتیجہ کو ذکر کیا جاتا ہی اور وہان کوئی شخص خاص مراد نہین ہوتا لیکن جو لوگ اس سر سے واقف نہین وہ خواہ مخواہ اسکے لیے ایک قصہ خاص بناتے اور شخص خاص کا حال ٹھہراتے ہین چنانچہ فرماتا ہی وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا الآیات کہ ہمنے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا اسکی ماں نے حمل مین اور جنتے وقت سختی اُٹھائی ہی اور اسی قسم سے یہ آیت ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا الایہ اور اسی قبیل سے یہ آیت ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً الایہ اور یہ آیت بھی اسی قسم سے ہی هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا الایہ بعض ناسمجھ نے اس آیت کو حضرت آدم علیہ السلام کی بابت قرار دیکر ایک جھوٹی حدیث عبد الحارث کی گھڑلی ہی۔ اور اسی قسم سے یہ آیت ہی قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ اور یہ آیت بھی وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ الایہ پس ان آیات مین ان جمیع خصوصیات کا ایک جگہہ متفق ہونا کچھ ضرور نہین جسطرح کہ اس آیت كَمَثَلِ جَنَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ مین یہ ضرور نہین کہ کوئی پیڑ ایسا دکھایا جاوے کہ جسکے سات خوشے ہون اور ہر خوشے مین سو دانے ہون بلکہ یہ ثواب اعمال کی زیادتی کے لیے ایک تمثیل یا تصویر کھینچی عام ہے کہ خارج مین ایسا کوئی پیڑ ہو یا نہو الحاصل سبب نزول مجملاً تو درحقیقت وہی ہی جو ہمنے بیان کیا اور تفصیلاً بعض حوادث ہین کہ جو آنحضرت کے روبرو پیش آتے تھے جیسا کہ منافقین کے اقوال و افعال ناشائستہ کا حضرت کے حضور مین واقع ہونا پھر قرآن مین اُنکا دفع کرنا یا غزوات احد اور احزاب و تبوک مین لوگون سے سستی یا چستی ظہور مین آنا اور اُسپر تنبیہ فرمانا یا مدح کرنا وغیر ذلک مفسر کو ان روایات کا اہتمام ضرور ہے اوّل یہ کہ جن آیات مین اس قسم کے واقعات کیطرف اشارہ ہی اور جو قصص کہ متفرق جگہہ مختلف عنوانات سے مذکور ہین اور وہان اُنکے معلوم کیے بغیر پورا مطلب قرآن کا سمجھ مین نہین آتا تو اُن حوادث اور قصص کو مختصر طور پر بروایت صحیحہ بیان کردے دوم جہان تخصیص عام وغیرہ تصرفات قصص مین ہین وہان اُنکی تشریح کردے تاکہ مطلب اچھی طرح سمجھ مین آوے اور آیات احکام مین احکام کو بوضاحت بیان کردے اور آیات تذکیر بالآء اللہ و وقائع حشر یہ مین اُنکی صورت بیان کردے ف بعض مفسرین آیات مین ربط دیتے اور سوال و جواب کے طور پر تقریر کیا کرتے ہین مگر ہر جگہہ اسکا التزام کرنا محض تکلف ہی کیونکہ قرآن

[۵] امام ہادی جو درپردہ اہل کتاب کی روایات اور اُنکی کتب محرفہ کو اصلی اور صحیح قرار دینے کا بیڑا اُٹھا کر مسلمانون مین پھر آملا ہی ان قصص واہیہ کو حدیث سے نامنقول کہنے پر چڑگیا اور

حسب حاجت ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوتا تھا جسطرح بادشاہ کے فرمان حسب حاجت وقتاً فوقتاً آوین اور انکو جمع کر لیا جاوے اسیطرح آیات قرآنیہ نازل ہوتی تھین اور آنحضرت اُنکو ایک ترتیب خاص پر جمع کرا دیتے تھے اب جسطرح سلسلہ داران فرمانو نکو ربط دینا الحاصل ہی اسیطرح اول سے آخر تک تمام آیات مین ربط بھی محض لئے فائدہ ہے ہان جسقدر آیات کہ ایکبار جس مطلب کے لیے نازل ہوئی ہین اُنمین ضرور ربط ہے اُس ربط کی تقریر کرنا کچھ مضائقہ نہین ف انبیاء بالخصوص جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نفس قدسی بمنزلہ آفتاب جہانتاب کے تھا اُنکے متبعین مین سے بعض لوگونکے دل نہایت صاف اور انمین فیض صحبت کی بڑی قابلیت پیدا ہو گئی تھی پس آئینہ کیطرح فیض نبوت اُنکے دلپر منعکس ہوتا تھا اسلیے بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ احکام وغیرہا اشیاء ضروریہ جو نبی کے دلپر منجانب اللہ فائض ہوتی تھین اُنکے دلپر بھی اُنکا انعکاس ہوتا تھا اسلیے حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ بعض اوقات وہ بات کہدیتے تھے کہ جسکا ملاء اعلےٰ سے نبی کے دلپر فائض ہونا مقدر تھا اور پھر نبی کی معرفت وہ باتین نازل ہوتی تھین دیکھیے اُستاد کے فیض صحبت سے شاگرد کامل پہلے کبھی وہ بات کہدیتا ہے کہ جسکو اُستاد کہیگا چنانچہ عورتونکے پردہ اور اساریٰ بدر اور مقام ابراہیم کو مصلے بنانیکی بابت حضرت عمرؓ کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی بعض متعصب جو اس سر سے محروم تھے اُنہون نے طعن کی راہ سے یہ کہدیا کہ محمد علیہ السلام لوگون سے اچھی باتین سیکھکر دعوی کر بیٹھتے تھے کہ مجھے وحی ہوتی ہے چنانچہ ہدایت المسلمین کے مصنف کرسٹین نے اس باب مین بہت ہی کچھ بیہودہ گوئی کی ہی (امر سویم) (توجیہ مشکل ہے) یعنی کبھی کلام مین اپنی نادانفیت سے بظاہر ایک شبہہ معلوم ہوتا ہی یا اسلیے کہ مدلول آیت مین استبعاد معلوم ہوتا ہے یا دو آیتو نمین باہم تناقض سا پایا جاتا ہی یا مصداق آیت کے تصور کرنیمین مبتدی کے ذہن پر اشکال ہوتا ہی یا کسی قید کا فائدہ مخفی ہے وغیر ذالک پس جب مفسر اس شبہہ کو حل کر دیتا ہی تو اسکو توجیہ مشکل کہتے ہین یہ بھی ایک بڑا فن ہی۔ اب مین چند مثالین دیتا ہون

۱ یَا اُخْتَ هَارُوْنَ الآیہ لوگون نے آنحضرت سے پوچھا کہ مریم ہارون کی بہن کیونکر ہو سکتی ہی کس لیے کہ حضرت موسیٰ و ہارون اور حضرت عیسےٰ اور اُنکی والدہ مریم کے زمانہ مین سیکڑون برس کا فاصلہ ہے پس آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ ہارون سے مراد ہارون موسیٰ کے بھائی نہین یہ اور ہارون ہین جو مریم کے بھائی تھے بنی اسرائیل مین بزرگونکے نام پر نام رکھا کرتے تھے (دوم) ابن عباس سے پوچھا کہ ایک جگہہ تو خدا فرماتا ہی لَا یَتَسَآءَلُوْنَ یعنے لوگ باہم سوال نکرینگے اور ایک جگہہ فرماتا ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے سوال کریگا۔ فرمایا نہ سوال کرنا حشر مین ہوگا اور سوال جو کرینگے تو جنت مین جاکر آرام پاکر (سویم) حضرت عائشہ سے کسیںنے پوچھا کہ جب صفا و مروہ مین سعی کرنا واجب ہی تو خدا نے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا اللایہ کیون فرمایا کسلیے کہ لاجناح کے معنی یہ ہین کہ طواف کرنیمین کچھ گناہ نہین جواب دیا کہ ایک قوم گناہ ہی سمجھتی تھی اس لیے لاجناح فرمایا۔ اس باب مین مفسر کو یہ لازم ہے کہ جو کچھ محققین سے منقول ہی اُسیکو ذکر کرے (امر چہارم) (شرح غریب ہے) یعنی قرآن مجید مین جو الفاظ ایسے ہین کہ جنکے معانی مین کسیوجہ سے خفاء ہو تو اُنکے (لغت عرب کا تتبع کر کے یا سیاق و سباق پر نظر کر کے یا اُس کلمہ کے اُس جملہ سے کہ جس مین

۱ بعض جاہل بادریونے قرآنمین عیب لگانیکو اس قسم کی چند باتین تفسیر اتقان سے نقل کر کے بڑی زیادتی کی ہے اور جزرہ سیاہ کر دیا ہے اور جزرہ کے جزیرہ نمان الحق مین یاد دہانی فرمائی نے اور ہدایت المسلمین مین اُنکے مرد عماد الدین نے اور اعجاز قرآن مین لالہ رام چندر نے بڑی قابلیت جتلائی ہی مین ان لوگونکی اس بابت حرکت پر نہایت افسوس کرتا ہون کیا ان صاحبونکو معلوم نہ تھا کہ ایسی امور باتین اہل اسلام کے علماء کیا بلکہ عوام مین بھی کچھ بھی وقعت نہین رکھتین ادنیٰ ادنیٰ طلباء بھی ان باتونسے بخوبی ماہر ہین مگر کیا کرتے اور کونسی صحبت ملا تو یہی سہی چلو کچھ تو لکھ تو دیکھیگا انہ

یہ واقع ہو مناسبت دیکھکر) معانی بیان کردے۔ اسمقام پر بھی اختلاف فہم کو بڑی گنجایش ہے کیونکہ زبان عرب مین ایک لفظ چند معانی کے لیے آتا ہے اور اسکے سیاق وسباق وغیرہ قرائن سے تتبع کرنے مین عقول متفاوت ہین اسلیے قدما کا باہم بعض الفاظ کے معانی مین اختلاف ہے۔ دیکھیے امام ابوحنیفہ رضؒ قروء کے معنی حیض اور امام شافعی رحمہ قرار دیتے ہین ایسے مقام پر دو باتون کا لحاظ رکھنا چاہیے (اول) استعمال عرب کو دیکھیے (دوم) وجوہ ترجیح مین سے قوی کو اختیار کرے۔ اس شرح غریب مین مفسرین کے مختلف حالات ہین بعض تو اصل معنی باعتبار وضع لغوی کے بیان کردیتے ہین اور بعض لغوی معنی پر بس نہین کرتے بلکہ صرف مراد معنی خواہ اصل معنی کو لازم مساوی ہون یا نہ موقع سے مناسبت دیکھکر بیان کردیتے ہین جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین ان الفاظ کی وہ شرح بیان کی ہے جو عبداللہ بن عباس سے بطریق ابن ابی طلحہ وضحاک منقول ہے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب فوز الکبیر مین ان سے بھی بہتر بیان کیا ہے کسیلیے کہ صحیح بخاری مین جسقدر شرح غریب وارد ہے اسکو بھی شامل کردیا ہے (امر پنجم) (حذف ہے) یعنی کلام مین سے برعایت محاورہ بعض اجزاء کلام یا ادوات کو حذف کردینا جس سے کسیقدر معنی مین خفاء ہوجاوے پس یہ بھی قرآن مجید مین بہت جگہہ پایا جاتا ہے مفسر کو ضرور ہے کہ امر محذوف کو ذکر کرکے کلام مین وضاحت کردے اس حذف کے چند اقسام ہین حذف موصوف حذف متعلق وغیرہ۔ اور یہ حذف کچھہ زبان عرب ہی پر منحصر نہین ہر زبان مین بلغاء کے کلام مین حذف ہوتا ہے اگر نہو تو گو مطلب کی عامی کے نزدیک کسیقدر وضاحت ہوجائیگی مگر کلام بے لطف ہوجائیگا۔ اب مین اس حذف کی چند مثالین دیتا ہون (ولکن البر من امن) یہان سے ایک لفظ برمحذوف ہے یعنی بر من امن۔ (واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ) یہان لفظ آیت محذوف ہے۔ کیونکہ ناقہ مبصرہ نہ تھی بلکہ آیت من فی السموات والارض یعنی من فی الارض لفظ من محذوف ہے کیونکہ ایک چیز آسمانون اور زمین مین نہین واسئل القریۃ اے اہل القریۃ لفظ اہل محذوف ہے اور سیطرح حروف بھی کلام عرب مین بہت محذوف ہوتے ہین جملہ نسیاً وصہراً یہان لام محذوف ہے عبارت یون ہے جعل لہ نسباً وصہراً واختار موسی قومہ یہان من محذوف ہے یعنی اختار موسی من قومہ ہم درجات لہم درجات لھم تفتؤا لے لا تفتؤ جسکے معنی ہمیشہ کے ہین اور سیطرح جملہ شرطیہ کا جواب اور ان کی خبر اور صدر جملہ اور ان سے کلمۂ باء ولام جارہ کا محذوف ہونا (بشرطیکہ حذف پر کوئی قرینہ ہو) کلام عرب اور قرآن مجید مین بہت ہے ولو ترٰی اذ الظالمون فی غمرات الموت اسکا جواب لرأیت امرا عظیما محذوف ہے۔ واضح ہو کہ اصل اذ قال ربک للملائکۃ۔ واذ قال موسی وغیرہ مین یہ ہے کہ اذ کسی فعل محذوف کا ظرف ہو لیکن قرآن مین اسکو مواضع ہولناک پر داخل کرکے انکو گنوایا ہے تاکہ مخاطب کے دلپر انکی صورت منقش ہوجاے اور خوف پیدا ہو پس ایسے مواضع مین عوامل محذوفہ کو تفتیش کرکے ذکر کرنا تکلف ہے کیونکہ نہ یہ خبر اعراب مین داخل ہین نہ جزء جملہ ہین بلکہ محض غرض مذکور کے لیے ذکر دیے گئے ہین اور بعض مفسر جہانکہا ذکر محذوف نکالا کرتے ہین

امر ششم ابدال ہے یعنی محاورہ کی رعایت یا کسی اور غرض خاص سے کہ جسکو اہل زبان جانتے ہین ایک کلمہ کی جگہہ دوسرا کلمہ ذکر کرنا یہ بہت بڑا فن ہے اسکی رعایت کرنا بڑے فصیح وبلیغ کا کام ہے مثلاً جو شخص اردو زبان مین بڑا ماہر ہو گاہ موقع اور غرض کی رعایت کرکے

امر پنجم بحث حذف

امر ششم بحث ابدال

لہ علاء الدین کرشین نے عجب غلطی کی ہے کہ اس قسم کے محذوفات کو ذکر کرکے قرآن پر اعتراض کیا ہے کہ یون چاہیئے تھا یہ غلط ہے۔ اور ہدایت المسلمین کی ایک فصل مین ان محذوفات کو مع ترجمہ ذکر کرتے چلے گئے ہین جس سے عوام کو یہ ثابت ہو کہ قرآن مین غلطیان ہین ان بیہودہ اعتراضات پر ہر عربی دان ہنستے ہین عیسائی عربی دان بھی بنظر حقارت دیکھتے ہین پھر ان کے ذکر کرنے سے سوا اسکے کہ پنجاب کے ناواقف پادری خوش ہون اور تنخواہ کا اضافہ کردین اور کوئی نتیجہ نہین۔ ان کے جواب مین کوئی کتاب ضخیم لکھنے تقبیح اوقات ہے ۱۲ منہ۔

کبھی کہیگا تناول فرمالو کبھی کہیگا نگل لو۔ تھوڑلو۔ اور کبھی مت بولو۔ اور کبھی مت کہو۔ ٹین ٹین نکرو۔ مت بھونکو۔ حالانکہ ٹین ٹین طوطا وغیرہ طائر کرتے ہین۔ اور بھونکنا کتے کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور اسیطرح مخاطب سے جہان موقع تعظیم ہوتا ہی بلفظ جمع کلام کرتے اور تو کی جگہہ تم کہتے ہین اور جو شخص زبان سے ماہر نہین وہ ان مقامات مین ٹھوکرین کھائیگا اور سنبھل سنبھل کر دس بیس ضروری باتین ہی کہہ سکیگا قرآن مجید مین اس باتکی رعایت کرکے کبھی ایک فعل کیجگہہ دوسرے فعل کو۔ اور مفرد کیجگہہ تثنیہ وجمع کو وبالعکس اور ایک حرف کیجگہہ دوسرے حرف کو اور اسم کیجگہہ دوسرے اسم کو اور مضمر کیجگہہ مظہر کو وبالعکس ذکر کیا ہی انکی بہت سی مثالین ہین مگر یہان قدر قلیل پر بس کرتا ہون اِنَّ هٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ الْهَتَكُمْ اصل کلام یون تھا یسبّ الہتکم یعنی بولا تو یون کہ یہ وہ شخص ہی جو تمہارے معبودونکا نام لیتا ہے مگر مقصود یہ تھا کہ جو تمہارے معبودونکو گالیان دیتا ہی پس تہذیباً گالیونکی جگہہ نام لینا بیان کیا جسطرح ہمارے عرف مین بولتے ہین خدا دشمنونکو بیمار نکرے یعنی انکو بیمار نکرے۔ بندگان عالی سے عرض کرتا ہون آپ سے مثالا لایصحبون اے مثالا لاینصرون۔ ینصرون کیجگہہ یصحبون کو ذکر کیا کیونکہ نصرت بغیر اجتماع اور صحبت کے نہین ہوتی ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے خفت ایک اسم کو دوسرے اسم کیجگہہ لانیکی یہ مثالین ہین فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ اعناق چونکہ موٴنث تھا اسکو خاضعۃ کہنا تھا مگر ایک غرض سے خاضعین کہا وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ موقع یہ تھا کہ حضرت مریم کو کانت من القانتات کہتے مگر جب انکو انکے محاسن سے مرد مین شمار کیا گیا تو یہ لفظ بولا گیا كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ الْمُرْسَلِيْنَ اصل یون تھا نوحاً لیکن جبکہ نوح کی تکذیب کی تو جمیع اصول متفقہ مین تمام انبیاء کی تکذیب کی اسلیے مفرد کیجگہہ جمع کا صیغہ آیا فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ اصل یون تھا کہ اذاقہا اللہ طعم الجوع کہ خدا نے انہین بھوک کا مزہ چکھایا مگر چونکہ یہ بات بتلانی تھی کہ بھوک کا لباس کی مانند وبلا ہونے اور مضمحل ہونے مین تمام بدن پر اثر ہے اسلیے طعم الجوع کیجگہہ لباس الجوع کہدیا صِبْغَةَ اللّٰهِ اصل دین اللہ مگر چونکہ نصاریٰ اپنی بپٹسمہ (غوطہ لگانے) کو باعث پاکی اور سبب رنگینی سمجھتے تھے اسلیے فرمایا کہ خدا کے دین سے دل رنگین ہوتا ہے اور اس غوطہ لگانیکا اثر تو بدن ہی پر ہوتا ہے اسلیے دین کیجگہہ صبغۃ آیا ایک حرف کیجگہہ دوسرے حرف لانیکی یہ مثالین ہین فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ اے علی الجبل۔ علی کیجگہہ لام کو ذکر کرو يَادُهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ اے الیہا۔ الی کیجگہہ لام کو ذکر کیا وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ اے علی جذوع النخل۔ علی کیجگہہ فی آیا وَفِي الْاَرْضِ اے علی الارض السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ اے منفطر فیہ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ اے عنہ اور کبھی ایک جملہ کی جگہہ دوسرا جملہ بھی لاتے ہین جبکہ اس سے پہلے کا مطلب بخوبی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ وَاِنْ يُّخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اصل یہ تھا لاباس بذلک لانہم اخوانکم۔ اور جسطرح کہ بلغاء کے کلام مین ابدال واقع ہوتا ہے اسیطرح تغیر بھی واقع ہوتا ہی کہ کلام کو ایک اسلوب سے دوسرے اسلوب کیطرف متغیر کردیتے ہین پس کبھی غائب کی ضمیر کیجگہہ متکلم کی وبالعکس اور مخاطب کی جگہہ متکلم کی وبالعکس ضمیر لاتے ہین اور اسکو صنعت التفات کہتے ہین۔ اس تغیر کلام کی بھی بہت سی صورتین ہین کہ جنکو فصیح وبلیغ ہر زبان مین ہمیشہ عمل مین لاتے ہین واضح ہو کہ جسطرح حذف وابدال وتغیر حسب موقع بلاغت کا جزء ہے اسیطرح بعض الفاظ زائد کا لانا بھی (کہ جس سے کلام مین حسن اور مطلب عمدہ طرح سے ثابت ہوتا ہے) بلاغت کا ایک جزء اعظم ہے۔ پس زبان عرب مین لفظ مثل اور کاف وغیرہ اس مراد کے لیے آتے ہین۔ بولتے ہین مثلک لایبخل یعنی آپ جیسا شخص بخل نہین کرتا۔ مراد یہ کہ آپ بخل نہین کرتے لیکن اسمین زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ جب ایک شخص کا مثل نہین بخل کرتا تو یہ بدرجۂ اولیٰ نہین کرتا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یہان کاف محض اس بلاغت کے لیے آیا ہی کہ جسکا بیان ہوا فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ

یہان اگر ما کو مصدر یہ نہ پڑھا جاوے تو لفظ مثل اسی مراد کے لیے آیا ہی۔ بعض کو ٹر مغز پادریونکو اُردو کے بھی محاورات معلوم نہین جو اُنکی زبان ہے قرآن کے محاورات جاننا تو کجا اُنہون نے اپنے قصور فہم سے ایسے مواضع مین قرآن مجید پر اعتراضات کرکے اپنی لیاقت پر دھبہ لگایا ہے

امر ہفتم علم محاورات ہی یہ سب سے مشکل فن ہی اپنی زبان کے محاورات پر بخوبی مطلع ہونا مشکل ہی چہ جائیکہ غیر زبان کے محاورات۔ دیکھیے اس ملک مین پادری لوگ اُردو دانی کا دعوی کیا کرتے ہین اور سالہاسال لوگون سے پڑھتے اور بازار مین جا کر بول چال سنتے ہین مگر پھر بھی وہ اُردو بولتے ہین کہ جسپر اہل زبان ہنس پڑتے ہین ایک پادری صاحب نے کہا دیکھو تمہاری چارپائی پر قفل بیٹھا ہے کہنا چاہیے تھا دھرا ہے ایک نے فرمایا (ہماری گائے کا بیٹا پیدا ہوا ہے) حالانکہ بیٹا انسان کی اولاد مین مستعمل ہوتا ہے اور یہ جاننا کہ حیوانات کے بچے نکے جدے جدے نام ہین اور ہر حیوان کی آواز کو جدے جدے لفظ سے تعبیر کرتے ہین مثلاً گھوڑے بچے کو بچھیرا گائے کے بچے کو بچھڑا کہتے ہین اور گھوڑا ہنہناتا اور ہاتھی چنگھاڑتا اور بکری ممیاتی ہی اور پھر ہر ایک کو اُسی لفظ سے ادا کرنا۔ اور محاورات مین جو مثالین اور کہاوتین کہی جاتی ہین اُنکو اُنکے موقع پر کہنا) مشکل بات ہی۔ عرب مین حجاز کی زبان اور اُسپر قریش کے زبان زد محاورات کہ جنکو قرآن نے ادا کیا ہے عرب کے نزدیک عجب لطف رکھتے تھے۔ حتے المقدور مفسر کو ان محاورات کا جاننا ازبس ضرور ہے۔ جو محاورات قرآن نہین جانتے وہ مطلب فہمی مین بڑی دقت اُٹھاتے ہین اب مین چند وہ مثالین بیان کرتا ہون کہ جو سمجھنے کے لیے کافی ہین مَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا کہ زمین پر کوئی ایسا چلنے والا جاندار نہین کہ جسکی پیشانی خدا نے نہ پکڑ رکھی ہو۔ بظاہر ناصیہ پکڑنا ہر دابہ کا سمجھ مین نہین آتا مگر جو یہ جانیگا کہ ناصیہ پکڑنا محاورہ عرب مین قبضہ[۱] کرنا ہی تو اُسکے نزدیک کچھ دقت نہین کیونکہ ہر دابہ خدا کے قبضہ قدرت مین ہے (قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ) جو محاورہ نہین جانتا وہ یون ترجمہ کریگا مارا گیا آدمی کس چیز نے اُسکو کافر کردیا مگر جو محاورہ وان قتل کو جملہ دعائیہ اور ما اکفرہ کو فعل تعجب جانتا ہوگا تو یون کہیگا مارا جائے آدمی کیا ہی ناشکرا ہی تبت یدا ابی لہب کے بھی یہی معنی سمجھنے چاہیین یعنی ابی لہب کے دونون ہاتھ ٹوٹ جائین جیساکہ اُردو مین کہتے ہین فلان کو خدا خارت کرے بڑا ہی قرآن کا دشمن ہی (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ) اس سے یہ مراد نہین کہ درحقیقت کیسکے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہین بلکہ آسمان و زمین کا رونا عرب مین محاورہ ہی افسوس و حسرت کے لیے یعنی کیسنے اُنکی بداطواری کی وجہ سے اُنکے مرجانے پر کچھ افسوس و رنج ظاہر نکیا فتامل۔ اور یہ بھی محاورہ ہی کہ خطاب کے صیغے لاے جاوین اور اُنسے کوئی شخص خاص مقصود نہو بلکہ عموم مراد ہو۔ اور یہ بھی کہ کبھی ایسے امر کو کہ جسکے دلائل متفکر کے نزدیک ظاہر ہوتے ہین بمنزلہ محسوس کے قرار دیکر لوگونکو مخاطب بنایا جاتا ہے (وَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا) اور اسیطرح کسی چیز آیندہ آنیوالیکو جو کہ قطعی ہونیوالی ہے ماضی کے صیغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ جنت و دوزخ کی جزا و سزا بیان کرنیمین یہی رعایت رکھی۔ اور کبھی کنایہ کے طور پر معنی مراد کو صورت محسوس مین لاتے ہین (وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ) شیطان کو چور و نکے سردار کے ساتھ تشبیہ دیکر سوار و پیدل کا دوڑانا بیان کیا (وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ) سچ مچ کی دیوار کفار کے آگے پیچھے کھڑی نہ کردی تھی نہ کوئی لوہے کا طوق اُنکی گردن مین ڈالا تھا بلکہ اُنکی ظلمت کفر و اعراض کو دیوار و طوق سے تشبیہ دی ہے (وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ) یہ مراد نہین کہ اُنکے دل

[۱] بالخصوص جہاد الدین نے ہدایت المسلمین مین تو بہت کچھ زہر اُگلا ہی اور عرش مین اکرالاد ھند کو اس کی ہی ۱۲ منہ [۲] گھوڑی کی پیشانی کے بال جب سوار پکڑتا ہی تو اُسکے قبضہ مین آجاتا ہی یہانتک

گلو نہین آگئے تھے بلکہ شدت خوف مین عرب کا محاورہ یہ ہے جسطرح ہماری زبان مین کہتے ہین کہ ناک مین دم آگیا (وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ) یہان یہ مراد نہین کہ بازو یا ہاتھ سمیٹ کر بیٹھ بلکہ یہ محاورہ ہے اس معنی مین کہ خاطر جمع رکھ اور کبھی مخاطب کے اوعاء کو چھوڑ کر اصل مقصود مین کلام کیا کرتے ہین جسکو الکلام علے مجارات الخصم کہتے ہین جیساکہ لوکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا جن غلط معبودونکو وہ آلہہ کہتے تھے اُنکو اُنکے ادعا پر اسی لفظ سے تعبیر کرکے اُنکی الوہیت باطل کی ہماری زبان مین جیساکوئی سیادت کا ادعا کرے اور مخاطب اُسکو بلفظ سید خطاب کرے اس سے یہ مقصود نہین کہ اُسنے اسکی سیادت تسلیم کرلی۔ اور کبھی کسی جملہ خبریہ کو نہ اخبار کی غرض سے بلکہ تمسخر کی راہ سے تکذیب کے لیے بیان کیا کرتے ہین انک لانت العلیم الرشید وذق انک عزیز کریم جیسا ہماری زبان مین کہتے ہین آپ بڑے اچھے آدمی ہین یا آپ مرشد ہین یعنی بڑے اور چالاک ہین یا کہتے ہین بہت خوب یعنی ہرگز نہین جو لوگ ان محاورات سے واقف نہین وہ اپنی نادانی سے قرآن کے ان مزیدار فقرون پر اعتراض کرتے ہین ف قرآن مجید مین گرچہ مخاطب بالذات وہی لوگ ہین کہ جو اُسوقت موجود تھے مگر علم الہی مین جو چیز آیندہ آنیوالی ہے وہ بھی موجود ہے اسلیے اور آیندہ آنیوالی نسلین قیامت تک مخاطب ہین۔ اور گو اکثر مقام پر مذکر کے صیغے لیے گئے ہین مگر عورتین بھی مراد ہین۔ اور اسیطرح گو کسی آیت کا شان نزول کوئی خاص حادثہ ہی کیون نہو اور خواہ کسی خاص شخص کے بارہ مین نازل ہوئی ہو لیکن جب تک قرائن تخصیص کے نہ پائے جائینگے اعتبار عموم الفاظ کا ہوگا خصوصیت مورد کو نہ دیکھا جائیگا پس احکام الہی مین عرب و عجم امیر و فقیر غلام و آقا سب برابر ہین (امر ہشتم) محکم و متشابہ کا جاننا قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ الآیۃ واضح ہو کہ محکم اور متشابہ کے معنی مین علماء کے مختلف اقوال ہین۔ بعضے کہتے ہین محکم وہ کلام ہے کہ جسکی مراد معلوم ہو خواہ بالظہور خواہ بالتاویل۔ اور متشابہ وہ ہے کہ جسکو خاص خدا ہی جانتا ہے جیساکہ خروج دجال و قیامت۔ بعض نے کہا کہ محکم وہ ہے کہ جسکے معنی واضح ہون اور متشابہ اسکے برعکس ہے کیونکہ جو کلام بامعنی ہے یا تو دوسرے معنی کا احتمال رکھتا ہے یا نہین۔ جو دوسرے معنے کا احتمال نہین رکھتا وہ نص ہے اور جو رکھتا ہے تو اُسکے دوسرے معنی پر دلالت زیادہ ہوگی یا نہین اول وہ ظاہر ہے ان دونو نکو محکم کہتے ہین دوسرا دو حال سے خالی نہین یا تو دونون معنی برابر سمجھے جاتے ہین یا نہین اول مجمل اور ثانی ماوّل ہے ان دونو نکو متشابہ کہتے ہین۔ پس نص اور ظاہر تو دونون محکم کی قسم ہین اور مجمل اور ماوّل متشابہ کی یہ تقسیم ان علماء کے نزدیک ہے جو ما یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف لازم نہین سمجھتے اور الراسخون فی العلم کو بھی اسمین شریک جانتے ہین جیساکہ اکثر متاخرین کی یہی رائے ہے اور جنکے نزدیک الا اللہ پر وقف لازم ہے تو اُنکے نزدیک خدا کے سوائے متشابہ کے معنی کوئی نہین جانتا اور پھر اُسکے قرآن مین نازل کرنیسے صرف علماء کا امتحان مقصود ہے کہ ان امور پر محض خدا کے فرمانیسے ایمان بھی لاتے ہین یا نہین ہے پس اُنکے نزدیک کل کلام الہی کی بلکہ ہر ایک کلام کی یون تقسیم ہوگی۔ جو کلام کہ ظاہر المراد ہے اُسکے معنے مین تاویل کی گنجایش ہے یا نہین پس اگر ہے۔ اب ظہور مراد اگر محض الفاظ سے ہے تو اسکو ظاہر کہتے ہین اور جو اُسکے ساتھ اسکا سیاق بھی اسی مراد کے لیے ہے اور اسمین اسوجہ سے اور بھی ظہور ہوگیا ہے تو اسکو نص کہتے ہین۔ اور کبھی عموماً ہر آیت و حدیث کو بھی نص کہا کرتے ہین فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ یہ آیت اباحت نکاح کے لیے تو ظاہر ہے اور عدد بیان کرنے مین نص ہے کیونکہ اسی لیے یہ کلام چلایا گیا ہے اور جسمین تاویل کی گنجائش

امر ہشتم محکم و متشابہ کا جاننا

ف چنانچہ عماد الدین وغیرہ ناسمجھ لوگون نے اپنا وقت اسمین ضائع کیا ہے ۱۲ منہ

نہین وہ بھی دو حال سے خالی نہین یا تو نسخ کا احتمال ہے یا نہین اگر ہے تو اُسکو مفسّر کہتے ہین اور نہین تو محکم پیغمبر علیہ السلام کے بعد جمیع آیات احکام۔ اور کل قصص اور آیات متعلقہ توحید وغیرہ سب محکم ہین۔ ان چارون اقسام کے مقابلہ مین چار اور قسم ہین جسطرح انمین درجہ بدرجہ ظہور مراد کو ترقی تھی انمین درجہ بدرجہ مراد مین خفا اور پوشیدگی کو ترقی ہی کیونکہ جس کلام کے معنی مین پوشیدگی ہے یا تو وہ کسی ایسے عارض سے ہی کہ جو لفظ کے علاوہ ہی یا محض الفاظ ہی مین خفا ہے اول کو خفی کہتے ہین اور دوسرا کہ جسکے الفاظ مین اشکال ہے یا تو ایسا اشکال ہے کہ تامل کرنے اور قرائن مین غور کرنے سے دور ہو سکتا ہے یا نہین اول کو مشکل کہتے ہین اور دوسرا کہ جسکا اشکال قرائن مین غور کرنے سے دور نہین ہوتا دو حال سے خالی نہین یا تو اسکے اشکال دور کرنے مین متکلم کی جانب سے انکشاف کی امید ہی یا نہین اگر ہے تو اُسکو مجمل کہتے ہین اور نہین تو اُسکو متشابہ کہتے ہین جیسا کہ الرحمن علی العرش استوی و وجہ اللہ و ید و غیر ذلک من الصفات المتشابہات اور جیسا کہ اوائل سورون مین الم حم وغیرہا حروف مقطعات ہین یہان آپکو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ظاہر کے مقابلہ مین خفی اور نص کے مقابلہ مین مشکل اور مفسر کے مجمل اور محکم کے متشابہ ہی پس جسطرح محکم مین نہایت درجہ کا ظہور ہے متشابہ مین نہایت درجہ کا خفا ہی اور یہ بھی کہ اول فریق کی تقسیم کے موافق مجمل اور ماوّل ہی کو متشابہ کہتے ہین پس انکے نزدیک اور بھی آیات متشابہ کہلاوینگی۔ آپ یہ بات بھی خیال مین رکھین کہ یہ جو محکم اور متشابہ باہم مخالف ہین یہانتک کہ جو آیت محکم ہے اُسکو متشابہ نہین کہہ سکتے اور جو متشابہ ہی اُسپر محکم کا اطلاق نہین ہو سکتا یہ سب اُس تقدیر پر ہی کہ محکم اور متشابہ سے ظہور و خفا مراد لیا جاوے ورنہ جب حکم محکم ہونیسے مراد مضبوطی اور نقصان و اختلاف قبول نکرنا مراد لیا جاویگا تو تمام آیات قرآنیہ کو محکم کہا جاویگا کما قال تعالیٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ اور اسیطرح جب متشابہ کے معنی صدق اور اعجاز مین ایک دوسرے کا شبیہ ہونا قرار دیا جاویگا تو تمام آیات کو متشابہ کہینگے کقولہ تعالیٰ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ اسیطرح اُن طرق کا (کہ جنسے مطلب پر استدلال کیا جاتا ہی) جاننا ضرور ہے انکے جانے بغیر مطالب قرآن پر مطلع ہونا دشوار ہے۔ اور وہ طریقے چار ہین کیونکہ یا استدلال الفاظ سے ہی یا معنی سے پہلی صورت مین وہ کلام اگر خاص اسی مطلب کے لیے بولا گیا ہی تو اُسکو عبارۃ النص کہتے ہین ورنہ اشارۃ النص دوسری صورت مین اگر وہ مطلب ایسا ہے سمجھا جاتا ہے کہ شرعًا یا عرفًا یا عقلًا لفظی معنی اُنپر موقوف ہین تو اُسکو اقتضاء النص کہتے ہین اور اگر اسطرح سے نہین بلکہ زیادہ ہونیکی وجہ سے سمجھ مین آتا ہے تو اُسکو دلالۃ النص کہتے ہین۔ یہ چارون طریق تو سب کے نزدیک مقبول ہین انکے علاوہ بعض محققین کے نزدیک اور طریقون سے بھی مطلب سمجھا جاتا ہی اور وہ یہ ہین مفہوم الشرط۔ مفہوم الصفۃ وغیرہا کہ جنکو مفہوم مخالف کہتے ہین۔ اور اسیطرح عام و خاص و مشترک و ماوّل۔ اور حقیقت و مجاز و صریح و کنایہ کا جاننا بھی بالخصوص اُس شخص کے لیے کہ جو احکام قرآن پر مطلع ہونا اور انسے احکام کا استنباط کرنا چاہے ضرور ہی (امر نہم) اختلاف قرارت واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کی ایک جماعت کثیر نے یہ نقل کیا ہے انّ القرآن انزل علی سبعۃ احرُفٍ کلہا شافٍ کافٍ یعنی قرآن سات حرف پر نازل ہوا ہے ہر ایک کافی شافی ہے۔ اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہین۔ مگر حرف کے معنی مین علماء کا بہت کچھ اختلاف ہی کسی نے کچھ کہا اور کسینے کچھ چنانچہ تفسیر اتقان مین چالیس قول نقل کیے ہین مگر ان اقوال مین ایسے بھی اکثر قول ہین کہ جنکی نسبت کسیکو اختلاف نہین اسلیے انکو چالیس کہنا میرے نزدیک صحیح نہین خیر اسکو جانے دو مگر اسمین کچھ شک نہین کہ جو باہم مخالف اقوال ہین وہ سبکے سب صحیح نہین

امر نہم اختلاف قرارت کے بیان مین

مینے جہانتک علماء محققین کے اقوال اور احادیث صحیحہ مین نظر کی اور مختلف عنوانون مین اس حدیث کے مطلب پر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ سات حرف سے قبائل عرب یا خاص قبائل قریش کے وہ مختلف محاورات مراد ہین کہ جنسے مطلب مین کچھ تغیر نہ آئے اور ہر ایک کو ادا کرنے مین آسانی ہو جاے چنانچہ آنحضرت صلعم کی استدعا کے موافق اس امر کی خدا نے اجازت دی تھی (جسطرح ہندوستان مین کیا اور کاکا اور کے۔ اور کی یورپ اور پنجاب اور وسط ہند مین بولا جاتا ہی اور کوئی مصنف سہولت کیلئے اپنی کتاب مین اس لفظ کو ہر طرحسے ادا کرنیکی اجازت دیدے) مگر آنحضرت لوگونکو قرآن اسی طرز پر یاد کراتے اور کاتبونسے اسی طریق پر لکھواتے تھے جو خاص آپکی زبان تھی پس جب حضرت ابوبکر کے عہد مین قرآن جمع کیا گیا تو خاص اسی طرز پر جمع کیا گیا اور باقی وجوہ کہ جنکی ایک عارضی طور سے اجازت تھی رفع اختلاف کے لیے کتابت مین نہ آئین اسوقت وہ سبعہ احرف باقی نرہے گو اپنے طور پر کوئی پڑہا کرے مگر اس مصحف مین درج نکیے گئے۔ پھر جب حضرت عثمان کے عہد مین اس نسخہ سے پانچ یا سات نسخے انہین کے حافظون اور زبان دانونکے اہتمام سے نقل کرا کے اطراف وجوانب مین بھیجے انمین بھی وہ احرف چھوڑ دیے گئے کیونکہ یہ نسخے تو خاص اسی نسخے سے نقل ہوئے تھے جو خاص آنحضرت کی زبان کے موافق لکھا گیا تھا مگر وہ سب نسخے خط کوفی مین تھے کہ جسکی رسم خط مین حروف مین تشابہ واقع ہوتا ہی جسمین لعلمون کی جگہ تعلمون اور تعلم کیجگہ نعلم پڑہا جا سکتا ہی۔ مگر یہ اختلاف حفاظ کو ہرگز پیش نہ آتے تھے کیونکہ وہ لوگ حرف بحرف اسیطرح یاد رکھتے تھے جو آنحضرت علیہ السلام نے بتلایا تھا بلکہ اُن لوگونکو کہ جو صرف لکھے ہوئے پر دار مدار رکھتے تھے صحابہ مین بڑے بڑے حافظ اور قاری کہ جو عامیونکے اختلاف کو درست کرتے تھے اور جنکی طرف ہر مشکل مین لوگ رجوع کر کے حل کرتے تھے یہ لوگ تھے عثمانؓ۔ علیؓ۔ ابیؓ۔ زیدؓ بن ثابتؓ۔ ابن مسعودؓ ابو درداء۔ ابو موسیٰ اشعری کذا قال الذہبی فی طبقات القراء۔ پھر مکہ اور مدینہ اور بصرہ اور کوفہ اور شام مین انکے تلامذہ پھیلگئے اور قرآن کی تعلیم مین مصروف ہوے اور لوگونکے شکوک رسم الخط کو حل کرتے رہے چنانچہ مدینہ مین ابن المسیب اور عروہ اور سالم و عمر بن عبد العزیز اور سلیمان اور عطاء اور معاذ بن حارث کہ جو معاذ قاری کے لقب سے مشہور تھے اور عبد الرحمن بن ہرمز اور ابن شہاب زہری اور مسلم بن جندب اور زید بن اسلم تھے اور مکہ مین عبید اور عطاء بن ابی رباح اور طاؤس اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن ابی ملیکہ اور کوفہ مین علقمہ اور اسود اور مسروق اور عبیدہ اور عمر بن شرحبیل اور حارث بن قیس اور ربیع اور عمرو بن میمون اور ابو عبد الرحمن سلمی و زر بن حبیش و عبید بن فضیلہ و سعید بن جبیر و نخعی و شعبی اور بصرہ مین ابو عالیہ اور ابو رجاء اور نصر بن عاصم اور یحیی بن یعمر اور حسن بصری اور ابن سیرین اور قتادہ اور شام مین مغیرہ ابن ابی شہاب مخزومی حضرت عثمانؓ کے شاگرد تھے۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ اس فن کے ماہر تھے بلکہ بعض تو خاص اسی فن کے امام مشہور ہوگئے چنانچہ مدینہ مین ابو جعفر پھر ابن قصاح پھر نافع قاری مشہور ہوے اور مکہ مین عبد اللہ بن کثیر و حمید بن قیس و محمد بن محیص اور کوفہ مین یحیی بن وثاب و عاصم بن ابی النجود و سلیمان اعمش پھر حمزہ پھر کسائی اور بصرہ مین عبد اللہ بن ابی اسحاق و عیسی بن عمر و ابو عمرو بن العلاء و عاصم پھر یعقوب حضرمی اور شام مین عبد اللہ بن عامر و عطیہ بن قیس کلابی و اسمعیل پھر یحیی بن حارث و ماری پھر شریح بن یزید حضرمی امام القراء کہلاے۔ اور پھر انمین سے یہ سات شخص تو ایسے ہوئے کہ دور دراز سے لوگ انکے پاس آکر قرآن کی حرکات و سکنات مد و شد بلکہ لب و لہجہ کو بھی سیکھتے تھے اور اس فن کے مقتدا مانے گئے اور وہ یہ ہین نافعؒ اس شخص نے ستر تابعین کی شاگردی کر کے یہ علم حاصل کیا تھا اور یہ مدینہ مین

لہ خواہ ان احرف سے تقدیم و تاخیر کلمات مین کرنا یا ایک کلمہ کا دوسری جگہ ہم معنی ہونیکی وجہ سے بڑھنا یا قریش و ہوازن وغیرہ قبائل کے لغات الغرض جو کچھ ہو وہ آسانی کے لیے آپکے رو برو تھا مگر جو کچھ اصل تھا لکھانے اور یاد کرانے مین اسیکا اعتبار تھا پس ان عارضی وجوہات کو اب پیش کر کے قرآن مین تحریف کا مدعی ہونا ایک خیال محال ہے۔

رہتے تھے ابن کثیر مکی یہ عبداللہ بن سائب صحابی کے شاگرد تھے ابو عمر علماء تابعین کے شاگرد تھے اور بصرہ مین رہتے تھے عبداللہ ابن عامر شامی یہ ابو الدرداء اور عثمان کے شاگرد تھے عاصم کوفی یہ بھی تابعین کے شاگرد تھے پھر انکے شاگرد حمزہ اور پھر انکے شاگرد کسائی ۔ وہ سات قاری کہ جنکی سات قرارت مشہور ہین یہی لوگ ہین پھر انمین سے ہر ایک کی قرارت کے دو دو راوی ہین کہ جنکے لب و لہجہ مین کسیقدر باہم اختلاف ہے چنانچہ نافع سے انکے شاگرد قالون اور ورش اور ابن کثیر سے قنبل اور بزی ایک واسطہ سے اور ابو عمر سے دوری اور سوسی ایک واسطہ سے اور ابن عامر سے ہشام اور ذکوان ایک واسطہ سے اور عاصم سے ابو بکر بن عیاش اور حفص (حفص کی قرارت ہندوستان مین مشہور ہے) اور حمزہ سے خلف اور خلاد بواسطہ سلیم اور کسائی سے دوری اور ابو الحارث روایت کرتے ہین ان سات قاریونکی قرارت مین جو کچھ اختلاف ہے یا پھر انکے راویونکی قرارت مین جو قدرے مخالفت ہے سو وہ سب محض اخفا و اظہار مد و قصر تفخیم و امالہ و اشمام رفع و خفض یعنی کھڑا اور پڑا پڑھنے وغیرہ امور مین ہے کہ جو لب و لہجہ سے علاقہ رکھتے ہین یعنی ان حضرات نے اپنے اساتذہ سے آنحضرت صلعم کے قرآن کی ادا گی اور تلفظ کی کیفیت کو محفوظ رکھا اور جسطرح علم موسیقی سننے سے تعلق رکھتا ہے یہ فن تجوید بھی سماعت استاد سے علاقہ رکھتا ہے) پس ان سات قراتون سے وہ سبعہ احرف (کہ جو حدیث مین وارد ہین اور جنکے معنی مین اختلاف ہے) مراد لینا نہایت جہالت ہے وقد ظن کثیر من العوام ان المراد بہا القرارات السبعۃ وہو جہل قبیح ۔ اتقان الغرض قرآن جب لکھا گیا تو خط کوفی مین خاص اسی طرز پر لکھا گیا تھا کہ جو آنحضرت علیہ السلام نے اپنی حیات مین حفاظ کو یاد کرا دیا اور کاتبون سے لکھوا دیا تھا باقی وہ جو کچھ بطریق تفسیر تھا اور بعض لوگون نے اسکو اپنے مصاحف مین متبرک سمجھ کر لکھ لیا تھا (کہ جسکو منسوخ التلاوۃ کہتے ہین) اور ان عام محاورات کو (کہ جنکی بہر حال اجازت تھی) چھوڑ دیا کیونکہ وہ در اصل قرآن نہ تھی پھر جنکو اس رسم الخط مین تردد ہوتا تھا تو انکے تردد کو صحابہ پھر تابعین وغیرہم علماء اپنی یاد سے دور کر دیتے تھے لیکن جیکہ یہ دیکھا کہ مصاحف کثرت سے پھیل گئے اور اسلام صدہا بلکہ ہزارہا کوس اور مختلف قومون مین پہنچگیا کہ جنکی عربی زبان نہین ہے تو عام سہولت کے لیے قرآن پر تابعین ہی کے زمانہ مین اعراب زبر و زیر و مد و جزم لگائے گئے اور آیات اور اوقاف کے نشان دیے گئے کہ جس سے ہر شخص بلا کم و کاست و بلا تغیر بخوبی قرآن مجید پڑھ سکتا ہی اور ہر طرح کی غلطی سے محفوظ رہ سکتا ہے خدا تعالی متقدمین کو جزاء خیر عطا فرماے کہ انکی کوشش اور سعی کا یہ نتیجہ ہی کہ زمانہ نزول سے آجتک ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہی قرآن ہے کسی جگہ بھی حرف یا شوشہ یا نقطہ کا فرق نہین و للہ الحمد اب بعض عیسائیونکا تورات و اناجیل کی تحریف کی نظیر مین قرآن مجید مین تحریف ثابت کرنیکے لیے ان الفاظ کو نقل کرنا کہ جو بطور تفسیر کے پڑھے گئے تھے اور انکو پھر آنحضرت نے قرآن مین داخل نفرمایا اور ان خبر احاد کو نقل کرنا کہ جنمین سبعہ احرف کے بیان مین تقدیم و تاخیر وغیرہ تصرفات مذکور ہین محض بیفائدہ ہے کیونکہ یہ سب چیزین اگر صحیح روایت اور پھر متواتر

جہانگیر بادشاہ نے فرمان قرارداد اختلاف کا بادشاہی مہر سے ثبت کیا اور ہر ایک جانبکو لکھدیا کہ اپنی اپنی وضع پر قائم رہین وقت تک ہر ایک ہم اور ہر ایک اختلاف کو ترک کرکے ایک قرارداد پر نہ ہو جاوے

۱۲ منہ

---

۵۱ پس وہ جو بعض مفسرین اختلاف قرارت بیان کرتے وقت کسیقدر زائد باتین بیان کرتے ہین سو وہ محض خبر احاد سے ثابت ہین وہ کسیطرح سے جزو قرآن نہین ہو سکتین کیونکہ قرآن مین تواتر شرط ہی وہان ان سے حدیث سمجھکر کوئی حکم ثابت کیا جاوے تو ممکن ہی ۱۲ منہ ۵۲ تجوید فن قرارت کو کہتے ہین علماء نے طرز تلفظ وغیرہ امور بالخصوص مفردات و مرکبات الفاظ کے مخارج کو کتابون مین بیان کیا ہی ۔ اس فن مین سب سے اول ابو عبید قاسم بن سلام نے پھر احمد بن جبیر کوفی نے پھر اسمعیل مالکی نے پھر ابو جعفر ابن جریر عبری نے پھر ابو بکر محمد داجوفی نے پھر ابو بکر بن محلد نے تالیف و تصنیف کی پھر بہت سے لوگون نے کتابین لکھی ہین جزری اور شاطبی بھی اس فن مین عمدہ کتابین ہین ۔ ۱۲ منہ ۔

۵۳ عبدالملک بن مروان کے زمانہ مین خلیل وغیرہ لوگون کے اہتمام سے یہ کام انجام پایا ۔ ۱۲ منہ ۔

امر دہم ترتیب یعنی تقدیم و تاخیر آیات کی بحث

یا مشہور سے بھی ثابت ہو جائین تو آنحضرت کے روبرو وہی قرآن مین مندرج نہوئی تھین نہ پھر جمہور صحابہ نے قرآن کو جمع کرتے وقت اُنکو نقل کیا بلکہ سب نے بالاتفاق اُنکو قرآن کا جزء نہ سمجھا پس جب یہ جزء قرآن نہین تو اُنکے قرآن نہونیسے کوئی نقصان لازم نہین آتا مگر جو لوگ اس بات سے ناواقف ہین وہ بغیر سمجھے بوجھے تفسیر اتقان وغیرہ کتب سے اس قسم کی روایات نقل کر کے قرآن مین تحریف ثابت کرنیکے مدعی ہو جاتے ہین مگر جب تحریف اور قرآن کی تعریف مقرر کر کے امور تنقیح طلب قرار پاتے ہین تو اہل اسلام کے روبرو خجالت اٹھاتے ہین (امر دہم) (تقدیم و تاخیر آیات) واضح ہو کہ قرآن مجید جس ترتیب سے کہ جمع کیا گیا ہی یعنی اول الحمد پھر سورہ بقر پھر سورہ آل عمران الخ اس ترتیب سے نازل نہین ہوا ہی بلکہ اصل حال یہ ہی کہ اس ترتیب موجود کے ساتھ قرآن مجید لوح محفوظ سے رمضان کے مہینہ مین شب قدر کو یکبارگی آسمان دنیا مین بیت المعمور کیطرف نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ الآیہ وقال اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ پھر وہان سے حسب حاجت عباد تھوڑا تھوڑا جبرئیل علیہ السلام حضرت کے پاس لاتے تھے اور آپ اُن آیات کو اُنکے اصلی موقع پر کاتبون سے لکھوا دیتے اور حافظون کو یاد کرا دیتے تھے جسطرح کسی دیوان مرتب مین سے حسب موقع کچھ اشعار اور غزلین کسیکے پاس بلا لحاظ تقدیم و تاخیر بھیجی جاوین لیکن وہ شخص ہر شعر اور ہر غزل کو اُسی ترتیب سے لکھے کہ جس ترتیب سے دیوان مین مندرج ہین جو اول ہی اُسکو اول اور جو آخر ہی اُسکو آخر لکھے گو اخیر کی غزل اول یا اول کی غزل اخیر ہی مین جاوے یہی حال قرآن مجید کا ہے چنانچہ شوال کے اول عشرہ مین اول سورہ اقرأ عالم العلم تک نازل ہوئی پھر مدثر پھر مزمل بعض کہتے ہین اول اقرأ پھر ن پھر مزمل پھر مدثر پھر سورہ فاتحہ پھر تبت پھر اذا الشمس کورت پھر سبح اسم ربک الاعلیٰ پھر واللیل پھر فجر پھر والضحیٰ پھر الم نشرح پھر والعصر پھر والعادیات پھر کوثر پھر الہاکم التکاثر پھر ارایت الذی پھر قل یایہا الکافرون پھر الم تر پھر قل اعوذ برب الفلق پھر قل اعوذ برب الناس الخ نازل ہوئی اور جب آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کر گئے وہان بھی بتدریج قرآن نازل ہوتا رہا چنانچہ وہان جاکر ویل للمطففین پھر سورہ بقر پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ الخ نازل ہوئی۔ اکثر تو ایک سورہ کئی کئی ٹکڑے ہو کر نازل ہوتی تھی اور کبھی تمام سورہ یکبارگی نازل ہوئی ہی جیسا کہ سورہ انعام و تبت و اذا جاء نصر اللہ وغیرہا من السور تمام محققین کے نزدیک آیات کی ترتیب توقیفی ہے یعنی جس طرح جبرئیل نے آپ سے کہا آپ نے اُسیکے موافق آیات قرآن کو مرتب کیا اور ہر سورہ کی آیات کو اُنکے موقعہ پر لکھوا دیا اسیطرح سورتونکی ترتیب بھی آنحضرت صلعم کے عہد مین ہو چکی تھی اسی ترتیب سے جواب موجود ہے صدہا حفاظ کو قرآن مجید یاد تھا اور آپ ہی کے ارشاد بموجب فاصلہ کیلیے ہر سورہ کے اول مین بسم اللہ بھی لکھی جاتی تھی چونکہ سورۂ برارت کے اول مین آپنے حکم نہ دیا تو وہان یہ نہ لکھی گئی پس جسقدر آیات اور سورتین کہ مکہ مین نازل ہوئین اُنکو مکیہ کہتے ہین اور جو مدینہ مین نازل ہوئی ہین اُنکو مدنیہ کہتے ہین اور بعض نے یہ اصطلاح مقرر کی ہی کہ جو کچھ ہجرت سے پہلے نازل ہوا خواہ خاص مکہ مین یا طائف مین یا کہین اور سبکو مکیہ کہتے ہین اور جو کچھ بعد ہجرت کے نازل ہوا خواہ خاص مدینہ مین یا قبا مین یا راستہ مین یا خیبر یا تبوک کے سفر مین سبکو مدنیہ کہتے ہین متاخرین نے قرآن کے ہر سورہ کے اول اُسکا بیان لکھدیا ہی کہ یہ مکیہ ہی یا مدنیہ اور اسکی اسقدر آیات ہین البتہ احکام کے ناسخ و منسوخ پہچاننے کے لیے اسقدر جاننا تو ضرور ہے باقی یہ معلوم کرنا کہ یہ آیات سردی کے

ف۱ ہیئت المعمور ہمارے مکانونکی مانند کوئی دفتر خانہ یا منشی خانہ نہین ہی بلکہ یہ تعینات عالم مثالی ہین جنکی شرح کی یہان گنجایش نہین ۱۲ منہ ف۲ بعض نافہمون نے جبرئیل کا انکار کیا اور نزول قرآن اور وحی کو حضرت کی حالت جذبیہ کا ثمرہ بتلایا اور اسکو مجنونکی خیالات کے ساتھ تشبیہ دیا نعوذ باللہ منہ واصل یہ ہی ہو سیواد یورپ خیر ہم یورپ کے ملحدون کی تقلید ہی جسپر سید احمد خان اور انکی امت فخر کرتی ہے ۱۲ منہ ف یکبارگی نازل ہونے کو انزال اور پارہ پارہ کو تنزیل کہتے ہین ۱۲ منہ۔

موسم مین نازل ہوئی تھین یا گرمی کے موسم مین صبح کے وقت یا شام کے وقت دن مین یا رات مین سفر مین یا حضر مین کچھ ضرور نہین اور جو کوئی ان باتون پر بھی حاوی ہو جیساکہ بعض محدثین نے آیات صیفی و شتوی لیلی و نہاری سفری و حضری کو جداگانہ بیان کیا ہی تو یہ اُسکے وفور علم کی دلیل کامل ہی الغرض آیات و سور کی ترتیب اصلی قرار دینے کے لیے ہر رمضان مین جبرئیل آنحضرت سے دور کرتے تھے اور اخیر رمضان مین دو بار دور کیا تاکہ نزول کی تقدیم و تاخیر کو درست کرکے ہر چیز کو اُسکے اصلی موقعہ پر قایم کردین چنانچہ آپنے ایسا کیا اور لوح محفوظ کے مطابق قرآن کو کردیا اسلیے تمام اہل اسلام مین اُسی ترتیب سے قرآن ابتک موجود ہی اور قیامت تک رہیگا مان اسکا کچھ مضائقہ نہین کہ تلاوت یا کسی اور غرض سے کوئی شخص بعض سورتونکو مقدم مؤخر کردے جیساکہ بیچ سورہ مین ہوتی ہین یا ایک قسم کی آیات کو جداگانہ ترتیب دے اور دوسری قسم کو جدی جگہہ لکھے جیساکہ اہل ورد و ظائف کرتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترتیب نزول کے لحاظ سے رکھی تھی یہ جو کچھ مین نے لکھا ہے کتب احادیث مین موجود ہے اتقان مین اُسکے حوالے مندرج ہین واللہ اعلم (فصل ہشتم) ف۱ قرآن مجید کی صور تونکے نام آنحضرت صلعم کے روبرو ہی مقرر ہو چکے تھے نام رکھنے مین اکثر جزء غالب یا مقصود بالنظر کا اعتبار ہوتا ہی اسلیے سورہ بقر کو کہ اُسمین ذبح بقر کا عجیب و غریب قصہ ہی سورہ بقر کہنے لگے اور سورہ یوسف مین چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے اسلیے اُسکو سورہ یوسف کہنے لگے اور کبھی کسی وصف خاص کا بھی لحاظ ہوتا ہی مثلاً سورۂ الحمد مین ایک وصف شفا ہے اسلیے اسکو سورہ شفا کہا گیا اسی لحاظ سے ایک سورۃ کے متعدد نام مقرر ہوے ہین اور کبھی اول کلمہ کا لحاظ کرکے وہی نام رکھدیا جاتا تھا چنانچہ سورہ نون کو ن اور صاد کو ص اور حم کو حم اور تبت کو تبت کہنے لگے وقس علی ہذا۔ احادیث مین اکثر سورتونکے نام آئے ہین گو انمین بعض احادیث ضعیف اور بعض صحیح ہین پس سکو غیر ثابت کہدینا قاعدہ محدثین کے برخلاف ہی اور ان امور مذکورہ کا تسمیہ مین مرعی رکھنا عرب مین قدیم سے مروج تھا چنانچہ انہین وجوہ سے وہ اپنے قصائد کو موسوم کیا کرتے تھے پس اس تسمیہ کو یہود کی تقلید کہنا جیساکہ سید احمد خان صفحہ ۴ مین کہتے ہین بڑی غلطی بلکہ ناواقفی ہی۔ تنبیہ حروف مقطعات تیئیس ۲۳ سورتونکے اول مین آتے ہین علماء کا اُنکے معانی مین اختلاف ہی۔ آپکو آگے چلکر معلوم ہوگا مگر ایک جماعت نے اُنکو اُن سورتونکا نام بھی مانا ہے اور اُنکے یہی معنی قرار دیے ہین لیکن آنحضرت صلعم سے اس بارہ مین کوئی روایت صحیح نہین آئی ہی پس ان حروف کو سورتونکا نام یا مراد وحی یا بامر الہی سمجھنا اور یون کہنا قولہ صہ انہین سے بجز انتیس کے کہ جنکی ابتدا مین حروف مقطعات ہین اور کسیکو خدا تعالی نے موسوم نہین کیا یہ سید احمد بڑی غلطی کی بات ہی ف۲ قرآن مجید مین کل ۱۱۴ سورتین ہین۔ اور قرآن کی آیات کی تعداد مین اہل کوفہ اور اہل شام اور اہل بصرہ اور اہل مکہ و اہل مدینہ کا اختلاف ہی اختلاف کی یہ وجہ نہین کہ ایک گروہ بعض کو آیات قرآنی کہتا ہی اور دوسرا انکو قرآن مین داخل نہین کرتا بلکہ اس وجہ سے کہ جس گروہ کی نزدیک جسجگہہ وقف کرنا پایا گیا انہون نے اُسکو ایک آیت شمار کیا اور جنکے نزدیک دونون جگہون مین وقف کرنا ثابت ہوا بلکہ وصل ثابت ہوا تو اُنہون نے دونونکو ایک آیت سمجھا پس اکثر کے نزدیک چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶۶ ہین اور اہل کوفہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چھتیس ۶۲۳۶ ہین اور اہل مدینہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چودہ ۶۲۱۴ ہین۔ متاخرین نے آیات پر کہین لفظ شامی کہین کوفی لکھدیا ہی اسکے یہ معنی نہین کہ یہ آیت کوفہ یا شام مین نازل ہوئی بلکہ یہ مراد ہی کہ علماء کوفہ کے نزدیک یا علماء شام کے نزدیک یہ آیت ہی واللہ اعلم اور اسیطرح حروف قران کا بھی علماء نے شمار کرلیا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے تین لاکھ بائیس ہزار چھ سو ستر حرف بتائے ہین اور یہان بھی اختلاف کا یہ سبب ہی کہ

ف۳ بعض نے حروف مشدودہ مین سے ایک کو دوگنا بعض نے ایک ہی شمار کیا ف۳ لوگونکی آسانی کے لیے جب علمار نے قرآن مجید پر اعراب لگاے۔ اور علم رسم الخط تدوین کیا تو سہولت کے لیے متاخرین نے قرآن کو تیس دلونکے موافق تیس پارون پر تقسیم کیا۔ اور ہر پارہ کے چار ٹکڑے کیے۔ ربع نصف۔ ثلث کا لفظ ہر مقام پر لکھا۔ اور پھر ہر ٹکڑے کو تقسیم رکوعات پر کیا۔ اور رکوع کا اشارہ ع کے ساتھ کیا۔ پھر رکوع کی پانچ پانچ یا دس دس آیات پر چند نشان لگاے جنکی تفصیل یہ ہے۔

ھ	یہ پانچ آیتون کی علامت ہی جو کوفیون اور بصریونکے نزدیک یا خاص کوفیونکے نزدیک ہین۔
ع	اسیطرح سے دس آیتونکی علامت ہے جو لفظ عشرہ ابتدائی حرف لیا گیا جیساکہ ھ خمسہ کا اخیر ہے۔
عب	سے اشارہ ہی اسطرف کہ یہان بصریونکے نزدیک دس آیت تمام ہوچکین ع سے عشرہ اور ب سے بصریین مراد ہین۔
خب	سے مراد یہ ہے کہ بصریین کے نزدیک پانچ آیتین یہانتک ہوچکین خ سے خمسہ اور ب سے بصریین مراد ہین۔
تب	سے یہ مراد ہے کہ بصریین کے نزدیک آیت ہی ت سے آیت اور ب سے بصریین مراد ہین۔
لب	سے یہ اشارہ ہے کہ اہل بصرہ کے نزدیک یہان آیت نہین ل لیس اور ب سے بصریین مراد ہین۔

ف۴ ف۴ عرب کی زبان مین یہ دستور ہے کہ جب جملہ تمام ہوتا ہے وہان ذرا ٹھہر جاتے ہین کہ جسکو وقف کہتے ہین گرچہ ہر ایک آیت ایک کلام تمام ہے اسپر وقف ہی مگر آیت کبھی ایسی ہوتی ہے کہ اسمین دو یا کئی جملے ایسے ہوتے ہین کہ جنپر وقف کرنا چاہیے پس قدیم عرب کو آیات اور آنکے درمیانی جملون پر جس طرح اعراب کی حاجت نہ تھی اسیطرح وقوف کے لیے رموز و اشارات مقرر کرنیکی بھی حاجت نہ تھی جس طرح وہ بغیر تعلیم و تعلم صرف و نحو و دیگر قواعد بلاغت اپنے سلیقہ زبانداني سے صحیح تلفظ کرتے تھے اسیطرح جملونکے معانی پر لحاظ کرکے وقف کرتے تھے لیکن جب قرآن ہر ملک مین پہنچا اور عجم سے عرب کا اختلاط ہوا تو ضرور ہوا کہ غلطی سے محفوظ رکھنے کے لیے وقف کیلیے کوئی علامت مقرر کیجاوے کیونکہ اگر وقف کے موقع پر وقف نکیا جاوے اور دونون جملونکو ملا دیا جاوے تو کلام کے معنی مین فرق آجاوے دیکھیے اس آیت فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا مین اگر قولہم پر وقف نکیا جاوے تو ان العزۃ الخ کفار کا مقولہ ہوجاتا ہے جسکے یہ معنی ہوے کہ کفار جو یہ کہتے ہین کہ عزت سب خدا کے لیے ہی اس سے غم نہ کر۔ حالانکہ یہ مراد نہین بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفار کی بات سے رنج نکر عزت ہر طرح حق خدا کے لیے ہے یہ جدا جملہ ہے اور اسیطرح وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ مین ہمت پر وقف نکیا جاوے اور دونونکو ملا دیا جاوے تو یہ معنی ہوجائینگے کہ زلیخا یوسف سے اور یوسف نے زلیخا سے قصد بد کر لیا تھا۔ اور یہ مقصود نہین بلکہ ہم بہا الخ جدا جملہ ہی جسکے یہ معنی ہین کہ اگر خدا کی طرف کی رہنمائی یوسف کو نہوتی تو برا ارادہ کر چکے تھے۔ اور اسی قسم کے بیشمار مواضع مین قرار کے تزویک وقف اور ابتدا رہتی ہے کبھی صرف معنی کا لحاظ ہوتا ہی چنانچہ نافع اسکے قائل ہین اور کبھی دم ٹوٹنے کا لحاظ ہوتا ہے کہ جہان دم ٹوٹے سوا ے چند مواضع کے وقف کر دیا جاوے چنانچہ ابن کثیر اور حمزہ کا یہی مذہب ہی اور کبھی کلام کے پورا ہونیکا لحاظ ہوتا ہے کہ جہان کلام تمام ہوجاوے وقف کر دیا جاوے چنانچہ عاصم اور کسائی کا یہی مذہب ہی اور ابو عمر کے نزدیک آیات کی انتہا ہی پر وقف ہوتا ہی اور اسیکو وقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین کیونکہ ہر آیت پر آپ قصداً وقف کرتے تھے۔ کیفیت وقف مین بھی عرب کے مختلف حالات ہین چنانچہ قرار نے انمین سے نہایت معتبر نو صورتین شمار کی ہین۔ سکون

رَوم - اشمام - ابدال - نقل - ادغام - حذف - اشباع - الحاق لیکن کلمہ متحرک پر وقف کرنے مین اصل اصول سکون ہی - اور باقی ہر ایک کی تفصیل مطولات مین ہی - متقدمین کے نزدیک وقف اور قطع اور سکتہ کے ایک ہی معنی ہین مگر متاخرین نے فرق کیا ہی پس لفظ قطع اُس صورت مین اطلاق کرتے ہین کہ جب قاری بالکل ٹھہر جاوے اور آگے پڑھنے کا قصد نہ رکھے یہانتک کہ اگر پھر پڑھے تو دوبارہ اعوذ پڑھنے کی ضرورت ہو اور سکتہ یہ ہی کہ ذرا ٹھہر جاوے مگر دم نہ توڑے اور وقف مین ٹھہر جاتے اور دم لیتے ہین مگر نیت اعراض نہین ہوتی قرار نے ہر موقع پر لحاظ کر کے وقف کے بہت سے اقسام بیان کیے ہین ابن انباری کے نزدیک تو وقف کی صرف تین قسم ہین وقف تام - وقف حسن - وقف قبیح - وقف تام وہ ہی کہ جہان دوسرے جملہ کو پہلے سے کچھ تعلق نہو پس اول جملہ پر وقف کر کے ابتدا کلام دوسرے سے کیجاے جیساکہ اولئک ہم المفلحون ۵ ان الذین کفروا سواء علیہم آانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ۵ اور حسن وہ ہے کہ پہلے کلام پر وقف تو ٹھیک ہو مگر دوسرے سے تنہا ابتدا کلام نہو سکے جیساکہ الحمد للہ پر وقف کرنا کیونکہ رب العالمین جو اسکی صفت ہی تنہا اُس سے بغیر موصوف کے ابتدا کلام نہین ہو سکتی - اور قبیح وہ کہ جو نہ حسن ہو نہ تام جیساکہ بسم اللہ مین بسم پر وقف کرے - اور بعض نے اور بھی اقسام وقف کے بیان کیے ہین کہ جنکے ذکر کی اس مختصر مین گنجائش نہین مگر مین اب اُن تمام وقوف کے اشارون کو جو قرآن مین لکھے جاتے ہین بیان کرتا ہون اس سے وقوف کے اقسام بھی سمجھ لو -

۵	یہ گول دائرہ آیت کی علامت ہی اور بعض اسمین نقطہ بھی لکھتے ہین اور بعض فقط نقطہ ہی پر بس کرتے ہین یہان ٹھہرنا چاہیے -
م	یہ اشارہ ہی وقف لازم کیطرف یہان ٹھہرنا ضرور ہے ورنہ کلام کے معنی بدل جاوینگے -
ط	یہ اشارہ ہی وقف مطلق کے لیے یہان ٹھہرنا بہتر ہے یہ اُس صورت مین ہی کہ جب دوسرے جملہ سے ابتدا کرنا حسن ہووے -
ج	یہ علامت وقف جائز کی ہی کہ یہان وقف کرنا اور نکرنا دونون برابر ہین چاہے کرے چاہے نہ کرے -
ز	یہ علامت ہی اسکی کہ یہان نہ ٹھہرے اور اگر ٹھہریگا تو جائز ہے -
ص	یہ علامت اس بات کی ہے کہ یہان وقف کی رخصت ہی یعنی طول کلام کی وجہ سے یہان دم لینا کچھ مضائقہ نہین یہان وقف نکرنا بہتر ہے بخلاف ز کے یہ علامات تو وہ ہین کہ جو متقدمین کے نزدیک مروج تھین مگر متاخرین نے چند اور علامات مقرر کی ہین اور وہ یہ ہین -
صلے	علامت ہی الوصل اولی کی یعنی اس مقام پر وقف نکرنا اولی ہے ملاکر پڑھنا چاہیے -
ق	علامت ہے قیل کی یعنی کہا گیا ہی کہ یہان وقف ہی مگر یہان بھی نہ ٹھہرنا بہتر ہے کیونکہ قیل ضعف وقف پر دال ہی -
صل	علامت ہے قد یوصل کی یہان وقف اولی ہے -
ک	علامت کذلک کی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ یہان وہی وقف ہی جو اوپر گذرا -
قف	صیغہ امر ہے یہان وقف کرنا چاہیے -
سکتہ	علامت سکتہ کی ہے اور کبھی لفظ سکتہ بھی لکھدیتے ہین کہ یہان ذرا ٹھہر جاؤ اور دم نہ توڑو -

قلا لا | قیل لا کی علامت ہی یعنے بعض نے یہان نہ ٹھہرنا کہا ہے۔
اگر کسی آیت پر نہین تو یہان بالاتفاق نہ ٹھہرنا چاہیے یہ وقف لازم کے مقابلہ مین ہے جسطرح وہان ملا کے پڑھنے سے معنے خراب ہوتے ہین یہان وقف کرنیسے یہ وقف قبیح کی صورت ہے اور اگر آیت کے اوپر لا ہے تو اسمین محدثین کا بڑا اختلاف ہے اکثر قراء اور محدثین کہتے ہین ٹھہریے اور اکثر قرا کہتے ہین نہ ٹھہریے اور یہی مشہور ہے۔

مع | علامت معانقہ کی ہی کہ یہان دو جگہہ قریب قریب ہین جنپر تین نقطے لکھے ہوتے ہین اس سے یہ مراد ہی کہ ان دونون نقطون مین سے دوسرے کو پہلے کے ساتھ وہ ارتباط ہی جو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف کرو دوسرے کو تیسرے کے ساتھ ملا کے پڑھ دو خواہ وقف نکرو جیسا لاریب فیہ ہدی للمتقین مین لاریب اور فیہ مین معانقہ ہے خواہ لاریب پر وقف کرو کیونکہ اس فیہ کو دونون سے ربط ہے مراقبہ مین دو جگہہ قریب قابل وقف ہوتے ہین اگر ایک پر وقف کرو تو دوسرے پر ہرگز نہ کرو۔

باب سوم

باب ۳

فصل اول

فصل اول۔ واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہہ تورات و انجیل و زبور و صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الہی ہونا بیان کیا ہی اور بعض مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلیے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا ضرور ہی کیونکہ جمیع انبیاء اور تمام کتب الہیہ کو بلاتفریق حق سمجھنا اہل اسلام کا ہی حصہ ہی۔ اسلیے محکو ضرور ہوا کہ ان کتابونکا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ ہر شخص کو معلوم ہوجاے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیونکا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگونکو بہکاتے پھرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لوگونکو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسٹین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکھانیکے بہانے سے شرفاء اہل اسلام کے گھر وغیرہ مستورات کے بہکانیکے لیے جوان جوان شاطر میمونکو بھیجتے ہین اور وہ گھر کے نوجوانون سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آکر جھاتی ہین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین کہ تمہارے قرآن مین بھی تورات و انجیل و زبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے پاس ہین انپر ایمان لاو انمین جو کچھہ لکھا ہے اسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہی جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب انکو اور کچھہ سنایا کہ تمہارے نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تھا اگر ہوتا تو قرآن مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو وہ نبی نہ تھے اسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکھدین اور جب کسی نے پوچھا اچھا ہم صاحب ان باتونکے غلط ہونیکی کیا دلیل تو انہون نے کہا جسکو تم چندروز ہوے تورات و انجیل مان چکے ہو یہ باتین انکے برخلاف ہین اس لیے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پھر میم صاحبہ کی نرم و مہین آواز اور یورپ کے ناز و انداز اور بھی غضب تزویر ہے اسلیے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی اہل کتاب اپنی تمام کتب سماویہ کے مجموعہ کو بائیبل[۱] کہتے ہین۔ پھر اسکے دو حصے ہین ایک عہد عتیق یعنی پرانی کتابین دوسرا عہد جدید اور جسطرح ہم قرآن کے جملونکو آیت کہتے ہین یہ لوگ ورس کہتے ہین

عہد عتیق

پہلے حصہ مین یہ کتابین ہین (۱) سفر خلیقہ[۲] کہ جسکو کتاب پیدایش بھی کہتے ہین اسمین ابتداء پیدایش آسمان و زمین کے حال سے

---

[۱] بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و فتح رابع و ہاء مختفی کتاب ہے [۲] سفر بالکسر معنی کتاب ہے اور اسیطرح زبور بمعنی مکتوب جسکی جمع زبر آتی ہے جس سے مراد کتاب ہے مگر اہل کتاب کے نزدیک حضرت داود علیہ السلام کی کتاب کو زبور کہتے ہین منہ

لیکر حضرت موسیٰ تک سلسلہ وار تاریخ کے طور پر بیان ہی (۲) سفر خروج جسمین بنی اسرائیل کا مصر سے نکلنے وغیرہ امور کا ذکر ہے (۳) کتاب احبار جسمین قربانی اور قصاص اور جانورونکی حلت وحرمت وغیرہا احکام ہین (۴) سفر عدد جسکو گنتی کی کتاب کہتے ہین اسمین بنی اسرائیل کے فرقونکا شمار ہونیکا اور دیگر بیان ہی (۵) سفر استثناء اسمین ملک فلستین کی تقسیم وغیرہ امور ہین ان پانچونکو تورات حضرت موسیٰ کی تصنیف کہتے ہین یہ تورات ضخامت مین تخمیناً سعدی کی بوستان کی برابر ہے (۶) کتاب یشوع (۷) قاضیون کی کتاب (۸) راعوث یاروت کی کتاب یہ تین ورق ہین الیملک اور اسکی جورو نعومی کا قصہ ہی (۹) صموئیل کی اول کتاب (۱۰) صموئیل کی دوسری کتاب (۱۱) سلاطین کی پہلی کتاب (۱۲) سلاطین کی دوسری کتاب (۱۳) اول کتاب تواریخ (۱۴) دوسری کتاب تواریخ کہ جسکو اخبار الایام بھی کہتے ہین (۱۵) عزرا[۵] کی کتاب اول (۱۶) عزرا کی دوسری کتاب کہ جسکو کتاب نحمیا بھی کہتے ہین (۱۷) کتاب ایوب[۵] (۱۸) زبور داؤد علیہ السلام اسمین محض مناجات اور خدا کی مدح وثناء ہی (۱۹) امثال سلیمان علیہ السلام اسمین پند ونصائح ہین (۲۰) کتاب واعظ جسکو جامع بھی کہتے ہین (۲۱) غزل الغزلات کہ جسکو نشید الانشاء بھی کہتے ہین یہ پانچ چھ ورق کا رسالہ ہی جسمین عاشقانہ مضامین ہین بلکہ بعض فحش آمیز کلمات بھی ہین (۲۲) یسعیاہ[۵] نبی کی کتاب (۲۳) یرمیاہ نبی کی کتاب (۲۴) یرمیاہ نبی کا نوحہ یا مرثیہ جو تین چار ورق مین ہی (۲۵) حزقیل کی کتاب (۲۶) دانیال علیہ السلام کی کتاب (۲۷) ہوسیع نبی کی کتاب (۲۸) یوئیل نبی کی کتاب یہ صرف دو ورق ہین (۲۹) عاموس نبی کی کتاب یہ کل چار ورق کی ہی جسمین کچھ پیشین گوئیان ہین (۳۰) عبدیاہ نبی کا خواب جو ایک صفحہ پر ہی (۳۱) کتاب یونہ یعنی یونس علیہ السلام کا ڈیڑھ ورق پر مختصر سا حال (۳۲) میخایاہ میکہ علیہ السلام کا چار ورق پر الہام بیان ہی (۳۳) ناحوم علیہ السلام کا الہام جو نینوہ شہر کی نسبت ہے دو ورق مین (۳۴) حبقوق نبی کا الہام چار ورق پر ہی (۳۵) صفنیاہ یا صفونیا نبی کا الہام چار ورق پر ہی (۳۶) حجی نبی کا الہام جو دارا شاہ ایران کے عہد مین ہوا ایک ورق پر (۳۷) زکریا علیہ السلام کا الہام جو دارا کے عہد مین ہوا تھا آٹھ ورق پر (۳۸) ملاخیا یا ملاکی نبی کا الہام دو ورق پر جسمین الیاس ع کے آنیکی بھی خبر ہے یہ حضرت مسیح سے چار سو برس پہلے تھے اور کبھی ان صحیفونکے مجموعہ کو بھی مجازاً تورات کہتے ہین یہ ۳۸ کتابین وہ ہین کہ جنکو یہود اور عیسائی سب مانتے ہین مگر فرقہ سامریہ انمین سے صرف تورات[۵] اور کتاب یوشع اور کتاب القضات کو مانتے ہین اور سب کے منکر ہین (اور یہ سب کتابین عبرانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہی اور یہود کے نزدیک عبرانی مین انکے کچھ اور نام ہون تو تعجب نہین۔ پھر انکے تراجم یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ زبانون مین ہوگئے۔ میرے پاس بالفعل اردو بائیبل مطبوعہ مزاپور ۱۸۶۷ء موجود ہی لیکن عیسائیون نے نو اور کتابین اس مجموعہ مین داخل کی ہین کہ جنکی تسلیم وعدم تسلیم مین آنکے متقدمین ومتاخرین مین سخت اختلاف ہی چنانچہ ابھی آپکو معلوم ہوجائیگا اور وہ نو کتابین یہ ہین (۱) کتاب استر یہ پانچ ورق کا ایک دلچسپ قصہ آستر یہودیہ کا ہی کہ اسکو اخسویرس بادشاہ نے وشتی ملکہ پر خفا ہوکے اپنی ملکہ بنایا اور اسکے چچازاد بھائی مردکی کو کہ جو اسکا کامزنی تھا ایک خیر خواہی پر اپنا وزیر اعظم کیا اور ہامان وزیر سابق کو جو یہودیونکا سخت دشمن تھا مع زن وفرزند قتل کیا (یہ قصہ ابتک عیسائیونکے نزدیک کتب سماویہ مین شمار ہے) (۲) کتاب باروق (۳) ایک حصہ کتاب دانیال کا (۴) کتاب توبیاس (۵) کتاب یہودیت (۶) کتاب ورڈوم (۷) کتاب ایکلیزیاستیکس (۸) مقابیین کی اول کتاب

[۵] یعنی حزیر علیہ السلام ۱۲ سمہ [۵۲] اسمین کسی نے حضرت ایوب کی مصیبت اور انکے صبر کا قصہ لکھا ہی چھوٹا سا رسالہ ہی ۱۲ منہ [۵۳] اکثر شعیاہ بھی کہتے ہین ۱۲ منہ [۵۴] موسیٰ کی پانچ ہین کتاب ۱۲ منہ ✦

حصہ ۲
عہد جدید

(۹) مقابیس کی دوسری کتاب - یہود ان کتابونکو لغو قصے سمجھتے ہین مگر عیسائیون نے الہامی مانا ہی عہد جدید مین یہ کتابین ہین (۱) انجیل متی کہ جسکو حضرت عیسے کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدائش سے لیکر موت تک کے حالات مین تاریخ کے طور پر جمع کیا (۲) انجیل مرقس یہ مرقس کی تصنیف ہی اسمین بھی ابتداء سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی سرگذشت سنی سنائی بیان کی ہی کیونکہ مرقس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہین دیکھا کیسلیے کہ یہ پطرس حواری کا شاگرد ہی چنانچہ پطرس اپنے پہلے خط کے پانچوین باب مین اسکو بیٹا کہتا ہی یہ شخص رومی ہی اور اسکی یہ کتاب لاطن یعنی رومی زبان مین تھی پھر اسکا یونانی اور سریانی مین ترجمہ ہوا (۳) انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہی جسکو لوقا نے لوگونسے سنکر تالیف کیا ہی کیونکہ اسنے کیا بلکہ اسکے استاد پولس نے بھی حضرت مسیح کو نہ دیکھا تھا چنانچہ اپنی کتاب کے اول مین وہ خود اقرار کرتا ہی **قولہ** چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ اُن کاموںکو جو فی الواقع ہمارے درمیان ہوئے بیان کرین جس طرح سے انہونے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنیوالے تھے ہمسے روایت کی مین نے بھی مناسب جانا کہ سبکو سر سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لیے اے بزرگ تھیوفلس یہ ترتیب لکھون انتہی (۴) انجیل یوحنا اسمین یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا تمام حال ابتدا سے انتہا تک لکھا ہی جبکا اخیر فقرہ یہ ہی **قولہ** اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کیے اور اگر وہ جدے لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سماسکتین انتہی۔ ان چارون تاریخونکو کہ جنکے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف ہی عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین (۵) اعمال حوارین یہ ایک چھوٹی سی حوارینکی تاریخ ہی کہ حواری فلان شہر مین گئے اور وہان یون لوگونکو خوارق دکھاے اور مخالفون نے انکو ایسی ایسی تکلیفین دین اسکے مؤلف کا نام بھی معلوم نہین غالباً یہ اُس شخص کی تالیف ہی کہ جسنے تیسری انجیل لکھی ہی یعنی لوقا کی کیونکہ اسکی ابتدا مین وہ یون کہتا ہی **قولہ** اے تھیوفلس وہ پہلی کیفیت مینے تصنیف کی ان سب باتونکی جو کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اس دن تک کہ الخ وہ اوپر اُٹھا لیا گیا انتہی (۶) حوارون اور غیر حواریون کے خطوط کہ جنکی تفصیل ہے پولوس کے (کہ جسنے دین عیسائی کو برباد کیا) ۱۳ خط اور پطرس حواری کا اول خط اور یوحنا کا پہلا خط سوا ے چند فقرات کے یہ کل بیس کتابین ہین کہ جنکو سب عیسائی بالاتفاق مانتے ہین اور سات کتابین اور ہین کہ جنکو قدماء مسیحیون نے رد کردیا اور متاخرین نے انکو اپنی کتب مقدسہ مین شمار کیا ہی (۱) یوس کا اول خط جو عبرانیونکو لکھا ہے (۲) پطرس کا دوسرا خط (۳) یوحنا کا دوسرا خط (۴) یوحنا کا تیسرا خط (۵) یعقوب کا خط (۶) یہودا کا خط (۷) مکاشفات یوحنا (واضح ہو کہ) شاہ قسطنطین کے حکم سے شہر نائس مین عیسائی علماء کی ۳۲۵ عیسوی مین ایک مجلس (کمیٹی) تثلیث والوہیت مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنیکے لیے قائم ہوئی اور ان کتب مشکوکہ کی بابت بھی بحث آئی پس علماء نے بڑی بحث اور تحقیق سے یہ حکم دیا کہ ان مشکوک کتابونمین سے صرف کتاب یہودیت واجب التسلیم ہے چنانچہ یہ بات جیروم کے اس مقدمہ سے معلوم ہوتی ہی کہ جو اُسنے اس کتاب پر لکھا ہی پھر ۳۶۴ء مین ایک اور کمیٹی ہوئی کہ جسکا نام کمیٹی لوڈیسیا ہی اس انجمن نے بھی کتاب یہودیت کو واجب التسلیم مانا اور سات کتابین اور واجب التسلیم بتائین جنکے یہ نام ہین

---

۱ یسوع اور مسیح حضرت عیسے کو کہتے ہین ۲ سنہ ۵۲ چنانچہ ہارن صاحب اپنی تفسیر کی چوتھی جلد کے دوسرے حصہ کے دوسرے باب مین بعد اسکے کہ زمانہ تالیف اناجیل کو غیر معین بتا چکے ہی یہ لکھتے ہین کہ پہلی انجیل ۳۷ یا ۳۸ یا ۴۰ یا ۶۱ یا ۶۳ یا ۶۷ عیسوی مین اور دوسری انجیل ۵۶ سے ۶۵ تک اور غالباً ۶۰ یا ۶۳ عیسوی مین اور تیسری انجیل ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ سنہ مین اور چوتھی انجیل ۶۸ یا ۶۹ یا ۹۰ یا ۹۵ عیسوی مین تالیف ہوئی انتہی ۳ سنہ ۹۳ انجیل معرب ہے انگلیو کا جسکے معنی یونانی زبان مین بشارت اور تعلیم کے ہین ۴ سنہ ۶۴ حضرت عیسے کے بارہ حواریونکے یہ نام ہین (۱) شمعون جسکو پطرس بھی کہتے ہین (۲) اندریاس پطرس کا بھائی (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) اسکا بھائی یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتھولما (۷) توما (۸) متی (۹) یعقوب حلفا کا بیٹا (۱۰) لبی جسکو تھدی بھی کہتے تھے (۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہودا اسکریوتی کہ جسنے انکو گرفتار بھی کرادیا تھا علاوہ انکے اور مرد اور چند عورتین جیسا کہ مریم مگدلینی اور سلومی اور یعقوب کی ماں مریم بھی حضرت کے مخلصین مین سے تھین ۱۲ سنہ ۹۵ یہ ایک شہر تھا جس مین یہ کمیٹی ہوئی تھی جس طرح کہ اول نائس مین پھر شہر کالسیڈن مین ہوئی ۱۲ سنہ ۵

(۱) کتاب آستر (۲) یعقوب کا خط (۳) پطرس کا دوسرا خط (۴) اور (۵) یوحنا کے دونون خط (۶) یہودا کا خط (۷) یونس کا وہ خط جو عبرانیونکو لکھا ہی۔ اور کتاب مکاشفات یوحنا کو ویسا ہی مشکوک چھوڑا اور اس حکم کو بذریعہ اشتہار جابجا مشتہر کرادیا پھر ۱۸۹۷ء مین ایک اور کمیٹی قائم ہوئی کہ جسکو انجمن کار تصحیح کہتے ہین اس مین علاوہ اگسٹائن کے جو اُنکے نزدیک بڑا عالم تھا ایک سو چھبیس ۱۲۶ اور بڑے بڑے عالم تھے اس مجلس مین پہلی مجلسونکے حکم کو بحال رکھکر یہ سات کتابین اور واجب التسلیم قرار دی گئین (۱) کتاب دوم (۲) کتاب توبیاس (۳) کتاب باروخ (۴) کتاب ایکلزیاستیکس (۵) (۶) مقابیس کی دونون کتابین (۷) مکاشفات یوحنا لیکن اس مجلس نے کتاب یاروخ کو کتاب ارمیاہ کا جز بنایا کیونکہ باروخ علیہ السلام ارمیاہ علیہ السلام کے خلیفہ اور نائب تھے۔ اسکے بعد اور تین مجلسین مقرر ہوئین کہ جنکو مجلس ترلو اور مجلس فلورنس اور مجلس ترنٹ کہتے ہین ان مجلسون نے مجلس کار تصحیح کے حکم کو باقی رکھا مگر کتاب باروخ کو فہرست کتب مین علحدہ لکھا پس یہ کتابین بارہ سو برس تک عیسائیون مین واجب التسلیم رہین یہانتک کہ فرقہ پروٹسٹنٹ ظاہر ہوا اُسنے کتاب باروخ اور کتاب توبیاس اور کتاب یہودیت اور کتاب دوم اور کتاب ایکلیزیاستیکس اور مقابیس کی دونون کتابونکو رد کردیا اور لغو سمجھا اور کتاب آستر کے چند بابونکو بھی الحاقی بتایا کیونکہ اسکے سولہ ۱۶ باب تھے جسمین سے اب نو باب اور دسوین کی بعض آیات کو مانتے ہین اور باقی سبکو جعلی بتاتے ہین۔ اب آپکو اسلاف کی تحقیق اور ان کتابونمین اختلاف کی وجہ بخوبی معلوم ہوگئی

فصل دوم

پیشتر اسکے کہ مین آپکو ان کتابونکی اصلیت بتاؤن ایک اور بات سناتا ہون کہ جس سے آپکو ان اصل کتابونکے گم ہوجانے مین کچھ تعجب نرہے اور وہ یہ ہی قیتس نورتن کہتے ہین کہ موسے علیہ السلام کے زمانہ مین لکھنے کا دستور نہ تھا انتہے اس قول کی صداقت ان دو باتونسے اور بھی ہوتی ہی (اول) یہ کہ اُس زمانہ مین کاغذ نتھا یہانتک کہ حضرت مسیح کے کئی سو برس بعد کاغذ ایجاد ہوا اور لکھنے کا دستور جاری ہوا چنانچہ اُس ہسٹری مین کہ جو ۱۸۵۵ء مین لندن مطبع چارلس ڈالین مین چھپی ہے لکھا ہی کہ اول زمانہ مین سلائیون سے تختون پر حرف نقش کیا کرتے تھے پھر سب سے اول مصر والے درخت پیپرس کے پتون پر لکھنے لگے پھر بلدہ پرگمس مین خس کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھوین صدی مین روئی اور ریشم کا کاغذ تیار ہوا انتہے (دوم) یہ کہ تورات مطبوعہ ۱۸۳۵ء مین یہ ہے کہ مذبح کے پتھرون پر وضاحت سے تمام تورات کو لکھا تھا چنانچہ نسخہ فارسیہ مطبوعہ ۱۸۴۵ء کی یہ عبارت ہی (در انجا بر سنگہا نسخہ تورات موسے را کہ در حضور بنی اسرائیل نوشتہ بود نوشت انتہے۔ بلفظہ گرچہ بالفعل کے نسخہ مین اپنی جبلی عادت کے موافق اہل کتاب نے تورات کو چھوڑکر احکام بنایا ہی لیکن ہمارا مدعا تو بخوبی ثابت ہی کہ اُسوقت مین کاغذ نتھا اور اگر تھا تو بہت ہی کم اور کاغذ[۱] کی لکھی ہوئی بالخصوص ایسی ضخیم کتابین کہ جیسے تورات ہی شاید تمام قوم مین ایک آدہ ہی نسخہ ہو۔ اور حفظ کا رواج نہ تھا پس حضرت موسے نے وہ نسخہ تورات (کہ جو کتاب الہی تھی خواہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام مع الفاظ حضرت موسی پر نازل ہوئی تھی یا بطور الہام کے انہون نے لکھی تھی ہر چہ باشد) احبار کو دیدیا تھا اور اُنہون نے صندوق شہادت مین رکھدیا تھا اور سات برس کے بعد صندوق کھلتا اور یہودی عید کے روز اُسکو سنتے تھے چنانچہ حضرت

---

[۱] اور یہ کہنا کہ لوہے یا لکڑی یا سیسہ کے تختے پر عبارت کھودنا بہت ہی بہتر اور پائدار اور معقول صورت تھی جائز کہ تورات لوہے یا پتھر یا لکڑی کے تختون پر لکھی ہو بالکل لغو ہی کیونکہ اگر یہ تسلیم کرلیا جاوے تو پھر جو اولی تورات کا ایک ہی نسخہ ہوگا کیونکہ عادتاً اتنی بڑی کتاب کا لوہے وغیرہ چیزون کے تختون پر کھودنا نہایت مشکل کیا بلکہ اُس زمانہ کے لحاظ سے محال معلوم ہوتا ہی پس جب تورات کا بہزار مشکل لکڑی کی تختیون پر کھودکر ایک غایت درجہ بالفرض تین نسخے مہیا کیے گئے تو اسقدر لکڑیونکا انبار بخت نصر وغیرہ کے حوادث مین محفوظ رہنا اور اُسکو کہین چھپادینا عادتاً محال ہی پس اُس انبار مین سے دس بیس تختے بھی گم ہوگئے تو تورات مین غلطی کی ہوگئی پھر سخت مصائب اور سفرون مین اُسکے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہی ۱۲ اہ محمد عبدالحی

ف کتاب استثنا کے آخر تین ۳ باب نوین درس مین ہے کہ موسے نے اس شریعت کو لکھا اور نبی لاوی کے جو صندوق شہادت اُٹھاتے تھے اور اسرائیل کے سارے بزرگونکے حوالہ کیا۔ ۱۲ منہ

یشوع تک یہی حال رہا پھر جب یہود مین انقلاب ہوا کہ کبھی مرتد ہوکر سالہاسال بت پرستی کرتے تھے اور کبھی اسلام لاتے تھے تو ان حوادث مین تورات جاتی رہی جزماً نہین کہہ سکتے کہ کب گئی مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلیمان علیہ السلام کے عہد سے پیشتر تلف ہوئی کیونکہ جب سلیمانؑ نے وہ صندوق کھولا تو اسمین فقط وہ دو لوح برآمد ہوئین کہ جنمین دس احکام لکھے ہوئے تھے چنانچہ یہ بات اول کتاب السلاطین کے ۸ باب ورس ۹ سے ثابت ہی پھر سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت کے دو ٹکڑے ہوگئے اور دونون سلطنتونمین کفر اور بت پرستی نے تخمیناً ڈھائی سو برس تک وہ زور پکڑا کہ آخر کے عہد مین بعل بت کے لیئے ہر جگہہ مذبح بنائے گئے اور بیت المقدس کے دروازے بند ہوگئے اور اس عرصے مین دو بار حملے بھی ہوے چنانچہ ایکبار سلطان مصر نے چڑھائی کرکے بیت المقدس کو لوٹکر تباہ کردیا اور تمام چیزین لیگیا اور ایکبار اسرائیل کا ایک مرتد بادشاہ چڑھ آیا اور اُسنے بھی ایسا ہی کیا المختصر سلیمان کے بعد سے تخمیناً چار سو برس تک یہ حال رہا کہ ایک مدت تک چند بادشاہ مشرک اور مرتد ہوکر دین موسوی کو برباد کرتے رہے اور بیچ مین ایک دو دیندار بھی ہوگئے آخر کار منسا کے عہد مین تو از حد کفر اور بت پرستی ہوئی چنانچہ خاص بیت المقدس مین بت دھرے گئے یہانتک کہ جب یوسیاہ بن آمون تخت پر بیٹھا اور صدق دل سے بت پرستی سے توبہ کرکے دین موسوی کیطرف متوجہ ہوا تورات کو بہت ڈھونڈا لیکن باینہمہ اُسکو تورات کا پتا نہ ملا مگر اٹھارہوین سال خلقیاہ کاہن نے دعوٰی کیا کہ مجکو نسخہ تورات بیت المقدس مین سے دستیاب ہوا ہے اور اُسنے بذریعہ ساطافن کاتب کے وہ نسخہ یوسیاہ کو دیا کہ جسکو سنکر یوسیاہ کو بنی اسرائیل کے گناہ پر بڑا رنج ہوا (بظاہر سمجھہ مین نہین آتا کہ باوجود اس تجسس کے نہ بادشاہ کو نہ کسی اور کو بیت المقدس مین نسخہ تورات ملا خلقیا کو ملگیا پس قطعی یہ ہے کہ اتنی مدت تک خلقیا حضرت موسےٰ کے حالات و دیگر حکایات کو اپنے طور پر جمع کرتا رہا جب مرتب ہوگیا تو یہ دعوٰی کیا) پس جب یہ بادشاہ مرگیا تو اسکی جگہہ اسکا بیٹا یہوآحز تخت پر بیٹھتے ہی مرتد ہوگیا اور کفر پھیلا دیا مگر اُسکو تھوڑے ہی دنون بعد شاہ مصر نے گرفتار کرلیا پھر اُسکے بعد اسکا بھائی یہویقیم تخت پر بیٹھا وہ بھی مرتد ہوا اُسکے بعد اُسکا بیٹا یہویکین مرتد تخت پر بیٹھا تو بابل کا بادشاہ بخت[1] نصر اُسکو گرفتار کرکے لیگیا اور بیت المقدس کو خراب کرگیا اور اُسکے چچا صدقیاہ کو اُسکی جگہ قائم کرگیا پس جب اُسنے بھی بخت نصر سے بغاوت کی تو دوبارہ بخت نصر نے چڑھائی کی پھر تو بیت المقدس کو بالکل منہدم کردیا اور ہزارہا بنی اسرائیل کو تہ تیغ کیا اور بیشمار کو غلام بناکے لیگیا اور جلیل اور اور شلیم کو بھی مسمار کرگیا اس حادثہ مین تورات (اگر فرض کیا جاوے کہ وہ باقی تھی ورنہ وہی تصنیف خلقیاہ) اور تمام کتابین روے زمین سے بالکل معدوم ہوگئین چنانچہ اس بات کا اہل کتاب کو اقرار ہے۔ پھر اسکے بعد حضرت عزیر علیہ السلام نے حضرت عیسےٰ سے چار سو چھپن برس پیشتر پھر جو کچھ اپنی یاد پر لکھا تھا (کہ جسکو اہل کتاب تورات کہتے ہین گو وہ بھی غلطی سے خالی نہ تھا کیونکہ سفر اول اور دوم کتاب تاریخ کو حضرت عزیر نے بقول اہل کتاب حجی اور زکریا علیہم السلام کی مدد سے لکھا ہی اُسمین اولاد بنیامین کے بیان مین تورات کا خلاف کیا ہے تورات مین جو غلطی سے دس لکھ گئے ہین اُنکو کبھی تین اور کبھی پانچ بتلایا ہے) وہ بھی شاہ انٹیوکس کی چڑھائی مین برباد ہوگیا یہ حادثہ حضرت مسیح سے ایکسو اکسٹھ[161] برس پیشتر یہود پر گذرا ہی اور ساڑھے تین برس تک رہا ہی جیساکہ کتب تواریخ سے ظاہر ہی باب اول کتاب اول

[1] جسکو بنوکدنضر بھی کہتے ہین چنانچہ کتاب السلاطین کی جلد دوم ۲۴ باب مین اس واقعہ کی تصریح ہے ۔ ۱۲ منہ

مقابیس مین یہ ہے کہ انٹیوکس شاہ فرنگ نے اور شلیم پر چڑھائی کی اور عہد عتیق کی[۵۱] تمام کتابون کو جلا دیا اور حکم دیا کہ جسکے پاس یہ کتابین نکلینگی یا کوئی رسم شریعت بجالا دیگا قتل کیا جاویگا اور ہر مہینہ مین تین بار خانہ تلاشی کرتا تھا انتہے ملخصا۔ اور ملنسر کا ملک بھی اپنی اس کتاب مین جو ۱۸۴۴ء مین بلدہ ڈربی مین چھپی ہو اسکے ۱۵ صفحہ مین لکھتا ہی کہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ اصل نسخہ تورات اور اسیطرح اصل نسخے اور عہد عتیق کے بخت نصر کے ہاتھ سے شہر اور شلیم اور ہیکل کی بربادی کیوقت جاتے رہے اور صحیح نقلین انکی پھر عزرا کے طفیل سے بہم پہنچین تو انٹیوکس کے حادثہ مین تلف ہوگئین پھر مسیح اور حواریونکی شہادت بغیر انکی تسلیم کے کوئی صورت نہ تھی انتہے ملخصا اس زمانہ پر قیاس کرکے وہ سب کیونکر تلف ہوسکتین کیا اب کوئی بادشاہ روم اور عرب کے قرآن جلاے تو فارس اور کابل اور ہندوستان کے کیونکر جلا سکتا ہے (ہدایت المسلمین) قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اول تو اُس زمانہ مین عہد عتیق کا اگر کچھ وجود ہوگا تو غایتہ ایک یا بالفرض محال دو نسخے ہونگے کچھ مطابع تو تھے ہی نہین کہ ہزارونکی نوبت پہنچی ہوگی یا کاغذ پر صدہا قلمی لکھی گئی ہونگی کیونکہ کاغذ نہ تھا نہ کتابت کا اسقدر رواج تھا کمامر دوم یہودیونکا تو ہمیشہ سے ایک ملک مخصوص چلا آیا ہے اُس زمانہ تک وہ تمام جہان مین کہان پھیلے تھے جو اہل اسلام اور قرآن پر قیاس کیا جاوے۔ اس امر کی تصدیق اس سے بھی بخوبی ہوسکتی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے صحیفے عالم سے مفقود ہوگئے اسیطرح انبیاء بنی اسرائیل کی بہت وہ کتابین کہ جنکا ذکر عہد عتیق مین ابتک پایا جاتا ہے ان حوادث مین روے زمین سے معدوم ہوگئین اور وہ یہ ہین (۱) موسے کا جنگنامہ جسکا ذکر سفر عدد کے ۱۱ باب ۱۴ آیت مین ہے (۲) کتاب الیسر جسکا ذکر کتاب یوشع کے ۱۰ باب ۱۳ آیت مین ہے (۳) اور (۴) اور (۵) سلیمان علیہ السلام کی تین کتابین تھین ایک کے پندرہ سو رلوات تھے دوسری مخلوقات کی تاریخ تھی تیسری مین تین ہزار امثال تھین کہ جنمین سے کسیقدر امثال ابتک باقی ہین ان تینونکا ذکر کتاب اول سلاطین کے ۴ باب کے ۳۲ اور ۳۳ آیت مین ہے (۶) کتاب قوانین سلطنت صموئیل کی تصنیف جسکا ذکر اول کتاب صموئیل کے ۱۰ باب ۲۵ آیت مین ہے (۷) تاریخ صموئیل (۸) تاریخ ناتھن نبی کی (۹) تاریخ غیب مین نبی کے دادا کی ان تینون کا ذکر اول کتاب التواریخ کے ۲۹ باب ۳۰ آیت مین موجود ہے (۱۰) کتاب سمعیا کی (۱۱) کتاب عیدو غیب مین کی (۱۲) کتاب اخیاہ نبی کی (۱۳) مشاہدات عیدو غیب مین کے ان دونونکا ذکر دوم کتاب تواریخ کے ۹ باب ۲۹ آیت مین ہے (۱۴) یاگہو نبی کی کتاب اسکا ذکر دوم کتاب تواریخ کے ۲۰ باب ۳۴ آیت مین موجود ہے (۱۵) اشعیا نبی کی کتاب کہ جس مین شاہ عزیاہ کا اول سے آخر تک حال مندرج تھا اسکا ذکر دوسری کتاب التواریخ کے ۲۶ باب ۲۲ آیت مین ہے (۱۶) حرقیاہ نبی کے مشاہدات اسکا ذکر دوسری کتاب التواریخ کے ۳۲ باب کی ۳۲ آیت مین ہے (۱۷) مرثیہ ارمیا کا یوشیا پر علیہما السلام اسکا ذکر دوم کتاب التواریخ کے ۳۵ باب کی ۲۵ آیت مین ہے (۱۸) کتاب تواریخ الایام اسکا

[۵۱] اسکی تصدیق اس بات سے بخوبی ہوتی ہے کہ جب بخت نصر نے عہد عتیق کو کہ جو صدہا سال سے یہود مین چلا آتا تھا نیست و نابود کر دیا تو عزرا کو اگر عزیر علیہ السلام نہ ہوتے تو بقول اہل کتاب پھر تورات کا صفحہ عالم پر کوئی نشان بھی نہ رہتا پس انٹیوکس کا فاصلہ تو بقول عماد الدین چار سو برس کا تھا اور یہود کو اگلے زمانہ کا سا عروج بھی اس عرصہ مین نہوا تھا اسمین کسیطرح سے احتمال بھی نہین ہوسکتا کہ یہود کے ہان تورات کے صدہا اور ہزارہا نسخے پھیلگئے ہونگے اور شرقاً غرباً پہنچ گئے ہونگے تاکہ یہ کہا جاوے کہ انٹیوکس کے فساد سے تمام نسخے کیونکر معدوم ہوسکتے ہین پس جسطرح بخت نصر نے کچھ کم ہزار برس کا نسخہ تورات اپنے دوسرے حملے مین معدوم کر دیا تو انٹیوکس نے چار سو برس کے نسخہ عزیر کو تو سارے ہے تین برس کے

ذکر کتاب نحمیا کے باب ۱۲ کی ۲۳ آیت مین ہے۔ اور دو کتابین یوسیفس مورخ خرقیال علیہ السلام کی اور بتلاتا ہے اب یہ کل ۲۰ کتابین ہین کہ جنکے مفقود ہونیکا تمام علماء اہل کتاب اقرار کرتے ہین اور افسوس ظاہر کرتے ہین۔ مگر آجکل کے کرسٹین بقول شخصے مدعی سست گواہ چست یہ بات بناتے ہین کہ یہ کتابین الہامی نہ تھین اسلیے متقدمین نے انکو محفوظ نرکھا اور اسیطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آٹھ کتابین اور تھین کہ بعض سے عیسائیون کے بزرگون نے سند پکڑتی ہین انمین سے بھی اکثر مفقود ہین انکے یہ نام ہین (۱) گیارہ زبور (۲) ایوب کی دوسری کتاب (۳) کتاب مشاہدات (۴) پیدائش کی خورد کتاب (۵) کتاب معراج (۶) کتاب الاسرار (۷) کتاب ٹسٹمنٹ (۸) کتاب الاقرار[1] چنانچہ ارجن لکھتا ہے کہ درس ۷ باب ۳ اور درس ۵ باب ۱۲ گلاتیون مین پولوس کتاب پیدائش سے نقل کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ درس ۹ نامہ یہود کا کتاب المیراج سے منقول ہے اور لارڈ نرفی اپنی تفسیر کی جلد دوم صفحہ ۱۱۲ مین اسکو نقل کیا ہے علاوہ اسکے اورون سے بھی سند پکڑی ہو تو کچھ تعجب نہین ہے پادریان حال کا یہ جواب کہ یہ الہامی نہ تھین عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ الہامی نہونیکی صرف یہ وجہ کہتے ہین کہ یہ تاریخی کتابین ہین انبیاء نے لکھی تھین انمین الہام کو دخل نہ تھا **اقول** یہ کتابین کہ جنکو اہل کتاب اب مانتے ہین انہین انبیاء کی تصنیف ہین انمین کہین نہین کہا ہے کہ ہم الہام سے لکھتے ہین علاوہ اسکے تاریخ نویسی مین الہام کے کیا معنی؟ اگر یہ مراد ہے کہ سچے واقعات تو پھر ان کتب کی کیا خصوصیت ہے؟ جسقدر دنیا مین سچی تاریخین ہین سب الہامی ہین اور اگر یہ مراد کہ انمین اور مورخون کی طرحسے راویون اور کتابون کے حوالہ سے درج نکیا جاوے بلکہ ایک انکشاف الہی سے لکھا جاوے تو اس صورت مین بھی یہ کتابین جواب الہامی مانی گئی ہین الہامی نہین کیونکہ لوقا اور مرقس سب راویونکے ذریعہ سے حالات لکھتے ہین اور ان کتب مسلمہ مین تاریخی کتابونکے حوالے ہین اور کوئی الہام کی صورت تاریخ نویسی مین سمجھ مین نہین آتی کہ جو ان کتابون مین ہے اور وہ نہین نہ تھی باوجود اسکے انکے بھی یہی لوگ مصنف ہین۔ پس فرق بتلانا پادریونکے ذمہ ہے ورنہ رجما بالغیب باتون کیطرف ہم کان بھی نہین رکھینگے جبکہ آپ کو یہ حال معلوم ہو چکا تو اب مین چند دلائل منصفانہ بیان کرتا ہون کہ جنسے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاے کہ یہ کتابین حضرت موسیٰ کی تصنیف نہین (۱) ان کتابون مین بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہین کہ جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کے بہت بعد یہ کتابین لکھی گئی ہین **شاہد اوّل** کتاب استثناء کا ۳۴ باب تو یہی کہہ رہا ہے کہ موسے کے صدہا سال بعد کوئی شخص اسکا مصنف ہے چنانچہ اسمین یہ ہے۔ سو موسیٰ خداوند کا بندہ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین مین مرگیا اور اُسنے اُسی موآب کی ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اُسکی قبر کو نہین جانتا انتہے **شاہد دوم** درس ۳۱ باب ۳۵ کتاب پیدائش کا یون ہے پھر بنی اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ عیذر کے ٹیلے کے اُس پار استادہ کیا انتہے۔ حالانکہ عیذر نام اُس منارہ کا ہے جو شہر یروشلم کے دروازہ پر تھا حضرت موسے کے عہد مین اسکا کہین نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ صدہا برس بعد بنایا گیا **شاہد سوم** درس ۳ باب ۲۱ کتاب گنتی کا یہ ہے چنانچہ یہواہ نے بنی اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیونکو گرفتار کروادیا اور انہون نے انہین اور اُنکی بستیونکو حرم کردیا اور اُس نے اُس مکان کا نام حرمہ رکھا انتہی۔ حالانکہ یہ واقعہ حضرت موسیٰ کیا بلکہ حضرت یوشع کے بعد واقع ہوا ہے کیونکہ موسیٰ تو اپنی زندگی مین کنعان تک پہنچے بھی نہ تھے بستیونکا حرمہ کرنا تو کجا؟ ان مقامات پر مفسرین اہل کتاب عاجز ہو کر یہ کہتے ہین کہ یہ جملے الحاقی ہین اور اُنکو

[1] اظہار الحق صفحہ ۲۱۴ جلد اول مطبوع مطبع سلطانیہ ۱۲۸۴ھ ہجری۔ ۱۲ منہ

حضرت عزیر نے ملا دیا ہے مگر یہ جب قبول ہوتا کہ اُسکا کوئی ثبوت کافی ہوتا اور نہ بے تک عزیر کا نام لے دینا فضول ہے کسی جگہہ اُنہون نے یہ نہین کہا کہ فلان فقرہ میرا ہے اور نہ کوئی فرق کے لیے نشان لکھا بلکہ تمام کلام متصل یکسان ہے (۲) زبور اور کتاب حزقیا اور یرمیا اور حزقیل کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت مین بھی تصنیف کا طرز اور مصنفونکے محاورات ایسے ہی تھے کہ جو اب ہین کہ جہان مصنف اپنا حال لکھتا ہے تو متکلم کے صیغے بولتا ہے گو کسی جگہہ بلفظ غائب بھی تعبیر کرتا ہو مگر اس تورات مین تو ابتدا سے لیکر انتہا تک کسی مقام پر بھی متکلم کا صیغہ نہین بولا بلکہ جو کوئی تورات کو اور کسی تاریخ کے ساتھ (کہ جسمین کسی مورخ نے کسیکے حال کو سالہا سال بعد لکھا ہے) مقابلہ کریگا سر مو تفاوت نپاویگا اور یہی حال باقی نبیونکی کتابونکا ہے اگرچہ سب الفاظ کا نقل کرنا مشکل ہے مگر نظیر کے طور پر کسقدر نقل کرتا ہون اباب ۲ ورس خروج کا یہ ہے اُن دنون مین یون ہوا کہ جب موسیٰ بڑا ہوا الخ ۱۵ جب فرعون نے یہ سنا تو چاہا کہ موسے کو قتل کرے پر موسے فرعون کے حضور سے بھاگا الخ ۲۱ تب موسیٰ اس شخص کے گھر رہنے پر راضی ہوا۔ اول سے لیکر آخر تک تمام کتاب مین یہی طور ہے علاوہ اسکے اور تمام کتابونکا (کہ جنکو وہ انبیا کیطرف منسوب کرتے ہین) یہی حال ہے چنانچہ کتاب یشوع کی یہ عبارت ہے۔ جب خداوند کا بندہ موسیٰ مرگیا تو یون ہوا کہ خداوند نے نون کے بیٹے یشوع کو جو موسے کا خادم تھا مخاطب کرکے فرمایا الخ۔ باب ۲۔ تب نون کے بیٹے یشوع نے شطیم سے دو مرد بھیجے الخ کتاب روت مین بھی کوئی شخص نامعلوم نعومی یہودیہ کی بہو مسماۃ روت کا قصہ بیان کر رہا ہے چنانچہ اسکی یہ عبارت ہے۔ اور نعومی کا شوہر الیملک مرگیا وہ اور اُسکے دونون بیٹے باقی رہ گئے تھے اُن دونون نے موآب کی عورتون مین سے جو روان کین ایک کا نام عرفہ اور دوسری کا نام روت تھا الخ اسیطرح کتاب صموئیل کا بھی عنوان صاف صاف بآواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی اور شخص صموئیل کے قصہ کو لکھ رہا ہے چنانچہ صموئیل کی والدہ حنہ کا تمام قصہ لکھکر یہ مورخ کہتا ہے (۲۰) اور ایسا ہوا کہ حنہ کے حاملہ ہونیکے بعد جب دن پورے ہوئے وہ بیٹا جنی اور اُسکا نام صموئیل رکھا الخ وقس علیہ الباقی (۳۰) ان کتابون مین بہت سے ایسے مضامین پائے جاتے ہین کہ جنسے خدا پاک کی ذات مقدس مین اور اُسکے ملائکہ کرام اور انبیاء علیہم السلام مین سخت عیب لگتا ہے اور کتب الٰہیہ کی شان سے یہ نامکن ہے کیونکہ اُن سے ہدایت مقصود ہوتی ہے نہ ضلالت پس ثابت ہوا کہ یہ الہامی نہین ہین شاہد اول کتاب پیدایش کے اباب ورس ۲۶ سے ثابت ہے کہ خدا نے آدم کو اپنے ہمشکل بنایا۔ اور کئی مقام سے بھی یہی ثابت ہے جس سے لازم آیا کہ خدا تعالیٰ مجسم اور حادث ہے تعالی اللہ عن ذلک سوال قرآن مین بھی تو خدا کے لیے منہ اور ہاتھ ثابت کیا ہے جواب اسمین اور جسمانیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے اسکی تفصیل پہلے ہم کر چکے ہین شاہد دوم۔ کتاب پیدائش کے باب ۳ ورس ۲۲ مین یہ ہے۔ اور خداوند نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند ہوگیا اور اب ایسا نہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے کچھ لیوے اور کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے انتہے۔ یہانسے کئی برائیان ثابت ہوئین۔ (۱) کہ کئی خدا ہین (۲) کہ علم و ادراک مین آدم خدا کی مانند ہوگیا (۳۰) یہ کہ خدا کو آدم کے ہمیشہ جینے سے اندیشہ اور خوف پیدا ہوا شاہد سوم اسی کتاب کے باب ۶ ورس ۵ و ۶ مین ہے۔ تب خداوند زمین پر انسان

وجہ سوم

شاہد اول

شاہد دوم

شاہد سوم

۱۵ دہلی مین ایک حنفیہ کرسٹان تورات کو اصلی ثابت کرنیکے لیے ان تمام عیوب کو ذات باری مین تسلیم کرتا ہے اور ان آیات واحادیث کو (کہ جنکے معنی علماء متکلمین نے بالاتفاق بسطح بیان کیے ہین جیسا کہ مفسر نے بیان فرمایا اور تمام اہل اسلام اسپر متفق ہین کہ وہ جسمانیت اور مکانیت اور شکل و صورت و مثل سے پاک ہے یہ جاہل نہین مانتا جیسا کہ اسکے بیچ گیچ سے ظاہر ہے

شاہد چہارم

پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا انتہے۔ یہان سے اُسکی جہالت اور عاجزی ثابت ہو شاہد چہارم کتاب خروج کے باب ۱۶ اور باب ۲۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ اور کتاب دوم صموئیل کے باب ۲ اور ۲۲ اور کتاب خروج کے باب ۲۴ اور کتاب اول سلاطین کے باب ۲۲ وغیرہ مقامات مین تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی مین اُترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا۔ اور اُسکے مُنہ سے آگ اور نتھنون سے دھواں نکلا۔ اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اُڑا اور اسرائیل کے ستر لوگون نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ مین خدا کو (کرسی پر بیٹھے) دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اُسکا لباس برف سا سفید اور اُسکے سر کے بال صاف ستھرے اُون کی مانند تھے۔ اِن خرافات کا کچھ ٹھکانا ہو شاہد پنجم کتاب پیدایش کے باب ۳۲ درس ۲۴ مین ہے کہ یعقوب سے صبح صادق

شاہد پنجم

تک تمام رات خدا کشتی لڑتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر برکت کے لیے جانے نہ دیا۔ اور باب اول فصل سوم مفتاح الاسرار مین

شاہد ششم

پادری فنڈر صاحب اس کشتی لڑنیوالیکو خدا کہتے ہین شاہد ششم کتاب خروج کے باب ۲۰ درس ۵ اور باب ۳۴ درس ۷ اور کتاب یرمیاہ باب ۳۲ درس ۱۸ مین تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادون کے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے۔ واہ کیا انصاف ہو کرے کوئی بھرے کوئی۔ سبحان اللہ عما یصفون۔ ملائکہ کی نسبت کتاب پیدایش کے ۱۸ باب ۸ درس مین یہ ہو۔ پھر اُسنے گھی اور دودھ اور اُس بچھڑے کو جو اُسنے پکوایا تھا لیکے اُنکے سامنے رکھا اور آپ اُنکے پاس درخت کے نیچے کھڑا رہا اور انہون نے کھایا انتہے پس جب فرشتون نے کھایا پیا تو تمام شہوانی باتین جو تغذیہ کو لازم ہین پائی گئین پھر قدوسیت ملائکہ کہان رہی ۹ اب انبیاء کی نسبت سنیے شاہد اوّل کتاب پیدایش کے ۹ باب مین ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام شراب پیکر بدمست اور بدحواس ہوئے کہ تمام ستر برہنہ ہو گیا اور اُنکے بیٹون نے ڈھانکا۔

انبیاء کی جہالت

شاہد دوم۔ کتاب پیدایش کے ۱۹ باب مین ہو کہ حضرت لوط نے شراب پیکر اپنی دونون بیٹیون سے زنا کیا اور یہ معاملہ دو بار وقوع مین آیا

شاہد سوم حضرت یعقوب علیہ السلام نے بکری کے بچونکی کھال ہاتھون پر لپیٹکر جھوٹ بولا اور اپنے باپ اسحاق کو دھوکا دینے کو اپنا نام عیص بتلایا یہ کتاب پیدایش کے ۲۷ باب مین مذکور ہے شاہد چہارم کتاب پیدایش کے ۳۴ باب مین مذکور ہے کہ حمور کے بیٹے سکم نے حضرت یعقوب کی بیٹی دینہ سے زنا کیا اور یعقوب کے بیٹون نے اس سے یہ مکر کیا کہ تو اور تیری تمام قوم اگر ختنہ کرے تو دینہ کی شادی تجھ سے کر دین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا اور ان نبی زادون نے ایسا موقع پاکر اُسکو اور اُسکی تمام قوم بیگناہ کو نہایت بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور اُنکی بیویون اور بچونکو غلام بنایا مگر حضرت یعقوب نے منع کرنا تو درکنار اس نالایق حرکت پر اپنی ناراضی بھی ظاہر نہ کی شاہد پنجم کتاب خروج کے ۳۲ باب مین ہے کہ بنی اسرائیل کے کہنے سے موسے کی غیبت مین ہارون علیہ السلام نے زیور کا ایک بُت بنایا اور تمام بنی اسرائیل سے اُسکو پُجوایا اور اُسکے لیے قربانیان گزرانے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ یہ تمہارا وہ معبود ہے کہ جو تمہین مصر کی زمین سے نکال لایا انتہی یہ وہ ہارون ہین کہ جنہون نے بالمشافہ خدا تعالیٰ کو دیکھا اور اُس سے کلام کیا تھا اور اُنکے لیے خدا کے گھر کی کہانت مقرر ہوئی تھی۔ اسپر یہ بت پرستی توبہ توبہ شاہد ششم صموئیل کی

شاہد ششم

دوسری کتاب کے ۱۱ باب مین ہو کہ حضرت داؤد اپنے بام پر چڑھے اتفاقاً اور بیاہ کی جورو بنت سبع کو نہاتے دیکھکر اسپر فریفتہ ہو گئے اور آدمی بھیجکر اُسکو بلوایا اور اُس سے زنا کیا کہ جس سے وہ عورت حاملہ ہوئی پھر اُسکے خاوند کو ایک مکر و تدبیر کرکے مروا ڈالا اسپر ناتن نبی کی معرفت

فرق مراتب علیہ السلام

ل ان سب باتونکو بھی وہ خفیہ کرشان تسلیم کرتا ہو جیسا کہ جواب تفسیر حقانی اور پنج گنج وغیرہ رسائل سے ثابت ہو مسلمانونکو اس منافق کے فریب سے کہ جو بلباس اسلام دھوکا دینا ہی چنا

داؤد پر بڑی زجر و توبیخ ہوئی تھی۔ یہ وہ داؤد ہین کہ جنکی تصنیف زبور کتب مقدسہ مین شامل ہے اور جو عیسائیونکے خدا کے جد امجد ہین اور جو خدا کی پیروی کرنے والے ہین اُسپر یہ حرامکاری اور یہ مکاری العیاذ باللہ شاہد ہفتم کتاب اول سلاطین کے ۱۱ باب مین ہے کہ حضرت سلیمان نے باوجود سخت ممانعت کے موابی اور عمونی وغیرہ بت پرست عورتونکو بیوی بنایا اور خواہش نفسانی کو یہ طغیانی ہوئی کہ سات سو بیگمات اور تین سو حرمون تک نوبت پہنچی اور پھر ان پر یہانتک عاشق اور مریدزن ہوے کہ بتونکی طرف مائل اور تعمیر بتخانون مین مصروف اور شامل ہوگئے اور آخر عمر مین ایمان کو بھی سلام کر گئے انتہے ملخصاً یہ وہ سلیمان ہین کہ جنکی تصنیفات امثال و غزل الغزلات اہل کتاب مین الہامی مانی جاتی ہین اور جنکے لیے خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ دیکھ مین نے عاقل اور سمجھدار دل تجھکو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہوا اور تیرے بعد تجھسا برپا نہوگا (کتاب اول سلاطین باب ۳ ورس ۲) اسی قسم کے اور بہت سے شواہد ہین ف قرآن مجید مین خدا تعالیٰ نے ان مقامات مین ان ناپاک باتون کے انتساب سے بھی اپنی ذات مقدسہ اور ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کو بچایا ہے (وجہ چہارم) ان کتابون مین باہم ایسے مضامین متعارض پاے جاتے ہین کہ جو الہامی کتابونکی شان سے ازبس بعید ہین۔ اور مواضع متعارضہ مین سے ایک کا غلط ہونا بدیہی ہے۔ ان مواقع مین مفسرین اہل کتاب لاچار ہوکر یہ کہدیتے ہین کہ یہ ہوکاتب ہے چنانچہ ایسے ہوکاتب کہ جنکو ویرسیوس ریڈنگ کہتے ہین خود پادری فنڈر صاحب نے مباحثہ دینی مطبوعہ اکبرآباد مین لاکھ سے بھی زیادہ تسلیم کیے ہین چنانچہ صفحہ ۵۳ مین لکھتے ہین کہ گریسباخ نے ایسے غلط مقامات ایک لاکھ پچاس ہزار گنے ہین۔ اور انسائی کلوپیڈیا برینٹکا کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر مین لکھا ہے کہ فاضل ولٹیلین نے ایسے مقامات دس لاکھ سے زیادہ گنے ہین انتہے۔ اب جبکہ ایسے بڑے بڑے محققین اقرار کرتے ہین تو کسی آجکل کے کرسٹین یا نئے پادری کا انکار کیا وقعت رکھتا ہے؟ اثبات تحریف کے لیے ہمکو نہ اب اُن مقامات کے نقل کرنیکی ضرورت ہے نہ عماد الدین کے ان جوابونکی خاک اڑانیکی حاجت ہے (کہ یہ کاتب کی بھول ہے غلطی عمداً ظہور مین نہین آئی (۲) دس بیس باتین کسی سچی کتاب جعلی نکل آنے سے وہ کل کتاب کیونکر جعلی ہوسکتی ہے (مقامات تعارض مین یہ جوابات ہین) ایک جگہ یون ہوا تو پھر کیا اور دوسری جگہ برخلاف آگیا تو کیا ہوا مطلب واحد ہے (۳) ان باتون سے تحریف کیونکر ثابت ہوگئی (۴) مولوی رحمت اللہ مطلب نہین سمجھے (۵) اچھا اگر ایسا تعارض ہوا تو پھر کیا اس سے کہین کتب مقدسہ مین عیب لگ سکتا ہے) کیونکہ یہ ایسے بساندے جواب ہین کہ جنسے ہر دانشمند کو یقین کامل ہوجاتا ہے کہ درحقیقت یہ کتابین جعلی ہین (وجہ پنجم) ان کتابونکا طرز و طریق فحش آمیز اور نہایت غیر مہذب ہے جو روح کے تقاضا پورا کرنیسے بالکل عاری ہے بلکہ قواے شہوانیہ اور خیالات شیطانیہ کے جلا دینے کے لیے ایک عمدہ نسخہ ہے مین بطور نمونہ کے کسیقدر عبارتین نقل کرکے دکھاتا ہون کتاب یسعیاہ کے ۴۲ باب مین خدا کا کلام یہ ہے۔ مین بہت مدت چپ رہا مین خاموش ہورہا آہ پر روکتا گیا پر اب مین اُس عورت کیطرح جسے درد زہ ہو چلاؤنگا اور ہانپونگا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لونگا۔ اور نوحہ یرمیاہ کے باب ۳ مین خدا کو ریچھ اور شیر بتایا ہے کتاب حزقیل کے ۲۳ باب مین یہ ہے خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اُسنے کہا اے آدم زاد دو عورتین تھین جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئین انہون نے مصر مین زناکاری کی وے اپنی جوانی مین یار باز ہوئین وہان اُنکی چھاتیان ملی گئین اور وہان اُنکے بکر کی پستان چھوئی گئی انمین کی بڑیکا نام اہولہ

اور اُسکی بہن اہولیبہ سے میری جوروان ہوئین اور بیٹے بیٹیان جنین الخ معاذ اللہ مرد الہامی کو کیا بنی تھی کہ اُسنے ایسی فاحش باتین لکھکر اپنی کتاب کو نے اعتبار کیا۔ کتاب یرمیاہ کے ۳ باب مین ہے کہاوت ہو کہ کوئی مرد اگر اپنی جورو کو نکالے اور وہ وہان سے جاکے دوسرے مرد کی ہوجاے کیا وہ پہلا اُس پاس پھر جائیگا کیا وہ زمین ناپاک نہوگی لیکن تو نے بہت یارونکے ساتھ زنا کیا تب بھی میری طرف پھر آ انتہے ماناکہ یہان کچھ اور مراد ہے مگر کلام مین بڑا فساد ہے کتاب یسعیاہ کے ۲۳ باب مین ہے اور وہ پھر خرچی کے لیے جائیگی اور ساری زمین کی مملکتون سے زنا کریگی لیکن اسکی تجارت اور خرچی خداوند کے لیے مقدس ہوگی الخ بلکہ اُسکی تجارت کا حاصل انکے لیے ہوگا جو خداوند کے حضور رہتے ہین کہ کھاکے سیر ہوون نفیس پوشاک پہنین الخ مقدس لوگونکو کیا پاک مال کھلایا اور کیسی پوشاک پہنوائی الہامی بیان اسیکو کہتے ہین کتاب حزقیل کے ۲۳ باب مین یہ ہے ۱۹ - تسپر بھی اُسنے اپنی جوانی کے دنون کو یاد کرکے (جبکہ وہ مصر کی زمین مین چھنالا کرتی تھی) زناکاری پر زناکاری کی (۲۰) سو وہ پھر اپنے یارون پر مرنے لگی جنکا بدن گدھونکا سا بدن اور جنکا انزال گھوڑونکا سا انزال تھا انتہے - غزل الغزلات کے ۴ باب ۱ مین یہ ہے - میری بہن میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے انتہے اور اسی قسم کی اور بہت تشبیہات فحش آمیز ہین کہ جنکے پڑھتے وقت گرجا مین پادری لوگ بلاشک آنکھین نیچی کرلیتے ہونگے وجہ ششم محققین اہل کتاب کا ان کتابونکے مصنفونکی بابت اور اُنکے زمانہ تالیف کی بابت سخت اختلاف ہی جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ محض تخمینی طور پر ان کتابونکو اپنے انبیاء کی تصنیف بتلاتے ہین نہ کوئی اُنکے پاس مؤلفین تک سند متصل ہی نہ کوئی اور دلیل قابل تسکین ہے بلکہ صرف قیاس اور تخمین ہے - تورات کی نسبت سگندر گیدس کا قول انسائی کلوپیڈیا مینی کی دسوین جلد مین یون منقول ہی کہ مجکو یقینی طور سے تین باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ تورات موجودہ ہرگز موسے کی تصنیف نہین (۲) یہ کہ کسی شخص نے اسکو کنعان یا اور سلیم مین موسی کے بہت مدت بعد لکھا ہے (۳) یہ کہ اسکی تالیف داؤد کے زمانہ سے پہلے کی نہین ہے - اور کتاب یوشع کی نسبت بھی بڑا اختلاف ہے بعض لوگ تو اسکو تصنیف یوشع کی کہتے ہین اور ڈاکٹر لائٹ فٹ اسکو فینحاس کی تصنیف بتلاتے ہین اور کالون عزرا کی تصنیف کہتے ہین اور ڈنئل صموئیل کی اور ہنری ارمیاہ کی تصنیف کہتے ہین - اسیطرح قاضیون کی کتاب مین بھی بہت اختلاف ہے - بعض کہتے ہین حزقیل کی اور بعض ارمیاہ کی اور بعض عزرا کی اور بعض فینحاس کی کہتے ہین حالانکہ عزرا اور فینحاس مین تخمینا نو سو برس کا فاصلہ ہے اسلیے یہود لاچار ہوکر لے تاک اسکو صموئیل کی تصنیف بتلاتے ہین - کتاب راعوث مین بھی سخت اختلاف ہے بعض کہتے ہین حزقیا کی تصنیف ہی اس تقدیر پر یہ الہامی نہین اور بعض کہتے ہین عزرا کی تصنیف ہی یہود اور اکثر عیسائی صموئیل کی تصنیف کہتے ہین اور کالمک ہرلڈ کی ساتوین جلد کے صفحہ ۲۰۵ مین ہی کہ راعوث کی کتاب ایک گھر کا دکھڑا سا ہے اور یونس کی کتاب محض کہانی ہے یعنی دونون غیر معتبر ہین - کتاب نحمیا مین بھی اختلاف ہی اکثر کہتے ہین نحمیا کی تصنیف ہی اور کریزاسٹم وغیرہ عزرا کی کہتے ہین لیکن اسمین دارا شاہ ایران کا بھی ذکر ہے جو نحمیا کے سو برس بعد ہوا ہے اسلیے لاچار ہوکر اس باب کو الحاقی کہتے ہین - کتاب ایوب مین

۵۱ انجیل کے پادری مسلمانونسے سند متصل کا لفظ تو سیکھ گئے ہین مگر معنی سے ہنوز بیخبر ہین باوجود بڑی بڑی لن ترانیون کے کسی پادری صاحب نے آجتک اپنے سے لیکر کسی کتاب کے مؤلف تک سلسلہ وار متصل سند نہ لکھی کاش دس بیس جھوٹے ہی نام فرض کرکے پادری عماد الدین یہ لکھدیتے کہ یہ تورات جبکہ پہلے صاحب سے اور انکو ڈاکٹر ہل سے اور انکو ڈاکٹر کرٹل سے الخ پہنچی کیونکہ جھوٹ تو پولوسی مذہب کا مدار ہی - اور یون تو بقول شخصے مین مرون نہین میرا بھائی مرو بڑی شیخیان بگھاری ہین کہ فلان صاحب نے کتاب الاسناد مین سند لکھی ہی خیر سند کو چھوڑ کوئی ہزار برس کا پرانا نسخہ ہی ہاتھ اور جو پرانے نسخے عبری کے گنواے ہین تو محض وہم باطل ہی ہے - جنکو یہ پرانا نسخہ کہتے ہین غایتہ آٹھسو برس کا ہی اور یہ آٹھسو برس بھی بہت پرانے اور پھٹے ورق دیکھکر کہے جاتے ہین ورنہ یہ بھی کیا دلیل ہی ۹ - گوشمند کے مارے پادری لوگ مُنہ سے نہ کہین مگر دلمین تو ہمارے قول کی خوب تصدیق کرتے ہین ۱۲ منہ ۵۲ یہ شخص عیسائیون مین بڑا محقق ہے - ۱۲ منہ

مین بھی نہایت اختلاف ہے میکاٹلس اور شمار اور تسب اسٹاک وغیرہم کہتے ہین کہ ایوب ایک فرضی نام ہے اور یہ کتاب جھوٹی کہانی ہے اور جو ایوب کا وجود مانتے ہین تو وہ اُسکے زمانہ مین اختلاف کرتے ہین بعض ابراہیم علیہ السلام سے پہلے زمانہ کا بعض موسےٰ کے زمانہ کا بعض قضات کے عہد کا اور بعض یعقوب علیہ السلام کے زمانہ کا اور بعض سلیمانؑ کے بعض بخت نصر کے بعض اردشیر شاہ ایران کے عہد کا بتلاتے ہین اور اس کتاب کے مصنف مین بھی سخت اختلاف ہے کوئی الیہود کوئی ایوب کوئی موسیٰ کوئی سلیمان کوئی اشعیا کو کوئی کسی نامعلوم شخص کو کہتا ہے کہ جو منسی بادشاہ کے عہد مین ہوا ہے اور بعض حزقیل اور بعض عزرا کا نام لیتے ہین **زبور** زبور مین بھی ایسا ہی اختلاف ہے اُرجن وغیرہ اور اگسٹائن وغیرہم کل کو داؤد علیہ السلام کی تصنیف کہتے ہین اور جیروم اور یوسی بیس وغیرہ علماء اس قول کو رد کرتے ہین اور تیس زبور سے زیادہ کے مصنف کو نامعلوم شخص کہتے ہین اور باقی نوے سے ننانوین تک کو حضرت موسیٰ کی تصنیف اور اکھتر زبور کو داؤد کی اور بارہ کو اساف کی اور گیارہ زبور کو قورح کے تین بیٹونکی کہتے ہین اور اٹھاسیوان زبور ہیمان کی اور نواسیوان ایتھان اور تین زبور جدوتھن کی تصنیف کہتے ہین اور اکسوستا ئیسوان سلیمان کی تصنیف کہتے ہین - **امثال سلیمان** امثال سلیمان مین بھی نہایت اختلاف ہے الغرض یہ اختلاف سلف سے خلف تک چلا آیا ہے کہ جسکو لاچار ہوکر پادری فنڈر صاحب وکیل مذہب پولوسی نے بھی میزان الحق مین قبول کیا ہے

قولہ اگرچہ پرانے عہد کی بعض کتاب لکھنے والے کا نام معلوم نہین ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد مین ہین یقین ہوتا ہے کہ وہ سب الہام کی راہ سے لکھی گئی ہین (صفحہ ۴۵ فصل ۳ باب اول) اور اسیطرح اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ آگرہ آباد ۱۸۵۵ء کے صفحہ ۳۶ مین کہتے ہین **قولہ** بعض صحیفونکی بابت معلوم نہین کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے اتنے صفدر علی وعماد الدین وغیرہما کرسٹین اسکے جواب مین مسیح کی گواہی اور سلف کا تسلیم کرنا جو بیان کرتے ہین ہم اس جواب کیطرف اگلی فصل مین غور کرینگے کہ ایا یہ لوگ سچ کہتے ہین یا جھوٹ ؟ اب مجکو اس دلیل کے لیے اور صحیفونکی بابت اختلاف نقل کرنیکی کچھ حاجت نہین رہی جبکہ مخالف کا وکیل خود تسلیم کرتا ہی - ان وجوہات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تورات حضرت موسےٰ کے صدہا سال بعد مشائخ یہود نے تصنیف کی ہے اسمین کچھ غلط اور صحیح حالات حضرت موسیٰ کے ہین اور کچھ احکام اصل تورات کے ہین کہ جو اُنکو زبانی یا اپنی اور کتابون کے ذریعہ سے یاد تھے اور کچھ آسمان وزمین وغیرہ چیزونکی تاریخ ہے واللہ اعلم (عہد جدید) خیر تورات مین یہ بات تو ہے کہ اسمین کسیقدر مطالب اصل تورات کے ہین اور کچھ پچھلے مشائخ کے لکھے ہوئے تاریخی واقعات کہ جسکے مجموعہ کو اہل کتاب حضرت موسیٰ کی تصنیف وہ کتاب تورات بتلاتے ہین کہ جو اُنہون نے بالہام الہی تصنیف کرکے لاویونکو دی تھی چنانچہ کتاب استثناء کے ۳۱ باب ۲۴ ورس مین یہ ہے (اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتونکو کتاب مین لکھ چکا اور وہ تمام ہوئین تو موسیٰ نے لاویونکو الخ فرمایا کہ اس کتاب کو لیکے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل مین رکھو) **عہد جدید کی تصنیف** رہا لیکن جسکو عیسائی انجیل کہتے ہین وہ تو نہ حضرت عیسےٰ پر بذریعہ وحی نازل ہوئی نہ خود اُنکی تصنیف نہ اُنکے زمانہ مین تصنیف ہوئی بلکہ ایک عرصہ بعد لوگون نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حالات اور اُنکے معجزات اور پند ونصائح کو جمع کرلیا ہے جنمین سے دو مصنف تو وہ ہین کہ جنہون نے حضرت عیسےٰ کو دیکھا بھی نہین ایک مرقس دوسرا لوقا بلکہ لوقا کے اُستاد پولوس نے بھی حضرت عیسےٰ کی صحبت نہین پائی پس یہ دونون تو محض سنی سُنائی باتین لکھتے ہین کہ جسمین الہام کو کچھ بھی دخل نہین چنانچہ خود اونکے

وبیاچہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور وہ شخص اگر وہی متی اور یوحنا ہین کہ جو حضرت کے حواری ہین تو اپنے اوپر گزرے ہوے واقعات اور کچھ سنی سنائی بات لکھتے ہین اور اکثر جگہہ تورات وصحف انبیار کے غلط حوالہ دیتے ہین کہ یہ مضمون فلان جگہہ لکھا ہی حالانکہ وہان اُسکا کہین نام ونشان بھی نہین پس ان کتابونکو حضرت عیسلے سے وہ نسبت ہے جو سکندر نامہ کو سکندر سے اور ہنود کی کتاب رامائن کو راجہ رامچندر سے ہے پس جو اصل انجیل کو حضرت عیسلے کی کتاب بتاوے وہ سکندر نامہ کو بھی سکندر کی تصنیف بتلاوے اب یہ بات باقی رہی کہ آیا خود حضرت عیسلے کی بھی کوئی انجیل تھی جو حوادث مفصلہ ذیل مین تلف ہوگئی یا انجیل کے معنے تعلیم کے ہین خود حضرت عیسلے کی تعلیم ووعظ ہی انجیل تھا؟ جہانتک تتبع کیا گیا یہی بات معلوم ہوئی کہ خود حضرت عیسے علیہ السلام کے عہد مین ایک کتاب تھی کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے اور جسکا ثبوت کتاب مرقس کے ۱۶ باب ورس ۱۵ مین ہے۔ اور اسنے انہین کہا کہ تم تمام دنیا مین جاکے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو انتہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے کے عہد مین انجیل تھی۔ اور پولوس مقدس کے نامہ گلاتیون کے اول باب ورس ۱ سے بھی اُس انجیل کا پتا لگتا ہی۔ پر اے بھائیو مین تمہین جتاتا ہون کہ انجیل جسکی مین نے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہی (۱۲) اسلیے کہ مینے اسکو کسی آدمی سے نہین پایا نہ کسیسے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی انتہے اور اسی باب مین پہلے لوگونکو تہدید کرتا ہے۔ کہ بعض لوگ مسیح کی انجیل اُلٹ دینی چاہتے ہین لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہمنے تمہین سُنائی دوسری انجیل تمہین سناوے وہ ملعون ہوے انتہے اور دوسرے باب مین پطرس اور برنباس حواریون کی شکایت مین لکھتا ہے ۱۴ جب مینے دیکھا کہ وے انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہین چلتے انتہے۔ یہانسے کئی باتین معلوم ہوتی ہین (۱) یہ کہ پولوس کے پاس خاص حضرت عیسلے کی انجیل تھی اور وہ ان چاروں انجیلون موجودہ کے غیر تھی کس لیے کہ لوقا اور مرقس اور یوحنا کی انجیل تو ابتک تصنیف بھی نہین ہوئی تھی اور متی کی انجیل پر یہ صادق نہین آسکتا کہ مینے اسکو کسی آدمی سے نہ پایا الخ کسلیے کہ اگر یہ انجیل مراد ہوتی تو یہ تو اُنکو آدمیون ہی کے ذریعہ سے ملتی کما لا تخفی (۲) یہ کہ اسوقت مین بھی عیسائیون مین انجیل کے اُلٹ دینے والے پیدا ہوگئے تھے۔ اب عیسائی کس منہ سے کہتے ہین کہ انجیل مین تحریف کرنے سے کیا غرض تھی الخ۔ اب مین وہ وجوہ بیان کرتا ہون کہ جنکے دیکھنے سے یہ تعجب نرہے کہ حضرت مسیح کی انجیل کیون مفقود ہوگئی؟ (۱) تو وہی سبب کہ اُس زمانہ مین بھی لکھنے کا دستور نہایت کم تھا اور کاغذ کم موجود تھا شاید درختونکے پتون یا کسی اور چیز پر لکھتے ہونگے جیسا کہ مورخین کے قول سے پہلے واضح ہوا (۲) یہ کہ اول اور دوسری صدی مین عیسائی غریب اور مفلس لوگ تھے اور بہت کم اور جہان کہین کوئی حواری جاتا تھا وہین اُسپر مصیبت آجاتی تھی اسپر طرہ یہ ہوا کہ اسوقت کے بادشاہ اُنکے سخت دشمن ہوگئے اور قتل عام شروع ہوگیا چنانچہ دس بار عیسائیون پر یہ قتل شروع ہوا اور متصل تین سو برس تک جاری رہا اول ۶۴ء مین نیرو شاہ فرنگستان کے حکم سے ہوا جسمین پطرس حواری اور پولوس وغیرہ مارے گئے دوسرا جو دوشیان کے عہد مین ہوا اس ظالم نے بھی از حد خونریزی کی اور یوحنا حواری جلاوطن ہوے تیسرا قتل ترجان کے عہد مین اٹھارہ برس تک رہا الغرض ایسے ایسے قتل دس بار ہوے کہ جنمین گرجا گرائے گئے اور زمین خون سے رنگین کی گئی اور تلاش کرکے کتابین جلائی گئین اسکے جواب مین ہادری کہتے ہین کہ تین سو برس تک گو یہ حوادث عظیمہ رہے لیکن بہت سے ملکون مین عیسائی مذہب اور انجیل پھیل گئی تھی پھر کیونکر صفحہ عالم سے مفقود ہوگئی الخ مین کہتا ہون کہ جسقدر یہودیون کی موسے سے لیکر

وجوہات انجیل شریف

بخت نصر تک ترقی اور ثروت اور شیوع اور حکومتین اور زمانہ گزرا ہی اُسکی نصف بھی تین سو برس مین عیسائیونکی ترقی اور حکومت نہین ہوئی پھر جب اُس ایک حادثہ مین تورات صفحہ عالم سے مفقود ہوگئی حتنے کہ اگر عزیر نہوتے تو نام ونشان بھی باقی نرہتا تو اسقدر حوادث عظیمہ مین اس مفلس اور غریب قوم سے انجیل کا مفقود ہونا کیا تعجب کی بات ہی کیونکہ جسقدر قلت کاغذ کتابت کی اُس عہد مین تھی ویسی ہی عیسائیونکے ہان اُس زمانہ تک تھی نہ حفظ کا انکے ہان رواج تھا نہ اُنکے ہان بس اس زمانہ پر قیاس کرنا بڑی غلطی ہے اور شاہد اس امر پر یہ ہی کہ بہت سی کتابین اُس زمانہ کی اب بالکل مفقود ہین چنانچہ انجیل یوحنا کے ۲۱ باب درس ۲۴ مین ہی یہ وہ شاگرد ہے جسنے ان کامونکی گواہی دی اور ان باتونکو لکھا الخ اب اُس شاگرد مسیح کی لکھی ہوئی کتاب کا نام ونشان بھی نہین - اسیطرح انجیل لوقا کے دیباچہ سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت اور لوگون نے بھی حضرت عیسےٰ کے احوال مین انجیلین لکھی تھین چنانچہ تفسیر ہنری وہکاٹ اور ڈوالی اور چرڈمینٹ مین اسکی تصریح ہے مورخ موشیم اپنی کتاب مطبوعہ ۱۷۳۲ء کی جلد اول مین فرقہ ناصریون اور ابیونی کے بیان مین لکھتا ہے کہ ان دونون فرقونکے پاس ہماری انجیلونکے علاوہ ایک اور انجیل تھی کہ جسکے بارہ مین ہمارے علماء کا اختلاف ہی انتہے ملخصاً (۳۰) اول ہی صدی مین عیسائیون مین اناجیل تصنیف کرنیکا شوق ہوگیا تھا پس وہ انجیل حضرت مسیح کی اناجیل کو الٹ پلٹ کر اپنی تصانیف کو زیادہ رواج دینا چاہتے تھے جیساکہ پولوس کے بیان سے ثابت ہوتا ہی لہذا اُس قرن ہی مین صدہا انجیلین تصنیف ہوگئی تھین پس ان حوادث مین جب اصلی انجیل مٹ گئی تو اُنمین سے جسکی انجیل مشہور ہوگئی اسی پر سادہ لوح عیسائیون نے قناعت کرلی - اب مین ان چارون کتابونکی بابت گفتگو کرتا ہون کہ اور تاریخون سے اُنمین کونسی بات زائد ہی کہ جسکی وجہ سے انکو آسمانی کتابین اور الہامی صحیفے مانا جاوے اور انبیاء کی فہرست کتب مین درج کیا جاوے سو واضح ہو کہ انکا الہامی ہونا دو باتون پر موقوف ہی (۱) یہ کہ انکے مصنفین انبیاء ہون (۲) انکی یہ تالیف محض عام مورخون کی مانند نہو کہ جو کسی واقعہ کو دیکھکر یا سنکر لکھتے ہین بلکہ محض انکشاف الہی اور تائید روح القدس سے ہو کہ جو خاصۂ انبیاء ہے اور جسمین غلطی کو دخل نہین ہوتا اور نہ یون تو ہر شاعر اور ہر مورخ بلکہ ہر شخص بشرطیکہ وہ امر شرنہو الہام ہی سے کرتا ہے مین بھی یہ کتاب الہام کے ذریعہ سے لکھ رہا ہون اول امر وہ شخصونکی نسبت تو بالکل نہین پایا جاتا یعنی ان چارون مین سے لوقا اور مرقس کی نبوت ابتک کسی قوی دلیل تو کیا اقناعی سے بھی ثابت نہین ہوئی تو کسی کتاب عہد عتیق مین انکی نبوت کی پیشین گوئی ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انکو نبی کہا ہے نہ انکے بارہ حواریون مین سے کسی نے فرمایا ہے ۰ اول تو معجزات وخرق عادات کا (عیسائیونکے نزدیک) کچھ اعتبار ہی نہین کیونکہ انجیل متی کے باب ۲۴ درس ۲۴ مین حضرت عیسےٰ کا قول یہ ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی ظاہر ہونگے اور ایسے بڑے معجزے اور کرامتین دکھائینگے اگر ممکن ہوتا تو وہ برگزیدونکو بھی گمراہ کرتے انتہی - دوم انسے کوئی معجزہ یا کرامت سرزد بھی نہین ہوئی نہ کسی جگہہ انکا اور کوئی کمال مذکور ہے بلکہ اس سبب سے کہ انکو پولوس نے تعلیم کیا ہی لہذا انکے جھوٹے ہونے مین کوئی شک نہین کیونکہ پولوس کا دینی امور مین جھوٹھ بولنا اور جھوٹ سے اپنے خیالات کو پھیلانا پہلے مذکور ہوچکا ہے پولوس کسیطرح سے نبی نہین بلکہ دین عیسوی کا مخرب اور محرف ہی اور نامہ حواریون مین جو کچھ اسکی کرامات لکھی ہین وہ ہمارے لیے سند نہین کیونکہ وہ اسکے شاگرد کی تصنیف ہے

لہ وہ پولوس کی انجیل اب کسی کے پاس ہے کہ جسکو وہ ان سب انجیلونکے غیر بتاتا اگر ہے بھی تو اسکے علاوہ اور انجیلونکے سننے والے پر لعنت کرتے تھے سب سے زیادہ تعجب یہ ہی کہ حواریون مین پطرس وغیرہ کسی بڑے حواری کی تو کوئی بھی انجیل نہو اور مرقس اور لوقا کی تین کی انجیلین تسلیم کیجاوین - ۰ - ۰ - ۰

اگر سچ ہے تو انہین معجزات مین شمار ہین کہ جنکی مسیح علیہ السلام نے خبر دی ہے کیونکہ اسنے شریعت پر چلنے والیکو ملعون کہا اور تثلیث کی تعلیم کی اور حضرت موسیٰ کی تورات کو لغو اور کمزور بتلایا چنانچہ نامہ عبرانیون کے ۷ باب ۸ ورس مین کہتا ہے پس اگلا حکم (یعنی تورات) اسلیے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا انتہے بلکہ یہ شخص جناب مسیح علیہ السلام کی جناب مین بھی نہایت بے ادبی کرکے انکو ملعون کہتا ہے العیاذ باللہ پس جبتک عیسائی پولوس کے اور اُنکے شاگرد لوقا اور مرقس کی نبوت نہ ثابت کرین انجیل لوقا اور مرقس اور پولوس کے خطوط سے ہمارے روبرو کوئی سند نہ پیش کرین کیونکہ جبکہ اُنکی نبوت تو کیا بلکہ دینداری ہی مین کلام ہے تو اُنکی تصانیف کا کیا اعتبار ہے ۹- اب رہے متی اور یوحنا سو اول تو اسکا بھی کوئی کافی ثبوت نہین کہ یہ وہ متی اور یوحنا ہین کہ جو حواری ہین دوم انکی نبوت کی بابت بھی کوئی پیشین گوئی کہین سے منقول نہین نہ کوئی مسیح علیہ السلام کا قول پایا جاتا ہے اور نہ کوئی معجزہ و کرامت منقول ہے اور اگر ہو تو اُسکا کیا اعتبار ہے کیونکہ مسیح علیہ السلام فرماتے ہین اُسدن بہتیرے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیو نکو نہین نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامتین ظاہر نہین کین اُسوقت مین اُنسے صاف کہونگا مین کبھی تمسے واقف نتھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو انتہے (متی باب) کیونکہ سب حواری انکی کتابونکے بموجب پاکباز اور دیندار نہ تھے دیکھیے یہود نے آنحضرت کو گرفتار کروادیا آخر خودکشی کرکے مرگیا اور پطرس وغیرہ کو پولوس نے انجیل پر نہ چلنے کا الزام لگایا اور کیا کیا انکی نسبت کہا اور دنیا سے آسمان پر چلتے وقت حضرت مسیح سب حواریونکو نے ایمانی کا لقب دیگئے جیساکہ مرقس کے ۱۶ باب ورس ۱۴ مین ہے اب جبتک یہ نہ ثابت کردیا جاوے کہ متی اور یوحنا اُن باتون اور اُن القابون سے مستثنےٰ اور صاحب نبوت ہین کیونکر نبوت کا اقرار کیا جاوے ہان ہم اہل اسلام اپنی تحقیق سے انکو دیندار اور راستباز کہتے ہین اور اُنکا نہایت ادب کرتے ہین اور بس دوسری بات تو بہت ظاہر ہے کہ یہ کتابین انہون نے الہام سے نہین لکھین کیونکہ لوقا اور مرقس تو سنکر لکھتے ہین جیساکہ خود دیباچہ لوقا سے معلوم ہوتا ہے اور متی اور یوحنا اپنے روبرو گزرا ہوا معاملہ لکھتے ہین اسمین بھی الہام کی کوئی ضرورت نہین چنانچہ پاپیاس برادر لیسیافان کہتے ہین کہ جب حواری بچشم خود دیدہ یا معتبر گواہون سے سنکر لکھتے تھے تو انکو الہام کی حاجت نتھی انتہے بلکہ پولوس کے قول کے بموجب تو یہ چارون کتابین قابل رد ہین کیونکہ اُسنے اُس انجیل کے سوا (کہ جو اسکو مسیح سے بلاتوسط غیر ملی تھی جیساکہ پہلے ذکر ہوا) اور کسی انجیل کے ماننے والے پر لعنت کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چارون وہ انجیل نہین اور بالفرض ہوئی بھی تو ایک ہوگی پھر تین غیر معتبر رہین یہانتک کہ اُنکے سنانیوالے پر لعنت پڑیگی اسکے سوا اور چند دلیلین ہین کہ جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الہامی نہین (۱) یہ کہ اُنکے مؤلفین نے بڑی سخت غلطیان کی ہین چنانچہ متی نے جو مسیح کا نسب نامہ لکھا ہے اسمین کئی نام بھول گیا جسکی تاویل مین مفسرین نہایت تکلفات کرتے ہین اور اسیطرح اور چند غلطیان کی ہین کہ جنکی تفصیل اعجاز عیسوی وغیرہ کتابون مین ہے اسیطرح لوقا نے دوسرے باب مین غلطی کی ہے کہ اوگوسطوس قیصر نے اسم نویسی کا حکم دیا تھا اور قورنیوس حاکم یہودیہ کے وقت مین یوسف نجار اپنی بیوی مریم علیہا السلام کو کہ جو حاملہ تھین ہمراہ لیکر شہر بیت اللحم مین نام لکھوانے آیا تھا اور وہان حضرت مسیح پیدا ہوئے یہ سراسر ملخصاً حالانکہ یہ صریح غلط ہے اول یون کہ قورنیوس حضرت مسیح کی ولادت کے پندرہ برس بعد وہانکا حاکم ہوا تھا دوم یہ کہ حسب بیان متی حضرت

۹ اور کتاب اعمال حواریون سے جو کوئی ثابت کرتا ہو تو بیفائدہ محنت اُٹھاتا ہے کیونکہ یہ کتاب لوقا صاحب کی تصنیف ہے کہ جو پولوس کے شاگرد رشید ہین ۱۲ منہ-

وجہ دوم

مسیح ہیرودس کے عہد مین پیدا ہوئے تھے اور اُسکی زندگی تک یہ ملک قورینوس وغیرہ حکام روم کے قبضہ مین نہ آیا تھا (۲) یہ کہ ان کتابون مین بہت سے ایسے جھوٹے مضامین مندرج ہین کہ جنکی شہادت آجتک کسی تاریخ سے نہین پائی جاتی نہ عقل اُنکو تسلیم کرسکتی ہے مثلاً متی نے ۲۷ باب مین لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے جب صلیب پر چلاکر جان دی تو ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹگیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے اور قبرین کھل گئین اور بہت لاشین پاک لوگونکی قبرون سے نکلکر مقدس شہر مین بہتونکو نظر آئین انتہےٰ ملخصاً اور اسیطرح لوقا نے ۲۳ باب مین لکھا ہے کہ چھٹوین گھنٹہ کے قریب تھا کہ تمام زمین پر اندھیرا چھاگیا اور نوین گھنٹہ تک رہا اور سورج تاریک ہوگیا اور ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹگیا انتہےٰ اور اسیطرح متی نے ۴ باب مین لکھا ہے کہ مجھ سے یسوع نکو ایک ستارہ دکھائی دیا اور وہ آگے آگے چلتا تھا اور جہان مسیح پیدا ہوے تھے وہان آکر ٹھہر گیا انتہےٰ ملخصاً (۳) حضرت مسیح کی نسبت وہ قول بھی نقل کیے ہین کہ جو اُنکی شان سے نہایت بعید ہین چنانچہ یوحنا اپنی کتاب کے ۱۰ باب مین حضرت مسیح کا قول نقل کرتے ہین کہ مجھ سے پیشتر جسقدر انبیا آئے ہین سب چور اور رہزن تھے انتہےٰ ملخصاً پھر اسی قول کی تقلید کرکے پولوس مقدس حضرت موسےٰ کی جناب مین کیا کیا گستاخی کرتے ہین کہ ہم موسےٰ کی مانند عمل نہین کرتے جسنے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا تاکہ بنی اسرائیل اُسے بخوبی نہ دیکھین لیکن انکی فہم تاریک ہوگئی کیونکہ آجتک پرانے عہدنامہ کے پڑھنے مین وہی پردہ رہتا ہے اُٹھ نہین جاتا الخ انتہےٰ (نامہ دوم قرنتیون کا باب ۳) اور نامہ عبرانیون مین تورات کو کمزور اور بیفائدہ کہتا ہے اور اس سے بڑھکر فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیرومرشد لوتھر صاحب اور بھی کلمات تعظیم مُنہ سے نکالتے ہین چنانچہ وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء کے صفحہ ۳۷ مین کہتے ہین کہ لوتھر صاحب اپنی ایک کتاب کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۰ مین لکھتے ہین ہم نہ سینگے اور دیکھین گے موسے کو اسلیے کہ وہ صرف یہودیونکے لیے تھا اور ہمکو اُس سے کچھ علاقہ نہین پھر لکھتے ہین کہ ہم نہ موسیٰ کو نہ اُسکی تورات کو قبول کرینگے اسلیے کہ وہ دشمن عیسےٰ کا ہے۔ اور جلد دوزدہم کا استاد ہے۔ پھر کہتے ہین کہ اُنکے دس حکمونکو خارج کرنا چاہیے کیونکہ تمام بدعت انہین پر موقوف ہے انتہےٰ حالانکہ اُن دس حکمون مین یہ بھی ہے کہ شرک نکرو ماں باپ کی تعظیم کرو ہمسایہ کو ایذا اندوخون نکرو زنا نکرو جھوٹی گواہی ندو وغیرذلک پس اس تعلیم کے بموجب تو عیسائی شرک کرنے اور ماں باپ کی گستاخی کرنے اور ہمسایہ کو ستانے اور چوری اور زنا اور خون کرنے جھوٹ بولنے کو راہ نجات سمجھتے ہونگے؟ معاذاللہ اگر یہی الہام ہے تو اس الہام کو سلام (۴) ایسی غلط پیشین گوئیان ان کتابون مین مندرج ہین کہ جنکے جھوٹھے ہونے مین کسی عیسائی کو ذرا بھی شک نہین چنانچہ انجیل متی کے ۲۴ باب مین اور مرقس کے ۱۳ باب مین اور لوقا کے ۲۱ باب مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے حواریون سے مخاطب ہوکر اپنے دوبارہ آنے کی بابت یہ فرمایا تھا کہ اُن دنونمین سخت مصیبت پڑیگی کہ جو نہ کبھی پہلے پڑی ہے اور نہ آگے پھر پڑیگی اور سورج اندھیرا ہوجائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائینگے اور آسمان کی قوتین ہل جاوینگی تب ابن آدم کو (یعنی مجھکو) بادل پر بڑی قدرت اور جلال سے آتے دیکھینگے انتہےٰ اسکے بعد پھر فرماتے ہین کہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جب تک یہ سب[۱] کچھ نہو لے اسوقت کے لوگ گزر نہ جاوینگے

وجہ سوم

وجہ چہارم

[۱] بعض پادری کہتے ہین کہ اس سب کچھ سے مراد صرف ہیت المقدس پر مصیبت آنا تھا سو وہ اسوقت کے لوگون نے دیکھا انتہےٰ مین کہتا ہون کہ یہ تمام باتین ذکر کرکے پھر سب کچھ کہنا تو بریان قوی ہے اس بات پر کہ یہ سب چیزین مراد ہین نہ کہ بعض سب کچھ بعض مراد لینا تمام اہل عقل کے نزدیک نامقبول ہے یون تو بلا تعریف ہر چیز کی تاویل ہوسکتی ہے پولوس بولکر عماد الدین مراد لے سکتے ہین اسی مراد لینے نے تو انجیل اصلی کو غارت کردیا ۱۲ منہ

اور بعض کتب مطبوعہ ۱۸۴۱ء مین ہو کہ جب تک یہ سب کچھ پورا نہولے یہ پشت گزر جائیگی اور انجیل مرقس مین یہ ہو کہ اس زمانہ کے لوگ جبتک یہ سب کچھ واقع نہولے گزر نہ جاوینگے۔ حالانکہ اُس زمانہ کے تمام لوگ گزر گئے اور بہتونکی تو انتظار مین آنکھین بھی پتھرا گئین تھین مگر ان سب چیزونمین سے کوئی بھی انہون نے نہ دیکھی۔ اس مقام پر یہ خیال مین آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ باتین قیامت کے علامات مین فرمائی ہونگی سو انشاء اللہ واقع ہونگی مگر یہ مورخ اپنی غلط فہمی سے کچھ اور سمجھ گئے۔ اب اسپر بحکم اندکے از بسیارے وشتے از خروارے ان انجیلونکی جملہ تحقیقات اور الہام کو قیاس کر لینا چاہیے۔ اسی لیے ان کتابون مین اول اور دوم صدی کے عیسائیون کو نہایت تردد اور شک تھا چنانچہ محقق برشنیڈر اور اسٹاڈلن اور فرقہ الوجین جو دوسری صدی مین تھا اُس انجیل کو یوحنا حواری کی تصنیف نہین کہتا تھا اور یہی قرین قیاس بھی ہو کیونکہ جب اس انجیل کا انکار ہوا تو اریناوس نے جو پولی کارپ کا شاگرد ہے کبھی نہین کہا کہ پولی کارپ نے کہ جو خاص یوحنا کا شاگرد ہو اسکو یوحنا کی تصنیف بتلایا ہو اور اسٹاڈلن کہتا ہو کہ یہ انجیل قطعی کسی طالعلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے۔ بعض پادری کہتے ہین کہ اسکندریہ کا مدرسہ تو اس انجیل کے بعد قائم ہوا ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اس مدرسہ سے پیشتر یہ کتاب تھی اس پادری کی بات کو مانین یا اسٹاڈلن جیسے محقق کی بات مانین کہ جسکے قول کو ہارن صاحب مفسر نے بڑے ادب سے اپنی کتاب کی جلد چہارم صفحہ ۳۱۶ مین لکھا ہے۔ سیطرح اور تینون کتابونکی نسبت بھی بہت کچھ قیل وقال تھی۔ اور یہ قیل وقال ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ اس زمانہ مین صدہا انجیلین تصنیف ہوگئی تھین اور جو غیر معتبر شخص تھے وہ بتقلید فلاسفہ یونان اپنی کتاب کو کسی اور مشہور آدمی کے نام سے شہرت دیتے تھے چنانچہ تخمیناً اسّی نوّے اور کتابین ابتک عیسائیونمین مشہور ہین کہ جنکو اُنکے مرید الہامی کہتے تھے مگر جب اُنکی نہ چلی اور مخالفون نے اپنی کتابونکو درکر دیا تو وہ غریب بے الہامی ہوگئین۔ اس جعلسازی کی وجہ سے بیچارہ پولوس بھی بڑا غل مچاتا تھا تین سو برس تک عیسائیونمین یہی جوتی پیزار رہی کہ کسی نے کسی کتاب کو الہامی سمجھا اور انجیلونکے سننے سنانیوالیکو ملعون کہا کسینے کسی کتاب کو عیسےٰ علیہ السلام کی انجیل قرار دیکر اپنا دل خوش کیا آخر جب قسطنطین شاہ روم کہ جو بڑا ظالم اور نہایت سفاک تھا اپنے گناہ معاف کرانے اور اپنے ظلمونکے مٹانیکے لیے پولوس کی جماعت کا مرید ہوا تو اُسنے شہر نائس مین عیسائیونکو جمع کرکے ان کتابونکی بابت ایک کمیٹی قائم کی اور اپنے زور اور شوکت سے تمام عیسائیون کو ان کتابونکے ماننے پر مجبور کیا اور مسئلہ تثلیث اور کفارہ کو کہ جسکے اعتقاد پر وہ عیسائی ہوا تھا بتحکم رواج دیا اسوقت سے انکے ہان اس زبردستی کا نام اجماع سلف قرار پایا کہ جسکو آجکل کے عیسائی ان کتابونکے مقبول ہونیکے لیے سند قرار دیتے ہین چنانچہ پادری صفدر علی کہ جسنے ان کتابونکے الہامی ثابت کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہے نیاز نامہ کے صفحہ ۲۰۰ مین بڑی مجبوری سے اقرار کرتے ہین کہ وجوہات مذکورہ بالا کے باعث تخمیناً ۳۰۰ء تک نہ تو تمام جماعتونکو تمام نوشتونکی اصلیت کا حال معلوم ہوگیا تھا الا پس جو کچھ انکے پاس برائے نام سند ہی وہ ۳۰۰ء تک مشکل پہنچتی ہے آگے تو بس یہی سند ہے کہ اگناشش پولی کارپ وغیرہ کی تحریرات مین بعض ایسے جملے پائے جاتے ہین کہ جنکا مضمون ان کتابونسے ملتا ہے غالباً یہین سے لیا گیا ہے الخ۔ یہ سند تو ایسی لغو ہے کہ جسکی لغویت پر سند کی حاجت نہین کیونکہ بہت سی پچھلی کتابونکے مضامین اگلی کتابون سے مطابق ہوجایا کرتے ہین پھر کیا کوئی دانشمند پچھلی کتاب کو

---

۵۱ انجیل متی اصل مین عبرانی مین تھی اسکا ترجمہ یونانی مین خدا جانے کسنے کیا اور کیسا کیا ہے اصل انکی کسی کے پاس نہین کہ جو اس سے مقابلہ کرکے دیکھا جاوے۔ یہان سے آپکو اور کتابونکے کم ہوجانے مین کچھ تعجب نہ معلوم ہوگا کیونکہ جس طرح اور جس سبب سے متی کی عبرانی کتاب مفقود ہوگئی وہی سبب اور کتابونکے لیے پیش آیا ہو۔

مقدم کہسکتا ہے؟ گلستان یا بوستان مین بعض کیا بہت سے مضامین وعظ و پند مین اناجیل کے وعظ و پند سے ملتے ہین اب کوئی بیوقوف ہوگا جو یہ کہیگا کہ اناجیل سعدی کی کتابون سے لکھی گئین یا اناجیل کے وقت مین سعدی کی کتابین تھین پس اسیطرح اگنا شمش وغیرہ کی تصانیف اگر مقدم ہون تو کیا بعض مضامین کی مطابقت سے موخر ہوجاوینگی بلکہ بسا اوقات بعض کتابون کے مضامین مین توافق ہوتا ہی اور ایک کو دوسرے کی خبر بھی نہین ہوتی اُس سے لینا یا اُسکی شہادت دینا چہ معنی دارد؟ ولو سلمنا اگر شہادت ہی تو بعض مضامین کی ہے کل کتاب کا تسلیم کرلینا کہانسے پایا جاتا ہی؟ واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیونکے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسےٰ کی تصنیف ہین نہ انکے عہد مین لکھی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہہ تمام کردینا چاہیے تھا کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہین اور جسکا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جسطرح کہ تورات و زبور و دیگر صحف انبیاء کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہین مگر یہ بھی الہامی اور رسولونکی تصنیف ہین اسلیے ان سے بھی بحث کرنی پڑی ہر چند اس بات کو بھی ہمنے تجسس کرکے دیکھا مگر بہت سے وجوہ سے غلط پایا اور عیسائیونکے پاس سوائے خوش اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی۔ ہان اسقدر ہم بھی مانتے ہین کہ انمین کچھ مضامین الہامی بھی ماخوذ ہین اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ انکے مصنفین کے بعد انمین خواہ سہواً خواہ عمداً بیشمار جگہہ غلطیان اور کمی زیادتیان بھی ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علماء اہل کتاب ہزارہا تک پہنچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہی اور جنکا اقرار پادری فنڈر صاحب کو بھی ہے ہان یہ بات اور ہی کہ پادری صاحب ان تحریفات کو اپنی خوش اعتقادی سے دیریوس ریڈنگ یعنی سہو کاتب کہتے ہین ہم نہین کہتے لیکن مدعا واحد ہے یہان ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ جب اہل اسلام ان کتابون مین تحریف ثابت کرتے ہین تو انکا اول صدیون مین غیر مقبول ہونا یا انکی نسبت علماء اہل کتاب کا یہ کلام ہونا کہ یہ دراصل اُن شخصونکی تصنیف ہی نہین دیگر مضامین اور بھی اسی قسم کے ذکر کیا کرتے ہین چنانچہ اعجاز عیسوی وغیرہ کتب مین یہ کیا گیا ہے کہ اسکے بعد وہ جملہ بھی بتلایا کرتے ہین کہ جنکو محققین مسیحین نے الحاقی بتلایا ہی اسپر پہلی بات کا جواب پادری یون دیا کرتے ہین کہ اس سے تحریف کو کیا علاقہ اس سے تحریف کیونکر ثابت ہوئی چنانچہ فنڈر صاحب نے بھی کہا ہے اور عماد الدین اور صفدر علی بھی انہین کی تقلید کرکے یہی فرماتے ہین مگر مجکو کیا بلکہ سب اہل عقل کو اس جواب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کسی گھوڑے مین عیوب ثابت کرنیوالا یہ کہے کہ دیکھو یہ تو مرگیا یہ اب بالکل کسی کام کا نہین اسکے جواب مین مالک کہے اس سے کیا ہوتا ہے اسکے پاؤن اور دم وغیرہ اعضا مین کوئی عیب بتلاؤ اب وہ بیوقوف یہ نہین سمجھتا کہ اسکا مدعا تو بخوبی ثابت ہوگیا کیونکہ جب اصل ہی نہین رہی تو اب اُسکی فروعات کہان؟ اور دوسری بات کا یہ جواب دیا کرتے ہین کہ اچھا

ف ۱ قرآن مجید مین بعض جگہہ یہود کے مذہب مین یہ واقع ہوا ہی یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ کہ بعض کلمات کو انکی جگہہ سے محرف کرتے ہین اور اسیطرح حکمی اور آیات ہین انکی تفسیر مین علماء کا اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ یہود کتاب مین تبدیل نکرتے تھے بلکہ کسیکے سنانے وقت شرارت سے یہ کام کرتے تھے بعض کہتے ہین بلکہ نفس کتاب مین انواض و نیاد یہ سے تبدیل کرتے تھے خیر جو کچھ ہو مگر یہ بات یہود و مدینہ کی بابت ہے لیکن قطع نظر اس آیت کے یہود کیا بلکہ کل اہل کتاب اپنی کتابون مین تحریف کرتے تھے اگر یہ آیت نازل نہوتی تب بھی یہ نفس الامری ہوتا حسب اقرار اہل کتاب پر باقی رہتا ہمارا دعوی تحریف کی بنیاد اس قسم کی آیات پر نہین بلکہ ایک نفس الامری واقع پر ہی جواب اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہونا ہمارے دعوی کو کچھ مضر نہین ۱۲ منہ وخفیہ

سلسلہ ان تورات و انجیل کے جو اہل اسلام کے پاس ہین ظہور ۱۲ منہ

کرشان تبعلیہ ولیم میور صاحب ان آیات کے ذیل مین جو کچھ علماء نے فرمایا ہی اور وہ جو بعض نفس قرارت مین تغیر کے قائل ہوئے ہین اُنسے اس تورات و انجیل کو اصلی اور غیر محرف ثابت کرکے

کچھ فقرے الحاقی ہوئے تو کیا ہوا اسسے ہمارے اصول مذہب مین کیا فرق آیا کل کتاب کیونکر غیر معتبر ہوگئی امین محمد صاحب کی بشارت سے کیا علاقہ الخ چنانچہ فنڈر صاحب اور انکے دو مقلدون نے اپنی تصانیف مین یہی ذکر کیا ہی اور لفظ لفظ پر طعن و طنز کرتے گئے ہین - مگر یہ جواب اول سے زیادہ لغو ہی - پادری صاحبو ذرا اتنا تو سوچو کہ جب دو چار فقرے الحاقی ثابت ہوگئے تو بقول آپکے اسسے آپکے اصول دین مین کوئی فتور نہ آوے مگر یہ کتاب تو غیر معتبر ہوگئی اب کیا اعتبار کہ آپکے اصول دین بھی ایسے ہی الحاقی فقرون سے ثابت ہون الغرض کتاب کی بے اعتباری یا کسی دستاویز کی بے اعتباری کے لیے ادنے شبہ بھی کافی ہوتا ہی چہ جائیکہ صدہا الحاقات ف جب چارون انجیلون کا یہ حال ہے تو پولوس کے خطون کا کیا اعتبار ہے اسمین تثلیث اور خدا کا مجسم ہونا اور شریعت کو ترک کرنا وغیرہ وہ ملحدانہ مضامین ہین کہ جو تمام اہل نقل و عقل کے نزدیک بدتر اور خراب ہین اور پطرس اور دیگر شخصونکے خطوط بھی اُن شرائط سے خالی ہین کہ جو کتاب الہی کے لیے ضرور ہین - ٭

فصل سوم

فصل سوم - ف خدا تعالی نے قرآن مین متعدد جگہہ تورات اور زبور اور انجیل کی مدح فرمائی ہے اور صحف ابراہیم و موسے کا بھی تبعاً ذکر کیا ہے اور قرآن کو ان کتب مقدسہ کا مصدق یعنی سچا کرنے والا کہا ہی چنانچہ فرماتا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کہ یہ قرآن پہلی کتابونکی تصدیق کرتا ہے - اور تورات کو کتاب منیر اور امام اور فرقان اور رحمۃ وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے اور حضرت عیسے کی نسبت یہ فرمایا ہے وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ الآیہ کہ ہمنے اسکو انجیل دی اسیطرح وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا فرمایا ہی کہ داود کو ہمنے زبور دی اور سورہ بقرہ مین ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ کہ ہمنے موسے کو کتاب دی یعنی تورات اور کئی جگہہ ان کتابون پر ایمان لانیکی تاکید فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ الآیہ کہ اے مسلمانو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسکے رسول پر نازل ہوئی اور جو اس سے پہلے نازل ہوئی اور سورہ بقرہ کے اول ہی مین مومنین کی شان مین فرمایا ہے وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ کہ مسلمان وہ ہین کہ جو چیز تجھپر نازل ہوئی اسپر اور جو تجھسے پہلے نازل ہوئی اسپر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہین - اور اسیطرح کی اور بہت سی آیات ہین یہان سے دو بات ثابت ہوئین **اول** یہ کہ تورات وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور زبور وہ کتاب ہی جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہی جو حضرت عیسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور کچھ صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ انبیاء پر نازل ہوئے تھے - اور اس امر منصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے خلف تک متفق ہین پس یہ کتاب جو موسی کے نام مین تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین تورات اصلی کے یادداشت کے طور پر اسمین درج کرکے تورات نام رکھا گیا قطعی وہ تورات نہین کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسے کے بعد لوگون نے تصنیف کی ہین اور انمین حضرت عیسے کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہی کہ جسکو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام فخر رازی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی ہے اور امام رازی وغیرہ جمیع علماء اسلام اسی کے قائل بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ

ف إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝

متفق علیہا ہی بخوف تطویل[۱] اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا۔ پس اب جو اہل کتاب اس تورات وانجیل کو لیے پھرتے ہین اور اسکو اصل تورات وانجیل بتلاکر مسلمانونکو ایمان لانیکے لیے مجبور کرتے ہین محض فریب ہی اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے دوم یہ کہ تورات وانجیل وزبور ودیگر صحف انبیاء کہ جنکا قرآن مین ذکر ہے کلام الہی اور واجب التعظیم تھے جو کچھ خدا تعالی نے اپنے انبیاء کی معرفت انمین ذکر فرمایا تھا سب حق تھا اسلام کی بڑی خوبی یہ ہی کہ اُسنے یہ ہدایت کی ہے کہ اپنا اور بیگانہ[۲] کچھ نہ دیکھو بلکہ جسقدر خدا کے فرستادہ لوگ ہین کہ جنکو انبیاء کہتے ہین خواہ کسی ملک کے ہون اور جسقدر مقدس کتابین خدا نے بھیجی ہین سب پر ایمان لاؤ اگرچہ بحکم وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کہ ہر گروہ مین خدا کی طرف کا ہادی آیا ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (کہ بعض انبیاء کا آنحضرت سے ذکر آیا اور بعض کا نہین) ہر قوم اور ہر ملک مین خدا کے ہادی نبی یا اُنکے نائب ضرور آئے (کہ جنکا علم تفصیل خدا ہی کو ہے اور اجمالا ہم سبکو حق جانتے ہین اور تفصیلا اُنکی تعیین کرتے ہین کہ جنکا ذکر قرآن واحادیث مین آیا ہے) مگر چونکہ اُن انبیاء کے طرق اور کتب مین حوادث زمانہ سے وہ تغیرات پیش آئے اور وہ تحریفات اور خلط ہوا کہ جس سے اصل مذہب اور اصل کتاب مین کچھ امتیاز نرہا بلکہ اکثر وہ کتابین صفحہ عالم سے ناپید ہوگئین اور اُن مذاہب کے مشائخ نے اپنے خیالات فاسدہ کو ضمامین الہامیہ مین ملاکر ایک ایسی معجون مرکب بنائی کہ جسکے اجزاء اصلیہ اور غیر اصلیہ مین تمیز کرنا کسی استحالہ کیمیائی سے ممکن نرہا اس لیے خدا تعالی نے اپنی کمال رحمت سے سب نبیونکے اخیر ایک ایسا نبی بھیجا کہ جسکی تعلیم کامل کی وجہ سے آیندہ کسی نبی کی ضرورت نرہی اور اسپر وہ کتاب جامع نازل فرمائی کہ جسمین پہلے انبیاء کی ضروری ہدایتین اور اُن کتب مقدسہ کے سب اصول زمانہ اخیر کی رعایت لحاظ رکھکر جمع کردیے اور ہمکو اس تکلیف مالایطاق سے نجات بخشی کہ کتابون کی تحقیق کرتے پھرین اور اُنکے وجوہ اصلی کے اثبات مین سرگردانی اُٹھاوین اور جو کوئی نسخہ بہم پہنچے تو پھر اُسمین اصل اور ملونی مین تمیز کرین للہ الحمد پس قرآن کا ماننا خدا کی تمام کتابونکا ماننا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جمیع انبیاء پر ایمان لانا ہے اور انسے سرتابی اور انکار جمیع انبیاء اور اُنکی سب الہامی کتابون سے انکار کرنا ہے کہ جسکی سزا ابدی جہنم اور خدا کے جلال اور بادشاہی مین سب سے خوار اور ذلیل ہوتا ہے عیسائی برائے نام توریت کا بوجھ لادے تو پھرتے ہین مگر پولوس کے کہنے سے اُسپر بالکل عمل نہین کرتے بلکہ اُسکو ذلیل سمجھتے ہین ف۲ نزول قرآن مجید کے وقت گو تورات وانجیل اصلی دنیا پر نہ تھین جیسا کہ آپکو معلوم ہوا مگر اصلی تورات وانجیل کے صدہا احکام اور بیشمار باتین اہل کتاب مین زبانی یا ان فرضی کتابونکے وسیلے سے مشہور ومعروف تھین لیکن وہ لوگ اپنی شرارت سے انپر بھی عمل نہین کرتے تھے اسلیے خدا تعالی نے جابجا قرآن کی صداقت ثابت کرنے مین اس بات کو ذکر کیا کہ یہ قرآن کتب سابقہ اور انبیاء رسابقین کے برخلاف نہین بلکہ اصول مذاہب اور امور فطرت مین انکے مطابق اور انکا اور اگلے انبیا کا مصدق ہی کہ جنکو تم مانتے ہو پھر اب قرآن کو نہ ماننا اُنکا نہ ماننا ہی۔ اور یہ کہ جنکو تم تورات وانجیل سمجھتے ہو اُسپر کیون نہین عمل کرتے اور جن انبیاء کی پیروی اور محبت کا تمکو دعوی ہے اُنکی پیروی کس لیے نہین کرتے۔ اور کبھی مشرکین عرب کو بعض قصص واحکام

---

[۱] وہ کرستان اپنی پہلی تحریرات کو غلط ٹھہرانے کے اب پھر پادریونکے خوش کرنیکو ان تورات وانجیل کو اصلی بتاتا اور اس بات کے منکر کو کافر کہہ کے ضمنا مسلمانون کو کافر کہتا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن [۲] یعنی اپنی قوم اور اپنے ملک کا خیال نکرکے سب انبیاء کو حق مانو اس سے اس کرستان نے ہنود کے دیوی دیوتا کس لفظ سے سمجھکر مفسر پر الزام لگادیا کہ وہ دیوی دیوتاؤن کو نبی کہتا ہے ۱۲ حکیم غلام حسن۔

مین الزام دینے کے لیے یہ بھی فرمایا ہے کہ انکو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو وہ بھی یہی کہتے ہین پھر محمد علیہ السلام نے کونسی نئی بات فرمائی ہے کہ جسپر تم چونکتے ہو ان باتون سے بعض ناواقف پادری یہی سمجھ گئے کہ نزول قرآن کے وقت تورات وانجیل بجنسہ موجود تھی کہ جسکی طرف خدا نے حوالہ دیا ہے اور جسپر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے اور وہ یہی تورات وانجیل ہے کہ جو ہمارے پاس موجود ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے ف۳ اہل کتاب بالخصوص پادریون نے اس تورات وانجیل موجودہ کے اصلی تورات وانجیل ہونے پر چند اولہ بیان کیے ہین کہ جو محض وہم پر مبنی ہین مین اُنکے دلائل اور پھر اُنکے جواب ذکر کرتا ہون (۱) قرآن مین متعدد جگہ تورات وانجیل پر اہل کتاب کو عمل کرنیکی ترغیب دی اور اُنکے محامد بیان فرمائے ہین اور انپر ایمان لانے اور لوب کرنے کی ترغیب دی اگر اسوقت یہ کتابین موجود نہ ہوتین تو عمل کس پر اور ایمان کس پر لاتے اور وہ آیات یہ ہین وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ الآية قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۳ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ الآية قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۵ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ الآية وغیرہا من الآیات پس صاف معلوم ہوا کہ اسوقت تورات وانجیل اصلی موجود تھین اور وہ یہی ہین جو اب ہمارے پاس ہین نیاز نامہ کے مصنف نے اس دلیل پر بڑا زور دیا ہے اور بہت سے ورق سیاہ کیے ہین ۵ ج اول اور دوسری اور پانچوین آیت کا اور جس قدر آیات اس مطلب پر دلالت کرتی ہین اُن سب کا یہ جواب ہے کہ تورات وانجیل کے اوپر چلنے اور اُن کے قائم رکھنے سے تورات وانجیل اصلی کے احکام مراد ہین جیساکہ بیضاوی وغیرہ جمہور مفسرین نے بیان کیا اور خود مستدل نے نقل کیا اور قرینہ بھی دال ہے اور احکام تورات وانجیل کے بیشتر ان تورات وانجیل مین بھی پائے جاتے ہین پس نتیجہ یہ نکلا کہ اسوقت تورات وانجیل کے احکام اُنکے پاس موجود تھے اور احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ تورات وانجیل کا موجود ہونا لازم نہین آتا دیکھیے ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین قرآن کے احکام موجود ہوتے ہین مگر ہدایہ کو قرآن نہین کہہ سکتے۔ تیسری اور چوتھی آیت کہ جسمین یہ ہے کہ یہود کے پاس تورات ہے اور اس قسم کی اور جملہ آیات کا یہ جواب ہے کہ یہان بھی تورات سے مراد احکام تورات ہین سو وہ بیشک یہود کے پاس خواہ بلاتغیر خواہ بالتغیر اس تورات فرضی مین ابتک موجود ہین پس احکام کے موجود ہونے سے مجموعہ تورات اصلی کا موجود ہونا لازم نہین آتا۔ اور دلیل اس بات پر کہ تورات سے مراد احکام ہین بطریق اطلاق الکل علے الجزء یہ ہے کہ اصل تورات وہ ہے کہ جو موسےٰ پر نازل ہوئی تھی جیساکہ آیات مذکورہ سے ثابت ہے اور یہ مجموعہ موسےٰ کے بعد مرتب ہوا ہے جیساکہ اسکے دلائل گزرے پس جبنے ہمکو یہ بتلایا کہ اُنکے پاس تورات ہے اُسی نے یہ بھی کہدیا کہ تورات موسےٰ پر نازل ہوئی تھی پس مستدل جب تک اس احتمال کو کہ جو ناشی عن الدلیل ہے بند نکردیگا تو اُسکی دلیل سے نتیجہ برآمد نہوگا۔ دوم یہود اس مجموعہ کو تورات کہا کرتے تھے اور ابتک کہتے ہین

ف۳ پادریونکے قدیم نمک خوار نے بپیرو اسلام رنج گنج اور جواب تفسیر حقانی مین کسی انعام کی امید مین کتاب نوید جاوید اور رقیمہ الواد کے خلاف پھر ان کتابونکو ان آیات اور بعض اقوال سے بتقلید ولیم میور صاحب اصلی اور غیر محرف ہونا ثابت کرنا چاہا ہے اور ایسا زور لگایا ہے کہ ایمان کو خیر باد کہکر جو کچھ یہ نہ کہنا تھا کہدیا مسلمانونکو انسے پرہیز رہنا چاہیے کہ کل کو کوئی عیسائی انکی اس اخیر تصنیف سے جو بنام محمد صادق و محمد صالح لکھی ہے اہل اسلام پر حجت نہ پکڑے اطلاعاً یہ اعلان کردیا گیا اور کافہ علماء نے انکی تکفیر پر مہر بھی کردی ہے ۱۲ حکیم غلام حسن ۔

۵ ولیم میور صاحب نے اپنی شہادت قرآنی مین انہین آیات سے استدلال کیا ہے ۱۲ منہ ۔

اور اسمین اصلی تورات کے احکام بھی موجود ہین پس قرآن مین اُنکو ان احکام عمل نکرنے مین الزام دینا مقصود تھا اس لیے اس مجموعہ کو اُسی لفظ سے تعبیر کرنا پڑا کہ جو اُنکے نزدیک مشہور تھا اور اگر کچھ اور کہتے تو وہ ہرگز نہ سمجھتے مثلاً کوئی شخص ایک کتاب تصنیف کرے کہ اسمین قرآن مجید کے اکثر احکام صحیح اور غلط طور سے جمع کرکے اُسکا نام قران رکھدے اور ہمین اسکو اسوجہ سے کہ وہ اسپر عمل نہین کرتا الزام دینا منظور ہو اور اس مجموعہ کے نام لینے کی ضرورت پڑے تو بلاشک ہم اُسکو قرآن کے لفظ سے تعبیر کرینگے مگر اس سے کوئی نتیجہ نہ نکلیگا کہ ہمنے اسکو اصل قرآن تسلیم کرلیا (۲) اہل کتاب کو اپنی کتابونکے گم کردینے یا بدل دینے مین کوئی غرض نتھی بلکہ ہر ایک مین اہل کتاب اور کتاب تھے اور باہم بڑے غیور تھے پھر ممکن نہین کہ کوئی کتاب مین تصرف کرنے پاتا جسطرح کہ اہل اسلام مین کوئی قرآن مین کسیطرح تصرف نہین کرسکتا اور نہ کوئی بادشاہ اسکو مٹا سکتا ہے (نیاز نامہ وغیرہ ملخصاً) ج یہ ایک گمان یا وہم فاسد ہے کیونکہ جب پولوس مقدس اور حواری اول ہی صدی مین غل مچاتے ہین کہ لوگ انجیل کو اُلٹ دینا چاہتے ہین تو اب یہ غرض اُنسے پوچھنی چاہیے اور قرآن کا مدار اول ہی سے حفظ پر ہے اگر تمام نسخے دنیا سے معدوم کردیے جاتے تو بھی ایک حرف مین فرق نہ آتا بخلاف کتب مقدسہ کے کہ اُسکا مدار صرف لکھنے پر تھا اور لکھنے کی اور کاغذ کی قلت اور صدہا سال تک مصائب کی بڑی کثرت تھی پس اُنکا گم ہوجانا یا اُنمین تغیر ہونا کچھ بھی بعید نہین چنانچہ باقرار علماء اہل کتاب اب نہ وہ کتاب ہے جو موسیٰ نے لکھکر لاویونکو دی تھی نہ عیسےٰ کی وہ انجیل ہے کہ جسکی منادی کرنیکی وہ تاکید فرماگئے تھے اور جو پولوس مقدس کو بلاتوسط کسی آدمی کے پہنچی تھی وغیرذالک (۳) ان کتابونمین بہت سے ایسے مضامین ہین کہ جو خدا کی ذات وصفات وتقدس اور انسان کو خدا سے تقرب اور محبت اور روح کی پاکیزگی کا طور بتلاتے ہین اور نیک چلنی اور اخلاق حمیدہ سکھلاتے ہین اور عالم کے پیدا ہونے اور انسان کی نجات کا وسیلہ بیان کرتے ہین وغیرذالک اور انمین بہت سی پیشین گوئیان بھی مندرج ہین جو اپنے وقت پر ظاہر ہوئین اور یہ سب مضامین بغیر الہام اور تائید روح القدس کے اور کسیکو حاصل نہین ہوتے۔ اس دلیل کو پادری فنڈر صاحب نے میزان الحق مین ہر ہر بات کا حوالہ دیکر بڑے بسط سے بیان کیا ہے اور ہر ایک بات کو ایک دلیل بناکر ایک چھ دلیل بتائی ہین اور بڑے زور سے نتیجہ نکالا ہے ج اولاً غایۃ مافی الباب یہ مضامین الہامی اور انبیاء علیہم السلام کے فرمائے ہوئے ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جس کتاب مین یہ مضامین بطور نقل کے جمع کردیے جاوین وہ انبیاء کی تصنیف اور الہامی کتاب بھی ہوجاے کیا اگر کوئی شخص قرآن کے مضامین کو محض کرکے اُسپر کچھ اور ملاکے کتاب بناوے وہ قرآن ہوسکتا ہے؟ ان مضامین کا الہامی ہونا اور بات ہے کتاب کا الہامی ہونا اور بات بہت سی غیر الہامی کتابونمین الہامی مضامین ہوتے ہین۔ ثانیاً ان کتابون مین اگر یہ عمدہ مضامین ہین تو اسکے ساتھ خراب مضامین بھی تو ہین کہ جنکو الہام کی طرف منسوب کرنا بھی نازیبا ہے جیساکہ پہلے گزرا پس یہ مجموعہ کیونکر الہامی ہوسکتا ہے؟ ثالثاً جن کتابونکے تم منکر ہو اُنمین بھی یہ مضامین نہایت عمدگی سے پائے جاتے ہین پھر اُنکو الہامی کیون نہین کہتے؟ (۴) یہ کتابین اُنکے مصنفین سے لیکر اُجتک ہم مین متواتر چلی آئی ہین اور تمام امت کا اُنکے قبول کرنے پر اجماع ہوچکا ہے اور یہ اجماع ہر قرن مین پایا گیا ہے ج اول تو یہ دعوی غلط ہے کہ اُنکے مصنفین تک ہر قرن مین ان کتابون پر اتفاق رہا ہے کیونکہ تیسری صدی کے بعد قسطنطین کی وجہ سے

دلیل دوم

دلیل سوم

دلیل چہارم

یہ اتفاق یا نفاق جو کچھ کہو پایا گیا مگر اُس سے بیشتر یعنی حضرت مسیح سے تخمیناً تین سو برس تک تو سب کتابین عیسائیون مین عموماً مشہور بھی نہ تھین جیساکہ اوپر گزرا اتفاق اور اجماع ہونا تو کجا؟ دوم اگر یہ سب تسلیم بھی کرلیا جاوے تو غایۃ الامر یہ کتابین اُنکے مصنفین کی تصنیف قرار دیجاوینگی لیکن اس سے الہامی ہونا ہرگز ثابت نہوگا جبتک کہ وہ پہلی شرطین ثابت نہ کیجائینگی (۵) چونکہ خدا سب کا خدا ہے تو اُسکا دین بھی سب کے لیے ہونا چاہیے اور دین کی تعمیم بغیر اس بات کے ممکن نہین کہ وہ کتاب تمام عالم مین پھیلے اور یہ صفت خاص بائیبل بالخصوص عہد جدید مین پائی جاتی ہے کیونکہ اب کوئی ملک باقی نہین کہ جہان انجیل کی منادی نہوتی ہو۔ اور ہر زبان مین اُسکے ترجمے ہوگئے ہین تو یہ نشان الہامی ہونیکا ہے ج یہ دلیل بھی محض بادریانہ خیال ہے کیونکہ اول تو سب کتابون سے زیادہ بائیبل کی شہرت نہین بلکہ ابتدا سے لیکر ابتک جسقدر قرآن کی دنیا مین شہرت ہوئی اسقدر کسی کتاب کی نہین ہوئی کونسا ملک اور کونسی زبان ہے کہ جہان قرآن کے روح افزا مضامین لوگونکی زبان پر جاری نہین؟ اور انجیل کی شہرت سے جو کچھ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے پس لازم آیا کہ اس سے بیشتر یہ کتاب الہامی نہ تھی پھر ہوگئی دوم زیادہ شہرت سے الہامی ہونا لازم نہین آتا گلستان اور کلیلہ ودمنہ کی شہرت بھی کچھ کم نہین اُنکو بھی الہامی کہو (۶) اس کتاب کے پڑھنے سے نیک چلنی اور محبت الہی اور روح کی صفائی پیدا ہوتی ہے اور یہ خاصہ الہامی کتابونکا ہے ج بالفرض اگر بعض مضامین کسیوجہ سے جو کہ الہامی ہین یہ بھی تسلیم کرلیا جاوے تب بھی مجموعۂ کتاب الہامی نہین بلکہ ان کتابونکے پڑھنے سے دل پر تثلیث پرستی اور خدا کی ذات مقدس مین عیوب ثابت کرنیسے اور عیسے کو کفارہ سمجھکر دن مین ہزار بار حرامکاری کی اجازت اور شراب اور سور اور جھوٹ بولنے کی رخصت سے) وہ تاریکی اور الحاد پیدا ہوتا ہے کہ جو کسی کتاب سے نہین ہوتا یورپ مین اسقدر الحاد اور زنا اور جھوٹ اور شہوت پرستی کا شیوع انہین کتابونکے برکت سے ہوا ہے برعکس اسکے کہ قرآن مجید کی ہدایت کا اثر ابتک تمام عالم پر جلوہ گر ہے (فصل چہارم) ہنود بھی اپنی کتابون کو الہامی کہتے ہین گو اُنکا قرآن مین کہین تفصیلاً ذکر نہین مگر ہر الہامی کتاب پر ایمان لانا ہم اہل اسلام پر فرض ہے اسلیے اُنکی تحقیق کرنا بھی ضرور ہوا واضح ہو کہ ہنود کے نزدیک یہ چار وید رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اتھر بن وید۔ برہما کے منہ سے نکلے ہین۔ اور انکو ست جگ زمانہ کی تصنیف کہتے ہین۔ اور چھ شاستر (کہ جن مین نیائی شاستر ویدانت شاستر میمانسا شاستر سانکھ شاستر وغیرہ داخل ہین) اور اٹھارہ پُران انہین سے نکلے ہین۔ چونکہ یہ شاستر اور پران اور دیگر کتب مابھارت اور گیتا اور جوگ بسشٹ اور رامائن وغیرہ ہنود کے نزدیک بھی انکے علماء کی تصانیف ہین اور کچھ مضامین وید سے لیکر یا تاریخی واقعات کو سن سنا کر پنڈتون نے تصنیف کی ہین پس یہ تو کسیطرح کتب آسمانی ہو نہین سکتین لہذا ہم اُنکی تحقیق سے دست بردار ہوتے ہین مگر اسقدر یاد رہے کہ یہ سب کتابین اہل ہند کے نزدیک معتبر اور دینی ہین اسلیے ہم الزاماً علیہم کچھ مضامین انسے نقل کرینگے اور اب وید کی نسبت کلام کرتے ہین کہ جو انکے نزدیک برہما کے منہ سے نکلا ہے

ل۱ ہنود کے نزدیک زمانہ چار حصو نمین منقسم ہوا اول ست جگ دوم تریتا سوم دواپر چہارم کل جگ کہ جسکو ہزار زمانہ کہتے ہین اور ہر زمانہ کی کئی لاکھ اٹھاسی ہزار برس کم مدت قرار دیتے ہین ۱۲ منہ

ل۲ تفصیل اُنکی یہ ہے (۱) وشن پوران۔ بھاگوت پوران۔ مینسیہ پوران۔ اسکند پوران۔ مارکنڈی پوران۔ بھوشت پوران۔ برہم پیٹی درنگ پوران۔ گرڑم پوران۔ پدم پوران۔ برہم پوران بالو پوران۔ باؤن پوران۔ گرڑ پوران۔ اگن پوران۔ بارہ پوران۔ لنگ پوران یعنے شیو پوران۔ نارد پوران۔ برہمانڈ پوران۔ ۱۲ منہ

سب سے قدیم آنکے نزدیک رگ وید ہے اسمین قدیم لوگون کے چمسند یعنی اشعار (دیوتاؤن کی مدح مین جیکہ آنکے گھر پر جاتے تھے)
مجمع الاشعار کے طور پر جمع ہین مگر یہ جگہہ اُن اشعار کے مؤلفین کا نام نہین ہے تاہم بہت جگہہ سے یہ ثابت ہی کہ یہ اشعار فلان رشی یعنی
عابد کے ہین اور یہ فلان کے چنانچہ ابتک اُنکے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہین سواس وید مین شاعرانہ (بالخصوص ایشیا کے قدیم شاعرون
کے حد سے زیادہ) مبالغہ مذکور ہین اُنمین کہین کچھ فائدہ مند باتین بھی ہین اور کہین محض بیہودہ گپ ہے۔ اسکے بعد یجروید ہے۔ یہ اس سے
بہت عرصہ کے بعد تصنیف ہوا ہے اسمین اربعہ عناصر اور آفتاب و ماہتاب کی پرستش کے طریقے اور جاگ کرنیکی ترکیب وغیرہ کسی نے جمع کردیے
ہین اور جابجا مدح کے موقع مین رگ وید کے اشعار کو حسب موقع لکھدیا ہی گویا یہ ہنود کے رواج اور دھرم کا دفتر ہے بعد مدت کے پنڈتون نے
یجروید کو نئے طور پر مرتب کیا اور اُسکی شرح کرکے ایک اور گرنتہ بنایا اور اُسکا نام شام وید رکھا۔ اب رہا اتھربن وید سو اسکا قدماء مین کہین نام
ونشان بھی نہ تھا چنانچہ منوسنگتا مین دوسری ادھیای کے دوسو تیس ۲۳۰ اور چھہتر ۷۶ اشلوک سے ظاہر ہے منوجی وغیرہ اسکو وید نہین مانتے
ہین بلکہ کسی نے بعد مدت مدید کے تینون ویدون سے کچھ مضامین جمع کردیے ہین اور اُسکا نام اتھربن وید رکھا ہے۔ قبل اسکے کہ مین کچھ اور
بیان کرون محققین مذہب ہنود کے اُس قول کو نقل کرتا ہون کہ جو بُدھ سبھا[1] بریلی کے نام سے مشہور ہے **قولہم** پران کی مت مین یہ چارون
وید برہما کی زبان سے یعنی چار مُنہ سے نکلنا لکھا ہے الخ یہ بات قابل اعتماد کے نہین اس بات کو پنڈت لوگ جاننے والے وید کے خوب جانتے
ہین کہ کوئی وید ایک وقت مین ایک آدمی کی زبان سے نہین بنا ہے سب ویدونکے جدے جدے بھاگ جدے جدے رشیون نے بنائے
ہین اور بلکہ وید بنانیوالے رشیونکے نام بھی جگہہ جگہہ پائے جاتے ہین الخ جب اس قوم کے پنڈتون ہی نے اس بات کو رد کردیا کہ یہ برہما
کے مُنہ سے نکلے ہین اور یہ اقرار کرلیا کہ انکے مصنف ایک دو شخص نہین ہین بلکہ متعدد لوگ مجہول الحال ہین تب انکو کسطرح سے
الہامی اور کلام الہی مانا جاوے یہ اور بات ہی کہ اہل ہند اسپر نہایت اعتقاد رکھتے ہین اور اسکو پیار کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ اب ہم
عام ہنود کے پرانے خیال کو تسلیم کرکے یعنی یہ بات مان کے کہ یہ سری برہما کے مُنہ سے نکلے ہین کلام کرتے اور انمین الہامی کتاب کی شرط
کو تلاش کرتے ہین۔ اول ہمکو یہ بات دریافت کرنا چاہیے کہ برہما جی کون شخص ہین آیا خدا ہین یا اُسکا کوئی پیغمبر ہے یا کوئی فرشتہ ہے یا
کوئی عامی آدمی جو کسی خاص وجہ سے مشہور ہوگیا ہے؟ پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اُس کتاب کے کیسے مضامین ہین؟ اور پھر یہ
مجموعہ اسکے مصنف سے بسند متصل بلا تفاوت ابتک پایا جاتا ہے یا نہین؟ **بیدانت** شاستر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ برہما ایشور
یعنی خدا تعالی کی ایک صفت (یا جزء) ہے کیونکہ اُسمین خدا کی تین صفت قرار دی ہین ایک رجگن یعنی قوت ایجاد یا بہبود کو جسکو
برہما کہتے ہین اس صفت سے اُسنے تمام عالم کو پیدا کیا دوسری صفت تربیت یعنی عالم کو پرورش کرنا جسکا نام ست گن ہی اسکو وشن (وشنو)
کہتے ہین تیسری صفت تم گن یعنی فنا کرنا اور غضب و غصہ کو کہ جسکو مہادیب (مہادیو) کہتے ہین پس اس قول کے موافق برہما وشن
مہادیو اُسکی تین صفات یا جزء ہین نہ خدا ہین نہ کوئی پیغمبر نہ فرشتہ (یہ بیہودہ خیال پادریون کی تثلیث کا نمونہ ہے اسکے برخلاف **شیو**
پران سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سری برہما ایک شخص نہایت بیعقل اور مشرک تھا کیونکہ اُسمین لکھا ہی کہ وشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا

[1] اس قول کو بتمام و کمال سوط اللہ الجبار کے صفحہ ۷، ۸ مین نقل کیا ہے جو چاہے وہان دیکھ لے ۱۲ منہ

اُسمین سے برہما پیدا ہوا دونون جھگڑنے لگے برہما کہنے لگا مینے تجکو پیدا کیا ہے بشن نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہے اتنے مین آسمان سے
دھوان پیدا ہوکر اُسنے فیصلہ کیا کہ تو برہما اور یہ بشن ہے اے برہما تو اس سے پیدا ہوا ہے اب تو خلقت کو پیدا کر جب اُس دھوئین کو غور
سے دیکھا تو اسمین لنگ یعنی آلہ تناسل کی صورت دکھائی دی اسکی تحقیق کے لیے بشن سوَر بنکر زمین مین گھسا اور برہما ہنس بنکر
اوپر کو اڑا لیکن جب دس ہزار برس تک دونون کو اسکی انتہا نہ پائی تو برہما نے یہ جانا کہ میرا یہی خدا ہے تب سے لنگ پوجا شروع ہوئی
انتہے یہان سے چند باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ برہما اور بشن دونون جاہل تھے کہ لنگ کو دیکھکر حیران ہوگئے اور انجام اُسکو خدا سمجھ لیا۔
(۲) برھما اور بھی زیادہ جاہل تھا کہ جسنے اپنے خالق بشن سے مقابلہ کیا (۳) یہ کہ برھما اور بشن نہ خدا ہین نہ خدا کی کوئی صفت نہ پیغمبر نہ فرشتہ۔ بلکہ
لنگ پرست۔ پدم پران مین ہے کہ برھما بیکاری یعنی شہوت پرست ہی اسنے اپنی بیٹی سرستی کی طرف بُری نگاہ کی تب اُسکی بدعا سے
اسکے مُنہ سے فحش جاری ہوا انتہے یہان سے معلوم ہوا کہ برھما کوئی نیک آدمی بھی نہ تھا بلکہ نہایت شہوت پرست۔ اور یہ اسکا کلام الہامی
ہونا تو درکنار بلکہ فحش کا مخزن ہے پھر اُسکی تصنیف کے کیا کہنے ہین؟ مضامین بھی اس کتاب کے اس قابل نہین کہ انکو الہامی
کہا جاوے کیونکہ بت پرستی اور عناصر پرستی اور ستارونکی پرستش وغیرہ وہ لغو تعلیم اسمین اور اسکے ملحص پرانون مین ہے کہ جنکو کوئی اہل
عقل تسلیم نہین کرسکتا اور اسکے سوائے بیحیائی اور فحش کے قصہ اور خدائے قادر کی ذات وصفات مین جہالت اور عجز اور حدوث اور
شہوت پرستی اور خواب وغفلت کے نہایت ناپاک مضامین مندرج ہین علاوہ اسکے انہین پرانون اور ویدون سے یہ بھی ثابت
ہی کہ ایشر یعنی خدا تعالی پر چوبیس بار وہ سخت مصیبت پڑی کہ اُسکو بغیر سوَر اور شیر وغیرہ جانورونکے قالب مین آنیکے چارہ نہوا چنانچہ
تمام ہنود کے نزدیک یہ مسئلہ متفق علیہا ہے اور ان چیزونکو ہنود اوتار کہتے ہین ان چوبیس مین سے یہ اوتار نہایت بزرگ ہین۔
(۱) مچھ اوتار کہ خدا مچھلی کی صورت مین آیا (۲) کچھ اوتار کہ کچھوے کی صورت مین آیا (۳) بارہ اوتار کہ سوَر کی صورت مین آیا (۴)
نرسنگ اوتار یعنی شیر کی صورت مین شمن کے ہلاک کرنیکو آیا (یہ ست جگ مین ہوے ہین) (۵) باون اوتار (۶) پرس رام اوتار (۷)
رام چندر اوتار کہ جو راون سے ہنومان کی مدد سے لڑا اور سالہا جنگلون مین سیتا کے فراق مین حیران وسرگردان رہا (یہ ترتیا جگ مین ہوے
ہین) (۸) کرشن اوتار (۹) بودھا اوتار (یہ دواپر جگ مین گزرے ہین) معاذ اللہ اس لغو اعتقاد سے زیادہ اور کیا لغو اعتقاد ہوگا۔
عیسائیون نے بھی خدا تعالی پر گناہ معاف کرنیکی مشقت ڈالکر اسکو گناہ اُٹھانے اور پھانسی پانیکے لیے حضرت عیسے کی صورت مین
ظاہر ہونے پر مجبور مانا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اس مجموعہ کی سند متصل بھی کسی ہندو کے پاس نہین کہ سلسلہ وار اُسکے مصنف
تک پہنچا دیوے۔ ایک اور وجہ بھی ہے کہ جس سے وید کا الہامی ہونا رد ہوتا ہے وہ یہ کہ ان ہنود کے نزدیک برھما نہ اوتار ہین نہ خدا
اور نبوت کے یہ لوگ سرے سے قائل ہی نہین پس جب برہما انکے نزدیک بھی نبی نہین ہین تو اُسکی کتاب کسطرح الہامی ہوسکتی ہی
بعض ہنود جیساکہ منشی اللکھ دھاری مترجم اپنکھد ھایہ کہتے ہین کہ چارون وید برھما کے قول کی شرح ہین بیاس نے انکو جمع کیا
ہے چنانچہ وہ کہتے ہین کہ رگھ وید برھما کے اس قول کی شرح ہے (پرگیانند برہم) اور یجر وید کو برھما کے اس قول کی شرح مین تصنیف کیا
(اہنگ برھما اسمی) کہ مین پرمیشر ہون۔ اور سام وید کو سری بیاس جی نے برھما کے اس قول سے بنایا (تنومسی) یعنی ایشر ہون

اور اتھربن ویدکہ جو تینوں کا خلاصہ ہے۔ اس قول کی شرح مین بیاس جی نے ترتیب دیا ہو (آہنگ استمار برہم) یعنی مین آیا پرمیشور استے لخصاً۔ یہ قول اگرچہ پنڈتان سبھا بریلی کے نزدیک غلط ہے مگر کسیقدر اسکی اصل ہو تو کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ بیاس جی چندروز زرتشت کے پاس شہر بلخ مین تعلیم پانے گئے تھے اور ہندو مین مشہور ہے کہ سری بیاس ایک مدت تک غائب ہوکر نارائن جی کے پاس گئے تھے چنانچہ یہ بات وساتیر نامہ زرتشت مین ابتک موجود ہے جو چاہے ملاحظہ فرمالے پس کچھ تعجب نہین کہ یہ عناصر اور کوکب پرستی کے مضامین بیاس جی نے تعلیم زرتشتی کے موافق لکھے ہون اور پھر کچھ اور پنڈتون نے بھی اسمین ملایا ہو اور ہر کسی نے اپنے خیالات کو دخل دیا ہو بلکہ یہی یقینی بات ہی کیونکہ وید مین مختلف مضامین پائے جاتے ہین کہین کہین ذات باری کی تقدیس اور توحید بھی موجود ہے۔ اگر بیاس جی بھی اسکے مصنف ہون تو وہ بھی باقرار رہنود کوئی الہامی نہین بلکہ افعال واقوال مین برہماجیو کے لگ بھگ ہین۔ ستونتی سے جسطرح انکا پیدا ہونا لکھا ہے اور پھر بھائیون کی بیبیون پر دست شفقت پھیرنا جو مہابھارت مین مذکور ہے اسکے ذکر کرنے سے تو شرم ہی آتی ہے والسلام الہادی (فصل پنجم) پارسی بھی (یعنی آتش پرست کہ جنکو مجوس کہتے ہین) اس امر کے مدعی ہین کہ ہمارے وشنورون یعنی پیغمبرون پر آسمان سے خدا کا کلام نازل ہوا ہے کہ جسکو وہ الہامی اور کلام خدا سمجھتے ہین ژند وستا وغیرہ گو آنکے پاس اور کتابین

فصل پنجم

۵۱ فرقہ آریہ کا موجد دیانند کاٹھیاواڑی ہے جو چند برس ہوے اجمیر مین انتقال کرگیا جو نئی روشنی کے سبب بہت ہندو اپنی خرافات سے نادم ہوکر اپنے قدیم مذہب کی ترمیم کرنا چاہتے ہین وہ اس گروہ مین شامل ہوتے جاتے ہین۔ یہ فرقہ ہنود کے اٹھارہ پرانون اور بہت سی کتابون کو غیر معتبر بتاتا ہے انکے نزدیک یہ چار وید ان چار شخصون سے بذریعہ الہام ظاہر ہوئے ہین۔ اگن سے یجروید۔ وایو سے یجروید۔ آدت سے شام وید۔ انگرہ سے اتھروں وید۔ اور ان چارون وید ونکو قدیم بھی کہتے ہین۔ مگر لطف یہ ہے کہ ان چارون مصنفون کو قدیم نہین کہتے۔ اور جو اعتراض ہین ہے کہ اندر نے برہسپتی سے سنسکرت پڑہی اور اسنے انگرہ سے اور اسنے منو سے اور منو نے مراٹ سے اور اسنے برہما سے اور برہما نے اگنی اور اوک سے اور انہون نے بذریعہ الہام پرماتما سے حاصل کی۔ الخ۔ اس تقریر سے کہ جسکو آپ نے پسند کرتے ہین کئی باتین معلوم ہوئین (۱) یہ کہ انگرد کا استاد منو ہے جو وارث کاشاگرد اور برہما کا شاگردان شاگرد ہے اور برہما اگنی کا شاگرد ہے جو رگوید کا مصنف ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ انگرہ اور اگنی کا ایک زمانہ نہین پھر اسکی تصنیف بھی رگوید کے بعد کی ہے۔ پھر وہ قدیم اور انادی کیونکر ہوسکتی ہے۔ اسیطرح اب ان چارون شخصون کی تاریخ مین غور کرنے سے عجب الٹ پھیر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ شخص ہنودین مین معمولی مرتبے کے شخص تھے کوئی خصوصیت الہام اور کرامات کی نہ تھی آریہ کو لازم ہے کہ انکے تاریخی حالات اپنی معتبر کتابون سے بیان کرین۔ تب کچھ دعوی کرین۔

(۲) رگوید کے منڈل ۱۰۔ انوواک ۷ سکت ۹۰ منتر ۹ مین چارون وید ون کا بیان ہے (تکذیب براہین صفحہ ۱۱ مصنفہ پنڈت لیکھرام آریہ) اب بڑے تعجب کی بات ہے کہ رگوید تو اگنی کا تصنیف ہے جو انگرہ کا کئی سلسلہ سے استاد الاستاد ہے جیسا کہ اوپر گزرا جسکا زمانہ ہنود کے زمانہ عمرہ سے گزشتگان ہزارون برس سے کیا کم ہوگا پھر اسکی کتاب مین اس شخص کی کتاب کا جو اسکے صدہا ہزار ہا برس پیدا ہوا کیونکر ذکر آگیا؟ غالباً یہ رگوید کا فقرہ الحاقی ہوگا اگر یہ ہے اور غالباً یہی ہے تو ویدون مین الحاق بخوبی ثابت ہے (۳) ان کے بیان کے بموجب بیاس اور وشسٹ وغیرہ لوگ وید کے شارح ہین نہ کہ مصنف۔ اب چارون مصنفون سے پہلے اہل ہند مین کونسی کتاب الہامی تھی اسکا بھی پتا نہین ملتا؟ اور ان چارون سے پہلے ہنود کے اکابر کا ایمان اور شریعت اور دستور العمل کیا تھا اسکا بھی پتہ نہین ملتا (۴) اگر ان چارون وید ونکے مضامین کو دیکھا جاوے اور ان کے معانی سے قطع نظر کیجاوے جو ہزارون برسونکے بعد تمام پنڈتون کے برخلاف دیانند نے پیدا کیے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ ان ویدون کے مضامین الہامی نہین کس لیے کہ عناصر کی پرستش اور غیر مرئی چیزون سے استمداد اور مہابراجو نکے قصے اور مذہبی دستورات مذکور ہین۔

(۵) اور لطف یہ ہے کہ یہی اندر اور برہسپتی اور برہما جو اگنی کے شاگردان شاگرد وتلامذے گنے گئے ہین انہین کے محامد رگوید مین مذکور ہین الغرض کوئی بات بنتی نہین ۱۲

۵۲ ابو محمد عبد الحق ملل والنحل مین لکھا ہے کہ حکیم فیساغورث کا ایک شاگرد فلاوس نامی علوم علویہ اور فن الہیات کا نہایت ماہر تھا اسنے ہندوستان مین جاکر اقامت اختیار کی اور مذہب فیساغورث کو عمدہ دلائل اور ریاضات سے ثابت کیا اور ایک شخص برہمن کو اپنا شاگرد بنایا چونکہ یہ برہمن بھی ان علوم مین نہایت لایق اور فائق ہوا اسنے تمام ہندو کو مجاہدات وریاضات کیطرف رغبت دلاکر اپنا مرید بنایا اور اسکے بعد پھر یہ مذہب فلاسفی اہل ہند کے دلپسند نفس کا لحیم ہوگیا انتہے۔ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ ہند مین صدہا فرقے ہین اور انکی عبادت اور ریاضت کے طریقے بھی الگ الگ ہین بلکہ معبود بھی الگ الگ ہین مگر انکے بعض فرقون مین فلسفی خیالات بھی پائے جاتے ہین کہ جنپر ہنود کو ناز ہی جیسا کہ فرقہ بیدانتی اور کچھ عجب نہین کہ ان فلسفیونکے اقوال بھی اس کشکول قدیم یعنی وید مین جمع ہون جیسا کہ بعض شاستر اور پران کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ۱۲ ابو محمد عبد الحق

۵۳ یہ کتاب زرتشت کی تصنیف ہے کہ جو اران مین گشتاسپ بن لہراسپ شاہ ایران کے عہد مین ظاہر ہوا تھا اور اسکو اپنے مذہب کیطرف بلایا اور خوارق دکھلائے تھے اور اسفندیار نے اسکے مذہب کی ترویج مین بڑی کوشش کی تھی۔ اور ہندوستان سے بیاس جاکر اسکا مرید ہوا تھا

بھی ہین مگر زیادہ مشہور اور معتبر وساتیر ہے۔ اس کتاب مین چھوٹے چھوٹے (پندرہ مخصوصکے) پندرہ نامے ہین (اول) نامہ آباد[۱] خشور کا اسکو ایرانی اول پیغمبر کہتے ہین (۲) نامہ جی افرام کا (۳) نامہ شائی کلیوکا (۴) نامہ پاسان کا (۵) نامہ گلشاہ کا کہ جسکو کیومرث بھی کہتے ہین (۶) نامہ سیامک خشور کا (۷) نامہ ہوشنگ کا (۸) نامہ تہمورس خشور کا (۹) جمشید خشور کا (۱۰) نامہ فریدون کا (۱۱) نامہ منوچہر کا (۱۲) نامہ کیخسرو کا (۱۳) نامہ زرتشت خشور کا (۱۴) پندنامہ سکندر کا (۱۵) نامہ ساساسان اول کا (۱۶) نامہ ساساسان پنجم کا۔ انمین سے اگر پندنامہ سکندر کو جدا نہ شمار کیا جاوے تو یہ پندرہ نامے ہین ورنہ سولہ ہین۔ انمین سے نامہ اول اور نامہ زرتشت اور نامہ ساساسان اول تو تخمیناً ایک ایک جزو کے ہونگے ورنہ اور تو ایک صفحہ یا دو صفحہ کے نامہ ہین۔ ان نامونکو ساساسان پنجم نے خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے عہد مین پازندی[۲] زبان سے دری زبان مین ترجمہ کیا اور اصل کے فقرون پر ہندسونکے نشان لگائے گئے ہین اور ہر نامہ کے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ کا ترجمہ لکھدیا ہے۔ اسطرحسے ۱ (پناہیم بہ یزدان از منش وخوے بدوزشت گمراہ کنندہ وبراہ ناخوب برندہ رنج وہندہ آزار رساننده (۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشائیشگر مہربان دادگران نامجات مین کچھ صفات باریتعالی اور یہ بات کہ عقل اول کے ذریعہ سے خدا نے تمام عالم پیدا کیا جسطرح کہ حکماء یونان کا مذہب ہے بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ حکماء یونان کے فلسفہ الہیات اور فلکیات اور عنصریات کو کسی نے نقل کردیا ہے اور کواکب پرستی وآتش پرستی کے طریقے بھی مذکور ہین اور کسیقدر پیشین گوئیان ہین اب یہان چند امور قابل بحث ہین (۱) یہ کہ انکے مؤلفین نے انکو الہام سے لکھا ہے یا نہین؟ (۲) انکے مؤلفین کون لوگ ہین؟ (۳) انکے مضامین کیسے ہین؟ اول امر کی نسبت یہ تحقیق ہے کہ یہ تمام نامے ایک شخص یعنی ساساسان پنجم کے جمع کیے ہوئے ہین کہ جو خسرو پرویز کے عہد مین تھا اور اسکا حال یہ ہے کہ وہ اپنے آپکو تو کیا بلکہ اپنی اولاد تک ہمیشہ پیغمبری کا مدعی ہے چنانچہ اسکے نامہ کا ۳۹ فقرہ یہ ہے دودختم تو پیغمبری ہمیشہ ماند اگرچہ اسکے حالات مفصلاً کہیں معلوم نہین مگر اسکے نامہ مین دو چار پیشین گوئیان ایسی ہین کہ جنکے جھوٹ ہونیمین کسیکو بھی کلام نہین۔ ۲۵-۲۶ جملہ مین کہتا ہے۔ وپاداش گران گروہے باشند آرے۔ ۲۶ درہم افتادہ وبدکار وانچہ بزرگ الیشان گفتہ ہم نکنند انتہے۔ یعنی جو گروہ عرب نبی عربی کا پابند کہ ایرانیونکو اُنکے گناہونکی سزا دیگا۔ بدکار اور اپنے پیغمبر کا نافرمان ہوگا سو یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت عمر کی خلافت مین حضرت سعد بن وقاص نے ایران کو فتح کیا ہے اور اُسمین سب صحابہ شریک تھے اور انہین کے ہاتھ سے ایرانیون کی سلطنت برباد ہوئی سو وہ پیغمبر علیہ السلام کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اجتک ایسی کوئی قوم اپنے نبی یا بزرگ کی فرمانبردار نہین ہوئی جناب رسول خدا اس گروہ پاکباز کی جان ومال کے مالک تھے اور انکے نیک ہونیمین بھی کسی اہل تاریخ کو مجال گفتگو نہین مورخین یورپ کے اقوال آپ پہلے سن چکے ہین (۲) اسنے کہا کہ میری اولاد مین ہمیشہ پیغمبری رہیگی سو یہ بھی بالکل جھوٹ آجتک اسکی اولاد مین سے کسینے کوئی پیغمبر دیکھا تو کیا سنا بھی نہین ہان یہ بات اور ہے کہ کوئی پارسی بمبئی مین بیٹھکر پیغمبری کا دعوی کیا کرے (۳) وہ کہتے ہین کہ دین محمدی ہزار برس کے بعد ایسا خراب ہوگا کہ اختلاف باہمی کی وجہ سے پہچانا نہ جائیگا چنانچہ ۳۰ جملہ مین اسکی تصریح ہے۔ لیکن یہ بھی صاف جھوٹ کیونکہ گو امور جزئیہ مین باہم

[۱] نامہ ساساسان پنجم کے ۵۷ جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہ آباد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہتے ہین کیونکہ اُسمین ہے کہ خانہ کعبہ کو مہ آباد نے بنایا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم نے تعمیر فرمایا ہے [۲] پازندی ایران کی قدیم زبان ہے سنسکرت سے بہت مشابہ ہے اگر اسکو اور دیگر لغات قدیمہ کو دور کردیا جاوے تو دونون ایک ہی زبان ہین۔ ایران کے قدماء کے رسم اور اہل ہند کے رسوم وعادات وعہادات بہت قریب ہین وہان کے لوگ ہند مین اگر بادشاہ بن بیٹھے ہون تو کچھ تعجب نہین۔ ۱۲ منہ۔

اہل اسلام مین اختلاف ہوا سو وہ ہزار برس سے کہین بیشتر بلکہ دوسری تیسری صدی مین شروع ہوا مگر بحمد اللہ اتباک قرآن اور احکام منصوصہ اسلام و دیگر فرائض وغیرہا امور ضروریہ مین ایک بال کے برابر بھی فرق نہین آیا ان امور مین آجتک تمام اہل اسلام یک زبان ہین اور یہ امور ہو بہو حضرت سے منقول ہین بلکہ انکے بزرگ ساسان اول کی پیشین گوئی بھی صریح غلط نکلی کیونکہ وہ اپنے نامہ کے ۳۰ جملہ سے ۸۰ تک یہ خبر دیتے ہین کہ عرب کے غلبہ ہونیکے بعد پھر ساسان اول کی اولاد مین سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور ایرانیون کی وہ حکومت وشوکت برباد شدہ پھر عود کر آئیگی اور اہل اسلام ایرانیون سے ایسے بھاگینگے جیسا بلی سے چوہے بھاگتے ہین انتہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ جب سے اسلام کا پھریرا ایران مین اڑا اُسوقت سے لیکر ابتک اہل اسلام ہی غالب رہے ہین مجوسیونکی عزت اور سلطنت نے عود نہین کیا علاوہ اسکے یہ ساسان خسرو پرویز کی بڑی مدح کرتا ہے اور اُسکو فرشتہ منش کہتا ہے حالانکہ یہ خسرو وہ بدنصیب ہے کہ جسنے پیغمبر آخرالزمان کا نامہ مبارک پھاڑا تھا اور آتش پرستی اور بدمستی اسکا شیوہ تھا پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ساسان پنجم نے الہام سے نہین لکھا بلکہ دوسری بات بھی معلوم ہوگئی کہ مجوس کے اکابر کہ جنکی طرف یہ نامجات منسوب ہین (بلکہ ہنود کے اکابر بڑی رام چندر دوسری کرشن وغیرہم بھی) اگر یہ کتابین ٹھیک ٹھیک انہین کی تصنیف اور انہین بلاکم وکاست انہین کے عقائد مذکور ہین تو وہ ہرگز پیغمبر نہ تھے غایتہ مافی الباب بادشاہ تھے اور حکمت وفلسفہ مین خوب دخل رکھتے تھے جسکی وجہ سے مشہور ہوگئے اور پیشوا مانے گئے۔ ان کتابونکے تمام مضامین بھی ایسے نہین ہین کہ انکو الہام کیطرف منسوب کیا جاوے بلکہ بعض جھوٹے مضامین اور بعض مین شرک اور نازیبا باتونکی تعلیم ہے (شاہد اول) ساسان اول کے نامہ مین ۱۹ جملہ مین اس بات کی تصریح ہے کہ مرکر انسان کی روح دوسرے جسم مین تناسخ کے طور پر جاتی ہے قولہ روان ازتنے بہ تنے روندہ است الخ پھر اسکی شرح مین ساسان پنجم بڑے دلائل قائم کرتے ہین حالانکہ یہ عقیدہ بالکل لغو اور باطل ہے نہ عقل اسکے مقتضی ہے نہ نقل (شاہد دوم) نامہ شت جی افرام کے ۲۰ جملہ مین کہتا ہے کہ مہ آباد کی اولاد مین جو وہ وخشور ہوئے ہین کہ انکو آباد کہتے ہین ان آباد ون کی اولاد مین نوشیرواتک سلطنت قائم رہی۔ اور زاد سپ تفسیر ساسان پنجم کروڑ تو کیا بلکہ ارب بلکہ کھرب بلکہ نیل سے بھی زیادہ ہے پس جب اُسکو سو بار لیا جاوے تو کہانتک پہنچتا ہے؟ حالانکہ اسکے جھوٹ ہونمین کسی عقلمند کو بھی شک نہین کیونکہ مہ آباد ابراہیم علیہ السلام ہین اور بالفرض آدم بھی مراد لیے جاوین تو انکا زمانہ ابتک سات آٹھ ہزار برس سے زیادہ نہین گزرا چہ جائیکہ جی افرام کے عہد تک مہ آباد کی نسل مین صدہا کروڑ برس کا زمانہ گزر جاوے ایسی گپین زمانہ کی بابت ہنود کے ہان بھی ہین سری سیاس جی یہین سے سیکھکر گئے ہین (شاہد سوم) نامہ وخشور یاسان کے ۵۸ جملہ مین تصریح ہے کہ آگ اور ستارونکے آگے سجدہ کرو اور انکی تعظیم اور عبادت بجالاؤ پھر نامہ سیامک بن گلشاہ کے ۳ جملہ مین تصریح ہے کہ اے سیامک ہمیشہ تو مشتری کی اسطرح ستائش کر آگے پھر اُسکی بڑی ثناوصفت ہے اور اُس سے یون دعا مانگ کہ میخواہم از تو نیکبختی ہر دوسرا سے پھر نامہ تہمورس مین آفتاب پرستی کی نہایت تاکید ہے اور اُسکی بڑی ثناوصفت بتلائی ہے کہ وہ عبادت کے وقت پڑھی

---

۵۱ سیطرح نامہ اول کے ۱۰۰-۱۰۷ جملہ مین اسکی تصریح ہے کہ اس عالم مین انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی وغمی رنج وخوشی دیکھتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیسلیے کہ جب اول

۵۲ جسم مین اگر رنج مدت پائی تھی وہ کونسے جسم کے اعمال کا نتیجہ تھا؟ ۱۲ منہ ۵۳ شت سے بمعنی حضرت ۱۲ چنانچہ اُسکے محامد مین سے یہ بھی ہے بزرگ بخشندہ - ۲ فریادرس الخ ۱۲ منہ

جاوے اور اُس سے یون دعا مانگی جاوے اور سجدہ کیا جاوے۔ پھر نامہ جمشید مین ناہید یعنی زہرہ کی بڑی ستائش ہے اور وہ الفاظ جو مین مذکور ہین کہ جو خاص خدا تعالیٰ سے ہونے چاہیین الغرض آگ اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارونکی پرستش کے طریقے وسائیر مین اکثر جگہ موجود ہین پھر ایسی کتاب معدن شرک وکفر کو کیونکر الہامی اور من جانب اللہ تصور کیا جاوے اور یہی آتش پرستی اور آفتاب پرستی سری بیاس جی نے ہندوستان مین پھیلائی ہے انکے وید کو وساتیر سے نہایت مناسبت ہے کچھ عجب نہین کہ بیاس جی نے پارسی زبان سے اپنے اُستاد زرتشت کی کتاب کو سنسکرت مین ترجمہ کیا ہو اور وید نام رکھا ہو بلکہ یہی صحیح ہے بعض ہنود اور مجوس اس آتش پرستی اور آفتاب پرستی کی یہ توجیہ کیا کرتے ہین کہ یہ جو ہر نورانی ہین ہم انکو نہین پوجتے بلکہ انکی طرف منہ کرکے اور انکا وسیلہ دھر کر اور انکو جہت قبلہ سمجھکر خدا کو پوجتے ہین مگر یہ توجیہ بالکل لغو بنیاد ہے کیونکہ عبادت یا پرستش یا پوجا جو چاہو سو کہو تذلل اور عاجزی اور استعانت اور اسکی ثنا و صفت کرنا اور اُسکو نافع وضار سمجھنا ہے سو یہ تمام باتین انکے ساتھ برتتے ہین پھر عبادت مین کیا باقی رہگیا۔ دیکھیے ہم خانہ کعبہ کو جہت عبادت سمجھتے ہین مگر نہ اُس سے استعانت کرتے نہ اُسکو نافع وضار سمجھتے ہین نہ بوقت نماز یا طواف کچھ اُسکی حمد وثنا کرتے ہین پھر اسپر قیاس کرنا دور از عقل ہے۔ اس مختصر مین مجوس کے فرقون کیومرثیہ وثنویہ ودرتشتیہ وغیرہ کی تفصیل کی گنجائش نہین ؛

خاتمہ

واضح ہو کہ توجیہ وتاویل کو بڑی وسعت ہے جس کلام کو چاہو تاویل کے ذریعہ سے اُسکی اصلی مراد کے برخلاف کرسکتے ہو۔ چونکہ قرآن مجید کی موافقت اور مخالفت کو لوگونکی دلی خواہشونکی کامیابی اور ناکامی مین بڑا اثر ہے اسلیے بہت سے اہل اسلام مین سے کچھ لوگون نے اور بہت سے شریر اور بدعقیدون نے اور بہت سے اُن لوگون نے کہ در پردہ اسلام تو کیا جملہ ادیان ومذاہب سے منحرف ہین مگر ظاہر مین اسلام کو آڑ بنا رکھا ہے اور بہت سے ایسے لوگون نے کہ جو پہلے وہ اسلام کے مخالف تھے اور پھر وہ اسلام مین بخلوص آئے مگر وہ پچھلا زہر بالکل نگیا یا منافقانہ اسلام کو قبول کرکے اپنے ملحدانہ خیالات کو پھیلانا چاہا اور بہت سے جاہل صوفیون نے قرآن مجید کو اُسکے اس اصلی مرکز سے جو اُسکے نازل کرنیوالے نے قائم کیا تھا ہٹا کر تاویل کے ذریعہ سے اور طرف کردیا اور کلام الہی کو بالکل بدلدیا اور اُسکا نام تفسیر رکھا چونکہ تفسیر سمجھکر بہت سے سیدھے سادھے مسلمان اُنکے اُس زہر کو جو انہون نے اگلا ہے آبحیات جانکر پی جاتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُنکا روحانی مزاج بالکل فاسد ہوجاتا ہے یہانتک کہ اسی مرض مین مرجاتے اور حیات ابدی سے محروم اور اُس عالم مین ہمیشہ معذب و مغموم رہتے ہین ان بیکسونکی بیکسی پر افسوس صد افسوس یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ اسلیے مجکو ضرور ہوا کہ معتبر تفاسیر اجمالاً بیان کردون اور اعتبار کے لیے کلیہ قاعدہ بتلادون **قاعدہ** ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ فن تفسیر دو جزو سے مرکب ہے ایک جزو منقولات دوسرا معقولات۔ اب جسکے دونو جزو اچھے ہونگے وہ تفسیر بھی اچھی ہوگی ورنہ نہین منقولات شان نزول وغیرہ وہ امور جو نقل سے متعلق ہین اگر وہ آنحضرت علیہ السلام اور صحابہ کرام بالخصوص اُن دس[۱۰] صحابہ سے کہ جو اس فن مین

[۱۰] خلفاء اربعہ وابن مسعود وابن عباس وابی بن کعب وزید بن ثابت وابو موسیٰ الاشعری وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم یہ اول طبقہ ہے۔ ۱۲ منہ ؛

امام تھے اور پھر اُن تابعین وغیرہم سے کہ جو اس فن کے ماہر تھے منقول ہے تو قابل اعتبار ہے بشرطیکہ نقل بھی بقاعدہ اہل حدیث معتبر ہو ورنہ رطب و یابس منقولات جو بعض تفاسیر مین علماء اہل کتاب وغیرہم سے منقول ہین اعتماد کے قابل نہین اور معقولات یعنی نکات قرآنیہ اور فصاحت و بلاغت و زباندانی کے متعلق باتین وغیرذلک اُس فن کے علماء محققین اور کملاء مدققین کیطرف مستند اور اُنکے منظور نظر ہون تو خیر ورنہ بے تک باتین قابل التفات نہین۔ متقدمین منقولات کو بسلسلہ روایات صحیحہ لکھا کرتے تھے مگر متاخرین نے یا صرف حوالہ ہی پر اعتماد کیا یا بغیر حوالہ اپنی خوش اعتقادی سے جو کچھ پایا لکھدیا اور کتاب کو لے اعتبار بنایا۔ اور بعض نے متاخرین محدثین کی یہانتک تقلید کی کہ جو کچھ ان لوگون نے آنحضرت علیہ السلام یا صحابہ و تابعین کیطرف منسوب کر دیا اُسکو ایسا یقینی سمجھا کہ پھر اسمین تحقیقات کرنے کو بُرا جانا خواہ وہ کیسی ہی روایت کیون نہو اور خواہ اُس سے اسلام اور قرآن کے نورانی چہرہ پر دھبہ ہی کیون نہ لگے اور مخالفین اسلام اسکو تمسک بنا کر اسلام کی کیسی ہی ہتک کنی کیون نہ کرین مگر یہ سادہ لوح جو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہین اور باہر کا کچھ حال معلوم نہین انپر ایسا اڑتے ہین کہ ٹلتے ہی نہین بلکہ اس کھوٹی پونجی کو ہی تفسیر سمجھتے ہین اور جن محققین نے ایسے امور مین چھان بین کی ہے اُنکی تفاسیر پر نام دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ فن تفسیر سے مس نہین رکھتے۔ اور انکے برخلاف ایک اور گروہ ہے جو روایت کو چھوڑ درایت کا پابند ہے۔ انہون نے یہ غضب کیا ہے کہ اوہام و شکوک فلاسفہ لے دین اور یہہودہ گوئی ملحدین کی وجہ سے روایت کو معتدبہ نہ سمجھا صحیح احادیث و اجماع سلف صحابہ و تابعین سے روگردانی کی حالانکہ قرآن اُنہین کی زبان مین اور انہین کے زمانہ مین نازل ہوا ہے اسکے مطالب کی شرح مین اُنہین کا قول زیادہ معتبر ہے اور بس الغرض افراط و تفریط دونون بری ہین۔ پس جس تفسیر مین روایت اور درایت دونون عمدہ اور صحیح ہین وہ تفسیر بھی عمدہ اور صحیح ہے اور جس مین ان دونون مین قصور ہے اُسیقدر اُسکی کتاب مین قصور ہے۔ تفاسیر صدہا ہین اگر اُنکے نام لکھون تو ایک دفتر بھی بس نکرے چنانچہ کتاب کشف الظنون مین بیشمار نام مندرج ہین

۱؎ تابعین مین ابن عباس کے شاگرد مکہ مین مجاہد و عطاء بن ابی رباح و عکرمہ مولی ابن عباس و سعید بن جبیر و طاؤس وغیرہم۔ اور کوفہ مین عبداللہ بن مسعود کے شاگرد بڑے مفسر تھے۔ اور اسی طبقہ مین ہین حسن بصری اور عطاء بن ابی سلمہ خراسانی و محمد بن کعب قرظی و ابو العالیہ و ضحاک بن مزاحم و عطیہ و قتادہ و زید بن اسلم و مرہ ہمدانی و ابو مالک و ربیع بن انس وغیرہم یہ لوگ بیشتر صحابہ سے نقل کرتے ہین چنانچہ مجاہد کہتے ہین کہ مین نے تیس بار ابن عباس کو قرآن مجید سنایا ہے یہ دوسرا طبقہ ہے۔ اور تیسرے طبقہ مین تبع تابعین ہین اُنہین سے سفیان بن عیینہ و وکیع بن الجراح و شعبہ بن حجاج و یزید بن ہارون و عبدالرزاق و آدم بن ابی ایاس و اسحٰق بن راہویہ و روح بن عبادہ و عبد بن حمید و ابی بکر بن ابی شیبہ و سنید ہین۔ چوتھے طبقہ مین وہ لوگ ہین جو انسے بدرجہا اُنہین سے بڑھکر محمد بن جریر طبری ہین کہ جنکی تفسیر عمدہ اور مشہور ہے سنہ ۳۱۰ھ مین انکی وفات ہوئی۔ ایک ابن جریر شیعہ اور کرامیہ مین بھی ہین اس سے ناواقف نکو اشتباہ ہوجاتا ہے اور اسی طبقہ مین ابن ماجہ و ابن مردویہ و ابو الشیخ و ابن المنذر ہین۔ پانچوین طبقہ مین وہ ہین کہ جو بحذف اسناد روایات بیان کرتے ہین اس طبقہ مین اکثر بہت خلط ملط ہوگیا۔ اس طبقہ مین ابو عبدالرحمن محمد بن حسین نیشاپوری صاحب تفسیر حقائق ہین و فات ۴۱۲ھ مین ہوئی ہے اور ابو اسحٰق احمد ثعلبی نیشاپوری اسکی تفسیر مین بھی محمد بن حسین نیشاپوری کیطرح رطب یابس ہے۔ و ابو محمد عبداللہ حوینی والد امام الحرمین انکی تفسیر کا نام بھی کبیر ہے اور ابو القاسم عبدالکریم قشیری متوفی ۴۶۵ھ اور ابو الحسن بن احمد نیشاپوری بھی ہین۔ چھٹے طبقہ مین وہ لوگ ہین کہ جنکا روایت مین کم اعتبار ہے جیسا کہ قرطبی اور ثعلبی اور امام فخر الدین رازی۔ ساتوین طبقہ مین ہین ابو القاسم حسین راغب اصفہانی مصنف اعتجاج القرآن فی قراءۃ مفردات القرآن انکی وفات ۵۰۳ھ مین ہوئی ہے اور ابو حامد محمد بن محمد غزالی ملقب بزین الدین مصنف جواہر القرآن و دیباوت التاویل انکی وفات ۵۰۵ھ مین ہوئی ہے وہ خراسان طوس کے قریب ایک گاؤن ہے ایک شخص محمود غزالی بھی ہین وہ حنفی ہین ملاحیشیہ اکثر لوگ لفظ غزالی سے دھوکہ کھا جاتے ہین اور اسی طبقہ مین ہین ابو محمد حسین بن محمود بغوی مصنف معالم التنزیل انکی وفات ۵۱۶ھ مین ہوئی ہے یہ بغشور کے رہنے والے ہین جو توابع خراسان سے ہے اسکے علاوہ اور بہت مفسرین اس طبقہ مین ہین ۱۲ منہ

عمری
۱۱۲۰۳۰
۹۷

مگر مین یہان چند تفاسیر کو بیان کرتا ہون۔

تفسیر[۱] ابن جریر طبری۔ یہ تفسیر منقولات مین بہت عمدہ ہے۔ بیشتر اسکی روایات صحیحہ مین راقم الحروف نے اسکو مدینہ منورہ مین دیکھا ہے امام نووی تہذیب مین اسکی بڑی مدح کرتے ہین۔

مجمع[۲] البحرین ومطلع البدرین۔ جلال الدین سیوطی کی تصنیف اس مین اقوال منقولہ وویگر فوائد کو نہایت احتیاط سے جمع کیا ہے اور اتقان کو اسکا مقدمہ بنایا ہے۔

تفسیر[۳] ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۸۳ھ کی تصنیف نہایت عمدہ کتاب ہے روایت اور درایت مین خوب اہتمام کیا ہے شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی نے اسکی احادیث کی تخریج کی ہے۔

تفسیر[۴] ابن کثیر امام ابو الفدا اسمعیل ابن عمر قرشی دمشقی متوفی ۷۷۴ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب دس جلد مین ہے احادیث وآثار کو نقل کرکے جرح وتعدیل بھی کرتا ہے اچھی کتاب ہے۔

تفسیر[۵] اسحق بن راہویہ امام ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی نحمی نیشاپوری متوفی ۲۳۸ھ کی عمدہ تفسیر ہے منقولات کو احتیاط سے ذکر کیا ہے۔

تفسیر[۶] الخوارزمی ابو الحسن علی بن عراق بن محمد بن علی عمرانی حنفی متوفی ۵۳۹ھ کی تصنیف بطرز اہل حدیث۔

تفسیر[۷] الجوینی امام ابو عبداللہ بن یوسف نیشاپوری متوفی ۴۳۸ھ کی تصنیف مشہور تفسیر ہے ہر آیت کی دس وجہ پر تفسیر کی ہے۔

تفسیر[۸] کوشی موفق الدین احمد یوسف موصلی شیبانی شافعی متوفی ۶۰۰ھ کی تصنیف اسکی دو کتاب ہین بڑی کا نام تبصرہ اور چھوٹی کا نام تلخیص ہے۔

تفسیر[۹] قشیری۔ امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن شافعی کی تصنیف انکے علاوہ اور بھی قدماء کی بہت سی تفاسیر ہین کہ جن مین مسلسل روایات کو بیان کیا ہے۔ اب مین چند وہ تفاسیر بیان کرتا ہون کہ جو ہمارے ملک مین مشہور ہین۔

تفسیر کشاف امام علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن محمد عمر زمخشری خوارزمی متوفی ۵۳۸ھ کی تصنیف اس کتاب مین علوم عربیت کو نہایت عمدہ طور پر جمع کیا ہے بلکہ علوم ادبیہ مین یہ کتاب سند ہے البتہ منقولات مین اس شخص کا پایہ بلند نہین اور کہین کہین مذہب معتزلی کی تائید بھی کرتا ہے اسلیے امام ناصر الدین احمد بن محمد بن منیر اسکندری نے ایک حاشیہ اسپر لکھا ہے کہ جسکا نام انتصاف ہے اسمین اسکے مذہب اعتزال کی باتون پر گرفت کرکے کتاب کو درست کردیا ہے اسیطرح اس کتاب پر علماء محققین کے بیشمار حواشی ہین منجملہ انکے قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی اور فخر الدین احمد بن حسن جاربردی وشرف الدین حسن بن محمد طیبی وسعد الدین علامہ تفتازانی وسید شریف علی بن محمد جرجانی وغیرہم کے حواشی ہین۔ یہ کتاب علماء مین نہایت مشہور ہے اگر اسمین اعتزال کی باتین اور روایت مین زیادہ احتیاط ہوتی تو بے نظیر کتاب تھی تاہم بس غنیمت ہے۔

انوار[۱۰] التنزیل واسرار التاویل قاضی ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی کی تصنیف کہ جسکو تفسیر بیضاوی کہتے ہین اسکے مصنف کی وفات تبریز مین ۶۸۵ھ مین ہوئی ہے اس کتاب مین اعراب ومعانی وبیان کے جو کچھ متعلق ہے وہ کشاف سے

ماخوذ ہے اور جو کچھ حکمت و کلام سے متعلق ہے وہ تفسیر کبیر سے اور جو کچھ اشتقاق وغوامض حقائق ولطائف واشارات سے متعلق ہے وہ تفسیر راغب اصفہانی سے ملخص ہے اور باقی اپنا طبع زاد ہے خیر جو کچھ ہو مگر یہ کتاب نہایت عمدہ اور بڑی مشہور ہے اسنے ان لغو روایات کو جنسے اسلام پر دھبہ لگتا ہے یک لخت رد کر دیا۔ اس تفسیر پر بھی علماء کے بہت سے حواشی ہین منجملہ انکے محی الدین محمد بن شیخ مصلح الدین اور شیخ جلال الدین بن عبدالرحمن سیوطی اور ابوالفضل قرشی خطیب اور محمد بن جمال الدین شروانی وصبغۃ اللہ و شیخ محمود بن حسین حادقی و شیخ شہاب خفاجی و ملا عصام وعبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہم کے حواشی ہین۔ اس کتاب مین فضائل سور مین احادیث ضعیفہ بلکہ موضوعہ بھی مصنف نے داخل کر کے اسکی عمدگی پر دھبہ لگا دیا تاہم بہت خوب تفسیر ہی

مدارک التنزیل حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی کی تصنیف یہ مختصر تفسیر نہایت عمدہ ہے اسکے مصنف حنفی ہین وفات ۷۱۰ھ مین ہوئی ہے۔

معالم التنزیل ابو محمد حسین بن محمود بغوی کی تصنیف اسکو ذرا بھی کہتے ہین فرو یوستین کو کہتے ہین یہ پوستین بنایا کرتے تھے انکی وفات ۵۱۶ھ مین ہوئی ہے یہ صاحب محدث ہین بطرز اہل حدیث تفسیر بیان کرتے ہین مگر اسمین کسیقدر غیر معتبر قصے مذکور ہین۔

تفسیر جلالین سورہ اسراء سے لیکر آخر تک جلال الدین محلی شافعی متوفی ۸۶۴ھ کی تصنیف ہے جب وہ ناتمام چھوڑ کر مر گئے تو اسی طور پر امام جلال الدین سیوطی نے چھ سال بعد اسکو تمام کیا اور الحمد کی تفسیر بھی آپ ہی لکھی یہ تفسیر مختصر ہے نہایت خوب اسکے حواشی بھی بہت ہین کمالین اور ہالین اور جمالین اور جمل وغیرہ اسمین مختصر طور پر شان نزول و شرح مفردات ہے۔

مفاتیح الغیب کہ جسکو تفسیر کبیر کہتے ہین امام فخر الدین محمد بن عمر رازی کی تصنیف انکی وفات ۶۰۶ھ مین ہوئی ہے۔ اسمین سب کچھ ہی مگر روایت مین کم پایہ ہے۔

تفسیر ابی السعود علامہ ابو السعود بن محمد عمادی کی تصنیف ہے۔

تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح کی تصنیف ہے یہ حضرت بڑے عالم اور صاحب نسبت حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد ہین نہایت عمدہ تفسیر ہے اکثر منقولات کو تحقیق سے لاتے ہین۔

در منثور۔ جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہے اس مین کثرت سے منقولات ہین لیکن رطب و یابس۔

تفسیر رحمانی۔ شیخ علی بن احمد مہائمی کی تصنیف ہے مہائم گجرات مین ایک بندر ہے۔ انکی وفات ۸۳۵ھ مین ہوئی ہے آیات مین ربط خوب دیتے ہین حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کے وحدت وجود مین پیرو ہین۔

سواطع الالہام جسکو لے نقط تفسیر کہتے ہین ابوالفیض فیضی کی تصنیف یہ جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے امرار مین سے تھا تمام تفسیر مین بے نقطہ حروف لایا اور بڑا تکلف کیا ہے ایک طرح کی عبارت آرائی ہے مگر فن تفسیر اور دیگر تحقیقات سے بالکل بے بہرہ ہے۔

سراج المنیر شیخ خطیب شربینی کی تصنیف چار جلد مین ہے رازی وغیرہم سے اخذ کرتا ہے۔

فتح الرحمن۔ ترجمہ قرآن فارسی زبان مین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔

فتح العزیز۔ جسکو تفسیر عزیزی کہتے ہین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تصنیف دو جلد۔ اول مین الحمد سے لیکر وآن تصوموا خیر لکم الخ تک کی تفسیر ہے۔ دوسری مین سورہ تبارک الذی سے اخیر تک نہایت عمدہ کتاب ہے۔

فتح الخبیر شاہ ولی اللہ رح کی مختصر سی تفسیر جس مین آثار ابن عباس کو بطریق صحیح اور اسباب نزول کو کہ جو تفسیر بخاری و ترمذی و حاکم مین وارد ہے مختصر طور پر جمع کر دیا ہے اصل مین فوز الکبیر کا یہ پانچوان باب ہے۔

موضح القرآن شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ کا ترجمۂ قرآن اسمین محاورہ کو خوب مرعی رکھا ہے نہایت عمدہ اور مقبول ترجمہ ہے اور ایک ترجمہ تحت لفظی مولانا رفیع الدین صاحب کا بھی عمدہ ہے اور ایک ترجمہ فارسی مین سید شریف علی جرجانی کا بھی نہایت عمدہ ہے

تفسیر عباسی۔ کسی نے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایات کو جمع کر دیا ہے لیکن تصحیح طلب ہے۔

عرائس البیان ابو محمد روزبہان بقلی شیرازی کی تفسیر بر طریق اہل تصوف۔

فتح البیان نواب امیر الملک والاجاہ مولوی سید صدیق حسن خان بہادر رئیس بھوپال کی تفسیر چار جلد مین ہے سید موصوف نے فتح القدیر محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۵ھ کی تفسیر کو ملخص کر کے لکھا ہے البتہ منقولات کو احتیاط سے درج کیا ہے۔

تفسیر القرآن از پرنسپل سید احمد خان بہادر دہلوی کی تصنیف ہنوز ناتمام ہے۔ اس شخص نے ترجمہ شاہ عبدالقادر کو ذرا بدلکر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو کہ جو ملحدین یورپ سے حاصل کیے ہین اور جنکے اتباع کا اُنکے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے درج کیا ہے اور نے مناسبت آیات و احادیث و اقوال علماء کو اپنی تائید مین لاکر الہام الہی کو تحریف کیا ہے دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ تفسیر آگے ہم اسی لقب سے اسکو یاد کرینگے انشاء اللہ خانصاحب کی بیباکی اور الحاد کی وجہ سے تمام ہندوستان کے علماء نے تکفیر کا فتوی دیا ہے مگر چونکہ وہ اور اُنکی ذریت جنت و دوزخ کے منکر اور الہامی باتو نکو لغو سمجھتے ہین اسلیے اس تکفیر کی بھی کچھ پروا نہین کرتے بلکہ مضحکہ اڑاتے ہین العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

فتح المنان تفسیر القرآن مشہور بہ **تفسیر حقانی** اس بیوقوف کم استعداد ابو محمد عبدالحق بن محمد امیر بن شمس الدین بن نورالدین بن خواجہ جعفر بن خواجہ سلیم بن مظفر الدین احمد بن شاہ محمد تبریزی کی تصنیف۔ اس کتاب مین روایت کو کتب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علماء محققین سے نہایت احتیاط کے طور پر لیکر جمع کیا ہے اور چونکہ مقصود کلام ربانی کا لوگو نکو سمجھانا تھا اسلیے اسمین ان چند امور کی رعایت کی (۱) اردو مین اصل مطلب قرآن کو واضح کیا (۲) شان نزول بروایات صحیحہ لکھا (۳) آیات احکام مین اول مسئلہ منصوصہ کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور اُنکے دلائل کو بیان کیا (۴) غیر ضروری سمجھکر فقط ایک ہی قرارت کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا (۵) وجوہ مختلفہ مین سے ایک کو سب سے قوی سمجھکر ذکر کیا (۶) معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔ (۷) کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرکے نہ لایا (۸) قصص مین جو کچھ بروایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہی یا خود قرآن مین کئی جگہ بیان وارد ہے دہان سے ملخص کر کے بیان کر دیا (۹) آیات مین ربط دیا (۱۰) مخالفین کے شکوک و شبہات جسقدر تاریخی واقعات یا مبدء و معاد کے بابت وارد تھے سب کا جواب الزامی اور تحقیقی دیا۔ اور نفس ترجمہ مین تفسیر کو دو قوسون کے بیچمین لایا

اور مکرر تفاسیر کی عبارت کے ترجمہ کرنے اور رطب و یابس قصے بھرنے اور کسی خاص مذہب کی تائید کرنیسے کہ حق و ناحق اُسکی تائید کیجاوے اجتناب کیا۔ یہ تفسیر علاوہ زمانہ حال کی متعلق باتون کے سلف کی عمدہ تفاسیر کا لب لباب اور عجیب و غریب کتاب ہی خدا مقبول کرکے اس سے اپنے بندونکو اور مجھکو اور میرے متعلقین کو دنیا و آخرت مین بہرہ مند و خورسند فرماوے آمین اے میرے خالق و قدوس گو تیری نذر کرنیکے قابل میرا یہ کام اور یہ کلام نہین مگر تیری رحمت جو کہ واسع ہے اور اوراق لیل و نہار پر بقلم جلی لکھی ہوئی ہے اُسکا یہی مقتضے ہے کہ اسکو بھی مقبول کرلے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۳۱۵ھ مین تمام ہوئی

اطلاع

اس کتاب مین جہان کہین مین نے کسی مذہب کا رد کیا یا کسی قول کا لغو سمجھکر جواب دیا اُس سے صرف اظہار حق مقصود ہے نہ کسیکا دل دُکھانا اور نہ کسی مذہب یا کسی شخص کی اہانت مطلوب ہے بلکہ محض خیر خواہی اور نفع رسانی مرغوب ہے ورنہ میرا یا خدا کا پاک کلام کوئی ایسمین نفع ہے نہ نقصان کہ تمام لوگ دیندار خدا پرست بنجائین یا بیدین و ملحد کہلائین اور جو کسیکو یہ بھی ناگوار گزرے اور وہ سخن پروری سے باز نہ آئے تو ان شرائط کے موجب جواب عنایت فرماے (۱) یہ کہ مخالف کی جسقدر باتون پر مین نے اعتراضات کیے ہین اُنمین سے اگر بعض کا جواب دیوین تو یہ تصریح ضرور کردین کہ فلان فلان اعتراض بجا ہین (۲) یہ کہ جہان مین نے منع کیا ہے اسکے مقابلہ مین منع نہ وارد کرین بلکہ کسی دلیل سے اُس مقدمہ کو ثابت کردین (۳) یا ہماری سند منع کو نقیض مقدمہ ممنوعہ سے مساوات ثابت کرکے باطل کردین (۴) جس دعوی پر ہمنے کوئی دلیل انی یا لمی بطور قیاس اقترانی یا استثنائی قائم کی ہے وہان اگر مخالف نہ کسی مقدمہ معینہ پر منع کرسکے نہ نقض تخلف یا استلزام محال کے پیرایہ مین کرسکے نہ معارضہ بالقلب و بالمثل و بالغیر کرسکے تو ضرور اقرار کرے کہ یہ دعوی صحیح اور ثابت ہی (۵) دلائل نقلیہ والزامیہ مین محض کسی قول غیر مسلم یا کتاب غیر مسلم کا حوالہ دیکر بس نہ کرے بلکہ کسی قول یا کتاب مسلم سے ثابت کردے بلکہ عبارت دقیق کو نقل بالفاظہ کرے۔ ہان جب کوئی نقل فریقین کے نزدیک ثابت ہو خواہ کسی کتاب یا کسی باب مین ہو اور حوالہ دینے مین باب یا کتاب کی غلطی ہوجاے اس غلطی پر کوئی مواخذہ نہوگا۔ پس اگر ان شرائط سے جواب نہوگا تو مجیب لائق خطاب نہوگا۔ چونکہ ؎ آزادۂ جہان ہون مرے پاس زر کہان ؎ مین سرو کا درخت ہون مجھ مین ثمر کہان ؎ انعام مین مجیب کو لاکھ روپیے نہین دیسکتا لیکن مجیب لاکھ روپیے کا اشتہار تصور فرماکر قلم اُٹھاوے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ولا ندعوا الا ایاہ ؎

تمت بالخیر

۴۰۲۸
رف ۱۷

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۱۵ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۹۸ع

استفتاء

کیا فرماتے ہین علماء اسلام و نائبان خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ مین

کہ ایکہ شخص پادریونکی کتاب شہادت قرآنی سے اپنیہ بات کہتا ہے کہ یہ توریت و اناجیل جو بالفعل یہود و نصاریٰ کے پاس موجود ہین بلا تحریف وہی اصلی اور صحیح توریت و انجیل ہین جو حضرت موسے و عیسے پر نازل ہوئی تھین اور آنکے تمام مضامین مخالفہ نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ کو صحیح جانتا اور انکے منکر کو کافر کہتا ہے۔ چنانچہ توریت مین جو خدا کو مجسم و متشکل اور اسکے لیے مثل لکھا ہے اور (۲) لوط علیہ السلام کا شراب پیکر اپنی بیٹیون سے زنا کرنا لکھا ہے (۳) اور حضرت ہارون علیہ السلام کا گوسالہ پرستی کرنا (۴) اور داود علیہ السلام کا اوریا کی بیوی بنت سبع سے زنا کرنا اور (۵) حضرت سلیمان کا بت پرستی کرنا لکھا ہے وغیر ذلک من الکفریات الصریحہ وہ سب کو حق کہتا ہے اور اس توریت و اناجیل کو اصلی و غیر محرف ثابت کرنیکے لیے علماء اسلام کے وہ اقوال و آیات و احادیث جو اصلی توریت کی مدح مین وارد ہین ان موجودہ توریت و اناجیل پر محمول کرتا ہے اور آیت فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک سے آنحضرت علیہ السلام کو امی محض قرار دیکر یہود سے پوچھنے اور تعلیم پانے کا محتاج کہتا ہے اور نیز آنحضرت علیہ السلام کے جہاد فی سبیل اللہ کو سفاکی اور جہالت کہتا ہے اور نیز خدا تعالےٰ کو مکمن کہتا ہے اور اسنے قرآن مجید کو اناجیل و توریت موجودہ سے مطابق کرنیکے لیے ایک تفسیر لکھنی شروع کی ہے اسمین الم ذلک الکتاب سے توریت مراد لیتا ہے علے ہذا القیاس اور بھی اس قسم کی اسکی باتین ہین جیسا کہ کرامات اولیاء کا انکار نماز و روزہ کی تحقیر و ترک پس ایسا شخص اہل اسلام کے نزدیک کون ہے؟ اور اسکی امامت کیا ہے

الجواب

یہ شخص کافر ہے اور اسکے عقائد مذکورہ کفر بواح ہین کیونکہ مخالف ہین نصوص قرآنیہ کے۔ نماز و روزہ کی تحقیر اور اولیاء اللہ اور اُن کی کرامات کا انکار۔ اور ترک صوم و صلوٰۃ جمہور اہل اسلام کے نزدیک خصوصاً اہل سنت کے نزدیک فسق و گمراہی بلکہ کفر ہے لان انکار ثابت بنص القران کفر۔ کما فی الکتب الکلامیۃ۔ اور نماز و روزہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ کرامات اولیاء بھی احادیث صحیحہ و قرآن و اجماع سے ثابت ہے رہا خدا کا مثل ماننا اور اسکے لیے جسم و شکل تصور کرنا سو یہ آیت لیس کمثلہ شیئ کے برخلاف ہے ایسے صریح کفر ہے۔ اسیطرح انبیاء علیہم السلام کو بت پرستی اور معاصی کبیرہ کیطرف منسوب کرنا صریح اہانت انبیاء علیہ السلام ہے اور یہ کفر ہے اہانۃ الانبیاء کفر اور نیز حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما کفر سلیمان اور بت پرستی کفر ہے سو یہ شخص اس آیت کا انکار کرتا ہے اور نیز انبیاء علیہ السلام کے حق مین اللہ فرماتا ہے وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم الاولین والآخرین عطا کیے گئے تھے آنحضرت کو یہود سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور آیت مین ان شرطیہ موجود ہے کہ اگر شک ہو تو پوچھ اور آنحضرت علیہ السلام کو وحی مین ہرگز شک نہ تھا چنانچہ اس آیت کی تفسیر مین علامہ ابو السعود نقل کرتے ہین قال علیہ السلام لا اشک ولا اسئل کہ نہ مجھے شک ہے نہ مین ان سے سوال کرتا ہون دوم یہ علی سبیل الفرض والتقدیر ہے فان مضمون الشرطیۃ انما ہو تعلیق شیئ بشیئ من غیر

۱؎ یہ سب باتین اسکے رسالہ جواب تفسیر حقانی مین مندرج ہین ۱۲ ۵۲ نویدہ جاوید صفحہ ۵۷ تا ۶۱ و ۵۳ ایضاً صـ ۱۷ و ۵۴ ایضاً صـ ۳۱ و ۵۵ ایضاً صـ حالانکہ لا شئ فی امکان اولست ۱۲ منہ

تعرض لامکان شئی منہما کیف لاو قد یکون کلاہما ممتنع کقولہ تعالےٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین وقولہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک ابوالسعود سوم اس مین خطاب اس مخاطب کی طرف ہے جسکو وحی مین شک تھا۔ اور وہ مشرکین عرب تھے۔

اور اسیطرح قرآن مجید مین جہانکہ اہل کتاب سے سوال کا حکم ہے سو اس سے اشارہ مشرکین عرب کی طرف ہے کہ جو قرآن مین شک کرتے تھے ان قصص وحکایات واحکام کی بابت جو یہود و نصاریٰ مین بھی مشہور ومعروف تھے اسلیے اُنکو حکم ہوتا ہے کہ انسے پوچھ دیکھو ورنہ اہل اسلام کو تو خود قرآن اور آنحضرت کے فرمودہ پر یقین تھا اُنکو تسلی کرنے کی کیا حاجت تھی سو جو ان آیات کو آنحضرت پر محمول کرے وہ خود جاہل محض ہے آنحضرت کو امی محض بمعنی مذکور کہنا صریح تحقیر ہے جسکی سزا ابدی جہنم ہے اعاذنا اللہ منہ۔ اور خدا کو ممکن کہنا بھی آیات تنزیہات کے صریح خلاف ہے۔ اسیطرح الم ذلک الکتاب سے بالاتفاق قرآن مجید کیطرف اشارہ ہے امام فخرالدین رازی فرماتے ہین اتفقوا علی ان المراد من الکتاب القرآن۔ اور یہ اسلیے کہ پہلے جو قرآن نازل ہونیکا انبیاء سابقین کی معرفت وعدہ ہوا تھا سو اس وعدہ گذشتہ کیطرف ذلک اشارہ بعید کے لیے آیا یا عظمت کیلیے علاوہ اسکے توریت مراد لینا تفسیر بالرای ہے جسکی نسبت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے من قال فی القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار اخرجہ الترمذی۔ یعنی ایسے شخص کا ٹھکانا جہنم ہے۔ رہا توریت واناجیل موجودہ کا غیر محرف واصلی کہنا سو یہ بیشمار آیات واحادیث کے مخالف ہے کہین آیا ہے قد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفون من بعد ما عقلوہ وہم یعلمون کہین آیا ہے من الذین ہادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ اور اسمین تحریف کی کچھ بھی قید نہین علاوہ اسکے ہم اہل اسلام اُس توریت پر ایمان رکھتے ہین جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے ولقد آتینا موسی الکتاب ای التورٰیۃ۔ اور یہ توریت قطعاً حضرت موسےٰ کے بعد تصنیف ہوئی ہے جیسا کہ سفر استثنار کے اخیر باب سے صاف ظاہر ہے اور دیگر مقامات اسکی شہادت دے رہے ہین اور خود اہل کتاب کے محققین کو بھی اس بات کا اقرار ہے پھر یہ وہ توریت کیونکر ہوسکتی ہے اور اسیطرح انجیل بھی وہ کتاب ہے جو حضرت عیسےٰ پر نازل ہوئی تھی جیسا کہ فرماتا ہے وآتیناہ الانجیل کہ ہمنے عیسےٰ کو انجیل دی۔ اور یہ چاروں انجیلین تو نصاریٰ کے نزدیک بھی متی اور لوقا اور مرقس اور یوحنا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد تاریخ کے طور پر جمع کی ہین پھر یہ وہ انجیل کیونکر ہوسکتی ہین علاوہ اسکے ان مین بھی صدہا نہین بلکہ ہزارہا تحریفات واقع ہونیکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے اسلیے مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب جنکی تحریر کو عرب وعجم نے مان لیا ہے اپنی کتاب اظہار الحق کے صفحہ ۱۴۲ مین کہتے ہین کہ جب ہم چاروں فصلون سے فارغ ہوچکے تو کہتے ہین کہ توریت اصلی اور اسیطرح انجیل اصلی آنحضرت علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے مفقود ہوچکین اور اب جو موجود ہین وہ بنسبت اُن کے ناقص ہیں اور اُنکی دو کتابونکے ہین کہ جنمین صحیح اور غلط روایات جمع کردیگئی ہین اور ہم یہ نہین کہتے کہ وہ آنحضرت تک تواصلی طور سے جمع تھین بعدین تحریف واقع ہوئی حاشا وکلا انتہےٰ۔ اور نیز بخاری کی حدیث ابن عباس سے جو کتاب الشہادات اور کتاب الاعتصام اور کتاب الرد علے الجہمیہ مین واقع ہے ایسا ہی کچھ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث عمر سے کہ جسکو دارمی نے بسند صحیح نقل کیا ہے۔

سلہ دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر توریت کے کچھ اوراق حضرت نبی علیہ السلام کے روبرو پڑھنے لگے اس سے آنحضرت کا چہرہ مبارک غصہ کے مارے سرخ ہوگیا ابوبکرؓ نے کہا اے عمر آنحضرت کے چہرہ کو نہین دیکھتا عمر نے اوراق ڈالدیے اور کہا میں اللہ اور اسکے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتا ہون رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بخدا اگر موسےٰ زندہ ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر اُنکی پیروی کرتے تو گمراہ ہوجاتے۔ ۱۲ منہ

علی حسین ۱۱۷۲ ۹۷

اور خود اس شخص نے اپنی کتاب رقیۃ الوداد کے صفحہ ۳۱ مین اقرار کیا ہے کہ اصلی توریت و انجیل حوادث بخت نصر وقیاصرہ مین مفقود ہوگئیں مشائخ یہود و نصاریٰ نے بعد مین اپنے طور پر جمع کر کے اسکا نام توریت و انجیل رکھا ہے اور کئی جگہ اسنے ایسا ہی لکھا ہے فرض کرو کہ آنحضرت کے عہد مین وہ توریت و انجیل بلا تحریف اصلی موجود تھی جسکی کہ قرآن مین مدح وارد ہے تب بھی یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ آج کل کی توریت و انجیل وہ نہین ہے کیونکہ وہ تو حضرت موسے و عیسے پر نازل ہوئی تھی نہ یہ جو بعد مین لوگون نے تصنیف کی۔ اور کسی دلیل سے حال کی توریت و انجیل کی تصدیق قرآن یا کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتی اگر ثابت ہوتی ہے تو اسی کی جو موسے و عیسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور یہ کہنا کہ یہ وہی ہے دعوی باطل ہے۔

اسیطرح آنحضرت کے جہاد کو سفاکی اور جہالت کہنا کفر صریح ہے۔ یہ شخص علاوہ جاہل محض ہونیکے خفیہ نصرانی معلوم ہوتا ہے

حررہ الفقیر ابو محمد

مواہیر علمای دہلی و اطراف آن

محمد سید ۱۲ ۸۱ نذیر حسین
۹۹ ۱۲ سید محمد عبدالسلام غفرلہ
مولانا مسعود صاحب مفتی احناف
محمد مسعود رحیم
محمد ہست درود جہان شاہ
زمحمد دارد امید شفاعت یعقوب
قسمت عبدالحکیم علم شد ازفیض قاسم
محمد عبدالرب ابن مولانا عبدالخالق مرحوم
ابو محمد عبدالحق ۱۲ ۹۰ مفسر تفسیر حقانی
محمد امیر الدین ۱۳۰۱ واعظ جامع مسجد دہلی مصنف تفسیر امیر رحمت
فقیر محمد حسین مصنف تصانیف عدیدہ
ہو الحکیم الرشید مہتمم مدرسہ نعمانیہ
ولی النبی سجادہ نشین خانقاہ شریف
محمد اسمعیل مدرس فتحپوری
برہان الدین مدرس مدرسہ نعمانیہ
حبیب احمد مدرس مدرسہ فتحپوری
محمد یوسف شاگرد مولانا محمد شاہ
غلام محمد شاگرد مولانا محمد شاہ
محمد بہاء الدین شاگرد مولانا محمد شاہ
محمد امین ساکن جہلم
رحیم بخش واعظ
محمد عبید اللہ مدرس مسجد سنہری
محمد شرف الحق واعظ دہلی
محمد عبد العدل
فضل احمد
مطیع اللہ ساکن جہلم
الٰہی بخش ابن عبد الوہاب
شیر محمد غزنوی
احمد حسن خان
قاضی محی الدین واعظ جامع مسجد دہلی
محمد عمر سجادہ نشین حضرت حافظ عبد العزیز مرحوم
حفیظ اللہ خان واعظ دہلی

مواہیر علمای مراد آباد و رام پور وغیرہ

حقیقت مین یہ شخص مرتد و کافر قطعی ہے اس لیے کہ وہ مثل اور صورت باری تعالی کا معتقد ہے اور یہ کفر ہے عالمگیر یہ مین ہے بکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او استخر باسم من اسماءہ او نسبہ الی الجہل اسیطرح انبیاء کو باوجود معصوم ہونیکے کفر و شرک و زنا کیطرف منسوب کرنا سب و شتم و استخفاف ہے اور یہ کفر ہے کما فی الدر المختار والکافر بسب النبی یقتل وفی العالمگیریہ یعمل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کفر مہم الی الزنا الخ قال یکفر کتبہ محمد قاسم علی

محمد قاسم علی ابن حضرت سید مولوی علم علی محشر مرحوم | صح الجواب حسن بن احمد نقوی مولانا سید مولوی محی الحسن صاحب | حافظ محمد شعیب | اسکے کہنے میں شک نہین محمد حسن مدرس مدرسہ اسلامیہ

NOT TO BE ISSUE.

محمد اسمٰعیل — لاریب فیہ — محمد محمل — مدرس مدرسہ امدادیہ — ایسے عقائد والا بیشک کافر ہے — محمد منصور علی مراد آبادی — مصنف فتح المبین — قد اصاب من اجاب — جان علی

ایسے عقیدہ کا آدمی کافر ہے — محمود حسن — مدرس مدرسہ اسلامیہ لاہور — یہ شخص قطعی کافر ہے — محمد محمد الدین فریدی الفاروقی — صحیح الجواب — سید عالم — ایسا فاسد العقیدۃ دائرہ اسلام سے بیشک خارج ہے — محمد مظہر الاحد صدیقی امروہی — صحیح الجواب — عابد علی عفی عنہ

ایسا شخص الشد کافر ہے — تصدق حسین — خلف قاضی بلدہ مراد آباد — صحیح الجواب — محمد ہدایت اللہ رامپوری — مدرس مدرسہ جونپور — الجواب صحیح — محمد ہادی حسن — غازی پوری — صحیح الجواب — محمد شبیر علی — صحیح الجواب — سعد الدین طالب پوری

صحیح الجواب — محمد عارف — مدرس مدرسہ اسلامیہ کلکتہ — لطف الرحمن — مدرس مدرسہ علیہ کلکتہ — صحیح الجواب — سید عبد الحق — ساکن اطراف مرشد آباد

مواہیر علمای عظیم آباد پٹنہ وبہار وغیرہ

صحیح الجواب — محمد عظیم — الجواب صحیح — محمد کمال — صحیح الجواب — سید نجابت حسین — مدرسہ صمدیہ ہیڈ مدرس مدرسہ عربیہ پٹنہ — ابو القاسم السید محمد عبد الغنی — المجددی الحنفی بہاری — سید احمد حسین — ساکن پٹنہ — یہ شخص مخرب دین اور مخالف قرآن مبین ہے — حافظ احمد علی البہاری

صحیح الجواب — ایسا احمد — مولانا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندر پوری مصنف نصرۃ المجتہدین وغیرہ۔

مواہیر علمای لکھنؤ خصوصاً فرنگی محل

ایسا شخص بے شک گمراہ بد اصل ہے اسکے کفر میں شک نہیں واللہ اعلم — ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ — نبیرہ حضرت مولانا عبد العلوم عبد العلی

صحیح الجواب واللہ اعلم بالصواب — ابو الکرم محمد الکریم ۱۳۰۵ھ ۲

معاذ اللہ ایسا شخص جو قطع نظر سراسر جہالت اور سراپا بطلان اور محض حماقت اور بالکل خرافت ہونے کے انبیاء واجب التعظیم اور پیغمبر ان قابل اکرام کو بت پرست اور زانی ٹھہرادے اور انکی اہانت کرے خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امی محض باین معنی کہے کہ وہ مثل جہلاء بے علم کے یہود سے تورات کی تعلیم پاتے تھے اور خلاف جمہور مفسرین کے قرآن کی تفسیر بیان کرے اسکے ضال اور مضل بلکہ کافر ہونے میں کیا شک ہے بیشک یہ شخص کفر اور ضلال اور اضلال میں اول پیشہ دجال اعور اور مسیلمہ کذاب کا یار غار ثانی ہے ظاہر میں مسلمان اور درپردہ نصرانی ہے ایسے آدمی فاسد الاقوال وکاسد الاقوال کا قول وعمل بالکل زٹل اور مہمل ہے اور اسلام میں موجب خلل وضلل ہے۔

حررہ العبد الاسی محمد عبد العلی المدرسی عفا عنہ ربہ الاسی

محمد عبد العلی

وہو الحاکم

جو امور عقلاً قبیح ہیں انکا صدور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بحالت نبوت قطعاً محال ہے اور محرف ہونا کتب اہل کتاب کا جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھیں نص قطعی سے ثابت ہے پھر اسوقت کی تورات وانجیل کا کیا اعتبار ہے بنا علی ہذا شخص مذکور یقیناً مسلوب الایمان ہے۔ حررہ العبد المفتاق الی رحمۃ ربہ القدیر ابو الضیاء محمد نذیر تجاوز اللہ عن ذنبہ الصغیر والکبیر بجاہ رسولہ البشیر

ابو الضیاء محمد نذیر

صحیح الجواب واللہ اعلم بالصواب والیہ المآب حررہ الضعیف محمد حنیف الانصاری

محمد حنیف الانصاری

چونکہ یہ جاہل شخص علوم دینیہ اور عقائد حقہ اسلامیہ سے بالکل بے نصیب ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ جہل مرکب کفر کی تاریکی میں پھنسکر سواد اعوجہ فی الدارین ہوگیا لہذا اس کا فرازی کا قول وفعل قابل صد ہزار نفرین وملامت ہے۔

فقیر احمد رضا عفا اللہ عنہ

ایسا شخص کافر ہے واللہ اعلم حررہ عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم التلاقی

عبد الباقی

صحیح الجواب واللہ اعلم حررہ العبد محمد ابراہیم عفی عنہ

محمد ابراہیم

صحیح الجواب

محمد عبد الوہاب

صح الجواب | ابوالافتخار محمد عبدالمجید | صح الجواب۔ حررہ الفقیر المذنب محمد معصوم الانصاری عفا اللہ عنہ الباری | محمد معصوم

ایسا شخص یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے کہ در پردہ اسلام مین فتنہ برپا کرتا ہی | حررہ القاضی اشفاق احمد ۞ قد اصاب من اجاب وقد کفر من قال وقال للاضلال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نقلہ العبد المفتقر الی ربہ الغنی ابو محمد المدعو بالسید شاہ علی المصطفےٰ آبادی ثم مرادآبادی حفظہ اللہ من شرور الاعادی | السید شاہ علی

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ خادم العلماء | محمد مظہر اللہ ۞ یہ شخص سخت گمراہ ہے اسکے فتنہ سے مسلمانونکو بچنا لازم ہے | خاکسار محمد نبی احمد عفی عنہ ۞

بیشک ایسا شخص گمراہ ہے اور اگر توبہ نکرے تو کافر ہے | فقیر حفیظ اللہ عفی عنہ ۞ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب | فقیر محمد عبدالعزیز عفا اللہ عنہ ۞

یہ شخص اہلسنت کی جماعت سے خارج ہی مسلمانونکو چاہیے کہ اس سے میل جول سلام کلام بالکل ترک کرین کہ موجب خشنودی خدا و رسول ہی۔ | احقر العباد محمد مراد ۞

یہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا جاہل شخص اسلام مین فتنہ ہے اور اہل اسلام پر فرض ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرین اور سو شہیدون کے ثواب کے مستحق ہون۔ خادم العلماء خاکسار | محمد ہدایت رسول مجددی قادری

مواہیر علماے بمبئی

بیشک ایسا شخص گمراہ و فاسق بلکہ کافر ہے | عبید اللہ عفا عنہ | فی الواقع زید کا اگر ایسا ہی عقیدہ ہی تو اسکے گمراہ ہونے مین شک نہین | محمد صدیق عفا عنہ

لایب ان ہذا القائل ضال بل کافر۔ کتبہ عبدالمجید بن شیخ ابراہیم عافاہ عفی عنہ | بیشک ایسے شخص کو گمراہی اور فسق مین کچھ شبہ نہین بلکہ اسکے کفر مین کلام نہین | محمد عبدالقادر عفا عنہ

العجب معیب والخالف مخیب لاشک فی کفر المتصف بہذہ العقائد الباطلۃ لانہا مستلزمۃ لانکار الکلام المجید والقرآن العظیم نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا | محمد اللہ القادری

مواہیر علماء سورت و نادیر

ایسے عقائد و اعمال موجب کفر ہین کیونکہ ایمان کتب منزلہ سماویہ ہین کہ جسمین تورات و انجیل اصلی شامل ہین نہ یہ تورات و انجیل موجودۃ الحال کہ مصنفہ لوقا و متی وغیرہما ہین کیونکہ تورات و انجیل موجودۃ الحال کا اصلی ہونا ثابت نہین ہوتا اسلیے کہ تورات اصلی اور اسیطرح انجیل اصلی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے مفقود ہوچکی تھین اور اب جو موجود ہین سو وہ بمنزلہ کتب تواریخ کے روایات صحیحہ اور کاذبہ کا مجموعہ ہین جیساکہ علامہ محقق وحید مدقق مولانا مولوی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ کہ جنکی تحقیق تمام عرب و عجم مین مشہور و مقبول ہی اپنی کتاب اظہار الحق کے صفحہ ۴۲ مین تورات و انجیل موجودۃ الحال کو بچند وجوہ غیر الہامی ثابت کرنیکے بعد یہ فرماتے ہین واذا فرغت من الفصول الاربعۃ اقول ان التوراۃ الاصلیۃ وکذا الانجیل الاصلی فقد قبل بعثۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والموجود الآن بمنزلۃ کتابین من السیر مجموعین من الروایات الصحیحۃ والکاذبۃ ولا نقول انہا کانا موجودین علی اصالتہما الی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم وقع فیہما التحریف حاشا وکلا چونکہ متعدد مقامات پر قرآن مجید تغیر و تبدل پر ناطق ہو اصلی کہنا کلام الہی کی تکذیب کرنا ہے جو کفر صریح ہے اور نیز روایات کو بخاری علیہ الرحمۃ کا حدیث ابن عباس کو کتاب الشہادات اور کتاب الاعتصام اور کتاب الرد علی الجہمیہ مین اہل کتاب کی تبدیل و تغییر اور اپنے ہاتھونسے لکھنا ثابت کرنا ہی فمن شاء فلیرجع الیہ اور نیز انجیل کی اضافت لوقا اور متی وغیرہما سے کلام مسیح ثابت نہین ہوتا پھر یہ کلام الہی کیونکر ہوسکتی ہے اور ہمارا ایمان کلام الہی پر ہے نہ کلام لوقا و متی پر الخ | حررہ المحمود رجاہ اللہ الودود | الجواب صحیح | الشیخ سراج الدین

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

الجواب صحیح السید عبد الکریم نائب عفی عنہ فذلک الجواب ناطق بالصدق والصواب کتبہ السید محمد بن السید عظیم الدین لاشک فیہ محمد فاضل

ذلک کذلک رقمہ محمد ابن امیر الدین المجیب مصیب رسمہ محمد سعود بن محمود عفی عنہما ذلک الجواب صحیح حبیب اللہ اصاب من اجاب محمد جعفر

صح الجواب خادم الخفاظ الحافظ عبد اللہ سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا میل غیر سمت ہے قرآن شریف اور نبی علیہ السلام کی نسبت

ایسا کلام کہنا موجب گمراہی اور کفر ہے۔ ہمارا ایمان جملہ کتب سنزلہ پر ہے نہ اس توریت وانجیل پر کہ جو بعد میں لوگوں نے بنائی ہے اور پھر یہ بھی تحریف

وتبدیل سے خالی نہیں کتبہ خادم العلماء محمد کاظم عفی عنہ ۔ بیشک قرآن شریف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسے کلام کا کہنا موجب

گمراہی اور کفر ہے ۔ فاق النبیین فی خلق وفی خلق ۔ ولم یدانوہ فی علم ولا کرم ۔ کتبہ خادم الطلباء محمد بن صدر الدین عفی عنہ بیشک یہ شخص فاسق

اور گمراہ ہے اور ایسے عقائد واعمال موجب کفر ہیں محمود بن محمد ہاشم ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی اور کفر کا ہے خادم العلماء محمد بن اسمعیل عفی عنہ

ایسے کلام کا کہنا موجب گمراہی اور کفر کا ہے۔ زید مذکور میں اگر باتیں مذکورہ ہیں تو ضرور گمراہ اور فاسق ہے کیونکہ عقائد مذکورہ وامور مذمومہ خلاف

عبد الغفور بن مولوی محمد اسمعیل عفی عنہ آیات قرآنی واحادیث نبوی ہے اور تحریف کتب مذکورہ کی اور بے اصل ہونا ان کتب مذکورہ کا

قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا وقد کان فریق منہم یسمعون الخ یہ آیات واحادیث اس شخص کے فسق اور کفر کی دلیل ہیں کتبہ العبد المفتقر

الی رحمۃ ربہ المعین خادم العلماء العالمین محی الدین المعروف بہ قاضی رحمت اللہ مدرس عربی مدرسہ اشرفیہ خادم شرع متین محی الدین

صح الجواب حررہ العبد الذلیل محمد اسمعیل عفی عنہ حافظ محمد اسمعیل مدرس مدرسہ احمدی صح الجواب کتبہ العبد الحقیر الراجی رحمۃ ربہ الکریم رحیم الدین مدرس مدرسہ احمدی۔

صح الجواب خادم شرع رسول قاضی سید عبد الرسول الآمر المذکور کما ہو المسطور کتبہ اضعف عباد اللہ الصمد خادم العلماء والطلباء حافظ محمد احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ احمدی

صح الجواب محمد عبد الرشید فاروقی التہانوی الدہلوی ۔ الجواب صحیح محمد لطف اللہ حسام الدین صح الجواب یہ شخص کافر ہے جو اسکے کفر میں شک کرے وہ اسکے اسلام میں شک کرے

واضح ہو کہ اس شخص نے چونکہ دعوی امامت کیا ہے جس سے امام مہدی بننے کی بو آتی ہے جو موجب فساد مذہب اور ملک ہے اور اسکے عقائد فاسدہ

اور اسکی باتوں سے اسلام کو سخت مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے اسلیے اسکے حالات کو بنظر نیک نیتی ظاہر کیا گیا ورنہ ہمکو انسے ذاتی کوئی

کاوش نہیں۔ اور حرمین شریفین کے علماء کرام کی مواہیر وفتاوی آنے میں چونکہ دیر ہوئی اسلیے وہ اس فتوی میں شامل نہو سکین

بار دیگر جو طبع ہوگا انشاء اللہ شامل کر دیجائینگی۔ اور ہندوستان کے باقی علماء کی مواہیر کی اسلیے کچھ ضرورت نہ سمجھی گئی کہ

وہ سب اس امر میں متفق ہیں سنی شیعہ مقلد غیر مقلد ۔ فقط

Checked 1987